الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات وافادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح
سید محمد حسینی گیسودراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

سلسلہ مطبوعات کتبخانہ روضتین گلبرگہ شریف

بہ انتظام و توجہ خاص جناب معلی القاب نواب غوث یار جنگ بہادر ایم اے

صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و میر مجلس کتبخانہ روضتین

و بہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے عثمانیہ

ناظم وظیفہ یاب سررشتہ تعمیرات سرکار

در انتظامی پریس کیسری بلڈنگ حیدرآباد دکن طبع شد

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ
الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝

مجموعہ یازدہ رسائل

از تصنیفات و افادات

حضرت قدوۃ الواصلین امام الکاملین شمس العارفین مصباح المقربین سید السادات

ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابو الفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس سرہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱ اللھم انت اللہ الواحد الاحد الفرد الذی لا الہ انت لا غیرک ولا موجوداً سواک ۔ الٰھی انت الذاکر وانت المذکور انت الحامد وانت المحمود ۔ انت الطالب وانت المطلوب انت المحب وانت المحبوب ۔ انت الناظر وانت المنظور انت الشاھد وانت المشھود ۔ یاھو یامن لا ھو الا ھو یا من لا الہ الا ھو یا ازلی یا ابدی یا دھری یا دیمومی صل وسلم وبارک علی النور الاقدس الاتم الاقدم الذی لولاہ حجابک لاحرقت سبحات وجھک ما انتھی الیہ بصرک من خلقک وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ الھادیین المھدیین ۔

الٰھی

تو بعلم ازل مرا دیدی　　وانچنانم بعیب بگزیدی

تو بعلم آن ۔ من بعیب ہمان　　رو مکن آنچہ خود پسندیدی

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ کے چھپے سے

چھوٹے یہ گیارہ رسالے طبع کئے جا کر شائع کئے جاتے ہیں۔ ہر رسالہ علیحدہ علیحدہ طبع ہوا ہے اور ہر ایک کے صفحوں کا شمار علیحدہ علیحدہ سر صفحہ پر دیدیا گیا ہے۔ اوس کے علاوہ پورے مجموعہ کے صفحوں کا شمار بھی مسلسل از ابتدا تا آخر صفحوں کے نیچے دیدیا گیا ہے۔ ذیل میں ان رسالوں کی تفصیل دی جاتی ہے اور ہر ایک کے نام کے محاذی اوس کے ابتدا کے صفحہ کا شمار جو صفحہ کے نیچے لکھا ہوا ہے دیدیا گیا ہے۔

ان رسالوں کی کیفیت مختصر طور پر ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

(۱) تفسیر سورہ فاتحہ شریف

امام ابو القاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کلام اللہ شریف کے ہر سورہ سے چند آئتیں انتخاب کرکے اون کی تفسیر لکھی ہے اور اوس کا نام **لطائف قشیری** رکھا ہے۔ یہ تفسیر بحد لطیف پیرایہ میں لکھی گئی ہے اور ہر آئت کے اسرار و غوامض نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز

قدس سرہ امام قشیری کے بہت معتقد تھے اور یہ تفسیر اون کو نہایت پسند تھی اپنی تصانیف میں کہیں کہیں اوس کے مضامین درج کئے ہیں۔ حضرت مخدوم کے سوانح نگار محمد سامانیؒ نے کتاب **سیر محمدی** میں جہاں حضرت مخدوم کے تصانیف کا ذکر کیا ہے اون کی ایک **تفسیر ملتقط** کا بھی ذکر کیا ہے خود حضرت مخدوم نے بھی اپنی بعض تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے بلکہ اوس کے بعض مقامات کی عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ یہ تفسیر قرآن شریف کے منتخب سورتوں اور آیات کی ہے اور لطایف قشیری ہی کے طرز پر لکھی گئی ہے۔ تفسیر ملتقط اب مفقود ہے بہت جستجو کے بعد بھی اوس کا پتہ ہنوز نہیں مل سکا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ سورہ فاتحہ شریف کی یہ تفسیر جو اس مجموعہ میں شریک کیگئی ہے ایا اوسی تفسیر ملتقط کا جزو ہے یا حضرت مخدوم نے اوس سے علیحدہ مستقل طور پر تحریر فرمایا ہے۔ میرے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما جناب مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی کے کتب خانہ سے ایک نہایت خوشخط ۱۰۶۴ھ کا لکھا ہوا حضرت مخدوم بندہ نواز کے چند چھوٹے رسالوں کا مجموعہ مجھے عاریتاً ملا تھا اوس میں یہ تفسیر بھی تھی۔ اوس سے نقل لی گئی اور اوس نقل سے طباعت کی گئی دوسرا نسخہ چونکہ نہیں مل سکا اس لئے مقابلہ نہیں ہو سکا اور بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۲) استقامت الشریعت بطریق الحقیقت

حضرت مخدوم علیہ الرحمہ نے جیسا کہ دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے اس کو ۷۹۲ھ میں تصنیف کیا اس کا ذکر اونہوں نے اسمار الاسرار کے ایک سمر میں بھی کیا ہے اپنے زمانہ کی حالت دیکھ کر اونہوں نے نہایت سوز دل سے یہ کتاب تصنیف کی اور چند نہایت نازک مسائل (خصوصاً مسئلہ جبر و اختیار) کا بیان بہت لطیف اور واضح پیرایہ میں فرما دیا ہے۔ کتب خانہ آصفیہ میں ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ہے اوس سے نقل لی گئی۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ایک

مجموعہ ملا جس میں ۱۲۶۱ھ کا نقل کیا ہوا یہ رسالہ بھی تھا اوس سے مقابلہ کرکے میرے نقل لئے ہوئے رسالہ کی تصحیح کی گئی لیکن پھر بھی بہت مقامات تصحیح طلب رہ گئے۔ ۱۳۵۱ھ میں مجھے کلکتہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں مجھے اس کا ایک نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۱۹) ملا اوس سے میں نے اپنے نسخہ کا مقابلہ کیا اور مکمل طور پر تصحیح کرلی اوسی تصحیح کردہ نسخہ سے یہ کتاب طبع کی گئی۔

(۳) رسالہ درمسئلہ رویت باری تعالیٰ وکرامات اولیا وغیرہ

کتب خانہ آصفیہ کے نسخہ سے نقل لی گئی اور ۱۳۵۱ھ میں میں جب کلکتہ گیا رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ (فارسی نمبر ۱۲۲۸) سے میں نے مقابلہ کیا اور جس حد تک تصحیح ممکن ہوسکی کی۔ یہ رسالہ بغیر حمد و نعت اور بغیر کسی تمہید کے شروع کیا گیا ہے۔ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا حضرت مخدوم کی کسی تصنیف کا یہ ایک جزو ہے یا اون کی مستقل تصنیف ہے۔ اس رسالہ میں حضرت گیسودراز نے متعدد مسائل پر محققانہ بحث کرکے اون کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلا مسئلہ رویت باری تعالیٰ کا ہے اہل سنت وجماعت کے علاوہ اسلام کے بقیہ تمام فرقے اس کا قطعی انکار کرتے ہیں نہ صرف دنیا میں بلکہ عقبیٰ میں بھی۔ اون کا ادعا ہے کہ بشر کے لئے رویت باری محال ہے۔ چونکہ صحیح حدیثوں سے نہایت وضاحت اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ بہشت میں مومن خداوند تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا اس لئے اہل سنت میں کسی کو بہشت میں دیدار باری سے اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے تو دنیا میں رویت سے ہے۔ جمہور علمائے محققین اور صوفیائے کاملین متفق ہیں کہ دنیا میں خواب میں دیدار ممکن ہے چنانچہ بہت سے خواص اولیا کے متعلق صحت کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ وہ خواب میں بارہا دیدار الٰہی سے مشرف ہوئے۔ زیادہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا دنیا میں بحالت بیداری بھی دیدار ممکن ہے چند اکابر مثلاً

امام ابوبکر کلاباذی مصنف کتاب تعرف اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیی منیری کو قطعاً انکار ہے۔ بخلاف اوس کے دوسرے اکابر کو جن میں حضرت پیران پیر غوث الثقلین سلطان الجن والانس سید عبدالقادر جیلانی اور اولیائے چشتیہ شامل ہیں رویت کا انکار نہیں ہے۔ حضرت مخدوم نے صراحت فرمائی ہے کہ اخص الخواص اولیا جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ اون کا خواب وبیداری اون کا ظاہر و باطن اون کی دنیا اور عقبی سب کی حالت ایک سی ہوجاتی ہے تو اون کو حالت تیقظ میں بھی بچشم باطن دیدار ممکن ہوجاتا ہے اور ہوا ہے۔ اسی رسالہ میں حضرت مخدوم فرماتے ہیں "محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آن طایفہ را دیدہ ام کہ ایشان یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند"

اس کتاب میں دوسرا مسئلہ انبیا کی ملایکہ مقربین پر فضیلت کے متعلق ہے تیسرا مسئلہ کرامات اولیا اور چوتھا مسئلہ کلام اللہ شریف کے متشابہات کی بحث میں ہے۔

(۴) حدایق الانس

سنہ ۱۳۵۱ھ میں میں نے کلکتہ کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ کے نسخہ سے اس کتاب کی نقل لی۔ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ۱۳۲۵ھ کا لکھا ہوا جدید الخط نسخہ موجود ہے مگر وہ اس قدر غلط لکھا ہوا ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں اوس سے کچھ مدد نہیں مل سکی۔ تیسرا نسخہ کہیں دستیاب نہیں ہوا۔

حضرت مخدوم نے اپنے ایک برگزیدہ مرید کو دس حدیقے لکھوائے ان کو لکھوانے کے بعد اور دو حدیقوں کا اضافہ فرمایا۔ پیر کی رحلت کے بعد اونہوں نے دیباچہ لکھ کر ان حدیقوں کو کتاب کی شکل میں مدون کیا اور ترتیب وہی قائم رکھی جس ترتیب سے حضرت مخدوم نے لکھوایا تھا اور تمام مضامین اسی کو ملحوظ رکھکر

ان حدیقوں کے جامع نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ حدیقہ ہشتم اور حدیقہ نہم کے مضامین پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عنوان میں تقدم تاخر ہو گیا ہے کتاب منقول عنہ میں چونکہ یہی ترتیب تھی اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے طباعت میں عنوان کا وہی شمار قائم رکھا گیا۔

ان حدیقوں میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے عجیب عجیب نکتے اور اسرار بیان فرمائے ہیں۔ بعض کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا :۔

حدیقہ اول میں فرماتے ہیں :۔ "بدانی کہ مرو عارف و سالک و ہالک را ہر چہ اَلذّے و اشہیٰ بود تجلی او در آن الذو اشہیٰ و اہیٰ بود چہ دائم تو بہ فہم کنی۔ آ ئی دانی"

حدیقہ نہم میں نماز با جماعت کی شدید تاکید ان الفاظ میں فرمائی ہے "وخواجہ من قدس سرہ گفتہ است کہ ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان او را حسرت چرکین نامند" اللہ اللہ ایک وقت کی جماعت کے قضا ہونے کا یہ حال ہے اگر کسی وقت کی نماز ہی قضا ہو جائے تو کیا حال ہوگا ! اللہم احفظنا۔

اسی حدیقہ میں نماز با جماعت کی باطنی حالت اس طرح ظاہر فرمائی ہے :۔

"و بحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد و قالبے دارد و روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد ہر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے صورت اتحاد بیند خفی با قلب آن چنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے ہمیں مثال است۔ اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت و شناخت رب العزت جز این نباشد"۔

حدیقہ یازدہم (یعنی حدیقہ دہم کے بعد کے حدیقہ میں جس کو جامع کتاب نے حدیقہ "اول" لکھا ہے) حضرت مخدوم روحی فداہ نے ایک نہایت ہی باریک اور دور رس اور مدہوشی آور نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں انسان کو مال و زر دیتا ہے جس کو وہ راہ خدا میں مختلف طریقوں پر صرف کرتا ہے۔ اور اس کو

قوت اور صحت جسمانی مرحمت فرماتا ہے۔ جن کی بدولت وہ نمازیں پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ تلاوت کلام اللہ کرتا ہے۔ ذکر اور مراقبہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوتا ہے۔ حج کرتا ہے جہاد فی سبیل اللہ میں جان و مال کو قربان کرتا ہے۔ اگر ان کو اللہ تعالیٰ قبول فرماوے تو عاقبت میں اوس کو اون کی جزا اور بہت جزا ملیگی۔ لیکن یہ سب خیرات و مبرات عبادات و مجاہدات انسان اوسی وقت تک کرسکتا ہے جب تک کہ وہ بقید حیات ہے۔ موت کے آتے ہی یہ سب ختم ہو جاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لئے دفعتاً سب سے محروم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم فرماتے ہیں " اما محبت اللہ سبحانہ بصفتہ ازلی و ابدی است و ازلی و ابدی دوستی او کذلک پس مرد حکیم سلیم ہمہ را پشت دادہ روے بمحبت آرد" یعنی سب سے انفع اور ما یحتاج چیز محبت الٰہی ہے۔ موت کے آتے ہی سب اعمال منقطع ہو جاتے ہیں عشق الٰہی ہی ایسی چیز ہے جو غیر فانی ہے اور ابد الآباد تک منقطع نہیں ہوسکتی اس لئے چاہیئے کہ تم محبت الٰہی پیدا کرو اور جتنی عبادتیں تم سے ہوسکیں محبت میں سرشار رہو کر بجا لاؤ تاکہ مرنے کے بعد گو تمہارے اعمال ظاہری منقطع ہو جائیں محبت الٰہی تمہارا ساتھ قبر میں دے اور ابد الآباد تک تم کو نہ چھوڑے۔ تم نے سنا ہوگا کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ میں حضرت موسیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور اوسی وقت اون سے آسمان پر بھی ملاقات ہوئی۔ حدیث صحیح ہے کما تعیشون تموتون کما تموتون تبعثون یعنی آدمی جس دُھن میں زندگی گزارے گا مرے گا بھی اوسی دُھن میں اور جب قیامت میں زندہ کیا جائے گا تو اسی دُھن میں زندہ ہوگا۔ اللہ کی محبت اور اوس کا عشق جب انسان کے وجود پر مستولی ہو جائے گا تو اوس کی عمر اوسی محبت اور عشق میں کٹ جائے گی اور جب مرے گا اوسی عشق اور محبت میں سرشار مرے گا۔ اور قیامت کے روز جب اوٹھایا جائے گا اوسی عشق اور محبت میں والہ اور مست

اور سرشار اوٹھے گا ؎

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

دیوانہ مرفوع القلم ہوا کرتا ہے۔ عشق الٰہی کے دیوانہ سے حساب کتاب سوال و جواب کیسا۔ حدیثوں میں ہے کہ قیامت کے روز ایسے لوگ بھی ہوں گے جو بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں بھیج دیے جائیں گے وہ انہیں دیوانگان محبت الٰہی کی جماعت ہوگی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قتیلان محبت الٰہی کی موت سنت الٰہی کی تبعیت میں محض ظاہری موت ہے ورنہ وہ لوگ زندۂ جاوید ہیں۔ ولعمری خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حق سبحانہ تعالیٰ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز کے وابستگان دامن کو اون کے مسلک پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما دے اور اوس پر استقامت نصیب کرے۔ اللھم حرق قلوبنا بنار عشقك وارزقنا ازدياد محبتك حتى لا يبقى شيئ غيرك

(۵) وجود العاشقین

یہ مختصر رسالہ حضرت مخدوم کے عشق الٰہی کی حقیقت اور اوس کے مراتب کے بیان میں تحریر فرمایا ہے۔ عشق حقیقی کے مراتب اور اسرار میں اونہوں نے ایک مبسوط کتاب المسمی بہ خطائر القدس تصنیف فرمائی ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اس مختصر میں اوس کے تمام مراتب کو از ابتدا انا انتہا نہایت ایجاز کے ساتھ اپنے خاص انداز میں نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔

ملک دکن میں اس رسالہ کے نسخے جا بجا موجود ہیں چونکہ نقلین بہت لی گئی ہیں اس لئے بمصداق "ہر کہ آمد بران مزید کرد" کاتبوں نے غلطیوں کا بھی انبار

کردیا ہے جس سے ایسی غامض کتاب کی تصحیح میں نہایت دشواری پیش آئی مجھے اس کے پانچ قلمی نسخے ملے جن میں ایک سنہ ۱۰۴۸ھ کا اور دوسرا سنہ ۱۲۶۴ھ کا لکھا ہوا تھا مطبع گلزار ابراہیم مرادآباد میں سنہ ۱۳۰۱ھ میں یہ کتاب چھپی بھی تھی لیکن سرتاپا غلطیوں اور الحاقات سے بھری ہوئی۔ بہر حال ان پانچ نسخوں کے مقابلہ سے بقدر امکان تصحیح کی گئی۔

(۶) رسالہ توحید خواص

اس رسالہ میں "وحدت حقیقی" کا مسئلہ نہایت لطیف اور محققانہ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ میں مجھے ایک مجموعہ ملا جس میں حضرت مخدوم کے چند دوسرے رسالوں کے ساتھ یہ رسالہ بھی تھا۔ اور شرف پریس بہار میں سنہ ۱۳۰۶ھ میں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰ منیری اور حضرت امیر ابو العلا اکبرآبادی اور حضرت نجم الدین کبیری رحمتہ اللہ علیہم کے چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہمراہ طبع بھی ہوا تھا۔ ان دونوں (یعنی قلمی اور مطبوعہ) نسخوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔ اس رسالہ میں حضرت مخدوم بندہ نواز نے اپنا نام کہیں درج نہیں کیا ہے اس لئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اونہیں کی تصنیف ہے لیکن قلمی نسخہ کے لوح پر اون کا نام لکھا ہوا تھا اور جن دوسرے رسالوں کے ہمراہ اوس مجموعہ میں شریک تھا وہ اونہیں کے تصنیف کردہ ہیں اس لئے ظن غالب یہی ہے کہ یہ رسالہ بھی حضرت مخدوم ہی کی تصنیف ہے۔

(۷) رسالہ منظوم در اذکار

بائیس سال ہوئے روضہ خورد کے ایک متوسل کے پاس میں نے حضرت مخدوم بندہ نواز قدس سرہ کا نثر میں اذکار کے متعلق ایک رسالہ دیکھا تھا اوس میں طریقہ علیہ چشتیہ کے وہ اذکار درج کئے گئے تھے جن کی تعلیم مریدوں کو عموماً دیجاتی ہے

جن صاحب کے پاس یہ رسالہ تھا اون کا انتقال ہوگیا اور اون کے بعد وہ رسالہ بھی تلف ہوگیا اور کسی دوسرے نسخہ کا مجھے پتہ نہیں ملا۔ اس منظوم رسالہ کا مجھے صرف ایک ہی نسخہ ملا۔ چونکہ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ دستیاب نہیں ہوا اس لئے بعض جگہ الفاظ اور عبارتیں مشکوک رہ گئیں۔ اس منظوم رسالہ میں حضرت مخدوم نے وہ اذکار جمع کئے ہیں جن کی تعلیم منتہی اور پایۂ تکمیل کو پہنچے ہوئے مریدوں کو دیجاتی ہے۔ اس لئے حضرت مصنف نے اون سب کو نہایت غامض پیرایہ میں بلکہ بطور معمہ کے لکھا ہے۔

(۸) رسالہ در مراقبہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا۔ اس نسخہ کی کتابت ختم کرکے کاتب نے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے:۔ "قوبل باصل الکرام"۔ اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ اس کا مقابلہ حضرت مصنف کے دستخطی نسخہ سے کیا گیا تھا۔ اس رسالہ میں مریدوں کی تعلیم و تربیت کے لئے چھتیس مراقبے درج کئے گئے ہیں جو علاوہ طریقہ چشتیہ کے دوسرے طریقوں (مثلاً قادریہ۔ سہروردیہ وغیرہ) میں بھی رائج ہیں۔

(۹) رسالہ اذکار چشتیہ

یہ رسالہ بھی مجھے حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتب خانہ سے ملا۔ کاتب نے آخر کتاب میں ختم کتابت کی تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہے "فی التاریخ ۲۴ شوال سنہ ۲ از جلوس ... ورنگ زیب در اورنگ آباد"۔ اس نسخہ سے نقل لے کر میں نے اس مجموعہ میں شریک کیا۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے چونکہ دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض بعض جگہ الفاظ مشکوک رہے۔

یہ رسالہ خود حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کا تصنیف کردہ نہیں ہے

بلکہ اون کے ایک مرید نے جنھوں نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا ہے اون اذکار کو جن کی تعلیم حضرت مخدوم دیا کرتے تھے جمع کرکے کتاب کی شکل میں مرتب اور مدون کردیا ہے متعدد مقامات پر یہ یا اوس کے ہم معنی عبارت بھی لکھی ہے "بندگی میاں بڑہ ابن مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز سیفرمایند"۔ حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید اکبر حسینی قدس سرہ کو عموماً لوگ سید بڑے اور میاں بڑے کہا کرتے تھے۔ ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ کے مولف حضرت سید اکبر حسینی کے بھی فیض یافتہ تھے اور ان کے زمانۂ حیات میں اونھوں نے یہ رسالہ قلمبند کیا۔ چونکہ اون کی وفات اون کے والد کے زندگی میں واقع ہوئی اس لئے یہ رسالہ ضرور حضرت مخدوم بندہ نواز کے نظر سے بھی گزرا ہوگا چونکہ اون کا تصنیف کردہ رسالہ جس کا ذکر میں پہلے کرچکا ہوں مجھے نہیں ملا اس لئے اس مجموعہ میں اس "رسالہ اذکار چشتیہ" کو شریک کردینا مناسب معلوم ہوا۔

(۱۰) شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ

امیر خسرو دہلوی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ کے قدیم ترین مقرب ترین برگزیدہ ترین اور اخص الخواص مرید تھے پیر کے جناب میں جو تقرب اور محرمیت انہیں حاصل تھی کسی مرید کو حاصل نہیں ہوئی۔ راتوں کو ان کے خلوت خاص میں ان کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی نے انہیں "خواجہ ترک اللہ" کا خطاب دیا تھا خطوط اور تحریرات میں اسی لقب سے مخاطب فرماتے تھے اور گفتگو میں اونہیں عموماً ترک ہی کے لقب سے یاد کیا کرتے اون کو حضرت امیر سے اس قدر محبت تھی کہ اون کو مخاطب فرماکر کبھی کبھی فرماتے "من از تو تنگ آیم تا حدے کہ از خود تنگ آیم و از تو تنگ نیایم" یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو میں وصیت کرجاتا کہ خسرو کو میرے ساتھ میری قبر میں لٹا کر دفن کریں چونکہ یہ نا ممکن تھا ان سے وصیت کی کہ خسرو اون کے قریب دفن کئے جائیں۔ حضرت امیر نے فرمایا تھا کہ خواجہ اپنیدہ شہد

خداکردہ است کہ ہرگاہ کہ در بہشت خرامد بندہ را برابر خود در بہشت بردانشاءاللہ تعالیٰ" محبت الٰہی کی آگ خسرؔو کے سینہ میں اس قدر بھری ہوئی اور شعلہ زن تھی کہ اون کے پیر نے کبھی کبھی فرمایا" حق تعالیٰ مرا بسوز سینہ ترک بخشاید" اللہ اللہ! حضرت محبوب الٰہی کے دل میں خسرو کی محبت اس قدر زیادہ تھی کہ یہ شعر اون کی زبان مبارک سے بے ساختہ نکلا ؎

گر زبہر تُرک تُرکم ارہ برتارک نہند ۔۔۔ تُرک تارک گیرم الا نگیرم تُرک تُرک

خلاصہ یہ کہ حضرت امیر خسروؔ "محبوب الٰہی" کے محبوب تھے۔

خسرو کی ذات آیتؔ من آیات اللہ تھی یا یوں کہئے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں میں ایک معجزہ تھی۔ اس جامعیت کے آدمی امت مرحومہ میں بہت کم پیدا ہوئے۔ علامہ شبلی نے شعرالعجم کی دوسری جلد میں خسرو کے ترجمہ میں لکھا ہے:۔ ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس درجہ کا جامع کمالات نہیں پیدا ہوا اور سچ پوچھو تو اس قدر مختلف اور گوناگوں اوصاف کے جامع ایران وروم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو ہی چار پیدا کئے ہوں گے" اون کے تمام کمالات کو بیان کرنا اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے صرف شاعری ہی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس جامعیت کا شاعر دنیا کی کسی قوم نے نہیں پیدا کیا بڑے بڑے باکمال شاعر جتنے ہوئے انہوں نے شاعری کے صرف ایک یا دو صنف میں کمال حاصل کیا۔ لیکن خسرو شاعری کے ہر صنف میں بلند پایہ رکھتے ہیں۔ قصیدہ میں خاقانی کمال اصفہانی اور ظہیر فاریابی سے بلند تر ہیں۔ مثنوی اور غزل میں نظامی اور سعدی کے ہم پلہ اور ہم رتبہ ہیں۔ رباعی گوئی میں کوئی شاعر اون کے برابر نہیں ہوا در قطعات اور ترجیع بند وغیرہ میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ یہ تو فارسی زبان کے کمالات تھے ہندی زبان کی شاعری کو اونہوں نے اس درجہ کمال کو پہنچایا کہ اون کے [illegible] شاعر اون کی گرد تک نہ پہنچ سکا۔ عربی میں اون کے

اشعار بہت کم منقول ہیں لیکن جو موجود ہیں متنبی کے اشعار سے کسی طرح کم پایہ نہیں ہیں
خسرو ہندی اور ایرانی موسیقی کے بھی جامع تھے اور ایسے جامع تھے کہ ایسا باکمال اون
کے بعد آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ اون سے پہلے کسی کا پتہ چلتا ہے۔

حکیم افضل الدین خاقانی کی کلیات کا جو پہلا قصیدہ ہے اوس کے مطلع کے
دو شعر یہ ہیں۔ یہ قصیدہ ۱۱۶ شعر کا ہے۔

دلِ من پیر تعلیم است و من طفل زباندانش — دم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش
نہ ہر زانو دبستان است و ہر دم لوح تعلیمش — نہ ہر دریا صدف دار است و ہر نم قطرہ نیسانش

خسرو نے اسی طرز اسی وزن اور اسی ردیف و قافیہ میں ۲۲۴ شعر کا ایک قصیدہ کہہ کر
دیوان غرۃ الکمال میں شریک کیا ہے اس کے مطلع کے دو شعر یہ ہیں۔

دلم طفل است و پیر عشق استادِ زباندانش — سواد الوجہ سبق و مسکنت کنج دبستانش
نہ ہر پیرے زباندان است و ہر دل طفل تعلیمش — نہ ہر خاکے گل انگیز است و ہر نو رستہ ریحانش

اس قصیدہ میں ایک معرکۃ الآرا شعر یہ ہے۔

زدریائے شہادت چون نہنگ لا بر آرد ہو
تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

یہ شعر اس قدر غامض اور رموز و اسرار حقیقت سے بھرا ہوا ہے کہ متعدد کبرائے
صوفیہ اور عرفا کو اس کی شرحیں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی سب سے پہلے حضرت
مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز نے شرح لکھی۔ اوسی کے قریب زمانہ میں جونپور کے بادشاہ
سلطان ابراہیم شرقی کی درخواست پر حضرت شیخ کبیر مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی
نے اس کی شرح لکھ کر بادشاہ کے پاس بھیجی۔ اون کے بعد مولانا [illegible] علیہ الرحمۃ نے
ایک امیر کی فرمایش پر مبسوط شرح لکھی۔ یہ شرح ۱۳۲۹ھ میں مطبع [illegible] دہلی میں طبع
ہوئی تھی۔ ایک شرح حضرت [illegible] محمد گجراتی نے [illegible]

نے لکھی۔ ان کے علاوہ دو شرحیں اور بھی میری نظر سے گزری ہیں۔ حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز کی شرح اس مجموعہ میں شریک کی گئی ہے۔ اس کا ایک قدیم قلمی نسخہ مجھ کو حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب کے کتاب خانہ سے ملا جس کی نقل سے کر طبع کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ نہیں ملا اس لئے بعض الفاظ مشکوک رہ گئے۔

(۱۱) برہان العاشقین معروف بہ قصہ چہار برادر و مشہور بہ شکار نامہ

یہ ایک صفحہ کا مختصر مضمون ہے جس میں حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ نے حقیقت انسانی کا ابتدائے آفرینش سے انتہائے کار دنیاوی (موت) تک کا خاکہ نہایت غامض مگر بے حد لطیف پیرایہ میں کھینچا ہے۔ صوفیوں میں یہ معما اس قدر مقبول ہوا کہ متعدد اکابر طریقت نے مختصر اور مطول شرحیں لکھیں۔ اس مجموعہ میں اکابر سلف کی چھ شرحیں شریک کی گئی ہیں اور ساتویں شرح ہمارے محترم کرم فرما مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب نے خاص اس مجموعہ کے لئے لکھ کر دی۔ ہر شرح کی مختصر کیفیت اور اس کے شارح کا مختصر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شرح اول و دوم برہان العاشقین

قاضی عین القضات ہمدانی کی تمہیدات کی شرح حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ نے لکھی ہے۔ "مصری کندری" نامی ایک بزرگ کے قلم کا نقل کیا ہوا اس کا ایک نہایت اچھا نسخہ ہمارے محترم دوست نواب معشوق یار جنگ بہادر کے پاس تھا۔ مصری کندری نے اس کو اپنے لئے حیدرآباد میں ۱۰۴۲ھ میں نقل کیا تھا۔ یہ نسخہ کتب خانہ روضتین میں وقف کر دیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں دو نہیں کا تب مصری کندری کے قلم کی لکھی ہوئی یہ دو شرحیں بھی شریک ہیں ان کی نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔ پہلی شرح مکمل ہے اگرچہ مختصر ہے لیکن نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ شارح نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

بعض قرائن سے گمان ہوتا ہے کہ غالباً مخدوم سید اکبر حسینی (فرزند اکبر حضرت مخدوم گیسو دراز قدس سرہما) کی لکھی ہوئی ہے مگر اس کا اطمینان بخش ثبوت نہیں مل سکا۔ بہر حال شرح کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح علیہ الرحمہ عالم جید اور عارف کامل تھے ۱۰۴۸ھ میں جب اس کی نقل لی گئی تو ظاہر ہے کہ تصنیف بہت پہلے کی ہوگی۔

دوسری شرح ناتمام ہے۔ اگر تمام کی گئی ہوتی تو خوب شرح ہوتی۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

شرح سیوم برہان العاشقین از حضرت شیخ حسن محمد چشتی علیہ الرحمہ

اس شرح کے مولف حضرت شیخ ابو صالح محمد معروف بہ شیخ حسن محمد بن شیخ احمد معروف بہ میاں جیو بن شیخ نصیر الدین ثانی بن شیخ محمد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ بن شیخ عبد الرحمن رحمتہ اللہ علیہم ہیں۔ شیخ عبد الرحمن حضرت ختم المشائخ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے والد کے چچا کے فرزند تھے اور شیخ کمال الدین علامہ کی والدہ حضرت ختم المشائخ کی حقیقی ہمشیر تھیں۔ اس لئے حضرت علامہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رقدس سرہما کے حقیقی بھانجے اور چچا زاد بھائی تھے۔ وہ حضرت چراغ دہلی کے سابق ترین اور برگزیدہ ترین مرید اور خلیفہ بھی تھے۔ خواجہ بندہ نواز ان کے پیر بھائی تھے اور اون کی صحبت سے ظاہراً و باطناً مستفید ہوئے تھے۔ حضرت علامہ کی رحلت پیر کے زمانہ حیات میں ۲۷ر ذی قعدہ ۷۵۶ھ کو دہلی میں ہوئے اور مزار مبارک پیر کے مزار کے احاطہ کے اندر ہے۔ حضرت چراغ دہلی کی رحلت کی تاریخ ۱۸ر رمضان ۷۵۷ھ ہے۔ حضرت کمال الدین علامہ کے بڑے فرزند شیخ سراج الدین حضرت چراغ دہلی کے مرید تھے مگر تعلیم و تربیت اور خلافت اپنے والد سے پائی تھی۔ والد نے اون کو گجرات بھیج دیا۔ وہاں سکونت اختیار کی اور وہیں اون کا انتقال ہوا۔ اون کی سجادگی تا حال ' ون کی اولاد میں احمد آباد

گجرات میں باقی ہے۔ شیخ حسن محمد چشتی کو خلافت اپنے چچا شیخ جمال الدین جمن سے اون کو اون کے والد شیخ علم الدین سے اور اون کو اون کے والد شیخ سراج الدین بن کمال الدین علامہ سے ملی تھی۔ یہ سلسلہ بہت بابرکت ہوا۔ اس کے متوسلین میں بکثرت درجہ ولایت پر فائز ہوئے۔ حضرت محب النبی مولانا فخر الدین چراغ چشت دہلوی بن مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اسی سلسلہ سے وابستہ تھے۔ شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ کی رحلت روز شنبہ بست وہشتم ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو ہوئی مزار مبارک احمد آباد گجرات میں ہے۔

شیخ حسن محمد چشتی کے فرزند اور خلیفہ حضرت شیخ محمد قطب گجرات نے اپنے والد علیہ الرحمہ کے چھوٹے چھوٹے بیالیس رسالوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے برہان العاشقین کی یہ شرح اوسی مجموعہ سے نقل کی گئی۔ مقابلہ اور تصحیح کے لئے دوسرا نسخہ مجھے نہیں ملا۔

شرح چہارم برہان العاشقین از حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ

مخدوم سید عبد الواحد بلگرامی بہت بلند مرتبہ عالم اور عارف اور سادات بلگرام کے خاندان کے فرد فرید تھے۔ کم عمری میں حضرت مخدوم صفی الدین سائی پوری سے مرید ہوئے اور چند سال تک اون کے زیر تربیت رہے۔ ابھی صرف اٹھارہ سال کے تھے کہ پیر کا سایہ اون کے سر سے اوٹھ گیا۔ تکمیل باقی تھی اس لئے اپنے والد کے دوست شیخ حسن سکندرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سال تک خدمت گزاری کی۔ بقول میر غلام علی آزاد بلگرامی "تربیت ہائے فراوان یافت" اور تکمیل کے بعد اون سے خلافت حاصل کی۔ سید عبد الواحد بلگرامی صاحب تصنیف بھی ہیں۔ سبع سنابل اون کی نہایت مشہور اور صوفیوں میں نہایت مقبول کتاب ہے ترجمہ اردو ان کی بہت زرخیز ہ شرح بھی لکھی ہے۔ چھوٹے چھوٹے رسالے بھی بہت

سے اون کی تصنیف ہیں۔ ان کی رحلت جمعہ سیوم رمضان المبارک ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔
مزار بلگرام میں ہے۔

میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ نے برہان العاشقین کی ایک مختصر مگر نہایت واضح شرح لکھی ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک علامہ سید عبد الجلیل بلگرامی کے والد سید احمد بن سید عبد اللہ کے قلم کا ۱۰۹۴ھ کا نہایت خوشخط لکھا ہوا، دوسرے پر کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے مگر ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں کے مقابلہ سے تصحیح کی گئی۔

شرح پنجم برہان العاشقین از حضرت میر سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ

میر غلام علی آزاد مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "اصل ایشان از سادات ترمذ است" ان کے اجداد میں ایک بزرگ ترمذ سے آکر جالندھر میں سکونت پذیر ہوئے اور حضرت سید محمد کے والد جالندھر سے کالپی چلے آئے۔ حضرت قدس سرہ نے پہلے شیخ یونس محدث سے تلمذ کیا۔ میر غلام علی آزاد لکھتے ہیں "شیخ یونس در حفظ شریعت غرا بسیاری کوشیدند۔ تشرع استاد در مزاج وہاج تاثیر تمام کرد و نور متابعت نبوی سر تا پائے ایشان را فرا گرفت" شیخ یونس کی رحلت کے بعد کچھ دنوں مولانا عمر جاجموی سے تلمذ کیا اوس کے بعد حضرت شیخ جمال اولیا قدس اللہ سرہ کے حلقۂ درس میں داخل ہوئے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرنیکے بعد پیر نے سلاسل چشتیہ اور قادریہ اور سہروردیہ اور مداریہ میں خلافت دیکر ان کو رخصت کیا۔ کالپی واپس آئے اور "بیاد رب الارباب و تلقین اصحاب مشغول شدند" بعد چندے جالندھر تشریف لے گئے واپسی میں آگرہ میں حضرت امیر ابو العلا اکبرآبادی قدس سرہ سے ملے اور طریقہ نقشبندیہ ابو العلائیہ میں خلافت حاصل کی۔ حضرت سید محمد کالپوی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان کے اولیائے کبار میں بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں میر

غلام علی آزاد بلگرامی مآثر الکرام میں لکھتے ہیں "حضرت سید در اواخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند و در مقام قطبیت کبری متمکن۔ و عیسوی المشہد بودن عبارت ازین است کہ چنانچہ احیائے اموات از عیسیٰ علیہ السلام واقع شد احیائے قلوب ازین شخص واقع میشود" حضرت سید محمد کالپوی کا فیض ابھی تک جاری ہے۔ میر سید عبد الواحد بلگرامی کے پر وتے حضرت سید برکت اللہ مارہروی قدس اللہ سرہٗ کو سلاسل پنجگانہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ مداریہ ابو العلائیہ میں خلافت سید فضل اللہ بن سید احمد بن سید محمد کالپوی قدس سرہم سے ملی تھی۔ اون کے ذریعہ سے ان پانچوں سلاسل کا فیض ہندوستان میں پھیلا حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے خاندان میں سجادگی ابھی تک آرہی ہے اور اس خاندان میں بہت بلند مرتبت اولیا ہوتے آئے ہیں۔
حضرت سید محمد کالپوی کا وصال بست و ششم شعبان ۱۰۷۱ھ کو ہوا مزار مبارک کالپی میں ہے۔

حضرت سید محمد کالپوی صاحب تصنیف بھی تھے اون کی تصانیف میں برہان العاشقین کی شرح بھی ایک ہے۔ اس کے دو نسخے مجھے ملے۔ ایک نسخہ کانپور میں مولانا محمد عادل قدس سرہٗ کے فرزند مولانا ابو القاسم حبیب الرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالی کے پاس سے مجھے ملا۔ غدر کے زمانہ میں مولانا محمد عادل صاحب اپنے استاد حضرت شاہ سلامت اللہ صاحب کے ہمراہ کالپی چلے گئے تھے وہاں حضرت سید محمد کالپوی کے آستانہ میں اون کی تصنیفیں دستیاب ہوئیں اور مولانا نے اون کو نقل کرلیا اون میں یہ شرح بھی تھی۔ دوسرا نسخہ مجھ کو ایک تاجر کتب سے حیدرآباد میں ملا۔ ان دونوں کے مقابلے سے تصحیح کی گئی۔

برہان العاشقین کی جتنی شرحیں لکھی گئیں اون میں سب سے بہتر اور سب سے واضح تر شرح حضرت سید محمد کالپوی کی ہے جیسے بلند مرتبت بزرگ ود خود تھے

ویسی ہی اون کی شرح بھی ہے۔ اس کے دیباچہ میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن
وہ تنہا تشریف رکھتے تھے کہ دو بزرگ اون کے پاس آئے اور برہان العاشقین کا
ایک نسخہ لائے اور کہا کہ یہ معما چونکہ نہایت غامض اور فہم سے باہر ہے اس لئے
اس کو وہ "علما اور فضلا" کے پاس لے گئے اون لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ "این کلمات
مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ ہست معانی ندارد کلام سید محمد گیسو دراز بجواہد بود" اوس
کے بعد وہ اوس کو "فقرائے صاحب ارشاد و مشائخ پاک اعتقاد" کے پاس لے گئے
ان بزرگوں نے دیکھ کر فرمایا "ایں عبارت اسرار عاشقان حق و مستان جام معرفت
مطلق است وغیر از ایشان کسے را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست" صوفیوں
کے سمجھ میں نہیں آیا اونہوں نے اپنے قصور فہم کا صاف صاف اقرار کر دیا۔ مولویوں
کے سمجھ میں نہیں آیا بتقضائے جہل مرکب ان لوگوں نے بلا تکلف اوس کو بے
معنی اور مہمل کہہ دیا۔ صوفی اور ظاہر پرست مولوی میں ایک فرق یہ ہے۔ وہ فقرا
جب اس معما کو حضرت سید محمد کالپوی کے پاس لے گئے اونہوں نے اوس کو لے لیا
اور یہ شرح لکھ دی۔ فرماتے ہیں "پس قلم بر گرفتہ و توفیق از حق خواستم و یہ امداد روح پر
فتوح آن بزرگوار (سید محمد حسینی گیسو دراز) شرح کلمات مذکور بایں نوع آراستم۔"

شرح ششم برہان العاشقین از مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی

حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
کے فرزند اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے چھوٹے بھائی [illegible]
تھے قدس اللہ ارواحہم ان کا تمام خاندان بمصداق ؎

این خانہ تمام آفتاب است

علم و فضل اور درویشی کا مخزن اور سرچشمہ رہا ہے۔ [illegible]
صاحب کمال ہوا۔ حدیث کا علم ہندوستان میں [illegible]

وابستہ ہے۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب بڑے محدث اور مفسر تھے ان کا ترجمہ قرآن مشہور ہے تمام عمر درس وتدریس اور عبادت الٰہی میں بسر کی رحلت ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ قبر شریف دہلی میں اوس احاطہ میں ہے جہاں اون کے والد اور جد امجد شاہ عبدالرحیم قدس سرہ اور ان کے بھائی اور دوسرے اہل خاندان مدفون ہیں۔

بعض شاگردوں اور دوستوں کی فرمائش پر اونہوں نے برہان العاشقین کی شرح لکھی اور جیسا کہ آخر میں خود تحریر فرمایا ہے اوس کو ۱۳ رجادی الثانی ۱۲۲۰ھ کو ختم کیا۔ نہایت واضح اور مفصل اور عالمانہ شرح ہے۔ چالیس سال سے زیادہ زمانہ گذرا مولانا قدس سرہ کے دوسرے چھوٹے چھوٹے آٹھ رسالوں کے ساتھ یہ شرح بھی مطبع احمدی دہلی میں چھپی تھی اوس سے نقل لی گئی اور اس مجموعہ میں شریک کی گئی۔

شرح ہفتم برہان العاشقین از مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی دام فیضہم

مولانا حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآباد کے باشندہ ہیں بیگم بازار میں اون کی سکونت ہے۔ سررشتہ مالگذاری میں ملازم تھے چند سال ہوئے کہ وظیفہ لے لیا اور اب خانہ نشین ہیں۔ وہ عالم متبحر ہیں۔ فلسفہ اور حکمت اشراق اور طب میں بہت بلند درجہ رکھتے ہیں۔ قدیم علم کیمیا میں بھی اون کی نظر نہایت وسیع ہے۔ ان سب کے علاوہ فارسی زبان کے بہت بڑے ادیب اور بے مثل نثار ہیں علم وفضل نے چونکہ اون میں بدرجہ کمال استغنائیت پیدا کردی ہے اس لئے وہ نام ونمود سے بہت نفور رہا کرتے ہیں اور اپنا تمام وقت گوشہ تنہائی میں علمی مشاغل اور یاد الٰہی میں مصروف رکھتے ہیں۔ نظم ونثر میں چند مثنویاں رسالے اور مضامین لکھے ہیں چونکہ نام ونمود سے اونہیں نفرت ہے اس لئے ان کو طبع کرانے اور شائع کرنے کا خیال تک نہیں کرتے۔ کاش یہ مثنویاں اور رسالے اور مضامین شائع ہوجاتے تو معلوم ہوتا کہ ہمارے ملک میں باقیات الصالحات اب بھی ایسے ایسے باکمال افراد

موجود ہیں۔ برہان العاشقین کی اون کی یہ شرح غالباً اون کی پہلی تحریر ہے جو اس مجموعہ میں شریک ہوکر شائع ہورہی ہے۔

اس مجموعہ کے اکثر رسالے بھی مجھے انہیں بزرگوار کے کتاب خانہ سے ملے وہ چاہتے تھے کہ یہ سب ایک مجموعہ کے طور پر طبع ہو جائیں۔ وقت جب مساعد ہوا اور اون کی طباعت شروع ہوئی اور انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اوس کی چھ شرحیں جمع کرلی ہیں اور ابھی ایک کی تلاش باقی ہے تاکہ سات کے عدد پورے ہوجائیں اونہوں نے خود ایک شرح لکھ کر مجھے دینے پر آمادگی ظاہر کی اور لکھ کر دیدی۔ یہ شرح اونہوں نے فلسفہ اور حکمت اشراق کے اصول پر لکھی ہے۔ صوفیانہ مشرب بھی ان اصول کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ اس طرز میں یہ شرح لاجواب ہے۔ برہان العاشقین کے ہر جملہ کی پوری طرح وضاحت کی گئی ہے۔ ناظرین کرام اس شرح سے اون کے علم وفضل اور فارسی نثر نگاری اور نظم گوئی کے بلند پایگی کا اندازہ کرسکیں گے۔ حق سبحانہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ اون کی عمر میں بہت برکت دے۔

قوم کو ہمارے نہایت محترم عنایت فرما **نواب غوث یار جنگ بہادر** دام اقبالہم کا ممنون ہونا چاہیئے کہ اون کی توجہ اور حسن انتظام کے بدولت یہ **مجموعہ رسایل** طبع ہوئے اور اہل ذوق کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔ نواب صاحب ممدوح صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار ہیں اور دونوں روضوں کا انتظام بھی اونہیں کے سپرد ہے۔ علاوہ بہت سے دوسرے مفید کاموں کے جن کی صراحت کا یہاں موقع نہیں ہے ایک کام یہ بھی انھوں نے کیا۔ ہے کہ روضتین سے متعلق ایک کتاب خانہ قایم کردیا ہے اور جس قدر ممکن ہوسکا یہ انتظام بھی کردیا ہے کہ اس کتبخانہ کی کتابیں ناجائز تصرف اور دست برد زمانہ سے محفوظ رہیں۔ اون کی کوشش یہ بھی ہے کہ حضرت سید محمد حسینی گیسودراز اور اون کے فرزندان کی تصنیف کردہ کتابیں

جلد جلد طبع اور شائع کر دی جائیں چنانچہ دو کتابیں ترجمہ آداب المریدین اور خطائر القدس طبع اور شائع ہو چکی ہیں اور اب ان کے حسن انتظام اور توجہ سے یہ مجموعہ رسایل طبع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالی اون کو جزائے خیر دے اور ان کی عمر و اقبال میں بہت برکت دے۔

کتب خانہ روضتین کے مہتمم اعزازی اور اوس کی کمیٹی رکن اور سکرٹری ہمارے نہایت فاضل اور برگزیدہ صفات کرم فرما مولانا حافظ قاری محمد حامد صاحب صدیقی ہیں وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ اون کی تحریک پر کمیٹی نے اس مجموعہ کے طباعت کی منظوری دی اور جناب نواب غوث یار جنگ بہادر نے طباعت کے رقم کا انتظام فرمایا۔

ان رسالوں کو میں نے بہت تلاش اور جستجو سے حاصل کیا تھا جناب نواب غوث یار جنگ بہادر اور مولانا حافظ محمد حامد صدیقی صاحب نے اس کی طباعت میرے متعلق کی اور خداوند تبارک و تعالی عز اسمہ نے اس سعادت سے مجھے مشرف فرمایا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

الفقیر المذنب
سید عطا حسین

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

تفسیر سورۂ فاتحہ شریف

از تصنیفات

حضرت قطب الاقطاب کاشف غوامض الٰہی عارف معارف نامتناہی

سیّد محمد حسینی گیسو دراز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ بنام حضرت حقیقت الحقائق کہ مستحق عبادت وجامع جمیع قابلیات وکمالات اسمائی وصفاتی اوست بیان بکنیم اسرار قرانی ولطائف فرقانی راکہ قوام عالم وعالمیان بدوست **الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** آنکہ فیضان وجود مظہریت وبقاے آن بامداد تجلیات ازانعام اوست۔

اَلْحَمْدُ جمیع ثنا وستایش کہ ازازل تا ابد بہمہ موجودات وجملہ کائنات منسوب شدہ ومیشود وخواہد شد **لِلّٰهِ** مرذاتے راست کہ مستجمع جمیع صفات ومسمّٰی است بجمیع اسما زیراکہ ہمہ موجودات چون مظاہر اسماے الٰہی باشند پس ہر ثناے کہ بہ اینہا نسبت یابد ہمہ آن بحقیقت بغیر تاویل مرخداے را باشد کہ غیراو در وجود نیست وسواے او در نمود نہ **رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** ظاہر کنندۂ خود رابلباس تمثلات وتعینات کہ عالم اعیان وعالم اجسام کنایت ازواست ومحبوب ومحب اشارت بدواست پس اوست کہ اوست وجز او نہ نکوست وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ باین ہمہ وان منحصر دراشکال متعددہ خداے شناسے است وحدہ لاشریک لہ بے شکے ست وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ خود با خود عشق می بازد وبا غیر نپردازد هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ

شَیْئٍ عَلِیْمٌ بیت

عشق است وبس کہ در دو جہاں جلوہ میکند

گاہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

اَلرَّحْمٰنِ بخشندۂ وجود بار دیگر یہ تجلی شہودی ملکوتی کہ متضمن بقا باللہ است بعد از فنائے وجود متوہم چنانچہ حضرت حق سبحانہ ازیں تجلی خبر داد بقولہ الکریم وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرٰهِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ اَلرَّحِیْمِ بخشایندۂ فیض دیگر بمشاہدۂ انوار معانی وکشف حقایق ربانی بدیدۂ باطن بتجلی جبروتی کہ اذا تم الفقر فهو الله رمزے ازواست وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰاتِ وَفِی الْاَرْضِ اشارت بدواست واین مشاہدۂ ایست کہ در تنزل وقت او دوام شہود است وریب وشک درانجا مفقود است وغیر وغیریت پیش دیدۂ سالک نہ وجود است بخلاف تجلی اول کہ ہر چند در آن وقت مشاہدۂ جمال ذی الجلال شامل حال است امابعد غروب آفتاب شہود وقتے نوعے از تیرگی ریب و شک از افق دل سالک ظاہر میگردد مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ متصرف در روز جزا وجزا عبارت است از وقت فنائے سالک وبیخودی او از عالم کثرت یعنی در وقتے کہ سالک را بفنائے اول فانی گرداند بمقتضائے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ - وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وجود کونی او را جلوہ گاہ خود سازد ہستی او را بہ تیغ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ بزند واز وراے سرادقات عزت ندائے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ در دہند پس سالکے کہ شربت اَلَا كُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ چشیدہ وتمغۂ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ در پیشانی دارد اگر زبانش گویا

اَلْقَہَّارُ۔ یا متصرف درروز جزا یعنی در وقت فنا گاہے بقا باللہ عطا فرماید کہ
لی مع اللہ وقت ازان عبارت است وگاہ در تنزل آوردہ بفنائے دوام
شہود مستغنی گرداند۔ یا متصرف درروز جزا باین معنی کہ آن مشاہدہ وقتی را بر بعضے
بجہ تیسیر موہبت فرماید وبعضے را زیادہ بر آن تا آنکہ فرقہ را بتواصل وتوالی این
وقت درجذبہ بدارد ومسلوب العقل گرداند کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون
ازان مشعر است۔ یا جزادہندہ درروز جزا یعنی در وقت فنا بعضے را بقائے
ملکوتی عنایت کند آن ہم بحسب تفاوت ودرجات سالک است کہ گاہے
جلوہ وحدت بر اشیا بیند تا گوید ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وگاہے
تجلی بر تعین وے واقع شود تا قایل انا اللہ وانا الحق گردد وغیرہما وبعضے را در
آن وقت بقائے جبروتی عطا شود وآن نیز بطریق مختلفہ متحقق میگردد تا وقتے
سالک بجائے رسد کہ گوید من عرف نفسہ فقد عرف ربہ وگاہے
مقامے طے نماید کہ گوید عرفت ربی بربی الی غیرہما وبعضے را بقائے لاہوتی موہبت
کند ودر مقام حیرت بدارد گوید رب زدنی تحیرا وچون سالک خلعت
بقا باللہ ولباس معشوقی در برکرد وغیرجنی از پیش دیدۂ وے برفت ودوری
او بحضوری مبدل گشت از حضیض غیبت بذروۂ خطاب بر آمد وگفت۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ ترا می پرستیم وبس یعنی ہر خدمتے وعبادتے کہ از
ما در وجود آید ہر چند کہ ظاہراً بدیگرے منسوب بود اما فی الحقیقت مر ترا است
کہ غیر ترا وجود نیست چنانچہ شیخ عراقی فرماید ہر کرا دوست داری اورا دوست
داشتہ باشی وبہر چہ روے آری بارو آوردہ باشی اگرچہ ندانی۔ شعر

بیت [illegible]
[illegible]

جز ترا چون دوست نتوان داشتن　　دوستی دیگران بر بوے تست

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وخاص از تو یاری میخواهیم ما در اثبات یگانگی تو که دران شائبه شرک جلی وخفی نباشد۔ شرک جلی آن بود که نام غیر بر زبان رانیم وعالم را ماسوا ے وے خوانیم وخفی آنکه خطرهٔ غیر در دل گذاریم وتاثیرات را اثر اشیاء دانیم واز موثر حقیقی غافل مانیم۔ مناسب این معنی منقول است که چون مرغ روح سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی از قفس عالم فانی طیران نموده در ریاض قدس جا گرفت ندا آمد که بایزید ما را چه تحفه آوردی جواب داد که خداوندا تحفهٔ سزاوار درگاه تو نیاورده ام اما شرک نیاورده ام خطاب آمد لا لیلة اللبن نه چنین است که تو میگوئی یاد کن آن شب را که شیر خورده بودی وشکمت درد گرفته بود وآن درد را نسبت به شیر کردی۔ هیهات هیهات چه توان کرد۔ **بیت**

از در خویش مرا بر در غیر بری　　باز گوئی که چرا بر در غیرے گذری
کجا غیر کو غیر کو نقش غیر　　سوی الله والله ما فی الوجود

بزرگے فرماید التصوف شرك لانه صيانت القلب عن الغير ولا غير وانچه تو او را غیر خوانی وغیر دانی ظهور او ونور اوست۔ محققے گوید۔ **بیت**

یک عین متفق که جز او ذره نبود　　چون گشت ظاهر این همه اغیار آمده

اللهم انی اعوذ بك منك پناه میطلبم بتو از تو هوش دار که جهان غیر نما است نه غیر است جز این حرف دیگر چیز نیست۔ **بیت**

رهنمایم باش و دیوانم مشو　　وازدو عالم تخته جانم مشو

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بنما ے ما را راه راست وبرسان

راه راست کدام است اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی جمله مظاهر دلیل وجه منظهر همه است راه واست که باسم هادی متصل ناظر را در تصرف حقیقی است

درجمیع مظاهر بنماے ما را کہ فاعل حقیقی یکے بیش نیست غیرا و ہیچ یکے دیگرے
در فعل نہ وَاللّٰہُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ بیان این سر است. بیت

ہیچ جانیست کہ عکس رخ او پیدا نیست — جرم آئینہ بود گر نبود عکس پذیر

استغفر اللہ استغفر اللہ و اتوب الیہ امنت باللہ ایمان آوردم تحقیقے مطلق
وبذاتے منزہ از لوث کثرت کہ با وجود تعینات وتقیدات الان کما کان بر صرافت
اطلاق بحال خود است کہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ صفت او است و
بملائکتہ وکتبہ و رسلہ ونیز ایمان آوردم کہ تعینات وتکثرات صور ومظاہر
او است و او ست کہ باین لباس متلبس شدہ وتجلی فرمودہ وغیر او عدم محض
است وجودے ونمودے ندارد وھو ھو لیس سواہ تو نیکو دریاب. بیت

اندر آئینۂ جہاں بنگر — تا بہ بینی ہمیں زمان روشن
کہ ہمہ او ست ہر چہ ہست یقین — جان وجانان ودلبر و دل و دین

یا بنماے ما را راہ راست کہ آن استقامت بر جادۂ شریعت است
با وجود طوفان دوام مشاہدہ زہے حیرت وحیرانی ابروے تو قبلۂ من بود من گمشدہ
سجدہ کجا کنم پس چون در مظاہر جلالیہ وجمالیہ بغیر از وحدت منظور نظر سالک نباشد
رعایت شریعت وحفظ مرتبہ درغایت صعوبت است ونہایت پہلوانی چہ قبل
ازین شہود سالک را اشیا حجاب حق بود وبعد این وقت حق حجاب اشیا شدہ
است ہیہات ہیہات چہ توان کرد.

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ راہ آنانکہ انعام کردہ
برایشان نعمت رعایت ظاہر شریعت در جمیع احوال با تشریف وارادت
[illegible] رحمتہ کہ میشان [illegible] مشاہدات الہی از سحایب
[illegible]

لاوامر الله واجتنابا للنواهیه رعایت جمیع احکام شریعت از فرائض و واجبات وآداب علی وجه الکمال می نمایند ومغلوب الحال نمیگردند وبفحوای کلموا الناس علی قدر عقولهم همواره خلق را رهنمونی میکنند چه ایشان کمند ندارد وایشان را اصحا گویند وهذا هو کمال التمکین ورتبت النبوت۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ نه راه آنکسان که بدوام تجلی جلالی که هر آئینه زایل کنندهٔ عقل وخارق هستی ایشان است مجذوب داشته واز حظوظ تمکین وفوائد آن محروم ساخته چه این سالک هر چند غنی است اما از ادای زکوة که ایصال منافع الست بطالبان مستغنی است۔ **وَلَا الضَّالِّينَ** ونه راه گمراهان که غنای وقتی دامن گیر ایشان شده از طلب ترقی باز داشته است ومتکلم به این بیت ساخته۔ **بیت**

نه انتظار نقایش بود چنین؟.... که در مقابل چشم همیشه صورت اوست

هیهات هیهات منازل طریق الوصول لا تنقطع ابد الابدین۔ بیت

چحسنش آخری دارد نه سعدی را سخن پایان بمیرد تشنه مستسقی ودریا همچنان باقی

شعر

شربت الحب کاسا بعد کاس فما نفد الشراب وما رویت

بیت

هزار ساغر دریا اگر بیاده کشم هنوز همت ما در زیادتی طلب است

الٰهی چنین باد بحرمت النبی وآله الامجاد [illegible]

کتاب مستطاب

استقامۃ الشریعۃ بطریق الحقیقۃ

تصنیف

حضرت سلطان العارفین امام الواصلین

سید محمد حسینی گیسودراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

بسم الله الرحمن الرحیم

من الله العنایت وبه نستعین

الحمد الله المتجلی علی المطیع والعاصی القریب من الدانی والقاصی الواحد لا بحساب التالث والثانی الظاهر علی التانی والباطن علی الدانی لیس ظهوره خلاف بطونه ولا بطونه ضد ظهوره حضوره غیبه غیبه حضوره ظهوره بطونه بطونه ظهوره وجوده شهوده کونه وجوده اللّهم انت انت لست انت الّا انت والمدح بالاطراء والصلوٰة والثّناء بالربا والنما علی محمد المصطفی المختص المجتبی بالقرب والدّنی الذی ربه تعالی عنده حکی فکان قاب قوسین او ادنیٰ وعلی اله اهل النهی والتقی وصحبه منازلة الظلام ومصابیح الدّجی وعترته الذین طهرهم الله تطهیرا۔

ما بعد درین زمانه که تاریخ هجرت به هفتصد و نود و دو رسید یکی اندیشه کن که به مقصد ترتیب منظر مرشد آثار سخن و ابیات و غزل و مصائب و رزایا فی البلاد [illegible] همه مرتب [illegible] به قدر انتشرده است هر [illegible] حنفیه [illegible]

کذب مالامال نیابی دست موزه مقالت اہل تحقیق ساختہ در گمراہی قدمے
ثابت و استوار سپرده نعوذ باللہ من شرور زماننا و اہل زماننا نعوذ باللہ من شرور
انفسنا و من سیئات اعمالنا ہر چه بیشتر نظاره شود دیده آید کم جانے است
که در کمین نیست و کم ولیست که در غمین نیست گفتن سلوک را حیا منع کند که کدام
طالب داد شریعت داد تا تو سخن از زہاد عباد یا رمزے از اہل حب و داد
در تمہید بیان اری و چیزے براے اثبات و اسناد آن اشارتے کنی ذهب
العلم واهله تحفه دیگر که نطفهٔ وجود انسان در صلب پدر ہنوز زر بستہ است و
رحمش ہنوز نیا فریده اند تا که جمع شود و تا که ضم گردد و تا که میل بر خروج کند در رحم تا که
خلقت و قابلیت او ان جذب نطفه یابد الی ان یبلغ المرء حد الاربعین
ازین جہان تحمل شعورے نقد وقت او گردد حکایتہاے صرف شنیدهٔ و در کتب
اہل تحقیق دیدهٔ یعلم الله شنیدهٔ فہم نکردهٔ و دیدهٔ ندانستہ بیانے در معارف و حقائق
که از جمله بیانہا باریک تر و نازک تر است زبان در از کردهٔ الله الله تو بهتر دانی
جز اباحت و الحاد و بقبقه و زندقه نیست خواستم سخنے چند در اتصاف صفات و تعزز ذات
اشارتے کنم تحمل خلان وفا و اخوان صفا را و ہم صدقے گمان حتے در مقال
آن ملاحده رود ساحت این حضرت که بنزاہت شہرت دارد که دورت بدعت
و اغبرار انحراف بوار احتمال کند این حکایت را بر شرح اثبات کنم اینها
اقتدا بدان کنند چه گفته اند المرء علی دین خلیله و ہمراہان را براه راست بر [illegible]
طریق بلوغ منزل نمودن از شروط موافقت [illegible] وقت شمرند و نیز حمیت [illegible]
این اتقنا کرده کرو انبا شد آنچه حق است تشویش [illegible]
و ہیچ احادے را روا ندا ریم که بفضائل و [illegible]
که مردان حقند و حقیقت کار تحقیق [illegible]

بطریق الحقیقت باشد تا اسم با مسمی برابر آید و باللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و منه استعانته قال اللہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ
ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى قال رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم انّ للہ تعالیٰ تسعة وتسعین اسمًا مائة
غیر واحدة بعضی گفته اند اسم عین مسمی است و نزدیک بعضی غیر مسمی فریقین
طرف اعتباری را تعلق اند مثلاً زید که نام شخصے است اگر گوئی زید عین آن شخص
نیست درست باشد اگر گوئی زید آمد و زید رفت همان عین مراد باشد پس زید عین
آن شخص آید و منشا هر اسمے صفتے بود او تعالیٰ که بصفت الٰهیت است نام اللہ
شد رحمت صفت است رحمٰن نام کردند و قس علیه الصفات الباقیات و
صفات را بعضی گویند عین ذات و نفی صفات کنند یعنی ظهور رحمت از آن
ذات شد رحیم خوانند قهر ظاهر گشت قهار گفتند این قائل صفات را اضافی
گوید اثبات نفی صفت حیات و نفی علم بروے دشوار آید الا تکلفے و تحملے کند و
قومے غیر ذات گویند حیات و وجود را غیر گفتن مشکل تر باشد و نیز قدیمات
ثابت شود و دیگران نه عین و نه غیر گویند و قومے گویند که بعضے صفات عین ذات
است چنانچه وجود و حیات و بقا و بعضے غیر ذات چنانچه خلق و رزق و احیا
وهم یاخذون الحبل بطرفیه وهو الحق الحق والتثبت
والتوثیق [illegible] صفات بعضی سه گویند و بعضی هفت و بعضی چهار حیات و وجود
و علم و قدرت [illegible] محقق [illegible] که شیخ متکلمان است ید و وجه و استوا را نیز اثبات
میکند ید حقیقی گویند نه بمعنی قدرت [illegible] وجه نه بمعنی ذات و استوا نه بمعنی استیلا
[illegible] متشابهات [illegible] است [illegible] خبرے ندارد ما میگوئیم
[illegible] گاہے [illegible] توجیه باشد در تشکل و تمثل آنچه مراد [illegible]

نہ آن چنان باشد لیکن ہمچنان نماید جبرئیلؑ در حضرت مصطفی علیہما السلام بصورت
وحیہ کلبی آمدے نہ آنست کہ وحیہ کلبی صورت جبرئیلؑ داشت یا جبرئیل بصورت
وحیہ شد اما آنچنان نمودے واگر ذات را گوید کہ دست دارد ہیچو دستے مجبوے
مجعوسے کہ اورا عصبے وعظمے واورا لحمے ودمے وانبوبہ وبسطے وقبضے بود صد ہزار
انکار با ہمہ استعاذت واستکبار کنیم وآنکہ گوید کہ قاضی عین القضاۃ ہمدانی لمس و
شم وذوق رانیز اثبات کردہ است گوئیم اگر مرادش اینست کہ طعامے شیرین بخوری
ومضغ وکسر وبلع لذتے حلاوتے کام را احساس شود فاللہ الکبیر المتعال عن ہذہ المقال
واگر ازمعیت وقربت اشارتے کند وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وَنَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن
لَّا تُبْصِرُونَ گوید ہر ذرہ کہ از ذرات وجودات است اوتعالیٰ بآن
ذرہ است واگر گوئی کہ بعلم وقدرت است علم وقدرت صفات ذات است
وصفات ذات غیر ذات نیست عود ھو بر ذات باشد سخن وانا حکایت از
نفس متکلم کند وجز این ہر معنی کہ گوئی تاویلے وتحیلے انگیزی۔

چون این دانستی اکنون بدانکہ جزوے کہ حاسۂ لمس است یا ذوق
یا شم او تعالیٰ بآن جز است اگر او بان جزو نباشد آن جزو نباشد ولذتے ملائم
وموئلم کہ آن جزو احساس میکند نکند چہ حیات وقیام آن جزہا بدوست سبحانہ پس
آن اجزا او را تجزیہ کن ای الاجزاء الغیر المتجزیۃ آن جزو لایتجزی کہ احساس ملذوذ
ومشموم وملموس ومذوق میکند بدوست فعنی ہذا این آید کہ این لمس واین ذوق و
این احساس آن جزو نکردہ بلکہ ہمان کہ این جزو بدو قایم است وحی ومتحرک دوجد
است آن یا حقیقت برین تقدیر وبیان نسبت لمس ونسبت شم وذوق ادراک شد بلا
واسطہ وترجمان واگر خاجز ستے وردن وجانے عمہ ست لمس دوا با حت را انتش

بندہ دو گوید کہ چون واجد ملذوذ و ملموس و مشموم او باشد چہ حلال و چہ حرام ہمہ را قیام در
یک سلک نظام شود گوئیم نعوذ باللہ من شر الشیطان و من شر ہذا الطان اشکالے
کہ در قضا و قدر روئے نمودہ بود ہمان وجہ این طرف روشن تردیدہ شد قدری و
سنی و اشعری و جبری گوید وَ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ خود تقدیر کرد و قضا
راند بلکہ افعال و حرکات را خود آفرید و آنگاہ بران عذاب کند جواب این سوال
و حل این اشکال بر نفوس رجال بر مثال جبال ثقال افتاد بلکہ در محل محال ایستاد
ہر چند مجال مقال طویل الطول و عریض العرض است لکن فیما نحن بصلاد
آدمی دہان بستہ و زبانش خشک تر ماندہ بلکہ بنعت خرس و کلال ناطق است
تا آنکہ صاحب شرع گوید اذا ذکر القدر فاسکتوا یعنی باین ہمہ کہ خود
آفرید و خود کرد و بران عذاب کند ظلم نباشد و شما برین سر واقف نہ اید ہر آئینہ
یا بر جبر اعتقاد کنید یا قدر و ہر دو وبال بروبال و نکال بر نکال است محمد یوسف
حسینی کہ کمترین مسترشدان و واپسترین متلمذان شیخ الاسلام نصیر الدین محمود اودہی
است رحمتہ اللہ علیہ این مستورہ را از حجرۂ استتار در صحن اظہار کرد و حجاب قناع از
سر عروس سر بر آورد و ہر چند کہ فحول علمائے باللہ راہر معنی بکر در تحت بیان و تقرف
عیان ایشان است اما ازین سرافراز خود کامہ جگرہا خون گشت و دستبردے
میسر نشد و البتہ بر آن فادر نگشتند اگر مردی بگوش دل اصغا کن و ہم تا ہمہ جان
و ہمہ بصر و ہمہ فواد نباشی بدین محذرہ رہ نتوانی برد و این سخن ما نتوانی شنید و
جمال این جمیلہ ذی العز والحیا را نتوانی دید۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و باللہ التوفیق خداوند جل و علی عناصر اربعہ را از
کتم عدم بشہر وجود آورد لاعن مادۃ و مثال حکماء فلاسفہ کہ ما ایشان را بالسنہ نامیم
ہیولی را قدیم و صورت را حادث میگویند اگر این چنین نباشد تعذرے و استحالتے

روے نماید۔ دَورے وتسلسلے پیش آید محققان گویند اللہ مصدر الموجودات ای
مبدءہا ومرجعہا لامشاحتہ فی الالفاظ براے دفع استحالت اور اگویند ہمیں ہیولی انکار
فحسب میگو اذا اراد اللہ شَیئًا اَنْ یَقُولَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ کن را ہیولی
تصور کن و قدیم دان فیکون را صورت تصور کن وحادث بشناس الغرض چہار
طبیعت را ضد یکدیگر گردانید باز بینہا نسبتے خاص خود پیدا آورد تا میان ایشان
ازدواج وامتزاج طبعی حاصل آید وخود امتزاج وازدواج داد آتش را گرم خشک کرد خاک
را سرد وخشک بہ نسبت خشکی خاک را با آتش نسبتے شد آب سرد تر است بہ نسبت
سردی آب را با خاک مناسبتے پدید آمد آب را سرد تر ساخت ہوا را گرم تر
ساخت بہ نسبت تری ہوا بہ آب نسبت یافت و بہ نسبت گرمی بہ آتش چون
میان ایشان ازدواج والتیام خواست نتائج ظاہر کرد مردم عناصر را امہات نام
کردند ونتائج را موالید ویکے ازان مولودات آدم است علیہ السلام مرکب
از صفرا کہ نسبت بہ آتش دارد وسودا کہ نسبت بخاک برد وبلغم مناسبت آب است
وخون ہیچو ہوا است۔ آدمی را بر دو صفت ساخت موحد ومشرک مشرک را
بیافرید وشرک مشرک را بیافرید وبودن او در شرک آفرید وثبوت مشرک را
بر شرک الی ان یتم امرہ علیہ اجزا رمائی وارضی وناری وہوائی کہ با او بودہ است
تفرقہ شد میل بکل خویش برد باز آن اجزا متعینہ متشخصہ در آن نفس معین کہ صفت
تعین گرفتہ بود باز جمع آورد چہ در ترکب صفتے گرفتہ بود غیر آن کہ من قبلہ بود بازگشت
او بکل خود میسر نباشد کہ بہ نسبتے غیر او گشت جز از طرفے کہ رفتہ بود بازگشتے دیگر نماند
کہ او را ہم با او نسبت است پس بعث کرد ہم با آن شرک واین خلقتے دیگر است
با آن شرک کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون دوزخ را او
آفرید وآنچہ مولمات وموذیات است او آفرید آتش را آفریدہ وصفت

احراق در وی او آفرید و آتش را بر تن مشرک او گماشت و سوختن را در تن مشرک
او آفرید تقبل آتش تن مشرک را او آفرید و وجدان الم مشرک را آفرید نعره و فریاد و گریه
مشرک بسبب ایلام و وجدان الم او آفرید اکنون تو چه میگوئی درین بیاسے که ما کردیم
ظلم در کدام صورت روے نمود و جبر از کدام دریچه سر بیرون کشید او خود با خود
باز و با غیر نپرداز د اگر چنانستے که مثال ما با خداوند تعالیٰ همچو سلطان و رعیت یا چنانچه
خداوندگار و مالک و بندهٔ مملوک ما میم سلطان سلطان است هر چه او فرماید بعد از ان
فاعل مامور و مفعول را عذاب کند گوئیم ظلم کرد خود کرد خود ساخت خود فرمود خود
عذاب کرد ظلم چه گذر دارد در بیان ما اشکال قضا و قدر انحلال یافت و وهم و
خیال و قدری و جبری اضمحلال پذیرفت و بحث کما هو المقصود والمطلوب اثبات
شد و آن بحثے که حکما و فلاسفه در هیولی و صورت محض بیان کرده اند و درار آن
ندانسته هباءً منثوراً گشت فانا اقول وعلیه اعول و فی میدان تحقیق
اجول ان البعث حق والنار حق وان الله لا یوصف بالجور والظلم
يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ[۵] وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ـ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا
تَعْمَلُونَ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ

اکنوں باز گردیم بسر سخن چون دانستی که واجد لذت و راحت و ذائق
و نفرت کراهت اوست بهشت و حور او باغ و صحرا و دوزخ و آتش و حرقت
و جوعت همین میدان مطیع را بهشت و حور او راحت و مدح و ثنا کافر و مشرک
و عاصی را آتش و احتراق و قدح و هجا آرے مومن مطیع نسبت بلطف وارد و

۵ـ در سوره ابراهیم همینقدر است يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ و در سوره قصص تمام آیت اینچنین است وَرَبُّكَ
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ـ حضرت مخدوم هر دو را جمع کرده اند سعح

مشرک بدبخت نسبت بقہر بہشت را صفت لطف آفریدہ ہر آئینہ ہر کہ آن سمت
نسبت دارد ہمان سوے رود واگر نرود ببرند ہمان رابطہ جنسیت کشالہ کنان آن طرف
کشند شنیدۂ بعضی دوستان خدا اثر از زنجیرہا نور در گلو کنند کشالہ کردہ در بہشت برند این زنجیرہا
ہمان رابطہ است واعداء اللہ را کہ باوے شریکے گفتہ اند غیر او را پرستیدہ واز روے
غافل ماندہ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ شان ایشان را بیان کردند واگر
کسے سوال کند کہ دوزخیان در دوزخ چنان باشند چنانچہ سمندر مر آتش را وماہی مر آب
را اینجا اشکالے پرشکالے سوائے پرجداے سر برکرد کہ زبان بیان اینجا لالست
وقدم سروران تحقیق پی بریدہ است فعلی ہذا باید دوزخی را در دوزخ آن راحت
باشد کہ سمندر را در آتش وماہی را در آب کہ ہم از ان رستہ است ہمدران باشند
وقوامش ہم بدان واین خلاف مُعْتَقَد وعکس مقال انبیاء اولوا العزم است
علیہم السلام کہ مبناء دعوۃ جملہ انبیا بر وجدان ایلام وایصال غیر ملائم است یگان
یگان خود چہ گوئیم معلوم ست قصہ دراز گرو محی الدین ابن عربی دفع اعتراض قرآنی
را عذاب را مشتق من عذوبۃ الماء گویدیعنی ایلام نباشد آن عذابے کہ در قرآنست
بدین معنی بود ولیس ھذا التاویل علی التعویل فیہ مخالفۃ اجماع
ادیان الحق والاخبار الصحاح الواردۃ من النبی الصادق
وہم آیات دیگر کہ آنجا لفظ عذاب نیست اثبات ایلام ایذا است بعبارتے
دیگر صریح تر کہ آنرا فقیہ مفسر خواند جاے تاویل وتحمیل نیست نعوذ باللہ منہ
محمد یوسف حسینی کہ قبسے از نار اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ اقتباس کردہ از مشکاۃ مصطفوی
چراغے افروختہ واز زجاجہ مرتضوی صفائی یافتہ روشن تر گوید اگر انسان ہیچو
سمندر یا ماہی استے ہمین آمدے کہ متوہم را مزاحمت کردہ است واز دائرہ
تحقیق بیرون بردہ است کہ اگر انسان ہیچو نار بسیطتے ومثال سمندر ہما نجا رستہ

بودست سخن قائل تحیل برنہج صوابستے ولکن فیما نحن فی تحقیقہٖ مرکب است یک جزواو آتش و اجزاء باقی مخالف و ایلام عبارت از ایصال غیر موافق و اتصال غیر ملایم است۔

چون معیت فیض و قربت علم و قدرت را شناختی او سبحانہ با ہمہ اشیاء است بعلم و قدرت نہ خارج است نہ داخل نہ قریب است نہ بعید نہ متصل است نہ منفصل مرتضی کرم اللہ وجہہ ازین حدیث قصہ کرد گفت انّہ مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل شئی لا بمزایلۃ قرب و بعد اجسام اینجا مقصور نہ اقتدا ارباب معانی شناسند کہ وصی نبی بیانے بدیع فرمودہ حرفے از نحو باسمے و رسمے صرف توان کرد جملہ فعل اللہ بدین کلمہ اجرا کنند اشکالی بلا مباشرت و ملاقات باشد در حکایت ابو علی فارمدی کہ از گرگانی روایت کند اشکالے و شبہتے نماند ان الاسماء التسعۃ والتسعین تصیر اوصاف العبد السالک وھو بعید فی السلوک غیر واصل گرگانی را در بیشۂ سلوک شیرے وان ہر چند کہ در دام او ہر صیدے افتادہ است در فتراک او ہر شکارے کہ بستہ اند باز آن شہسوار اسپ ہمت را از تاختت و باخت باز نداشت و از جولان گری نہ ایستاد و تو کہ گرد این میدان ندیدہٗ و غاشیہ مردے نکشیدۂ بدین سخن کجا بری کہ غبارے از نشان آن میدان نیافتہ اما روشن تر بگوئیم شرحے کہ موجب انشراح دل تو باشد بکنیم بدانکہ ملکت و ملکوت است و لاہوتست و جبروتست ملک عالم شاہد را گویند و ہمین را ناسوت خوانند ملکوت باطن شاہد آنچہ شاہد بدان قائمست و خلاصہ اوست و لاہوت آنست کہ ملکوت بدان قائمست و خلاصۂ خلاصہ است جبروت عبارت از مجموع ملک و ملکوت و لاہوت است مثلاً قشر جوز عالم ملکست مخ جوز ملکوت

در زبان نحو کلمہ اجرا کنند بلا مباشرت و ملاقات باشد

و مخ مخ لاہوت و چون جوز را با پوست و مغز و مغز مغز اعتبار سے کنی جبروت باشد
ہر چہار چیز در انسان بالفعل موجود است قالب ملکت روح باطن انسان
و خلاصہ است و قوام بدوست ملکوتست روح روح کہ خلاصۂ خلاصہ است
و باطن باطن است و قوام روح بدوست لاہوت است و چون این مجموع
را اعتبار کنی جبروت گوئی فیض قدسی کہ قدیم است آنرا کہ حکیم نفس جزئی عبارت
کند باینیۂ ہر بشر متعلق تصور کن کتعلق الملك بالمدینة والعاشق بالمعشوق
قریب ہمچو قرب اجسام نیست کذلک بعید نیست متصل نہ منفصل نہ داخل نہ خارج
نہ فیض قدیم قدسی کہ از قرب و بعد و اتصال و انفصال جسمی منزہ است از رگ
گردن تو بگردن تو بتو از تو نزدیک تر است بچشم تو از سیاہی چشم تو بتو نزدیک تر
است آن فیض قدیم محتجب است بہ تتق عزت و کبریا و مستتر است باستتار
تفرد و حجب استعلا و این حجب بہ نسبت اوست کہ حجابہ النور لو کشف
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ و حجبے کہ
ازین جہت و ازین سو است مثل سبعی و بہیمی و شیطانی و ملکی و اغلظ الحجب
و اکشفہا و ادومہا الاستار و اثبتہا وہم دوئی و خیال ہستی تست
چون بدوام توجہ تمام و پاکی نفس و مجاہدات التزام شود حجب ظلمانی کہ آن را
نسبت بسالک گفتم و نورانی کہ آن نسبت با الہی و ملکی دادہ ایم از پیش دل سالک
بخیزد فیض قدیم کہ باو لیست مکشوف شود خود با خود ظاہر گردد در ہر ظہورے بصفت
من صفاتہ تجلی کند لطفاً و قہراً کرماً و کبرا بر حسب آن صورتے ملایم تجلی کند تا آنگاہ
رو د صورت آنجا چہ نقش بندد و رنگ آمیزی چگونہ رخ نماید کہ این ہیکل از عالم
بیچون چگونگی آمدہ است آرے سالک را آن استعداد ہنوز نیست کہ در عین عیان
معاینتے کردہ است و در آن عین محو گشتہ تا اثرش نماندہ است خدا ارادت

رحمت وخواست قبول طاعت را صورتے آفرینید کہ آن احسن الصور
واجمل النقوش واملح الاشکال باشد لکن شفاف صاف عکس پذیر
جماے لایزلے کہ بعینہ ذات قدیم نامند برو ے تجلی کند بعکس عکس سالک محظوظ
باشد وآنکہ بصیر رابینید وبصرے کہ بہ ذات منزہ نسبت دارد مشاہدہ شود ومراد
آن نیست کہ گفتیم فیض قدیم کہ برمثال شبنمے از ہفت دریا است یا ذرہ بمقابلہ آفتاب
متصف شد بہمہ صفات من لہ الکل بالکلیۃ وھو الکل وکل
الکل وکلیۃ الکل وانسان کہ انسان است درعین مردم نہا نست ہم انست
ہم آنست قول گرگانی ترا درست ترفہم شدیا نہ کہ نودنہ نام صفت سالک شود و
سالک ہنوز تمام نشدہ باشد سیرش تمام نگشتہ۔
قولہ وہو بعید فی السلوک احتمال دومعنی دارد یکے آنکہ ہرچند کہ متصف بصفات
نود ونہ نام شد این صفات را تجلیات لاتیناہی وصور غیر منحصر است لاتجلی فی
صورۃ مرتین ولاتجلی فی صورۃ لاثنین ابوطالب مکی صاحب قوت القلوب تخمین
بیان نشان دادہ است ای عزیز رسیدہ باشی بدانی کہ چہ میگویم چشیدہ باشی بشناسی
کہ درکدام گفتاریم اگر روزے سالک را صد ہزار تجلی شود این نوع را فرضی وتصوری
مدان واقعی است میان ماکسے است کہ یکساعت چند ہزار تجلی بروے شود
ہیچ یکے بادیگرے برابر عین بعین نہ دریغا تحفہ تر وعجوبہ تر آنست کہ بر سالک تجلی شود
چنانچہ در وصف وبیان قایلان وواصفان درنیاید سبحان من لہ کل یوم
شان ولایشغلہ شان عن شان کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ تاسالک
خواہد کہ دریابد ومحیط ومدرک او گردد بیند کہ صفتے دیگر است تاآنکہ بخود باز آید بیندہ
نداند کہ چند بود اما نمایندہ داند انہ عالم بالجزئیات والکلیات یا ہمان
باضداد خود باز گردد یا باوصاف ونعوت دیگر بشود صورتے تجلی کرد عاشق ومبتلا

ن شود چون صفا
ن زمین نشان

گردانید دیوانہ ووالہ ساخت ابد الاباد گذر وکہ آن مرد در آن درد بسوزد و دمارش برآید سوختہ نا ساختہ افروختہ نا دوختہ دردمندے نیازمندے واماندۂ درماندۂ درویشے بی خویشے بے بسے وبے پیشے ماندہ وہرگز آن مراد را ایدام خود نیابد درواید را ازین برافتادہ پرسند کہ چہ باشد اگر اینچنین کس را رسیدہ گوئی شائد واگر نایافتہ خوانی شاید این مقتول موصولست این مشتاق مہزول است این بمقصود رسیدہ است وہیچ وقتے روی مراد ندیدہ است این عصاے طلب از دست انداختہ است نعلین مسافرت از پاے کشیدہ است پالہنگ جد واجتہاد از کمر عزیمت گشادہ است و توشۂ عزیمت بہ بخشش دادہ است پای در زاویہ فراغ دراز کردہ بہ تکیۂ بے غمی نشستہ بلکہ بی غم وبے ہم غلطیدہ است اما سفر رخت سفر ماند تخت بیاے میرفت اکنون بسر رود پے پایش بریدہ اند نعلین کہ پوشد کمرش شکستہ پالہنگ برچہ بند د دست تصرف کوتاہ گشتہ است عصا کہ گیرد زاد بربادُ دادہ است ذخیرہ چہ سازد زاویہ خراب گشتہ است قرارگاہ کجا کند دماغش سودا زدہ است خوابش در آئینہ جمال خیال روے چگونہ نماید سفرے کہ من قبل داشت تمام شد ہر مجاہدتے ومشقتے کہ بود پس گذاشت اکنون راہے پیش آمد کہ پرمبر نماند وہمرہے نباشد مرحلہ نہ بیند منزلے ومقرے را نشانے نیابد یک ساعت ویک زمان قرار را احساس رفت امید مبلغے ومامنے منقطع گشت یکساعت روندہ از سیر نہ ایستد ودر امکان نباشد کہ مبلغ برسد اگر ترا پرسند ھل یعلم اللّٰہ القہار عدد انفاس اھل الجنۃ والنار وعدد سنین اعمارھم وانواع مافیھما من الماکل والمشارب والانھار والاثمار فلیقل ان اللّٰہ لایوصف بالمحال تعالی عن العجز والانحصا قال اللّٰہ تعالی قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ

اَلْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْجِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔
از اتصاف باسما وتخلق باخلاق وصفات سالک را دو چیز متحقق شد
یکے درد سے بی نہایتے ودوم مشاہدۂ دریاے بے پایان۔ ابو الحسن نوری از
بی نہایتی ودوری این راہ نشان دارد کہ اگر منم او نیست واگر اوست من نیم
سنائی میگوید۔

بی منت او تا سنائی با منست   با سنائی زین قبل در ماندہ ام

میگوید سبحانہ لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ علی ہذا اقلام ہم بدان
قیاس باید کتاب کذلک وصورت کتابت وصور ایات کذلک از کلمات
ربی چہ مراد داری وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ مجموع این مفروست
فیض را غیر امتزاج ہائی وخلط صورت عنصری مصور بصورت آدم کرد عیسیٰ
نامش نہاد مسیح ازان گفتند کہ از اوصاف اختلاط وامتزاج بشری کہ فیض قدیم
بہ آن متعلق بودے وخود را بدان صورت نمودے مسوح بود در انجیل یوحنا
است لقد کان مبتداء الکلمات لدی اللہ لتکون کلمتہ
اللہ ھی العلیا کلمہ را در کلام کرد لا الہ الا اللہ لا الہ نفی ما استحال وجودہ الا اللہ
اثبات باستحال عدمہ ظہور این را مثالے بشنو چنانچہ سراب وہوا سراب صورت
ہوا است وہوا معنی سراب ظہور ہوا جز بصورت سراب نیست وقوام سراب
بی ہوا نہ آنکہ الطف الاشیا باشد ظہورش جز بمثالے نبود عکوسے وظلالے است
اینجا عینی ومثالی است اینجا سالک ہمبرین کلمہ ملازمت نماید تا از صورت کلمہ
بمعنی رسد واز ظاہر بباطن نظر افتد کلمہ بحقیقت خویش متجلی شود اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ
مِّثْلُکُمْ در صورت عنصری منخدم یُوْحٰٓی الی ظہور فیض قدیم برمن است ہر کہ
سلوک کند چنانچہ محمد کرد لقاء فیض قدیمش باشد فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ

رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً شرط آنکہ جز مراد کشف آن حال و آن تجلی نباشد وَلاَ یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖ اَحَداً ا عہدے وثیقے و عقدے عقیدے کردہ است اَیْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہر وجودے راکہ تصور کنی وجہُ منہ الی ربّہ وھوالفیض القدیم الازلیّ الابدی ووجہ منہ الی نفسہ وھوالمبتداء والمصوّر المجبول المجعول آن دوئی کہ نسبت بقدیم دارد ویبقی علی الاباد والازال کان و یکون وھوالان کما کان ویکون اماعجب تعلقے کہ کردہ است غیر یکدیگر نماید چنانچہ زجاجہ بجست محاذی ومقابل رنگا میزی کند او چنانچہ ہست ہست لایتغیر فی ذاتہ ولا فی صفاتہ بحدوث الاکوان والموجود لایصیر معدما وما بل ینتقل من صورۃ الی صورۃ ومن ھیئۃ الی ھیئۃ فیض قدیم فانی نگردد اما تعلقے کند ازصورتے بصورتے وہیئتے بہیئتے العالم متغیر متعلق اوست نہ او کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذُوالْجَلاَلِ وَالْاِکْرَامِ۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہُ این مکان بشری گو خواہ ملکی خواہ شیطانی خواہ ارضی خواہ سمائی خواہ عرشی بر صراط فنا وسبیل زوال است اما وجہ اللہ ہر موجودے را بدو توجہ است کما قیل لایقبل الفنا بل یستحیل ونباید کہ در وہم تو بگذرد کونہ فی مکان وحلولہ فی محل است تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً ظاہر معنی لفظ اینما اگرچہ ہمیں دلیل کند اما وَھُوَاللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ را چہ معنی دانستہ اینجا ہمین معنی بدان و دیگر چون این معنی محقق شد کہ ہیچ جزوے از اجزاء لایتجزی نیست کہ او تعالی با آن نیست بصفت قربتے کہ لائق آن حضرت باشد در اینما چند اجزاء لایتجزی تصور کنی واو تعالی با ہریکی باشد اگر بدین

نسبت اینها را بر ظاہر دانی حلول حادث در قدیم نباشد و آنکه قاضی عین القضاۃ در رسالہ مکانیہ خواستہ است کہ اثبات مکان کند مکانے کہ لایق قدیم لطیف باشد اگر بدین بیان بودے کہ ما گفتیم نیک بر صواب ونزاہت آنحضرت بودے۔

احتمال معنی دوم کہ در مقال آن مالک الاحوال سید الرجال سدید الفعال حمید الخصال المتخلق باخلاق اللہ الکبیر المتعال المحو المطموس الفانی فی الاباد والازال الباقی الثابت باللہ لم یزل ولایزال گفتہ بودیم وھو بعید فی السلوک غیر واصل السیر الی الصفات و الاسماء وھو کون السالک باتصافھا والتسمیۃ بتلک الاسماء تمام شد اما محو در ذات وبقا بذات کہ عبارت از مقدمات وصول است نشدہ است ہر آئینہ در سلوک باشد واصل نگشتہ بود وَ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی سیر الی اللہ تمام شد۔

اما السیر للہ والسیر فی اللہ والسیر باللہ والسیر من اللہ الی اللہ انشاء اللہ العزیز اکنون آغاز شود اگر خواست خدا باشد زبان اینجا لال است مقال اینجا کال ست عبارت پے گم کردہ است اشارت رہ روی ندیدہ است حدت بصیرت کند گشتہ است براعت فہم پژمردہ است ہیہات ہیہات ورہیہات حیرت اندر حیرت است بیخودی در بیخودی۔

وصول عبارت از شعورے خاصے است یقین گردد کہ تو نئہ او ست[1] یکے از یکے چہ زاید ہمان یکے یکے در یکے چہ باشد ہمان یکے یکے با یکے چند بر آید ہمان یکے ازین فہم چو بیان کنم بیان عیان نشان از عالم کثرت دہد

---

[1] یعنی شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ع ح

عیان را بیان نیست بیان را عیان نه زیرا چه نه عیان است و نه بیان و اصل آن بود که تصور فصل شود فصل نیست وصل چه باشد هو الاول هو الدایم هو الآخر همه جهان را او محیط باشد بیان که کند و از چه کند تصورے و شایبے انگیز دیگر شطیه در بیان آید چیزے اشارتے بدو تواند کرد لاحول ولا قوة الا باللہ اشارت چه باشد من اشار الی التوحید فهو عابد وثن من والی در اصل عدم اند ازو او متی در بود نابود اند فی وعلی در وہم وخیال گم اند کو نه وجوده هو هو هو الا هو صدیق اکبر گوید سبحان من لم یجعل للخلق سبیلا الی معرفته الا بالعجز عن معرفته با این همه میگوییم اینت باقی اثنینیت ثابت اگر این بنودے این قدر گفتار بنودے دریا بجنبید موحش نام شد تصاعد کرد بخار گفتند متراکم گشت ابرش خواندند چکیدن گرفت باران گویند روان شد نهر گشت باز بدریا بپیوست همان دریا شد که بود بیت

فالبحر بحر علی ما کان فی قدم — ان الحوادث امواج وانهار
لا یحجبنک اشکال تشاکلها — عمن تشکل فیها فهی استار

این تحریک واین تصاعد واین تراکم وتقاطر واین جری وارتفاع اینت واثنینیت است جنید را از حقیقت پرسیدند گفت مطربے گفت

وکنا حیث ما کانوا — وکانوا حیثما کنا

آمدن نیست رفتن نه ماندن نیست بازگشتن نه سهل عبد اللہ آسان تر میگوید یا مسکین کان اللہ ولم تکن ویکون ولا تکون وهو الان کما کان ویکون فکن انت کما کنت وتکون۔ قوله فکن انت کما کنت وتکون عین اینت وصرف اثنینیت است هو تعالی متکلم بکلام واحد ازلا وابدا روا نباشد که در کلام او میان امر ونهی تفرقه کنی واز حرفے بحرفے انتقال روا داری یا گاہ

تازی وگاه عبرانی وسریانی گوید وبا زمانے گفت وزمانے ساکت شد تعالی
اللہ عن ذالک انہ من الحدثان بندیش میگوید لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ
الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یکساعت دیگر مان لطیف ازین گفتار انحصار نیست
اوخود باخود ازخود میگوید وخود ازخود باخود می شنود لمن الملک الیوم وخود
باخود خود را جواب مید ہد للہ الواحد القہار ازلاً وابداً ہمہ درہا ویہ بودنا بود
اند ودر عین شہود بی وجود اند وشہور وسنات وایام وسیعات وآدان و
آنات باعتساب شمس وقمر ست کہ مرتبط بدور فلک اند ولیس عند اللہ
صباح ولامساء وآنچہ درکلام مجید غائب حاضر شدہ گوید ومنتظر را واقع شدہ
داند حال را بطریقہ ماضی باز آردہم ازین باب فصلے بیان شدہ است
اگر یگان یگان گوئیم گفتار دراز شود مقصود ما اختصار است مَالِكِ يَوْمِ
الدِّيْنِ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ہم ازین کتاب
دان وَ مَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ تلویحی ہم ازین
لحظہ روشن کردہ است ۔ بیت

امروز پری ودی وفردا ہر چہار یکی بود توفردا

چون اثبات اثنینیت شد وتحقیق اینت گشت سیر سلوک چگونہ
تمام شود ۔

وہو بعید فی السلوک غیر واصلِ دو معنی دیگر احتمال دارد باعتبارے
آرامیدہ وقرار گرفتہ تصور کن وباعتبارے نارسیدہ ودر سلوک مضطرب
میدان بدو تعالی کسے را رہ نیست ماندن ہم وجہے ندارد فبقی بین وصل
وفصل بوصال رسیدہ این وصال آن نیست کہ موجب ملال وباز ماندن باشد
ہمت بازگشتن نمی دہد کہ چون رہ نیست اکنون بس کنیم ہم بدان کہ امکان

بود قانع گردیم وآنکه رسیده است سیرنمی گرددمیجوید میجوید سر بر آن در میزند میزند
ومیداند که قابل ره بردن نیست این سخن از عاشقان بشنوند صورت پرستے
گوید بیت
عجبے نیست که سرگشتہ شود طالب دوست عجب اینست که من واصل سرگردانم
احتمال دیگر مولانا محی الدین ابن العربی وآنکه متابعان اواند چنان که
عبدالرزاق وغیر او جمعے دیگر از صوفیان که ایشان دم از مقام توحید وتحقیق زنند
چنین گویند هو سبحانه عین الاشیاء ورا این وجودات وجودے
نه اوست که بهمه صور واشکال ظاهر گشته هُوَ الظَّاهِر هُوَ الْبَاطِنُ
اما جز او نداند یکے هم از ایشان گوید بیت
آنکه بر آمد ببزم مجلسیان دوست دوست گرچه غلط میدهد نیست غلط اوست اوست
این عارف محقق را بعد این شعور سیر وسلوک تمام شد باین همه وجودے
لاتناهیت از نظاره ووقوف ساعتے فساعتے از سیرے بسیرے خالی
نباشد وهم یگانگی هو هو میسر نیست گفتیم اینیت واثنینیت باقیست اولاتناهی
فراغ از کدام ره در آید مگر بلاهت حماقت وخجالت وملامت وآنکه گوید
بدین شکل بیان کردن منتج نه افتد لاحول ولاقوة الا بالله نتیجه شکل وحد
وسط واصغر واکبر صغری وکبری رابطه ونسبت اینجا چه نسبت داشت هرچند
که آب دریا بدریا پیوست آن آب دریا که صور مختلف نمودنامے باخود برد
همین نام او دوی شد اگر حلقه متساوی الاطراف بخطے ونقطهٔ وهمی دونیمه
کنی باز آن خط از میان طرح کنی حلقه آنچنان نشود که من قبل بود اثرش باقی
باشد فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ همین حکایت کرد دائره راستے بود
این دائره احدی را خط احمدی دونیمه کرد وبازگشت هم باصل دایره شد دائره

آنچنان بماند که پیش از تصور خط و نقطه بود و آصل که با صل یگانگی نه پیوست جزؤ
من الکل تمثیل شود جزو کل را چون محیط تواند بود تعلم ما فی نفسی ولا
اعلم ما فی نفسک جزو را از کل چه آگاه قطره را از دریا چه خبر این جزو
را همتے بخشیده است خواهد کل بکل با شد و آن ممکن نه نیست گشت بکل پیوست
عین بعین شد هو هو و هم بر دا اما اطلاع و اشراق بروے نشد بضرورت از سلوک
نه ایستاد و اصل تصور نکرد ابویزید از مقری شنید وما قدروا الله حق قدره
سر بر دیوار زد گفت چو میدانستی که بتو ره نیست طلب خویش در دل گدائے
چرا انداختی از شقیق بلخی پرسیدند ما الحقیقۃ قدرے قند در دست گرفت پرسید
که این چیست همه گفتند قند و از ان قند چند صورتے کرد از هر که پرسید گفتند که
این پیل است و این اسپ است و این آدمیست باز بشکست این صور
را غده ساخت چنانکه بود قند همچنان گرد و باز پرسید که این چیست گفتند قند
فرمود هذا بیان الحقیقۃ هر چند که باز گشت هر یکے بقند شد و اصل
هر یکے هم از قند بود اما پیل مخصوص بپیلی و نام هم پیل شد کذلک اسپ و
آدمی این خصوصیت اینت و اثنینیت آمد و اگر گوئی که این همه وهم است
فلیکن وهم آمد او آمد دو شد ند لابدی دوئی آمد اتحاد کما هو متصور نیست
آدمی را کجا ممکن که جمیع اشکال و صور را که او بدان متشکل است محیط شود مدرک
گردد و اگر صد هزار سال در سیر باشد با نتها نرسد سیر تمام نباشد و وصول کما
هو ممکن نگردد۔

جمعی از ابدال چهل و چند نفر را چند سخن پرسیدم یکی از شریعت گفتم شما اهل سیر اند
و صورت اهل سیر آنست که زمین تمامی منزویست همانجا که قدم شما است و اگر در مشرق است
مغرب همان است و اگر در جنوب است شمال کذلک زمینے است که بدان زمین طلوع

اشراق

[illegible]

فجر اول است و در زینۂ غروب است دخول وقت مغرب است و در زینۂ ظہر ست شد و در
زینۂ عصر اگر بجائے صبح بود شما نماز فجر آنجا ادا کردید یا زبر حکم طیرے کہ شما دارید
در زینۂ رسید کہ طلوع آفتاب نشدہ است بدان مقام رسید کہ غروب
است حال نماز عصر چہ باشد شما اینجا چہ می کنید ما را بیاگاہانید تا بدان مستفید باشم
کہ بر ما مشکل است و سخن دیگر شما یکے را در دوزخ بردید و در قعر دوزخ ایستانیدید
و از اسرار آن اطلاع دادید چون آن شخص باز بعالم ملک آمد باید آتش این
عالم بہ نسبت آن آتش ہفت درجہ سرد است نسوزد محققان و عارفان و اولیا
و انبیا را سوختہ است دیگر گفتم آنکہ مطلع بر ضمایر و اسرار باشد و از حال و کار
آئندہ داند ہر نفسے و یکے سر پوشیدہ میجو شد زن و پسر و شخصے دیگر کہ وے پا با دنسبت
است پنہانی ایشان را مرد مکشوف علیہ مطلع است پس چہ کند قریب خود را
ہم بدان گذارد مداہن و مباحی باشد یا بر موجب آن اقامت استحقاقے کند ہر
دو میسر نہ و سخن از عالم حقیقتہ پرسیدم شما میفرمائید کہ ہمہ اوست بیک زبان و
بیک اتفاق ہمہ گفتند آرے گفتم این کہ فرمودید ہمہ اوست حل ہمہ برفے
چگونہ درست آید این سخن را کیفیتے و بیانے ہست یا نہ بر من عاجز مسکین در
ماندہ مضطرب گشتہ برنجیدند گمان بردند کہ مگر بطریق الزام و احجاج میگویم باز
بانصاف آمدند سخن را جوابے نبود اقرار بعجز بود اما گمانے بر من بردہ بودند
و انستند مگر بالزام میگویم از ان باز گشتند بہ صلح رفتند۔

نہایت بیان بدین جا بود کہ ہمہ اوست و آن درست
نہ سیر و سلوک چگونہ تمام شد و اصل بچہ اعتبار گشت در این بیانے کہ کردیم
سیر فی اللہ و از سیر باللہ و از سیر من اللہ محقق مثبت شد ولیکن تعین تشخیص
نکردیم کہ بر عارف ذایق و بر شاہد و اجد پوشیدہ نیست و آنکہ خواہد در کلام ما

بے مشاہدہ حال بسخنے پیوند و فسردہ ماند درست نزد عجز خویش خود واند مگر طالب
گردد امّا السیر من اللہ الی اللہ اکنون آغاز شود۔

دوّم احتمال معنی قول گرگانی است گویم آن شیر بیشۂ حقیقت آن گرگ
بادیۂ قربت آن نہنگ دریاے وحدت آن پلنگ قلّۂ صمدیت چنین می
فرماید و برین جملہ اشارتے می نماید اگر ذات او را تنزیہ و تسبیح کما ھو حقہ
کوشش کنی بجاے رسی کہ جز عبارت از مثال نقطہ نبود کہ بہمہ وجہ از تجزیہ و تقسیمہ
قابل نباشد و جز تصور ذہنی را مجال مساغ نہ واگر از ابتدا و انتہا و از عدم تناہی
او شعورے یابی این جہان و آن جہان و صد ہزار این و آن در تصور آری
شبنمے از ہفت دریا با دریاے محیط کمتر باشد چہ کنیم در مثال جز این عظیم تر
نیست ورنہ بدان تمثیل کنیم۔

چون این دانستی محی الدین و اتباع او و محققان دیگر کہ یک وجود گفتند
متمثل بدین ہمہ وجودات است این جہان و آن جہان با ہمہ نعیم و اسباب
آن و جحیم با ہمہ موذیات و موالمات آن و عرش و ثری از ہر قلیل و کثیر و جل و حقیر
یک وجود است و ورار آن وجودے نہ اما محمد حسینی کہ مستنیر بنور مرتضوی است
و مستضی بضیاء مصطفوی است میگوید باین ہمہ وجود است کہ گفتند کہ آرے
فیض اوست تعالی بہمہ صور و اشکال متصور متشکل و وراء این وجودات وجودے
است کہ این فیض با ہمہ صور و اشکال خود بحسب آن وجود و بحساب آن
ذات بصد ہزار مرتبہ کمتر از شبنمے بمقابل دریاء محیط و ہفت دریاء قلزم باشد
کرّات و مرّات بلکہ ہر زمان و ساعت ازین وجودات درگذشتند و وراء
آن سیر کردند الی ما شاء اللہ نبود احساسے نبود فہمے نبود عینے معینے شئے ہست
بود ہست با حساس باریکتر و نازکتر توان دانست۔

روز ولادت حسین علی رضی اللہ عنہما فرشتہ را جبرئیل بحضرت مصطفےٰ علیہ السلام آورد و گفت این فرشتہ روزے بی ادبی کرد از خدا تعالیٰ خواست طیرانے کند و انتہائے عرش را دریابد فرمان شد تو دانی بپر سیمن ہفتاد ہزار سال بپرید پرہا برخیت باز از خدا تعالےٰ دیگر پرہا بخواست یافت باز ہفتاد ہزار سال دیگر بپرید پرہا برخیت باز دعا کرد باز یافت سہ کرت ہمچنین کرد ماندہ شد و پرہا شکستہ افتاد گفت خدایا عرش تو بدین حد وسعت وارد فرمان آمد از یک طرف کنگرہ بدوم طرف نرسیدۂ اقرار بعجز کرد خدایا القہر و غلبہ شناخت التماس پرہا کرد و فرمان آمد تو بی ادبی کردۂ آن روز کہ حسین علی رضی اللہ عنہ بزاید دست او بر تو بمالند ترا پر دہند دست حسین علی رضی اللہ عنہما بر وزدند او پر یافت یک مخلوق متصور متشکل کہ فیض قدیم بدان صورت بود این صفت است و این فیض از ان ذات بصد ہزار در ہزار چہ گویم نمیتوانم گفتن کمتر است چگونہ برابر شود و این محرومان از چہ وہم گویند ورا این وجودات وجودے نیست ہم بعزت آن جلال وہم بہ بزرگی آن حضرت ہر کہ این گمان برو خدا تعالیٰ را نشناخت و نرسید و دولت معیت قربت بد و روے ننمود وَ اللّٰہُ مِن وَّرَآئِہِمۡ مُّحِیۡطٌ او با ہمہ از ہمہ و با ہمہ و بی ہمہ ہمہ او و از ہمہ بیرون او و ہیچ یکے از وے نہ و بد و آگہ نہ و ہمہ نہ او و نہ او ہمہ ھو الکل ھو کل الکل ھو کلیۃ الکل و کلیۃ الکلی ھو کل کل الکلی و کلك و کل کلك ھو ھو ھو لا ھو الا ھو السیر من اللہ و الی اللہ اینجا تمام شود اکنون اندیشہ کن اینجا سالک گمان برد کہ واصل شدم و سیر سلوک تمام شد۔

شریعت است و طریقت است و حقیقت است و حق الحقیقت

وحقیقۃ الحق و الحق اما شریعت عبارت از گفت انسان کامل ست وطریقت
از کرد انسان کامل است وحقیقت عبارت از دید انسان کامل ست
وحق الحقیقۃ عبارت از بود انسان کامل ست وحقیقۃ الحق عبارت از بود
بود انسان کامل است والحق عبارت از بود بود و از بود نا بود ست شریعت
وطریقت را دفاتر و مجلدات مستغرق شده بیان وگفتار را و را اندازه کجاست
مارا گفتن زیادت باشد اما حقیقت را هم مثالے ونظیرے در کلامے ومقالے
آرند که عبارت از دید ست مصطفی می فرماید صلی اللہ علیہ وسلم کما ترون القمر
لیلۃ البدر لا تضامون فی رویتہ شیئًا التمثیل بالنسبۃ الی
الرای لا لمرئی وبینندگان جز این هم گویند وجائے دیگر فرماید رائیت
ربّی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ وهم میگوید فی صورۃ امرد
شاب قطط صحابی گوید رأیت ربّی فی صورۃ اُمّی و در قرآن هم
ازین بیان نشان دهد یدُ اللہِ فوقَ ایدیهم وجاءَ ربُّکَ
والملکُ صفًّا صفًّا وجوهٌ یومئذٍ ناضرۃٌ الی ربها ناظرۃٌ
احمد حنبل گوید رحمۃ اللہ علیہ رائیت ربی فی المنام الف مرۃ
والرؤیا الصالحۃ جزء من النبوۃ۔ همین رویا باشد وجواز رویت
خدای تعالی در خواب هم در دنیا در عقائد اهل ملت مسطور است ونیست
که در خواب بینند چیزے دیگر باشد و در بیداری چیزے دیگر و در دنیا چیزے
دیگر و در آخرت چیزے دیگر تعالی اللہ عن الحدوث والتغیر انہ
سبحانہ لا یتغیرُ بذاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث الاکوان
وخواب را بر بیداری در بعض کتب ترجیح دهند اگر موجب ترجیح این بیان
باشد که گفتم نیک بر استقامت واستحکام آید محمد واسع گوید ما رایت شیئًا

(حاشیہ: بود و نابود حق عبارت از بود بود و از بود نا بود ست)

(حاشیہ: صحابی)

الّا و رایت اللّٰه فیه نکره در محل نفی عموم اقتضا کند و خلا را بنزد اہل صفا و جلا وجودے نه اشارت بدوام رویت باشد دیگرے گفت ما رائیت شیئا الّا و رایت اللّٰه قبله سیومی گوید بعده و معه ہم گفته اند ہر یکی از جائے مقامے کرده است اما مقصود ہر یک قریب الماخذ ست از خواجه خود شنیدم شبے اقبال خادم مرا پیش شیخ برد و خود بیرون شد شیخ طاقیه بر سر من نهاد و خرقه ہزار میخی در برمن کرد فرمود برو مشغول باش سخت مشغول شو از پیش برخاستم تا دوگانه شکرانه بگذاردم دیدم آن حجره و بام و در و دیوار ہمه شیخ بود خود ندانستم چون بیرون آمدم عجب دیگر این بود بار دوم رفتم نظر کردم بران حال بود که نخست دیده بودم و کذلک کرة سیوم و بعد ازان فرمود من ہم آمدم مشغول شدم سخت مشغول بودم آن شب دیدم آنچه دیدنی بود خدمت شیخ کبیر در خانه ملک قیربک سماع شنید در خانه آمد اصحاب را می پرسید در خانه قیربک رفتیم سماع شنیدیم خلق ما را چه میگفت محی الدین کاشانی عرضه داشت کرد خلق نیکوئی گفت شیخ گفت سبحان اللّٰه ما را در خانه قیربک چه بود و خلق چه میگفت و مولانا مذکور گفت چه جائے رویت بود فرمود آرے اگر رویت بنود دیگر چه بود۔

اول حال طالب را جز این مقصودے نباشد و ورا این صورت مرد مانرا در خاطر نقش نه بندد اما نگارخانه رنگ آمیز لیست عرفا شرک نامند و آنکه گوید بیننده چه داند که چه بود او بود یا چیزے دیگر وجدت بردها فی قلبی بیان این وجدان کرده است نشان این عیان داده است بینندگان دانند که چه می بینند و آنکه گوید علامت بیننده این است که بیان نتوان کرد دو احتمال دارد یکی آنکه شئ را دیده او را رنگے نه او را کیفے نه او را جہتے نه خلقے نه قدامے و فوقے و تحتی نه طولے نه عرضے نه عمقے نه بسطے نه یمینے نه یسارے از و

چه بیان کند و چه توان کرد دوم احتمال آنست که اگر گوید کافر باشد بت پرستش
خوانند و در حکم شرع موجب ملامت گردد جوانی را کودکان سنگسار میکردند
ذوالنون مانع آمد کودکان گفتند آنچه او میگوید اگر تو بشنوی سخت تر زنی
ذوالنون گفت چه میگوید گفتند ما نتوانیم هم از وی پرس که میگوید خدا را بدین چشم
می بینم ذوالنون بنزد آن جوان رفت پرسید گفت آرے ای ذوالنون
اگر نه بینم چون زیم ذوالنون گفت محکم ترش بزنید اما این نشان نیز احتمال دارد
روح انسان بر سالک تجلی کند همبرین صفت باشد که گفتیم بلکه احیا و اماتت
و سجود کائنات هم با آن بود سالک را تفرقه دشوار باشد و در نشان دوم احتمال
تخیل نفسانی و تصور شیطانی هم هست نشان همانست که مصطفے فرمود صلی الله علیه وسلم
وجدت بردها فی قلبی (مصراع) دل داند و من دانم و من دانم و دل
ذایق شکر بهیچ عبارت حلاوت و لذت را بیان نتواند کرد اما همو داند که چشید
من رای علم و من ذاق عرف موسی علیه الصلوٰة و السلام درخت
و آتش دید از وی اِنِّیٓ اَنَا اللّٰهُ شنید و علامت تحقیق تجلی را ایجاد شئی لا عن
مادۃ و مثال معاینه و مشاهده کرد پس اَرِنِیٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ برچه میگوید
جواب لَنْ تَرَانِیْ چرا شنود با مردم آشنا و محرم دیده دیدار عدم نمودار را چرا
تاکید کند و تازیانه لَنْ تَرَانِی بر روے او چرا زنند مگر خواست پرده تمثل
را از میان برگیرد عین بعین نظاره کند گفت عین ما را دیده در ئی تو نتواند دیدٔ
سبحات وجه روے ما را از همه نظرها حجاب کرده است وَلٰکِنِ انْظُرْ
اِلَی الْجَبَلِ چنانچه آن بار درخت و آتش را مثال کردیم و وراء آن عکس جمال
قدسی افروختیم عکس عکس بر تو مشاهده شد این بار هم اگر از آن درخت برخورداری
علیه و حکمی باشد همان مثال ست آن بار آتش بنود درخت نه

وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى اَىُّ جَبَلٍ جَثْلٍ حُبِلَ وَرُبِطَ عَلٰى جَبَلٍ
جَثْلٍ وَلَيسَ هنا الْجُبَيْلُ وَالْجَبَلُ شعر

فکان ماکان مما لست اذکره فظن خیرا ولا تسال عن الخبر

عکس را تاب ندارى توانائى کوه نماند که بیند وکرا بیند وکدام فرجه روے
نماید وکوه بشریت آن دریچه ندارد که برآن جز عکس عکس تجلی درشے روشن
شود کوه ستوه هستی که سرمایه هراندده است پیش دل موسیٰ کوہے وسدے
گشته چون بخیز وشاید که عین مار ابعین ما مشاهده توانی کرد مارا جز ما که تواند دید
اول قصه حقیقت بود که گفتیم که عبارت ازدید است دوم خواست حق الحقیقة
است که عبارت از بود است درین خواست استحالتے وامکانے بیان کردن
محال باشد که تو تو باشی وحق الحقیقت صفت تو گردد امکان بود تو از خودی خود
باشی ودر بود حقیقت نابود گردی بو دنعت تو گردد صوفی پیش جنید الحمد لله گفت
جنید فرمود اتممه گفت کیف اقول قال قل رب العلمین قال
وما العالمون حتی یذکر معه قال قل ان الحادث اذا
قورن بالقدیم لم یبق له اثر مطالعه مکتوب ملکوت چنانچه
وآنچه درویست از نعیم ولذاید وحور وغلمان وقصور واشجار وباغ وبستان
وشراب ومستی وخوشی وادمان[1] ودیگر دیدن دوزخ وآنچه درویست ازموذیات
ومهلکات کالعقارب والحیاة وانواع عقوبات ومضایق ظلمات مثلاً بیند که
مردم را پرکاله[2] کرده اند در تابه برروغن نهاده فرود آن آتش کرده اند وهر پرکاله هچو
یخنی[3] است جان وحس وجدان درهر یکے باقی است ونظاره کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُوداً غَيْرَهَا آتش رابنید از تارک سوخته می آید تا پا بیسر

[1] کدام درخت کهنه بهم پیچیده مخلوق است ونهایت محکم برکوه تنا ور عظیم بهم پیچیده ومال آنکه نه درخت ست نه کوه [2] ادمان یعنی پیه دراب خوردن [3] پرکاله یعنی پارچه پارچه۔

لیکن نه این چنین است یکبار سوزد تمام شود خاکستر گردد بلکه آن قدر که می سوزد
و باز تنے درست می شود همچنین شده می آید تا بتمام تن میشود باز از سر آغاز
می شود از پای تا سر همچنین میرود و از سر تا بپا همچنین می آید هر نظاره که می کند
می تواند دمے ایستادن اما مشاهدهٔ ظلمات از همه دشوار تر است سالک
باختیار در میان آن نمی شود اما بنده را مقصود است که البته نماید بستم دهکه زند
درونش انداز دمقصود اطلاع اوست داو متحیر گشته و حیران و هیمان مانده باز
آید و کذالک مشاهده صراط و میزان و حساب و عرصات و جلوس بر کرسی قضا
و سوال گور و عروج بر سموات الی العرش المجید و لوح را بنید بر مثال تخت
که او را دو شاخ باشد ملکے در بر گرفته بنید درازی او را از ثریٰ تا عرش اعلیٰ
تصور کند اما بحقیقته الله اعلم و کذالک قلم نه او را انبوبه نه تراشے نه قطے و نه طولے
نه عرضے و نه شکلے و بهاره در جریان و دیے بنید و قفلے و پرده در باتے در گرفته
ایستاده و چوبے بدست او و آن دربان آدمی و فرشته نیست چوبے که بدست
اوست از زر نیست و نقره نیست و زبرجد نه و مروارید نه طولے و عرضے نه و سراچه
زده اند آن سراچه از دیبا و حریر نه دراز و پهنا نه بافته و دوخته نه مکانے که هرگز
او را مکان نام نه توان نهاد اما چون انجا ایستاد ضرورت عبارت ازجا
کنند ورنه آنجا جا کجا درون آن سراچه تا کیست تا چیست تا کجا برند تا چه
دید و کرا دید بنده سالک را تا آنجا برد پس آن الله اعلم تا با آن رونده
درمیان چه می رود اما بنده خواه شیخ خواه مرشدے دیگر خواه رسول الله
صلی الله علیه و آله و سلم بر در ایستد از درون خبرے ندارد که چه می رود اما چون
او باز گردد بر بنده از پرده پرسد که چه بود تا او را از آن چه خوش آید گفتن بگوید و چه
خوش آید پنهان داشته بگوید و نشنیده نه مقصود چون این بنده این باشد

[illegible]

اقل علمی حاصل شود که وقتی نبود از انجا بسیار چیز کشف او شود این همه که گفتیم از اقسام کشف حقیقت بوده است۔

جوانے در تربیت ابو تراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ بود ابو تراب با او گفت برین استعداد که توئی بخدمت بایزید بیائی جوان گفت چہ خواہم دید بایزید را خدائی بایزید را اینجا سستہ ہفتاد بار می بنیم ابو تراب گفت که یکبار روی بایزید را بینی بہ از آن که خدا تعالی را ہفتاد بار بینی جوان گفت کیف یکون گفت آنچہ تو بینی بقدر استعداد خود بینی و آنچہ در بایزید بینی بقدر بایزید باشد ابو تراب از دید بود خواست بر دو جوان طالب بدید رسید و از بود چیزے ہم نشنود ہر آئینہ ہمیدان آسود از دید تا بود بسے بوادی و فلوات[س] است و بسی خنادق و جبال تا کدام محبوب حضرت است و خواستہ عزت است که از دید بود آید ابو عثمان مکی بر مشایخ بغداد مکتوب ارسال کرد مضمون ای مشایخ بغداد و اے صوفیان عراق ہزار در ہزار کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار شما را قطع باید کرد مختان اگر قطع کردید و اگر نہ در چکار اید جنید صوفیان بغداد را جمع آورد و این مکتوب بحضور ایشان خواند باتفاق گفتند ازین کوہ ہائے آتشین و خندق ہائے پر خار فناد رراہ خدا سے مراد داشتہ است تا چندین ہزار بار فانی نگردید بمقصود نرسید جنید گریست گفت ازین کوہ ہا و خندق ہا جز یک کوہی و یک خندقی قطع نکردہ ام حریری گریست و گفت شیخ تو جنید که یک کوہے و یک خندقے قطع کردی مسکین حریری جز سہ گامے بیش نرفتہ است شبلی نعرہ زد و گفت شیخ تو جنید که یک کوہے و یک خندقے قطع کردی و شیخ تو اے حریری کہ سہ گام رفتی مسکین شبلی گرد این راہ ندیدہ است این گفتار از دیدن

س۔ فلوات یعنی بیابان

تا بودن است۔

پس بدانکہ حق الحقیقت کہ عبارت از بود انسان کامل است در ہیچ عبارت بنظرے وشالے وبوہمے وخیالے درنیاید وازان تنبیہ نتوان کرد مگر بچیزے موجزے بطریق اشارتے وانموذجے ورمزے بلحظے وغمزے بایزید گفت سبحانی ما اعظم شانی جنید گفت لَیْسَ فِی جُبَّتِی سوی اللّٰہِ حسین منصور گفت انا الحق ابو الحسن خرقانی میگوید انا اقل من ربی بسنتین دیگر گفت لا فرق بینی وبین ربی الا انی تقدمت بالعبودیۃ محققے دیگر گفت الصوفی ھو اللہ وحریری گفت الفقیر لا یفتقر الی نفسہ ولا الی ربہ ومحققے دیگر گفت اذا تم الفقر فھو اللہ دیگر گفت انا ابن الازلِ وصحابی گوید ولدت اُمّی اباھا (صحابی) ہم گفتار ایشانست کہ ہیچ این ہیچ بر ہیچ گواہ شد شبلی گفت انا اقول وانا اسمع وھل فی الدارین غیری۔

درکلام صوفیان کہ گمان اتحاد رود آن حکایت از حق الحقیقۃ وان (ولایملک) اما حقیقۃ الحق لا یحظی بہ نبی مرسل ولا ملك مقرب ولا ولی عارف ولا صدیق محقق اگر گوئی کہ او تعالی اگر خواہد بر حقیقۃ خویش خود آشنا کند گوئیم ان اللہ لا یوصف بالمحال از افعال بصفات رود واز صفات بذات گراید واز ذات بذات وراء این درفہم درنیاید گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعل بفعل رفت وگفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بصفتے رفت اعوذبك منك از ذات بذات واز آنچہ از جملہ نسب واضافات وعبارات واشارات وفہوم وشعور بیرون بود گفت ما ابلغ مدحتك لا احصی ثناء علیك انت

کما اثنیت علی نفسك از بعضے بہ بعضے کفایت کرد باقی را طرح واد از فعل بفعل روند واز صفت بصفت روند واز صفت بذات واز ذات بذات سپس آن ورا ورا است از وحکایت وگفتار نیست از روبہ بازی گرگانی کہ ور کلام انتظام آورد و در کلام سبحانی بران اشارتے کرد علماء ربانی دانند حضرت ابراہیم خلیل در ظلمات رعایت اسباب مضطرب ومتحیر ومتحقق اند خلیل بر میعاد دلیل راضی نباشد جز بمشاہدہ ومعائنہ وملاقات طرفۃ العینے لحظہ نہ کند دلش ازین خطرات کہ باز آرد واین ہوا وہوس کہ گرد اند باشد ہم عیان شود کسے را کہ بے او این ہمہ دردمندی وسوختن اختیار کند دریاء شوق چون شورید وشور طلب درگد از آورد اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ مقدمہ قبول شد وعلم حصول مقصود کشادہ برآمد بشارت اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ استقبال کرد فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ عبارت از درماندگی واشارت بربے چارگی اوست وہیہات واضطرار وتزلزل واضطرابش رَاٰی کَوْکَبًا از بادیہ طلب بدروازۂ شہر مقصود رسید نظم

معشوقہ بسامان شد تا باد چنین بادا ۔ کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین بادا

مقصودے کہ وراے ہمہ مقاصد است یافت ومنتہی ومبلغ ہمین دانست دل خواست بدان دہد وہمبران قرارگاہ سازد اقول کہ دلیل بر زوال وزبول وار د مشاہدہ کرد وگفت ہر آئینہ این تمثیل باشد تمثل وتشکل عین وصف وتغیر وتبدل دارد عاقل کامل وبالغ فاضل متغیر را مقر نسازد کہ متغیر را محل قرار نیست ؎ اہل تمیز خانہ نکردند برپلے۔

واہل صفا ووفا دل بکل ندہند لا یتجلی فی صورۃ مرتین ہمین دلیل کرد بر لاثباتی وبیقراری اشارت نمودبارے گفت فی احسن صورۃ

دیگرے گفت امر دِ شاب قطط تا تشے گوید فی صورة اِهی ازین صورت
وازین هیئت وازین تشکل وازین مثل می باید گذشت گفت لَاۤ اُحِبُّ
اَلْاٰفِلِیْنَ من اورا دوست نمیدارم که در جمال او زوالے وذبولے بود
(ذوالنون) وهم من او را نمیخواهم که او را وفائے وثباتے نباشد من او را نمیخویم که با من
بماند همت بلند از دید بود برود و ربود بزوے وبلوغے نمود وتحقیق کرد که همین
(سیر کلی از دائره) است ما ومن ومبرکے وازین بیشتر ره نباشد وازین بهتر آسوده تر ملجاے و
منجاے مقرے ومقصدے نیست فَلَمَّا رَاَی الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ
هٰذَا رَبِّیْ اما در بود اتمام بود بود این بقیه را نقیه نیست اما از بود تا بود بود
واز شهود تا وجود واز وجود تا وجودِ وجود وجود اگر فهم طلوع وافول نزول کند
حصول ومحل حلول در منزل باشد چون برین افول وطلوع ابراهیم علیه
السلام مطلع شد بیشتر ره بر در الطریق نیافت بشلی نبود شبلی مگر آنکه هم بعیاذت محبوب
پناه گفت لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ در طلوع
هم مطلعے تجلی کرد هر آئینه هر حقے را حقیقتے باشد فَلَمَّا رَاَی الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا
رَبِّیْ هٰذَاۤ اَکْبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ وهم وفهم را دخل نه مثال ونظیر را مساغ نه
تخییل وتمثیل را گمان نه شیطان وملک نبی وولی را ره نه چه تدبیر تقیید وتمکن اقرار
بعجز وانکسار ونکوس راس وانکسار اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ گفتار همین که تو توی
چنانکه هستی هستی اعتقاد کنیم همین قدر که هستی وچون ترا بصفت یاد کنیم چه گویم فَاطِرِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وجود را همین دانم که مشرک نه ام آرے از دید بود آمد
واز بود دبود بود درفت وازان هم درگذشت تا بحرف صرف رسید اُنَبِّئُ هٰلِکَ
عما یوحدلک بد الموحدون چنین اشارت داد حکیم ملحد را ازین که
خبر داد الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی

وان لا تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثة۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دایم الحزن والبکاء چوں دریافت او نا یافت شد از گریہ واندوہ وازآہ وسوز چہ کم آید فیض قدیم نسبت او نمی ہوا باشد کہ بمقابلہ چند ہزار ہزار ہمچو دریائے محیط چہ گوی آں ابلہ بی راہ وآں عالم جاہل وآں پیر طفل شیر خوارہ وآں عارف ناداں وآں مرشد گمراہ وآں پیشوائے پس افتادہ را کہ گوید سیر سلوک تمام شد زیرا چہ ہیچ نخواہد آمد ندانست کہ در قول گرگانی معنی بینے ظاہرے صریحے است کہ او میگوید وھو بعید فی السلوك غیر واصل یعنی بہمہ مقاصد رسید وبہمہ درجات اعلیٰ فائز گشت با ایں ہمہ سیر سلوکش تمام نشد طلبش از سر نہ رفت کوشش کم نہ گشت چنانچہ گوی مجنوں در طلب لیلی بچنیں وچنیں مقاسات وتعب کشید بعد اللتیا والتی بہمہ مرادات رسید وہمہ ہواہا وہوسہا راند با ایں ہمہ عشقش تمام نہ شد طلبش کم نگشت وہوس لیلی از سینہ نرفت اللھم انت فی عماء واحمد حبیبك فی ولہ حس وعقل وطبع ودل وروح از نہجہا خبرے نہ دارد وہیچ سبیلے شئی ہائی احساس نتواند کرد مگر روح اعظم کہ او را فیض قدیم می خوانیم بسبب اتحادی کہ باوی تعالی دارد از پرشعور او ہریکے بقدر نسبت قربت وجنسیت نصیب ومیراث گیرند وہریکے بدو محظوظ باشد حتی القالب بل الملبس ایضا علم الیقین حکایت از دید است ایں علم بعد دید است جز ایں در گفت وشنید است یثبت وینفی عین الیقین عبارت از بود ست حق الیقین عبارت از بود وورائے ایں بیروں از گفت وشنود ہر آئینہ اشارتے نفرمود فاما الحق فالقول فیہ ما قال رسول الحق صلی اللہ علیہ وسلم تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذاتہ ویحذرکم اللہ نفسہ ہمیں اشارت کردہ است بزرگی بسکیت جواب داد کہ کون سخن نمی ارزد وکون در سخن نمی آید بریں موضوع اگر

عماء بمعنی ابر باریک

محمول کنیم قضیہ صادق باشد از انچہ این نظیر بروفق این خبر است اذا ذکر اللہ
فاسکتوا والحمد للہ رب العالمین

تمت رسالۃ استقامۃ الشریعۃ بطریق الحقیقۃ۔

رساله

در مسئله رویت باری تعالیٰ عز اسمهٔ و کرامات اولیا

تصنیف

قدوهٔ کاملان و سیر خیل عارفاں حضرت

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجه بنده نواز

قدس الله سره العزیز

۴۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل بدانکہ امام رضی اللہ عنہ در تصنیف خویش کہ آں فقہ اکبر است
مسئلہ رویت را صریح ذکر نہ کردہ است و امام فخر الاسلام بزدوی در تصنیف خویش
در بزدوی فرمودہ کہ مسائلے ازاں اصحاب مروی است ازیں اصحاب اصحاب امام اعظم امام
ابو یوسف و امام محمد مراد است دلیل کند کہ فردا آمنا و صدقنا خدا تعالیٰ
را مومناں بچشم سر خواہند دید ایں گفتار دلیل کند بریں کہ مومناں خدای تعالیٰ را
خواہند دید بہ بصر و ایں مسئلہ را زیدیہ و معتزلہ منکر اند و قوم دیگر ہم و برائے
اثبات ایں مسئلہ را ہیچ یکے از علماء ثلثہ دلیلے معقول نہ گفتہ و تمسک با حدیث
و گفتار صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین و سلف صالح نکردہ اند و ہر کہ اینجا معقو
سخنے کردہ است ایشاں او را مبتدع می نامند و اگر احادیث رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم را و گفتار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین بیارم کلام مطول گردد قریب جلدے
شود اگر ترا مطلوب باشد در کتاب احادیث ببیں صریحاً مسطور است و در کتاب
سیر دریں آیۃ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ میگوید لا تدرکہ
الابصار ای فی الدنیا و آنچہ در معقولات ما خواندہ ایم و گفتہ ایم در صحائف و طوالع
و مطالع اگر بنویسیم ہا نا کہ بدعت باشد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحاً نگفتہ
ہمیں خبر دادہ کذالک الصحابۃ والتابعون و تبع التابعین اما چیزے ما از جنس معقول

ن
بہ بصر بینند

خبر شے

بگوئیم تا اسکات اہل ضلال زیدیہ واہل اعتزال میسّر آید بسیار رہ عوام زدہ اند
و بعضے فقہا ہم کہ نام ایشاں نمی ستانیم کہ تو ایشاں را معتقدی اما اجماع ایشانست
کہ رویت در دنیا نہ باشد زیراچہ رویت اجل النعم است و دنیا اخس الاشیاء
آنکہ اجل نعم بودہ باشد چہ نسبت کہ در اخس باشد اما در عوارف است کہ صاحب او
شیخ الشیوخ ست و مرشد طائفہ صوفیان ست فرمودہ است الدنیا لمح
یسیر فی الدنیا خیر شیخ رحمۃ اللہ گفت و در دنیا لمح یسیر است از کثیر کہ مانع
است الغرض باز گردم بر سخن کہ ما را سخن معقول با زیدیہ و اہل اعتزال می باید گفت
بدانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ذات خود را خود می بیند پس دیدن ذات او امر ممکنے
باشد و برائے امر ممکن مخبر صادق خبر داد کہ او بہتر و مہتر بہ انبیا است و ما اعتقاد
کردیم و اگر بر گفتۂ او اعتقاد نکنی کافر گردی و ملحد و بے دین باشی این سخن معقول
صرفے است جملہ ایں طائفہ بگویند اما مردماں ایں گویند کہ ایں چشم حدقہ و مقولہ دارد
کہ عکس ہر چیزے در و ظاہر گردد ایں را رویت می نامند و ایں را با خدا وند تعالیٰ
چہ نسبت محمد یوسف الحسینی میگوید آفتاب را کہ تو می بینی چشم تو فیض از نور آفتاب
میگیرد و بداں فیض چشم تو آفتاب را می بیند کذلک بندہ را اگر خدا تعالیٰ برورحمت
خاص کند فیضے از نور قدسی و صنوحی یابد ازیں چشم بدیں نور او را ببیند پس ایں چشم
ندید او را نور او را دید پس ایں سخن راست آید لا یری اللہ غیر اللہ اینجا سخن
بسیار است بطرق مختلفہ انشاء اللہ تعالیٰ اثبات آں خواہم کرد اینجا گویند او را
دید چشم بندہ چہ دید بدانکہ برآبے صاف آفتاب تافت عکس آفتاب در آب
پیدا آمد دیوارسے صفائی ندارد و مکدر و ظلمانی کہ قابل انعکاس نیست چوں مقابل
آں آب کہ در و عکس آفتاب ظاہر شدہ است افتد عکس عکس در و ظاہر شود اگر
ایں دیوار گوید من آفتاب را دیدہ ام راست گفتہ باشد و در حس ظاہر حس اغلاط باشد

امادر عکس غلط نیست اینکہ مرید توجہ دل پیر میکند برایں موجب است دل پیر صاف وشفاف عکس پذیر شدہ است فیضے از نور رسول صلی اللہ وآلہ وسلم گرفتہ است دل ایں مرید کہ دل خود را محاذی دل پیر داشتہ بتصور وقتے باشد کہ بینہما محاذاتے درست افتد برابر عکس بر دل پیر ظاہر شدہ است عکس آں بدل مرید ظاہر گردد ہمچوں دیوارے بود چوں مقابل آں صاف شد ہرچہ او محظوظ بود ہم ایں بداں محظوظ شد معتزلہ گویند براے رویت را قرب قریب نباید و بعد بعید نہ وایں صفت اجسام است ایں معتزلہ کہ ایشاں را مخانیث الحکما گویند نہ بر مذہب یونانیاں بر عقل صرف میروند ونہ بر تقلید کتاب وسنت ہر آئینہ مخانیث باشد جواب ایں سخن کہ ایشاں گفتہ اند عنقریب گفتہ آید۔ از محققاں ہمچنیں گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را شب معراج رویت بود و اکثر فقہا برینند کہ رویۃ نبود تمسک بقول ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا میکنند کہ او گفتہ من قال ان محمداً قد رای ربہ لیلۃ المعراج فقد کذب علی رسول اللہ وایں قصہ برایں جملہ است کہ عائشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم را پرسید کہ ھل رایت ربك لیلۃ المعراج قال لا وابوبکر پرسید اورا جواب داد کہ نعم توفیق بین الکلامین ایں باشد عائشہ رضی عورت است صغیر السن اگر باوے گوید کہ آرے دیدم او در تشبیہ وتجسم افتد ضرورت شد کہ باوے گوید کہ لا واما ابوبکر رضی عارف است خداے را بصفاتہ ونعوتہ شناختہ است باوے ضرورت گوید نعم یعنی آرے دیدم اینجا گویند کہ بین الکلامین نسبت کذب میشود گوئیم با عائشہ گفت لا یعنی رویت بود ادراک نبود چنانچہ در کتاب اللہ است لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ با ابوبکر گفت نعم آرے زیرا چہ او عارف است در وہم تشبیہ وتجسم نخواہد افتاد و در لطائف قشیری است مفسراں گویند رآہ اے جبرئیل ومحققاں گویند راہ ای ربہ وایں محققاں دیوانگان است محمد صلی اللہ علیہ

سلم ہمچنیں گویند کہ یک نفس از دیدار او تعالی محروم نہ ایم اکنوں با تو گوئیم کہ در عوارف المعارف است کہ عقبی او دنیا شود و دنیاے او عقبی گردد اول او آخر شود و آخر او اول گردد چوں دنیا عقبی شد ہرچہ در عقبے باشد در دنیا باشد در تفسیر لطائف قشیریست در ایں آیۃ کہ قولہ عز من قایل اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شرح الصدر المذکور فی القرآن ما ھو فقال علیہ السلام نور یقذف فی القلب فقیل وما امارت ذلک النور یا رسول اللہ قال التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ استاد القاسم سخن تغییر تمام کرد پس آں ازاں خود میگوید النور الذی من قبل سبحانہ وتعالی نور اللوائح بنجوم العلوم ثم نور اللوائح ببیان الفھم ثم نور الطوالع بزواید الیقین ثم نور المکاشفۃ بتجلی الصفات ثم نور المشاھدۃ بظھور الصفات ثم انوار الصمدیۃ فعند ذلک لا قرب ولا بعد ولا فقد ولا وجد ولا فصل ولا وصل بل هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

اللوامع

ای مسکین محمد یوسف حسینی کجا افتادہ ایں دریا ئیست کہ ایں را پایانی نیست ایں دریاے ست کہ او را ساحلے نیست چہ بیہودہ دست و پا میزنی محرم نداری مونسے نداری ہمکارے با تو نیست اقطع لسانک واکف بیانک ترا اینقدر خبر سخن نیست کہ ھیھات ھیھات امض علی رسلک و آنانکہ تمسک بقول عائشہ رضی اللہ عنہا کنند اینقدر نداانند کہ او صغیرۃ السن بود آں روزے کہ ایں آیت نازل شد قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا عائشہ گفت میان من و آں عورت یکجا در پردہ بود من نشنیدم خدا تعالی شنید پس دانستم کہ چیزے باشد کہ ما نشنویم و ندانیم اللہ سبحانہ وتعالی می شنود و می داند و چگونہ گوید من دیدم

او امروز بدیں بیاں می آرد غنائم آمدہ بود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنائم را
قسمت می کرد یک دامنی از آں عائشہ گفت کہ مرا بدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم در قسمت
انداخت عائشہ با رسول خدا گفت لو کنت نبیا لعاملتنی بما تعامل الانبیاء مع
نسائھم یعنی اگر تو پیغمبر می بودی با من آں معاملہ میکردی کہ انبیا با زنان خود کردند ابوبکر کہ
پدر اوست طپانچہ زد و گفت ھو النبی او پیغمبر است رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ او
را مزن کہ او خورد است اکنوں تو اندیشہ کن با وے چگونہ گوید کہ دیدم ای عزیز ہر کارے
کہ ہست جز اہل ایں کار ندانند ہمیں معراج بعضی گویند کہ تن نبود بخواب بود ایشاں
معتزلانند مردے سنگے لعلے افتادہ یافت گماں برد کہ لعل بدخشاں است باعزاز و
اکرام تمام برگرفت در بغل کرد بر مرد گوہر شناس آورد و گفت کہ چیزے کالائے نادر
آوردہ ام مقام خالی کن تا ترا بنمایم او مقام خالی کرد ایں مرد از بغل کشید باعزاز و اکرام او را
نمود آں مرد را بر و شفقت آمد ایں سنگ است و جز پائمال راہ نشاید و جز برائے
استنجا بکار نمی آید گفت ایں را نگاہ داریم تا خریدارے آید و ایں قدر مال تواند داد و او را
در صحبت خود داشت تا آنکہ آں مرد آبگینہ شناس شد با وے گفت کہ بادشاہ ایں چنیں
لعل می طلبد کہ تو داری اکنوں بیا تو ہم قیمت کن کہ چہ ارزد در صندوق کہ در جامہ ہائے
پیچیدہ داشتہ بود کشیدہ بدستش داد گفت ہاں اکنوں بہائے بکن کہ چند ہزار ارزد او
از دست انداخت و گفت ہیچ نمی ارزد ایں پر کالہ کلوخیست کہ بہیچ کار نمی آید گفت
آں روز مرا چرا نگفتی گفت تو مرا دوست نمیداشتی مرا شفقت آمد علم ایں آبگینہ آموختم۔

ای عزیز سر باسمہ سراست ہر کسے محرم قصہ نیست ۔ بیت

عشق بازی نہ کار ہر بشر نیست   عشق باز ندہ مرد پختہ تر نیست

شیخ عبد اللہ انصاری گوید عبد اللہ بیابانی عمرے بودہ در طلب آب زندگانی
رفت بر ابو الحسن خرقانی آنجا خورد آب زندگانی چنداں خورد کہ نہ او ماند و نہ خرقانی چگونہ

بود آئی و آنی بسیاراں در شہر برمن آرزو تعلم عوارف کردند بایشاں گفتم اگر چیزے
ازاں عالم کہ شیخ اشارت خواہد کرد شمارا بداں مشاہدہ باشد اشیاء دیگر کہ آں مشاہد
شما نیست دراں تقلید کنید شما بکلی بیگانہ با شما اسرار چگویم۔ بیت

ہزاراں ستائش ہزاراں سپاس کہ گوہر سپارد بگوہر شناس

سخن ہمانست کہ عبداللہ انصاری گفت آئی و آنی

و مسئلہ دیگر مذہب اہل سنت و جماعت است کہ انبیاء مرسل فاضل اند از
ملائکہ مقرب معتزلہ و مولانا فخرالدین رازی برعکس ایں گویند سرطائفہ بدلیل متعلق
اند اگر در اثبات و نفی آں مشغول شویم کتاب دراز گردد و چنداں نفع نہ باشد و
سخنے مختصر گفتہ آمد کہ خواص بشر فاضل است بر عامہ ملک گفتہ اند شبہا صہیب و
سلمان و ہلال و بلال پیدر ابوبکر و عمر می آمدند کہ ایشاں افضل صحابہ اند درمیزدند و میگفتند
تعالوانومن ساعۃ ایں سخن برایشاں مشکل شد بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و
گفتند الَسنا مومنین یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انتم
المومنین و رب الکعبۃ یعنی بخدائے کعبہ کہ شما مومنانید ایشاں گفتند کہ ایں
چیست کہ ایشاں می آیند بدر ما و میگویند تَعَالُوا نُومِنُ ساعۃً رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود ازیں ایماں ایماں دیگر مراد میدارند و گفت کہ آں ایمان کدام ایمان
است و چہ معنی دارد و ازینجا معلوم شود کہ ایماں مراتب و درجات دارد رسول فرمود
ما فضل ابی بکر بکثرۃ الصلوۃ والصوم ولیکن شی وقر فی قلبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حارثہ را گفت کیف اصبحت یا حارثہ حارثہ گفت
اصبحت مومنا حقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود فلتنظر فیما تقول ان
لکل حق فما حقیقۃ ایمانک حارثہ گفت اسھرت بلیالی واظمأت نہاری
فکانی انظر الی عرش ربی بارزاً گفت شبہا بیدار بودم و روزہا روزہ داشتم

این فرمان این چنینم چنانستے کہ عرش خدائی تعالیٰ را آشکارا می بنیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم کارے بصواب کردہ پس ہمیں را لازم گیر وینجا مشائخ ہر یکے چیزے گفتہ اند شبلی میگوید مسکین حارثہ نظر ش از عرش در نگذشت شیخ روزبہان شیرازی میگوید یا حارثہ اصبت للسلوک فالزم علی ہذہ السلوک حتی تصل الی مقصودک محمد یوسف حسینی گفت کہ حارثہ ادب نگہداشت نگفت انظر الی ربی و مرادش ہماں بود معتاد میاں مردم ہمیں است کہ گویند پیش تخت پادشاہ شدہ است ونگویند کہ پیش سلطان شدہ است مراد ہماں باشد و گویند رایات اعلا آمد مقصود ہماں است کہ بادشاہ آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اصبت فالزم بصواب رسیدی و ادب نگہداشتی وہم چنیں بیں و ادب نگہ دار و ہمبریں می باش سر افاش مکن شیخ ابوبکر کلاباذی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ بظاہر نہ بباطن رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آں طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند لاحول ولا قوۃ کجا افتادہ ام بیت ۔

سخن کوتاہ کن گیسو دراز را ۔۔۔ چو میدانی کہ محرم درجہاں نیست

کناساں را بخش مشک و عنبر ۔۔۔ بر خوک مبند زر و زیور

مسئلہ دیگر کرامات اولیا حق است و بود و باشد و ہست انشاء اللہ تعالیٰ پس ایں کلام گفتہ آید کرامات عبارت از خارق عادت مستمرہ است نہ اثبات محال مثلاً عادت مستمرہ اینست میوہ تابستاں ہم در تابستاں باید و میوہ زمستاں در زمستاں و خارق عادت ایں است کہ میوہ زمستاں در تابستاں و میوہ تابستاں در زمستاں و دیگر آب بطبیعت مغرق است خصوص شی ثقیل را کرامت اینست کہ بسبب خارق عادت یکے پای بر آب نہد چنانکہ یکے بر سنگے و یا بر زمین خشکے پاے نہد و بگذرد او ہمچناں بکام خود رود و ہوا پریدن مخصوص بہ طیور است انسان

چنانچہ پرندہ میپرد ہمچناں پر دایں را دو صورت است یا در ہوا ایستادہ میرود یا
چنانچہ کبوتر و زاغ میپرد ہمچناں بپرد و دیگر کہ چند روز و چند ماہ پی سیر تواں کرد
یکے بیک ساعتِ لطیف آں زمیں را پی سیر کند و دیگر حافظے قرآن را در روز
و شب ختم می کند یا در نیم شب و کرامت اینست کہ در یک روز چند ختم میکند
از اطی حروف میگویند و دیگرے خبر از امر غیب میدہد کہ چنیں شد یا خواہد شد
در واقع ہمچناں باشد شیر درندہ است و مار گزندہ است او را اندر رو و مار گز دشل
ایں حکایتہا خواجہ ابراہیم خواص را بسیار بودہ است و در کتب سلوک نوشتہ اند
خواجہ من قدس سرہ با قاضی شہ بالمی کہ یار بزرگ خدمت شیخ بود می فرمود کہ ہمیں
ساعتے کہ تو نشستی خضر خاست و تو نشستی و یارے را فرمود ہر کہ صلوۃ الخضر را ملازمت
کند البتہ با خضر ملاقات شود چہار روز گذارد صلوۃ الخضر را با خضر ملاقات کرد حکایت
کرامات اولیا چگویم بسیار است ایں تحمل آں نتواند کرد ابدال و اوتاد سیر طیر دارند
کرامتہا دارند من ایشاں را دیدم الغرض کرامتہائی اولیا را انکار نہ کنی انکار کرامت
متضمن انکار قدرت باریست تعالیٰ۔

سخن نغز دیگر خلاف است میاں اہل تصوف ولی خود را بداند من ولیم یا نہ
تو مے گفتہ کہ ولی خود را نداند کہ من ولیم زیرا چہ آں موجب عجب و خود بینی باشد و آں
مرد مردود شود اما من میگویم ایں ولی است متعبد و صالح واز ہوائے پریشاں بکلی باز
آمدہ با ایمان میرود فردا آمنا صدقنا او را مرتبہ اولیا بدہند اما ولی کہ ولایتے باو
دادہ اند و حل و عقد آں ولایت بدستِ او کردہ اند ممکن باشد قابل باشد کہ
او بداند کہ من ولیم در نقش خاتم امام زین العابدین بود انا ولی اللہ ایں زین العابدین
از دوازدہ امام است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ایشاں را ہمہ معصوم خوانند ابوسعید
ابو الخیر رحمہ اللہ علیہ بحکم مسافرت خواست در شہری در آید بر در آں شہر دیوانہ

نشست و دید باشراق باطن بشناخت کہ این شہر در ولایت این دیوانہ است
ابوسعید باوے گفت خواجہ باجازت شما در ولایت شما در آیم و نظارہ کنم دیوانہ
فرمود بوسعید اور آئی بشرطیکہ در ولایت ما خیانت نکنی بوسعید راگذر در بازار افتاد
ظالمی بر مسکینی ظلم میکرد بوسعید خاطر داشت تا ظلم او دفع شود ابوسعید اورا گفت شرط این
بود کہ تصرفی و خیانتے نکنم بوسعید آمد کہ آن دیوانہ عذر خواہد بجز و یکہ آن دیوانہ ابوسعید را دید فرمود
ابوسعید اورا نم کہ در ملک ما خیانت کردہ بوسعید گفت خواجہ بخشندہ باشد گفت
نہ بخشم برجانت زنم یا براپاینت ابوسعید لرزید گفت ایما ز نہار جان را تو دانی
مارا سہ روز فرصت دہ گفت فرصت دادم بوسعید سہ روز در مراقبہ بود سیوم روز
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ را بر وجود خویش فرو خواند اکنوں تو چہ میگوئی این خود را
می دانید کہ من و لیم یا نہ اگر این و امثال این می نویسم جلد ے مستغرق شود و ہم تمام
نشود۔

معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ منکر کرامت اولیا اند معلوم می شود کہ ہیچ کس
میان ایشان ولی نبود و نخواہد بود و معتزلہ میگوید بندہ خالق افعال خویش است
اکنوں تو فکر کن کہ این شرک جلی ہست یا نہ اہل سنت وجماعت رضوان اللہ علیہم
اجمعین می فرمایند ہو تعالیٰ خالق لا فعال العباد کما ھو خالق اعیانھم اینجا
گویند افعال عباد را خود بیافرید ثواب و عتاب آں چہ معنی دارد محققاں گویند
ہر کہ اورا برائے دوزخ آفریدہ است در مظہر او افعال دوزخیاں آفرینند از انکہ
آنہا کہ برائے بہشت آفریدہ است اینجا سخنے مینویسانم تو با معان فکر کن این
اشکال در آں حل میشود در مصابیح است کہ موسیٰ صلوات اللہ علیہم با آدم علیہ السلام
گفت کہ دانہ گندم خوردی ہمہ را از بہشت بیروں کردی آدم علیہ السلام گفت
تو در توریت خواندۂ پیش از انکہ مرا بیافرید چند سال این نوشتہ بود وَعَصٰی



آدم ذُرِّيَّة فَتُوبی موسیٰ علیہ السلام گفت بچہار ہزار سال آدم علیہ السلام گفت
مرا ملامت میکنی بکارے کہ پیش ازاں کہ مرا آفریدہ بچہار ہزار سال تقدیر کردہ بود
من توانم اینچہ او تقدیر کردہ باشد غیر آں کنم فحج آدم علی موسیٰ آدم بر موسیٰ غالب
آمد موسیٰ علیہ السلام ملزم شد عمر رضی اللہ عنہ گفت اَنَسْتَرِیحُ بالعمل و نتکل علی
ماقدر لنا فقال لا وکل میسر لما خلق لہ فقرأ وَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ
صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی بالا نوشتہ ام ایں ہر دو آیت ہمبراں مرتب می شود تا دانی از من
پرسید علی ہذا امر معروف و نہی از منکر بیکار باشد و ذلک ایضا من تقدیر الرب
سبحانہ و تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را پرسیدند ہل یرد الدواء القضاء
فقال لا فقال ذالک من تقدیر اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در
مرض موت ہر چند او بوحی دانستہ بود کہ عمر من باخر رسیدہ است تا آنکہ در حجۃ الوداع
فرمود لعلی خذوا عنی مناسککم لعلی لا اج بعد عامی ہذا و در احیای علوم
است کہ در اثنای تذکر گفت کہ انی اری قد اقترب الاجل فبکا و بکوا
خود گریست و صحابہ ہم گریستند سبب آں پرسیدند کہ اگر اتفاق تقدیرا فندچنیں
ترا کہ شوید گفت آنکہ افضل شما ست و بمن نزدیک تر است گفتند و آں کیست
گفت علی رضی اللہ عنہ الغرض ایں و امثال ایں بسیار است و ہم در مرض موت
عزرائیل آمد گفت مرا فرمان است اگر تو فرمائی در تو تصرف کنم گفت باش تا جبرئیل بیاید
جبرئیل آمد باوی گفت کہ عزرائیل میگوید اگر تو بگوئی در تو تصرف کنم جبرئیل گفت ان ربک
لیشتاق الیک خدائے تو مشتاق تست یعنی آں رفیق را اختیار کن بعد ازاں
رسول صلی اللہ علیہ وسلم گفت الرفیق الاعلی والحبیب الاولی عائشہ گوید بعد ازاں کہ
ایں سخن شنیدم دانستم کہ رفتن اختیار کرد المقصود گفتہ اند مات رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقد سر الدواء یعنی یعنے باایں ہمہ کہ یقین داشت دیگ دارو

میچ رشید حکمت را وعمل ظاہر را ترک نیاورد ونشاید کسے را آنچہ حکمتست آں ترک آورد سنت
پیغمبر نیست اکنوں بداں کہ بایں ہمہ کہ معلوم شد کہ او خالق افعال العباد است
کما ہو خالق اعیانہم امر بمعروف ونہی از منکر بیکار نہ باشد قال اللہ سبحانہ وتعالی
اَوَ لَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ۔ عجب کاریست
کہ خود بیافرید واورا خصیم خود ساز و بعد ازاں ازو گلہ کند۔ ای عزیز غوری غائر است
فہم من وتو اینجا نرسد فرید عطار گوید بیت

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا — درخاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد ہزار قرن ہمہ خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کہ ای الٰہ — دانستہ شد کہ ہیچ ندانستہ ایم ما

سالہا باشد کہ ایں بیت وردوقت ماست بیت

عجب این است کہ من واصل وسرگردانم — عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست

متشابہات کہ در کتاب اللہ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خواندۂ واز مفسراں ومحدثاں کہ شنیدۂ کہ معانی آں پس عند اللہ است بر بشرے
کشف نیست سریست میاں خدا ورسول خدا بلکہ گفتہ اند متشابہاتے کہ در قرآن
ہست فردا بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کشف شود بیان آں من تو انم کرد چنیں گویند
کشف سر العبودیت کفر کس باشد کہ بر ایں مطلع گردد او کشف کند کفر باشد
وگفتہ اند کہ مہدی علیہ السلام بیاید متشابہات را بر صورت شرع بیان کند بادائے
بعد ادائے فریضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود بیائید ہمہ روے من بہ بینید ہمہ
روے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیدند مگر علی علیہ السلام ندید دوم روز علی علیہ
الصلوٰة والسلام گفت بیائید ہمہ روے من بہ بینید۔ انتظار فرمان رسول صلی اللہ
کردند رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود آنچہ علی رضی اللہ عنہ میگوید بروید بکنید روز

توانم

دیگرا با بکر صدیق رضی اللہ عنہ از رسول صلی اللہ وسلم باستکشاف آں در پیوست
رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود دوشینہ در حضرت بودم صورت قدوسی تجلی کرد مرا
درکنار گرفت وبفشلید خنکی ولذتے یافتم کہ در تحریر وتقریر بیاں نتواں کرد چوں بخویش
آمدم برائے امتاں خواستم کہ ازیں نصیب امتان من شود فرمان آمد چندیں ہزار
پیغامبراں بودہ اند درمیاں ہمہ ما نصیب تو کردیم ومعتاد من ہست ہرچہ مرا
دہد برائے امتاں خواہم ابوبکر ترا بردم گفت من ایں را دریں نصیب نکردہ ام
ہمچنیں عمر و عثمان و علی را بردم فرمان آمد ما ہمی ہیخواستم باز آں صورت تجلی کرد ازاں زیبا
ولطیف تر با پیرایہ بسیار علی را درکنار گرفت وسخت بفشلید علی از خود رفت و
بیہوشانہ افتاد و باز او را بقدرت خویش بدو داد من و علی یکجا شدیم و برائے
امتاں خواستم فرمان آمد ہر نعمتے خاصہ کہ شما را میدہم شما آنرا عام می کنید گفتم الٰہی فضل
ورحمت ترا نہایتے نیست فضحک الرب تعالیٰ و فرمود ہر کہ فردا و پس فردا
بعد فجر با مداد ردے شما بیند از یں نصیب یابد من نبی بودم مقدم شدم علی متابع
من بود پس بیت

تو او نشوی ولیکن اگر جہد کنی جائے برسی کز تو توئی برخیزد

ایں حکایت را در مجمع الابدال نوشتہ دیدہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بر کمیاں ساختہ می شد حاتم بلیغ بر کمیاں نوشت کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
بر شما ساختہ می شود کاغذے بدست عورتے زالے داد و گفت کہ بہ تعجیل برو
وایں کاغذ بمکیاں دہ جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را خبر کرد ابوبکر و عمر
را پس او دوانید ایشاں او را تفحص کردند کاغذ را نیافتند رسول صلی اللہ علیہ
سلم علی رضی اللہ عنہ را فرستاد زجر و توبیخ براں عورت کرد و گفت واللہ کہ خدا
و رسول او دروغ نگوید اے عورت آں کاغذ بدہ والا نہ بسزا ... بے خود خواہی زد

ما ہمی را نخواہیم و ہیخواستیم

او از میان موئہا سے خویش کاغذ بر کشید و داد عمر گفت دعنی یا رسول اللہ اضرب عنق ھذا المنافق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اما تدری لقد اطلع اللہ علی اھل البدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم نمیدانی عمر کہ خدای تعالیٰ براہل بدر برحمت وفضل مطلع شد وگفت ہرچہ خوش آید بکنید بہ تحقیق من شمارا آمرزیدم شخصی بخدمت شیخ نظام الدین محمد بدوانی می گریست سبب گریہ او پرسید گفت خواجہ پدرے داشتم پریشان حال بود فوت شد نمیدانم تا بروچہ شد شیخ فرمود وقتے برما آمدہ است گفت نہ گفت مارا دیدہ است گفت نہ فرمود وقتے در غیاثپور ما آمدہ است گفت یکبار کارے داشت برائے کار خود آمدہ بود خدمت شیخ فرمود غم مخور ہمیں قدر بسندہ است اورا لقیط خالہ خواجہ ما پیش خواجہ می گریست موجب گریہ اش پرسید گفت از آتش دوزخ می ترسم خواجہ فرمود ہرکہ دست بر دست ایں ضعیف نہادہ است فردا اورا از آتش دوزخ نجات باشد۔

ای عزیز اگر مثل و مانند آں بنویسیم کہ مرا از اولیاء اللہ محقق شدہ است مجلدات مستغرق شود مقصود این است کہ برائے الہیات منحصر نیست تا از جد وجہد باز نمانی وطلب برجا داری وعقیدہ مستحکم کنی گر نیکم ام مرا از یشاں گیرند ور بدم مرا با یشاں بخشند بدانی کہ برایں طائفہ متشابہات مکشوف است اما فرمان کشف نیست وہرکہ کشف کردہ است چنانکہ حلاج و قاضی کشتہ وسوختہ شدند قال اللہ تعالیٰ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ تا آخر آیۃ اگر ترجمہ آیۃ بنویسم زیادتی باشد زیرا چہ مفسران تفسیرے نہ کردہ اند فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ ایشاں قومے اند کہ براسرار باری تعالیٰ مطلع اند من عند انفسھم ہرچہ خواستہ اند گفتہ اند ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ ہمیں معنی دارد

وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهُ اِلَّا اللهُ وقف منزل میگویند اما محققان وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ را عطف میکنند بر اِلَّا اللهُ ومیگویند يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا این معنی بکشف ومشاهده است وبمشاهده دانسته اند واز و شنیده اند كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا بعضے ازین محققان میگویند کلام این است قال بعضهم الراسخ من طولع على محل المراد من الخطاب لفظ طولع گفته اند یعنی خداوند سبحانه وتعالی او را مراد خطاب اطلاع حال وہ نیست پس ضرورت باشد والراسخون عطف گویند و آسطی رحمة الله علیه میگوید الراسخون هم الذين رسخوا بارواحهم في غيب الغيب في سر السر فعرفهم باعرفهم وخاضوا في بحر العلم بالفهم لطلب الزيادات فانكشف لهم من مدخور الخزائن تحت كل حرف من الكلام من الفهم عجائب للبحاب وآنکه میگویند عجائب للخطاب حروف را طبایع وخواص و حقایق بیان کرده اند واگر آنرا در کتاب آرم بر مردم فهم آن مشکل شود۔

جفرها فیه ازان سید جعفر صادق علیه الصلاة والسلام است ویک جفرے ازان ابو لید سینا است گفتار آنرا از قبیل کشف اسرار باشد فامساك اللسان وقبل اکرام امثال هذا اولى واهلا ونطقوا بالحكم ارواح ایشان در عالم احدیت طیرانی اند وانچه از عکس پرتو احدیت اطلاع یافته اند آنرا غیب الغیوب نامند و سر السر خوانند زیرا چه الله غیب غیبٍ الاطلاع علی خطباته وحکمة غیب الغیب باشد سر السر را همه درین دایره نقطه بند وعز فهم الله خدا تعالی ایشان را آشنا سا گردانید وفهمے که عزیز ترین فهم است که جز با نبیاے مرسل واخص خواص الاولیاء نه بخشیده آن فهم ایشان

رابخشید چون بدین دولت رسیده اند در دریای علم خوض کرده اند آشنا شده اند وغوطه ها خورده اند وجواهر هر جنس از قعر آن دریا بیرون کشیده اند ضرورت آمد که سخن ایشان محض حکمت گشت ومخ مراد شد. ای عزیز ترا باید که عمرے در طلب مجاهده وریاضت باشی مگر فہمے ازین نصیب شود والله اعلم بالصواب.

حدایق الانس

تصنیف

حضرت قدوة الواصلین الکاملین سید السادات

سید محمد حسینی گیسو دراز

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً



بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنای بیعد مر خلیقی را که از جملهٔ مخلوقات نوع انسان را مخصوص به تشریف عرفان و مختص بشرف وجدان گردانید و با این همه جز عجز و حرمان نصیب این بیچاره نکرد و هزار حجب در راه وصول این وامانده نهاد با آنکه قرب قریب بآیت نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ اثبات کرد. شعر

واشد ما لاقیت من الم الهوی — قرب الحبیب وما الیه وصول

کالعیش فی البیداء یقتلها الظما — والماء فوق ظهورها محمول

تعالی عن کل عیب ونقصان وعن رجوع حال الی حال وحدثات.

و درود معظم بر روضهٔ مطهر سرور اولیا بهتر مهتر انبیا سریر سلطنت سیمرغ ربوبیت متمم دایرهٔ نبوت سپهسالار روضهٔ قدس حریم حرم انس مقرب حضرت اعلا فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى. بیت

از احمد تا احد یک میم فرق است — میمی بمیان حجاب معنی است

و بر آل او و اصحاب او که خیر آل و بهترین اصحاب اند خصوصاً برگزیده ترین جهانیان مقتدای عالمیان مقرب حضرت ربوبیت انیس جلیس ور

نبوت شد بدو اولا ورسول روشنی چشم بتول مکشوف باسرار ومغیبات محفوظ بتجلیات
وکشوفات محی سنت رسول المنان السایر بسیرت سفیر الرحمن قدماً بعد قدم وما
بعد وم الفایض بما حصل بهمه خاتم النبیین الذی قریباً اونی بهمه آخر خلفاء الراشدین
مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل الطریقت ترجمان الحقیقت ولی الارشاد المرشد
ارشاد انفع یوم التناد ذو الحج والنجاح ابو الفتح والفلاح استاد الشیوخ الاکابر الجامع
بین علم الباطن والظاهر قدوة العارفین عمدة السالکین صدر الدنیا والدین
مقدم القوم والتقی العالم المربی الربانی الولی الاکبر الصادق محمد یوسف الحسینی
الملقب بگیسو دراز قدس الله روحه ونور ضریحه اصطفاه الله بقربه وجواره
فی یوم الاثنین واصطنعه لنفسه وخلصه عن مصاحبت اهل زمانه واسکنه
بحبوحت جنانه بعد الفجر فی السادس عشر من ذی القعده سنه ثمانمایة وخمس
عشرین وقد عاش مایة وخمس سنین فی مجتهده وعبادته وبذل نفسه فی طاعته و
مجاهدته هیهات هیهات لم یات الزمان بمثله ان الزمان بمثله لغریب
قد غاب عنا الشامل له وراء المعارف المشتمل علی یواقیت الحقایق المفیض
لاهل الزمان فی کل وقت واوان. مصرع

الدهر تفجع بعد العین بالاثر

فاتخذ جوار رفیق الاعلی والحبیب الادنی وترکنا خاسرین خائبین علی
افاضته آثار محبته واصحابه انوار لحظته فبقینا فی قوم لاعلم لهم ولاادب ولاعمل
انهم فی طول الامل ولاحلم لهم ولاادب لهم فی تحصیل المکسب ولاعرفان لهم فی
المعاد ولا وجدان لهم فی الحقایق یا لیتنی قدمت قبلک حتی لا بصرت سواک
اللهم اجعله راضیاً عنا واجعله لنا شافعا ومشفعا واعنا فی محبته ورضاه واحشرنا
یوم القیمة فی زمرة خدامه برحمتک یا ارحم الراحمین.

اما بعد چون این بیچاره در افتاده از آن نظارهٔ جمال آن بے نظیر قطب فرید چند ورقے کہ شفاے دل علیل و رجاے وصلت جمیل مسطور از ان درگاه با جاه مقرب آیه در بیان معارف مرموزه و حقایق مکنونه که مسمی به حدایق الانس است که انیس خاطر حزین و دل غمگین این بیچاره گشته مشتمل بر ده حدیقه۔

حدیقه اول در بیان قول اہل تصوف النهایت الرجوع الی البدایت

حدیقه دوم در بیان ارتباط اعضا با دل و متاثر شدن وے با عمال جوارح۔

حدیقه سیوم در تجلی حق تعالی بر عامه مخلوقات و دوری و نامقدوری ایشان ازد

حدیقه چهارم در بیان شریعت و طریقت و حقیقت و حق الحقیقت و حقیقت الحق۔

حدیقه پنجم در بیان مجاز که عالم مجاز و عالم حقیقت چه معنی دارد۔

حدیقه ششم در بیان متخلق شدن با خلاق خدا و متصف بصفات او تعالی و تقدس۔

حدیقه هفتم در بیان نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے و در بیان وزن اعمال و چیزے از تمثلات۔

حدیقه هشتم در معنی نماز بجماعت و در بیان اسرار ارکان صلوة۔

حدیقه نهم در بیان مراتب دل و اطوار او و چیزے از عدم خلقت قران۔

حدیقه دهم در بیان کیفیت دل۔

که هر حدیقه از روضه رضوان انس و حظیرهٔ از حظائر قدس است نظاره کرد و آن را فهرستے بنوشت تا آنرا فهرستے کند و دو حدیقه دیگر که بعد اتمام این نوبسا نیده بود ندیکے در بیان ازلیت و ابدیت محبت حق و اختیار کردن عاشق محبت را دوم اختیار کردن طالب راه ارادت و طلب تجلی و رسلک این مجموعه منسلک گرداند تا تضییع آن لازم نیاید و هدیه بقدر مهدی در درگاه تقرب دهادی باشد۔

حدیقه اول از مقالات اهل تصوف که النهایت الرجوع الی البدایت

این کلام محتمل بچند معنی است۔ یکے این است که در عوارف گفته
است آنکه او بنهایت رسد کار او اینست انچه در بدایت کرده بود از تعبدے
و از تکشفے و از تحلی و تحلی تقشفی و از تحلیی و تخلقی هم بدان باز گردد۔ و همین سخن من از
خواجه خود شنیدم و همچنین میفرمود که خواجه هم نقل از عوارف میفرمود و گمانم برین است
مگر استاد هم بعوارف بود و نیکو سخنے است این اما یک گفتاریست اینجا که نقطه
رجوع ازان باب است زیرا چه رجوع این تقاضا کند که در وسط کار ابتدا را گذاشته بود
چون بانتها رسید هم با بتدا باز گشت و این چنین نیست آنچه میگرد با بتدا تا آنکه بانتها رسد ملازم و دوام
آن بوده است تا آنکه بانتها رسید پس رجوع چه معنی دارد مگر آنکه این تحمل کنند که
هم بر کار ابتدا مستقیم و مستدیم ماند گوی رجوع کرد یعنی با موجب آنکه او بکار اول
باز نگردد که او را روزگارے دیگر پیش آمده یا این هم باز گشت بکار اول باز نماند
همبدان مستقیم شد گوئی رجوع کرد معنی دیگر در اول کار پیش از آنکه شروع در سلوک
کند در نفس او هوس و آرزوے و مشتهاے و مبتغاے بود چون در سلوک
شروع کند آن همه را از خود دید رکند چون بانتها رسد فعل او و عمل او از روے
ظاهر همه بدان باز گردد شخصے که از اول حال پیش از شروع در سرا و سری بود
چون بانتها رسید همان سری از سرا و سر بر کند چنانکه گفته اند که رخصت است
که سروران را سری در سر باشد و اگر اول حال هوس زنان و کنیزکان داشت
آخر حال همبدان رجوع کند۔ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بست و پنج ساله
بوده است که گرد عورت نگشته بود پس آن خدیجه رضی الله عنها را بنکاح کرد تا او

زنده بود نه زنے وکنیزکے جز او نبوده است چون دولت قربت وعزت
وصلت بکام رسید نه حرم کرد تا آنکه شبے بر هر حرمے نهگان بارے رفت
نه در نه هشتاد ویکے شود وخداوند سبحانه وتعالی درحق او این فرمود که هر
عورتے که نفس خود را به نبی الله بخشد بے نکاح وتعین مهر نبی الله را روا باشد
بحکم این آیت إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن
يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ حکایت هم ازین مسئله
کرده است۔ او اول حال معتزل بوده است چون بکمال انتها رسید در
باب او این همه شد صوفی بود از زمینے که در آن زمین امساک مال وشح
حال شهرت دارد خاصیت آن ولایت اینست بزرگے که در آن زمین
بکمال انتها رسید در نفس او این امساک واین طلب بود چندان مال جمع کرد
که از لکها گزشت فعلی هذا مرد منتهی را این خاصیت باشد که رجوع او وبازگشت
او بدان باشد که پیش از شروع در سلوک بود۔ اینجا متوهمے گمان برد که والعیاذ
بالله او از مواهب واز موارد والهیات باز ماند استغفرالله این میگویم که این اهوۂ
او را او رها دیه حرمان تنید از دو بهر هواسے که او مشغول باشد در عین تجلی وکشف
بود نتوان گمان بردن که رسول علیه السلام همه شب بتقرب زنان مشغول
بود چه او از خدا محجوب محروم بوده است لا والله همدران حالت همدران
کار در عین تجلی وظهور ومقصود وعین عیان بوده است بدانی که مرد عارف وسالک
وهالک را هرچه الذے واشهے بود تجلی او در آن الذ واشهی اجلی واهی بود چه
دانم تو چه فهم کنی آئی ودانی همبرین قیاس با رسول الله که خیر الناس است
عارفان ذکر را استخاره واستنباس است أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ
هَوَاهُ فیما نحن فیه قضیه منعکس است اقل من کل قلیل حالت ایشانست همبرین

جملہ است کہ ما رایت شیئا الا و رایت اللہ فیہ۔ ما رایت شیئا سالبہ کلی است الا و رایت اللہ موجبہ کلی است۔

و معنی دیگر ابتدائے وجود انسان اول ولادت اوست تا آنکہ او بالغ نشود بر وے تکلیفے نیست مرفوع القلم است بر وے قلم جاری نیست چون بود سالک بانتہائے احوال و مقامات رسد آنچنان گردد کہ تکالیف از وے بخیزد چنانچہ در اول حال بود چنانچہ سقطت عنہ کلفت التکالیف ہمچنان شود کہ گویند باوے اعمل ما شئت فانک معفو۔ این مسئلہ در شرع برین معنی درست باشد کہ او را ذمہ تکالیف نماند کہ او درین معنی باشد کہ او در ذمہ تکلیف محو گشتہ است این سخن نازک است و ہر کسے را بدین عمل استوار ندارند محل سخن مدعیان کاذب و ہوا پرستان متنفس است بدین کلام ہذیانے گویند و ہر چہ خوش آید کنند نعوذ باللہ من شرہم ہر کہ این دعوی کند و برین رود کشتن او بہتر از کشتن صد کافر باشد این کسے است کہ او را بر نفس خود و بر اہل و بر مال خود این نتوان ساخت۔

معنی دیگر الرجوع الی البدایت این باشد مبدا و معاد او را یک گردد چون او بانتہا رسید ہمانچہ اوّل رسید ہمان را بمشاہدہ دید۔

معنی دیگر ہر چند کہ در اول حال بود و در وسط کار سلوک کرد و تجلیات و کشوفات نقد بذیل خرقہ او بر بستہ اند تا آنکہ او ہمچنین شد کہ بیشتر رہ نماند بانتہائے انتہا رسید در قعر دریا استاد پس آن چنان عاجز و متحیر و در ماندہ دید چنانچہ در اول کار بود این سخن ایشانست۔ رباعی

ہرگز دل من ز علم محروم نشد	کم ماند ز اسرار کہ مفہوم نشد
ہ چون نیک نگہ کردم از روئے خرد	معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

وعطار نیز بدین گفتار اشارتے کرده است - بیت

سبحان خالقے که صفاتش زکبریا | در خاک عجز میفگند عقل انبیا
گر صد هزار قرن همه خلق کائنات | فکرت کنند در صفت عزت خدا
آخر بعجز معترف آیند کاے اله | دانسته شد که هیچ ندانسته ایم ما

خواجه ما میفرمودند که مردم رب را دانسته اند اما ربوبیت را نشناخته اند

این سخن بعید الغور و قعیر الفهم است -

معنی دیگر سالکے سلوک کند هر نفسے و هر دمے خود را داند که من از عالمے بعالمے و از جهانے بجهانے میروم چون کار با نتها کشد خود را همانجا یابد که در ابتداے کار بود مثل او بدان ماند چنانچه خر و ستور خراس هر چند که ره رفت و بوهم خود قدم زد تا با خود گمان برد که چند فرسنگ رفته باشم چون چشمش کشوده همدران مقامے که ربیط طبیله بود همانجا ایستاده یافت -

معنی دیگر شخصے باشد که او را کشوفات تجلیات متوالی است ساعتے از ان فرصت نیست تا آنکه او بداند و راے این چیزے دیگر نیست تا آن که قایل بطلق و متقید شود و با جمال و تفصیل گراید و جزی و کلی گوید او بمثال کلی طبعی است او را در خارج وجودے نیست او در ضمن جزئیات موجود است چنانچه محی الدین ابن اعرابی و قاضی عین القضات و حکماے یونانیان و آنکه متابعان ایشانند اگر مرشدے محققے متابع سنت رسول الله را بحقه نشناخته مرید را آنجا رساند که جز یکے وجود باز از همه وجودات نبیند و نشناسد و نداند آنجا بصدق و حق گوید هو هو لا هو الا هو - اے عرفاے روزگار اے منتهیات احرار اے مشایخ کبار در سخن محمد یوسف حسینی با فکار بسیار نظرے کمار ید و بدانید که چه گفتنیم - و اگر این سخن بر صدق مقال استوار

نداریدفرداے قیامت آمنا وصدقنا چنگ ایشان دامن من۔ والسلام

حدیقه دوم

دربیان ارتباط اعضا با دل ومتاثر شدن وے با عمال جوارح

درخت را در بیخ آب دہند طراوت ونضارت آن در شاخ وبرگ وگل ومیوه ہا ہر گردد گل بشگفد خوشبوے شود ومیوه پر گردد با مغز ومزه باشد برگ تازه شود وبرافتنے دروے پیدا آید وشاخ درازو پر گردد وبیخ استوار تر شود واگر در بیخ درخت آتش اندازند یا خاکسترے گرم کہ در آتش میباشد حکم او برعکس آن باشد۔ بدان کہ در نوع انسان عکس این است چشم گوش و زبان ودست وپا اطراف دل اند ہر عملے کہ بدین اطراف کنند اثر آن در دل پیدا گردد واگر بزبان وگوش اعمال صالحه آید سخن حق گوید وتلاوت کلام اللہ کند وبدعا وتسبیح گراید وگوش سخن حق شنود وآواز کلام اللہ وسخن علمت واخبار حکمیه بشنود وکذلک الصالحات الباقیات فی الطرفین وبدست تحریه بندد ومصحف کلام اللہ بدست گیرد ودر رکوع وسجود عمل دارد و رفتن بمسجد وخانه کعبه معین سازد وصدقه دہد وبپاے در نماز قیام کند وبقوت پاے رکوع کند وہم ہمچنین سجود وبه مشی پاے در مسجد رود وبره خانه کعبه رود وکذلک تعلم علم وکذلک الباقیات الصالحات فی الطرفین جمیعاً وہم ہمچنین چشم از خیراتے کہ بدو نسبتے دارد وتفکر در آیات وبدیدن قطع مجاورات بدان ماند کہ آبے ہناے وشیرینے در بیخ درخت دہند در ونضارتے و طراوتے وصفائی ونورے وانجلاے کہ عکس پذیر وجودات ملکوتی ولاہوتی شود این اثر آن اطراف بود کہ به بیخ رسید واگر بزبان دروغے گوید یا کفرے

گوید یا کلمہ شرکے گوید دست در محلے نامشروعے انداز د در سرقہ یا غصبے یا
بمال غیرے بناحقے یا دست انجا اندازد کہ بزنا کشد و بلواطت برد و بپا
بجاے رود بت بپرستد و می خورد و زنا کند و سوے سرقہ رود و کذلک
الباقیات والصغایر المنسوبۃ لھذہ الاطراف بجملتہا۔ این بدانکہ آتشے یا خاکستر
گرم در زیر درخت اندازد چنانکہ گفتہ ام کہ اطراف مر دل را ہمچنان اند کہ بیخ مر
اطراف خود را تاریکی وکدورتے وغفلتے در دل طاری گردد تا کار بجاے کشد
کہ آنچنان سیاہ گون شود کہ بہ تیغال ماند والعیاذ باللہ خوف آن باشد کہ عاقبت
تا بچہ کشد آن ہان ہش باش یک اندیشہ کن با خود این سخن را دست آموزۂ
روزگار خود ساز کہ مومن ہر فسقے کہ کند بدان کافر نشود وایمانش باقی باشد
آرے ہم ہمچنین است تو میگوئی اما باندیش چہ گفتہ ام خوف آنکہ چون درخت
را آب نہ ہند گل و برگ و شاخ و بیخ خشک گردد پس آن خشک شدہ باز
گشت بتری و تازگی در حیز استحالت افتاد و ہیچ اندیشہ می افتد کہ فاسق دو
رو میدارد بوجہے طرف کفرے و بوجہے طرف ایمان۔ دو حلقہ فرض کن یکے را
حلقہ ایمان نام نہ دوم را حلقہ کفر۔ در دائرہ ایمان جز صلوۃ و صوم و تلاوت و
صدقہ و سخن حق گفتن و شنیدن آنچہ امثال اینست نباشد و در حلقہ دوم آن کہ
شرب خمر و زنا و لواطت و سرقہ درین حلقہ بیابند یحان و سرخود بگو کہ حلقہ دوم
کہ حلقہ کفر است در وشرک باشد وکفر باشد وکذب باشد و خیانت باشد و سرقہ
و زنا باشد و لواطت باشد۔ ہان وہان اکنون بدانکہ مومن است ساکن دائرۂ
ایمان است والعیاذ باللہ اگر او خواہد کہ سرقہ کند زنائے لواطتے شرب خمرے
و قول کذب را مباشر شود نہ آنکہ او را از دائرہ ایمان بیرون می باید آمد در
دائرہ کفر در باید شد ہہات ہیہات فہیہات باندیشہ باشید بدانید کہ چہ میگویم

ماہر باشید مگر آنکہ دواعی پیش آمدہ باشد والسلام۔

حدیقہ سیوم

در تجلی حق تعالی بر عامہ مخلوقات و دوری و نامقدوری ایشان از وقولہ عز من قایل اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ

دیدی کہ این عروس حضرت از ورائے پردہ ربوبیت چہ چشمک زد ہر طرفے مردم چشم دل کشادہ پس آن صورت اعجاز نمود گفت کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ درین نظارہ نظرت کشودہ ہیچ فکرت دارد و درین نظارہ ہیچ دیدہ میشود ہرگز ظل رابے آفتاب وجود نہ ہر جاکہ آفتاب سایہ نہ ضرورت باشد کہ ابوالحسن نوری از دوری و نامقدوری این رانبالد و بوقت خویش شور انگیزی کند اگر دست من نہ ام و اگر منم او نیست ہیہات فہیہات سنائی خودستائی میکند و دران نمودار خودنمائی میسازد۔ بیت

بے ہمت او تا سنائی با من است ۔۔۔ یا سنای زین قبل درماندہ ام

نہ آنکہ از قابلیت حظوظ بدر میبرد آنکہ تراچہ و از وچہ نصیب۔ موسی علیہ السلام چہ گفت اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ تازیانہ سرزنش بر سر وجود او زدہ اند چہ گفتہ اند لَنۡ تَرٰىنِیۡ تو نمی بینی بر نسبت وجود او کہ سد راہ شہود او بود لمحہ پلک زدنی افتاد و آن کوہ وجود را شنیدی چہ شد کہ سد راہ تجلی او بودہ جَعَلَہٗ دَکًّا او نیست نابود گشت موسی علیہ السلام راچہ پیش افتاد خَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا این بیہوشی و مدہوشی بنود این نابودگی او بے خویشی بود چون بخویش آمد ہر آئینہ عدم امکان وصول دید گفت فصلے وصلے نیست فقدے وجدے نہ یک سر رشتہ طرفے مبدا طرفے معاد ہر دو سرا باہمہ گرفتہ اندیکے در یکے محو دلاحول ولاقوۃ

الا باللہ۔ بیت

سخن کوتاہ کن گیسو درازا کجا تو این سخن ہیہات ہیہات

جا،موسی بلاموسی قلم یبق موسی شئ من موسی۔حکما گفتہ اند الواحد لا یصدر منہہ الا الواحد محمد حسینی توچہ میگوئی میگویم یکے اندرھان یکے ویدی خرقانی چہ پردہ دری میکند از وحدت پیرہن وجود دو پارہ میکند سینہ کشادہ دو مینا ید چہ باشد انا اقل من ربی بسنتین اتار ابدست حقیقت بکار وتحقیق دوراحک کن اقل را یابی اندک اند اند پاک شوی من ربی تعدیہ است بسنتیں بالجمع وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَۃٌ کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ نہ آنکہ ہم دریکے رفتہ اند لمح بالبصر جز وہمے نماند اگر این چنین نیست آدم علیہ السلام از کجا صورت نمود وحوا بکدام لون بر آمد تلون وتکون از آبے وگلے خاست تفصیل باجمال پیوست مقید با مطلق یکے شد غوک از دریا است ہم بدریا پیوست اگر خواہد از دریا تجرے دہد سراز آن غرقاب بیرون باید کشید فرباد او کہ بیشنود او کرامی شنواند واگر در غرقاب اوست او خود دران غرقاب غرق است زہے گرداب حیرت لابدلہ ولاسبیل الیہ۔

الحمد للہ علے اننی کضفدع یسکن فی الیم
ان ھی ناھت ملیت مالحا وان سکتت مانت من الغم

ماہی را پرسیدند از کجای در چۂ حیات تو چیست بازگشت تو بکدام ماہی چہ گوید از آب رستہ ام در آب میباشم وآب آشامم ومرجع من ہم بآب باشد وبے عجب کارے حوا آدم باز میگردد وآدم بحوا یکے نیشنود۔ بیت

گاہ من او باشم واو من گہے بوالعجب کارے وبس طرفہ رہے
او من نہ من او نہ وادی دمنی درمیان زد نعوذ باللہ انہ الان کما

ن در میان زد

کان ویکون کما کان فکن الان کما کنت وتکون واللہ اعلم۔
اے عزیز جہد کن کہ مردمان از حجرۂ تقلید بدر آیند بصحرائے حقیقت وحقیقت
حق رسند تقلید چیزے باخیر بابرکت است تقلید چیزے با استقامت و قامت
است تقلید چیزے باترس بابیم است تقلید چیزے باذوق وشوق است تقلید چیزے
بادرح وراحت است تقلید چیزے بادرد بادرمان است تقلید چیزے باسوز وساز است
نعرہ وشور صوفیان است وطامات ترہات ایشان ومناجات اہل خلوت
وناز ونیاز ایشان ومردمان کہ بادیہ گرفتہ اند کہوف وغارات را مسکن وماوی
ساختہ اند این ہمہ در مقام تقلید است وہزار در ہزار نفر را چون جہد کنند کہ
از ظاہر نقاہ تقلید بشہر تحقیق آیند اگر یکے بہ تحقیق آید باقی ہمہ در الحاد و زندقہ
واباحت گرفتار گردند فایاک وایاہ فایاک وایاہ۔ تو خزانۂ دل طالب
را بجواہر زواہر عبادات واذکار ومناجات مالا مال کن منہیم بیکنے باشد کہ
عروس حقیقت بروے تجلی کند وپیرایہ شریعت وطریقت را برخود گرفتہ
باشد اکنون این آن کسے است کہ از ہزار در ہزار بہ تحقیق رسیدہ باقی ہمہ
در بند خودی وخود رائی گرفتار گشتہ اند والحاد واباحت و زندقہ مایۂ خود ساختہ اند
فایاک وایاہ فایاک وایاہ واللہ اعلم

حدیقہ چہارم

دربیان شریعت وطریقت وحقیقت وحق الحقیقت وحقیقۃ الحق

شریعت عبارت از گفت انسان کامل است۔ طریقت عبارت از
کرد انسان کامل است۔ حق الحقیقت عبارت از بود انسان کامل است
حقیقت الحق عبارت از بود نابود انسان کامل است۔ مثلاً انسان کامل سخن

گفت و آن سخن متضمن چه بود یعنی هر که این چنین کند او بدولت دید رسید آنچه
گفته بود کرد و شد و بدین کردگار دیرا ے دریافت سعادت دید بود رسید این
سخن عبارت هم ازین باشد التصوف علم و عمل وموهبة گفت بلے
این دید را علم شد آن کار کرد و کرد شد بدان دولت رسید مواهبت شد پس
آن خود را مربوط بشریک شد که یافت چنانکه ابویزید گوید غصت فی بحر الاعمال
فوجدت نفسی مربوطة بزنا نیار فقطعتها فاذا انا هو چو در دید
خود را گرفتار شرک دید بود گر انید آنگه چه گفت فاذا انا هو. این بود که او نبود این
دم شد و همیشه در میان بود و بود هم تا بود گشت خودا و هو بود. از بود نابود سخن بخواهم
گفت اما این معنی مشاهده ما شد هر دم سخن حقیقت بشنو و ریش را شانه کنند و بال آن
بر و نهاده در صدر محافل و مجالس بنشینند و این کلمات بگویند و راستا دچیا به بینند
و سرے بجنبانند والناس یظنون بهم ظنونا و ایشان بدین خوشوقت
گردند. در حضرت ذوالنون از قعر این دریا مردم سخنے میگفتند ذوالنون مانع آمد
گفت چه گویند که مردمان هوا پرست بشنوند و آنرا دست موزهٔ صدارت خویش
سازند که مائیم این و ائیم و گوئیم هر کسے کجا بدین رسد حاصل کلام این بوده که نحن ذلک
نحن ذاک لاحول ولاقوة الا بالله بهر آن بود که ازین جنس سخن نگویم و یدم مردمان
را من نمیگویم اسم فلان بن فلان از من این کلمات شنود همدرین ولایت
آمد و خود را برین بربست مردمان بر وگما نها برده اند و ندانستند این چنین محقق
دگر نباشد فایها الحسینی اقطع لسانك واختصر بیانك والسلام

حدیقه پنجم

در بیان مجاز که عالم مجاز و عالم حقیقت چه معنی دارد

این عالم مجاز است و ورا ے این عالم حقیقت. مجاز مجوزت یعنی محل

جواز حقیقت و دوم محل گذشت تن رفتن جاے قرارگاه نیست آنکه گویند مجاز
محل جواز حقیقت مجاز را با حقیقت علاقے باید تا از مجاز عنایتے حقیقت توان
کرد مثلاً گوییم زیدٌ اسدٌ در زید شجاعتے باید که از حقیقت اسد است تا زیدٌ اسدٌ گفتن
درست آید چون این عالم را عالم مجاز گفتن و راے این عالم حقیقت دانستن
پس ازان حقیقت درین مجاز لحہ پرتوے عکس رشحہ باید و اگر نہ مجاز گفتن درست
نیاید ہان وہان فکرتے گمار کہ درین جہان از عالم قدس پرتوے و عکس تمام ترو
روشن تر پیدا است اگر تو رہ آن کارگیری پس آن روی روزے ازان عکس
وازان رشحہ پرتو افتد ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ہمین نشان میدہ
خلق ادم علی صورت الرحمن بیانے آسان ترمیکند۔ رسول اللہ
میفرماید رایت ربی لیلتہ المعراج فی احسن صورت خبرے ازین
عالم میدہ صورتے مجلی مصفا منور قابل انعکاس سبحانہ وتعالی آفرید و حسن و جمال
قدسی بر صفت انعکاس بروے تافت رسول اللہ درآن آئینہ عین او را مشاہدہ
کرد بصورت فرمود رایت ربی فی احسن صورت وآنکہ گفت فوضع
کفہ علی کتفی فوجدت بردها فی قلبی آن کف کہ معکس دستے
کہ او را قبضے وبسطے واصبعے وقبضۂ بود نیست او حکایت میکرد کلتا یدیہ
یمین الصدقۃ او لاتقع فی کف الرحمن این ید غیب در غیب است
این عین در عین نیست و انکہ گویند مجاز بمعنی درگذشتن است جاز عنہ اے تجاوز
عنہ اشارت برین میکند تا از عین بعکس قرار برنگیری و البتہ درگذشتن شرط کار
است انہ سبحانہ وراء کل وراء مفہوم واصلان حقیقت است آنجا این حدیث
درست تر لا فصل ولا وصل ولا اقتراب ولا بعد ولا فقد ولا
وجد والسلام

حدیقهٔ ششم

در بیان متخلق شدن باخلاق خدا و متصف بصفات او تعالی و تقدس

خواجه من قدس سره العزیز حکایت میفرمودند خدمت خواجه قطب الدین
بختیار اوشی قدس الله سره العزیز سماع می شنیدند در اثنای رقص قاضی
حمید الدین ناگوری پاے شیخ افتادے شیخ اشارت بخادم کردے خادم
سر برکردے۔ بنده خدمت خواجه عرضه پیوست که چه سر بود قاضی پاے افتادے
خواجه خود سر برنکردے اشارت بخادم شدے خواجه درحال این مصراع
برزبان راند۔ مصرع

اینجا نرسد زورق هر سودائی

دانستم هر جنس مردم کرشته اند هر کسے محرومیت این ندارد ضرورت
خواجه اغماز فرمودند نادانے از میان مردم این سخن گفت که خبرے نداشته
اند خواجه بگفت آن نادان التفاتے نکرد ساعتے طریقه مراقبه تاملے فرمود پس
آن درویشے بزرگے پرسید همین لفظ من باز گردانید که چه سر بود قاضی پاے افتادے
و شیخ خود سر برنکردے اشارت بخادم شدے آن بزرگے جواب فرمود شیخ
قطب الدین در مقام کبریا بود۔ این سخن اشکال گونه دارد چه باشد اگر محدث
خوانی مخلوق گوئی متصف بصفات باقی دائم شود گویند رسول الله صلی الله علیه
وسلم فرموده است که تخلقوا باخلاق الله واتصفوا بصفات الله
میان آن صفت یکے متکبر است چو سالکے متجلی بصفت تکبر شود هر آئینه کبریا
برسزا و برا و روا این چه باشد که متصف بصفات شود گویند آهن سرد است و
سیاه است در آتش افتد سرخ شود و گرم شود عین آتش نماید اینجا چه گویند

(حاشیه: ن از / ن عین — ن قدیم — ن بصفاته)

نارُ وصفاً حدیدٌ ذاتاً کار ریجلے کشد نار ذاتاً حدید وصفا
شو و این سخن چه معنی دارد آهن را در آتش اندازند چندان بدمند آهن تمام ذرات
شود آتش گردد و بهوا رود به کرہ ناری پیوندد آنگه درست آید نار وصفاً و ذاتاً یعنی
وهم آن بود که حدید بود چون بحقیقت بازگشت آنچه بود همان شد میگوید تعالی
الکبریا ردای روے مرید پیدا بپوشد سبحان خالق درصورت انسان که محدث
زائل فانیست تجلی کبریا کرد که گمان برد که این شخص متجلی به صفت کبریا است
بادشاه مالک الرقاب فی لیلۃ مظلمۃ بلباس گدایان بر ابواب گردد بر کاله نانے
خواهد کرا گمان رود که این بادشاه مالک رقاب الامم است اکنون چه میگوئی کبریا رو
شد یا نه و همین صورت است که گویند الشیخ یحیی و یمیت هر آئینه
چون صفت احیا بر و متجلی شود او متصف بصفت احیا شود پس شیخ یحیی و یمیت
باشد بدان که شیخ احیاے اماتت میکند این فعل فعل خدا میکند این شیخ صورت
و هیچ بیش درمیان نیست چه گمان رود درین جهان و دران جهان جمال حضرت
راکسے بدین چشم بیند این پیغوله و حدقه که بر سرتست این چشم فیض آن بصیر سمیع
میگیرد بدان فیض می بیند۔ آفتاب با چشم گوید که ترا شرم نمی آید که میگوئی که من می
بینم در قدرت تست که می توانی دید مستفیض فیض من شوی تو نمی بینی فیض من
می بیند ما رای اللہ غیر اللہ همین معنی دارد۔ مسکین معتزلی را همین گمان افتاد
تا آنکه از جمال حضرت الوهیت محروم گشت۔ مسکین فقیه را همین وهم بود که در
دار فانی جمال باقی کسے توان دید و هیچ ندانسته اند که او راکسے ندید جز او۔ خود را خود
دید خود با خود عشق بازد و بغیر خود نپردازد۔ سید جعفر صادق علیه الصلوۃ والسلام رضی اللہ
عنه روزے اهل بیت خود را جمع آورد تا آنکه موالی هم با ایشان گفت سخنے دارم
هرچه باشد حق بگوئید و اگر نه حق اللہ در گردن شما ماند سید فرمود هر عیبے که در من باشد

بر روے من بگوئید تا در ازالت آن بکوشم ہمہ بہ یک زبان در مدح وثناے او مبالغت کردند پس آن گفتند یک سخنے الست نمیتوانیم گفت گفت ہمان می باید گفت گفتند ہمہ آراستۂ مگر آنکہ اندک کبرداری گفت آرے وقتے کبر داشتم کبریاے او آمد بجاے کبر من نشست اینکہ امروز می بینید این کبر من نیست کبریاے خدا است چہ باشد این سخن کبریاے او آمد بجاے کبریاے من نشست درین معنی دو احتمال است یکے آن کبر من متصف بکبریاے او شدہ است مانند حدیدۂ ذاتاً نار وصفاً ومعنی دوم کبریاے او کبر مرا از جان و جہان من از بیخ و بنیاد برکند بہوا داد خانہ خالی شد کبریا بجاے کبر نشست این را چہ گویند نارٌ ذاتاً حدیدٌ وصفاً بدان معنی کہ بالا گفتیم این بدان ماند آہن را در آتش اندازند اینجا انحکاے دارد اگر در بیان شروع کنم قصہ مطول گردد والسلام

حدیقۂ ہفتم

در نصب کردن حق منصب شیخوخت بیکے و بیان وزن اعمال وجزیے از تمثلات

یکے را خواہند منصب شیخوخت بنامش مسلم نویسند او را با ہمہ عبادات وطاعات وحسنات ومبرات ہنات وزلات در میزان الاعمال فرستادہ آن قدر مریدان از مرد و زن کہ با او پیوندند ایشان را نیز با ہمہ عبادات وطاعات ذنوب زلات در میزان الاعمال فرستند این شیخ را با ہمہ او کہ گفتیم در پلہ نہند کذلک مریدانش را در پلہ وزنے کنند اگر پلہ این شیخ از پلہ مریدان گران آید شیخوخت بنام او مسلم شود وآنکہ گویند فردا گناہان مریدان در پلہ پیر خواہند نہاد ہم بدین معنی است. انجب امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام رضی اللہ عنہ شاہدے عادلے است بگواہی او این اثبات شود ودیگر امیر المومنین حسن وحسین علیہما الصلوۃ والسلام ورضی اللہ

عنہما ہر دو علاحدہ کاغذے بنویسند کہ ما گواہی میدہیم این مرد مستحق شیخوخت است فردا
آمنا وصدقنا مقام شفاعت بدو ارزانی باشد اینجا پرسند وزن اعمال از طاعات
وعبادات وحسنات وزلات وغیر آن ہمہ اعراض باشد عرض شد مثلاً شئے گشت
وزن او چہ صورت دارد ومیزان عبارت از چہ چیز است این سخن نازک است
درہر پیمانے نگنجد ودرہر گفتارے در نیاید وہر ذہنے وصاحب درایتے فہم نکند
میزان عبارت از دو پلہ است وہر پلہ را سہ ریسمان بستہ باشند وتعلق کردہ بدو
سوراخ کہ آنرا عین المیزان نامند ومیان آن چوب ہم بستگی ہست کہ آنرا لسان
المیزان گویند اکنون این وزن چہ معنی دارد واین میزان چہ معنی دارد واین کفتان
چہ معنی دارد ومحمد غزالی گوید ترا چہ گمان رود کہ میزان الاعمال برین صفت کہ گفتیم
این چنین است آنجا پلہ کجا ریسمان وچوب چہ معنی دارد این را میزان العروض
تصور کن یعنی چنانچہ راستی وکثری نظم را وزیادتی وکمی او بمیزان العروض معلوم
شود این وزن اعمال را ہمین باشد این سخن علمائے اسلامیہ است وشیخ محمد رضی اللہ عنہ
بن ناصر خسرو تلمذی کردہ است مضمون علی ہذا از تصنیف خواجہ محمد است
این سخن را آنجا اثباتے درستے کردہ است آرے این سخن را از روے عقل
ابی عنوان گفت ابدا ان کہ این وزن اعمال برائے جزا است تا بندگان
یکدیگر بدانند ہرچہ بر ما میرود وہمہ باستحقاق ما میرود اما میزان العروض صاحب نظم
برائے تحقیق آن نظم را خود وزنے کند خود بداند راستی وکثری کجا زیادت کجا
وکم کجا او تعالی عالم بہمہ است بجزئیات وکلیات او را چہ احتیاج وچہ حاجت
بدینست کہ وزن کند تا بداند زیادت کیست وکم کیست ولاحول ولا قوۃ الا باللہ
انہ عالم بالجزئیات وکلیات گاہ تقدیر ہر یکے را نخواست خود چنانچہ خواست کرد
فعلی ہذا این گفتار حکما را علما باللہ وزنے نہند ودر پلہ نسجند انشاء اللہ درین

بیان شروع کنیم وبالله التوفیق سخن بحق گذارده شود. رسول الله صلی الله علیه
وسلم فرمود من رای رویا کے فلیقصها اعبرها او صلی الله علیه مطلع بر نسبت
هر چیزے است و رویا نسبت دارد بر حسب آن او تعبیرے میکند و تعین یکے
نسبت از نسبت باقیات آن از معجزه وکرامات او است مردے در خواب
بیند که عورتے جمیله آنرا انگشکر شیرینے میدهد معبر تعبیر کند که اورا از دنیا چیزے رسد
و این دنیا بد و حال نماید یکے تمثل بصورت عورت کند دوم بحقیقت خود پیدا آید
آن عذره باشد اگر مردے بیند که خاشاک و قذره میخورد معبر تعبیر کند که او از دنیا
بکمالیت او برخورد و همیرین منوال حال میزان الاعمال را تصور کن حق سبحانه
صورت میزان را همبدان مثال که صورت ترازوے این جهان است
پیدا آورده است و اعمال که اعراض اند تمثل بصور کند اعمال حسنه را شئے جمیلے
بهیے جوانے خوب روئے پر اندامے زیبا شکلے چنانچه یکے گوید. **بیت**

آن یار گل اندام چنان شست بر دلم ‌‌ ‌ که بهر نشست دیگرے جائے نماند

واعمال سیه را صورتے قبیحے زشتے مردار دشئے در غایت زشتی سیه
پر لب پست بینی بلند رخسار الٰی فعلی هذا هر جا که زشتی است یکجا جمع کن چنانکه گنگی
لنگی صورت اعمال قبیحه را بدین تمثل کند و در غایت تنگی و سبکی این هر دو صورت
را در پله نهد وزن کند که گران آید و که سبکی و هر یک را چنانچه پر کاله کاغذے کهنه
سیاهے زشتے و چنانچه طبق زر هر دو را وزن کنند چونه باشد همبرین مثال تصور
کن گران که آید و سبک که و بنده گان را فهم دهد که او بداند که این صورت اعمال
سیه من است و این صورت اعمال حسنه من و هر یک با خود بداند که این صورت
حسنه من و این صورت اعمال سیه من است بعد وزن او خود داند که من مستحق
چیستم تعذیب یا تنعیم و آنکه بر و تعذیب شد و او داند که من مستحق آنم همانچه مستحق

بودم ہمان پیش آمد وکذلک العکس وآنکہ او بداند کہ صورت حسنۂ من دلیل برین کرد کہ آن صورت اعمال حسنۂ من است او بداند او تعالی این صورت را احسن الصور گردانیدہ است نیست مگر بفضلہ وکرمہ وآنکہ گوید اعراض را جوہر سازند ہمبرین معنی است اما ایشان ازین بیان غافل اند دنیا غرضے و تمثیلے کہ گفتیم یکے مبنی از حقیقت دوم مبنی بر ابصار وزن ہمبرین قیاسات کہ گفتیم فافہم واغتنم عاقلان را اشارت بندہ است اگر بحقیقت نظر شود ہمہ وجودات جز تمثلات نباشد لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادم سخن بازگشت کہ جز از شخصے کہ بانتہاے معارف رسیدہ باشد کہ پیش ازان فہم نیست عبارت ازان این سخن است ما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك میدانی کہ نخست چہ گفت اعوذ بعفوك من عقابك از فعلے بفعلے پناہید پس آن گفت اعوذ برضاك من سخطك از صفتے بدامان صفتے متعلق شد ازینجا ترقی کرد بذات رسید گفت اعوذ بك منك وما ابلغ مدحتك ولا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك اے مسکین آنی دانی کہ من درین جملہ مختصر صفت بہشت وصفت دوزخ وصفت تنعیم وصفت تعذیب بتمام وکمال بیان کردم علما باللہ دانند کہ چہ گفتم خدا اے ترا علمے روزی کند۔ بیت

توچہ دانی کہ باتو نگذشتہ است شب ہجران و روز تنہائی

وقتے با معشوقہ بخلوت یکے نگشتۂ دوگانگی بماندہ است وگہے ہجران وگہے فراق را احساس نکردۂ ازین سخن تراچہ خبر اگر ازین ماثور ترا آشنائی رسیدہ باشد بدانی ماثور این است یا نور یا نور النور یا منور النور یا نور السموات والارض۔ ہیہات فہیہات شعر

کے بود ما زما جدا ماندہ   من و تو رفتہ و خدا ماندہ

والسلام

حدیقہ ہشتم

دربیان معنی نماز بجماعت و دربیان اسرار ارکان صلوۃ

چنین گویند کہ این حدیث مصطفی است نیت المومن خیر من
عملہ یا نیت المرء خیر من عملہ عمل مربوط نیت است کہ مردے نماز
گذارد چنانچہ قیام و قرأت رکوع و سجود بتمام بجا آرد او را نیت اداے صلوۃ
نبودہ باشد لا فرضاً و لا نفلاً آن صلوۃ را اعتدادے نباشد مردے ہذلے کرد
لا ثواب و لا عقاب فیہ اگر فرض کنیم چند نفرے در یک صف نماز میگذارند
یکے برسم و عادات میگذارد دیگرے براے نجات میگذارد سیوم براے
فوز درجات و تنعیم جنات عدن و مردے براے دیدار حضرت میگزارد
وعداً او نقداً و یکے دیگرے من حیث انہ الہنا و نحن عبدہ میگذارد و اگر خداوند
نماز ہر یکے قبول فرماید نماز ہر یکے بحسب نیت او باشد و او کہ بریا و زور گذارد
فقیہ گوید لا ثواب لہ و لا عقاب لہ و صوفی گوید او یکے از جملہ مشرکان خداے
باشد اکنون خیر من عملہ چہ باشد بعضے گویند این از قبیل قلب است یعنی
عمل المرء خیر من نیتہ اگر نیت ہست و عمل نیست چہ سود مند آید پس
عمل بہتر از نیت باشد نیت بہتر از عمل باشد بر نصاب باشد مردے حولان
حول شد بغیر نیت اداے زکوۃ تمام مال را در راہ خدا بذل کرد ثواب اوپیش
و درجہ او برتر گویند۔ درین حدیث زینوا القران باصواتکم از قبیل
قلب است یعنی زینوا اصواتکم بالقران و ما دیدیم کہ یکے قران را

بالحان خوب خواند ودر دل سامع اثرے بیش ورقتے پرتر باشد قران خواندن
ابوموسیٰؓ اشعری وشنیدن رسول اللہ علیہ السلام وفرمودن اولقد اوتیت
مزمارا من مزامیر آل داود وگفتن ابوموسی اگر دانستمے کہ تو میشنوی
تُحَدِّمت بخیرا اکنون چہ میگوی تزئین قران بصوت شد یا تزئین صوت
بقران شد در اعتبارات مختلف سکوت اسلم الطریق والسلام۔

حدیقہ نہم

دربیان مراتب دل واطوار او وچیزے از عدم خلقت قران

اتفاق علما است کہ نماز فریضہ بجماعت گذاردن سنت موکدہ وجماعت
ہم امام ومقتدی این نیز جماعت باشد زیرا چہ یکے با دوم جمع شد حکم جماعت گرفت
وگویند دراول جمع زوج است وسہ اول جمع فرد است وخواجہ من قدس اللہ
سرہ گفتہ است ہر کہ میان ہشتاد سال یک نماز فریضہ بغیر جماعت گذارد صوفیان
او را اجرت چرکین نامند ومشایخ کسے کہ با ایشان پیوند کند اول نصیحت این باشد
کہ فریضہ بجماعت گذاری وبعضے علما نماز جماعت را واجب گویند ومیان واجب
وسنت موکدہ صفت مواخات باشد اوستادنا مولانا عماد الدین تبریزیؒ
مکملات گفتے واجبات را مکملات وبعضے علما نماز بجماعت فریضہ گویند
تمسک بدین آیت کنند وارکعو مع الراکعین اے صلوا مع المصلین و
تشبث بہ حدیث پیغامبر کنند کہ او گفت فارجع فصل فانک لم
تصل والقصۃ علی الشہرت۔ ودیگر گوئیم صورت وہیئت موجود است
بر انواع است بر تنوع واختلاف است وہر یکے بصورت نوعی خویش مسبح
ومصلی رب است تعالیٰ کیسا سر زیر پا بالا آفریدہ است چنانچہ اشجار وصل فروع است

و اطراف او بالا است و بعضے طیور کذلک تسبیح او ہمین صورت نوعی او ست
گویند خداوند فرمود وَاِنْ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ومعنی گویند تسبیح او دلالت
بر وجود صانع علیم قدیم حکیم و دیگر تسبیح دارد مختص بدو اہل کشف وعیان خبرے
ازین بیقین داده اند۔ حکایت مرتضیٰ علی علیہ الصلوۃ والسلام و مورے کہ
پاے او از بند نعلین مرتضیٰ علی اوگار شده بود در کتب مسطور است۔ قولہ
سبحانہ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاؤُدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَکُنَّا فَاعِلِیْنَ
بدین مثال شاہدے عدل است وضمیر بحمده یا راجع بہ اللہ است و این ظاہر
است و مرجع او بشئی ہم درست باشد زیرا چہ گفت و مامن موجود الا
ولہ وجہان وجہ منہ الی نفسہ ووجہ منہ الی ربہ پس چون جہت
الی الرب باشد و جہیکہ در شئے نسبت برب دارد این ضمیر راجع بدانست
معنی این چنین باشد ہیچ چیز نیست کہ او مسبح خود نیست لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا
افتاده ام بسر سخن باز آیم وجودیست خداے را معکوس میپرستد ووجودیت
درست ایستاده آن نوع انسان است ووجودیست نگون شده میپرستند
وَمِنْہُمْ مَنْ یَمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ چنانچہ دواب است مانند او وجودیست
ووجودیست کہ افتاده بشکم میرود چنانچہ مار و امثال آن فَمِنْہُمْ مَنْ یَّمْشِیْ
عَلٰی بَطْنِہٖ صلوۃ جملہ انواع واجناس را تحرّے است استاده خاصہ انسانست
آن قیام صلوۃ است رکوع صورۃ چہارپایان نگاہداشت کہ ایشان ہمچنان می
روند و در سجده شد آنکہ بشکم میرود صورت او را نگاہداشت و آنکہ سجده کرد
صورت معکوس را نگاہداشت کہ خدا یرا بہ راس نگون کرده بپرستند عجب
جماعت چہ معنی دارد للہ در من قال بفریضۃ تعدیل الارکان
وبحقہ وبحقیقت نماز بجماعت این باشد کہ انسان قلبے دارد وقالبے دارد و

روحے دارد و سرے دارد و خفی دارد ہر پنج بیک خانہ قرار گیرد و ہر یکے با دیگرے
صورت اتحاد بیند خفی با قلب آنچنان جمع گردد کہ قطرہ با دریا ہر یکے را با دیگرے
ہمین مثال است اے عزیز نماز بجماعت بحق معرفت و شناخت رب العزت
جز این نباشد و ہمچنین گویند انا من اھوی و من اھوی انا والسلام

حدیقہ دہم

اجماع بقرآن مفسران و اجماع عقلاے دین است کہ اللسان
ترجمان القلب فعلی ہذا با این کلام سخن چونہ ربط یابد یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ
مَالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ از بسیارے مردم کہ ایشان در بیان علیے ادعا دقیق کنند
پرسیدم جز سکوت بر صفت مرد مبہوت نبود اما آنچہ مارا در بیان محققے است
تنبیہے و تشریحے کنیم دل را ہفت طور است یکے را قلب گویند دوم را فواد
گویند سیوم را شغاف گویند چہارم را حبۃ گویند پنجم را خلد گویند ششم را مُہجہ
گویند ہفتم را اجال گویند و جز این نامہا دیگر ہم ہست آن ہم ازین ہفت بیرون
نیست اینکہ مردے چیزے کہ در دل باشد در زبان غیر آن گوید در پردہ آن
پردہاے دل است کہ گفتار غیر آنست مرد حافظ کلام اللہ میخواند و در دل او
حکایتہاے دگر میکند آن حکایتہا یان این ہفت پردہ در پردہ ہست عاشق مبتلا
قَدْ شَغَفَہَا حُبًّا از چہارم پردہ است حب غیر حق تا چہارم پردہ است و
حب اللہ جز در فواد و قلب نیست غیر حق درین حریم گزرسے ندارد اگر حافظے
قرآن را بدین صفت خواند آنچہ بزبان میگوید دل ہمان گوید عنقریب کشف اسرار
قرآن بر وے جلوہ کند بلی حرف حرف خود را در بیا و بر او اوہ دہد در زمان لطیف از
الف والم تا سین والناس حرفاً بعد حرف مع ادائہ بصفت مخارجہ مرتب

بغیر خطاے و خللے و سہوے و زللے دست دہد این معنی بکرے است محول
علما باللہ را بجونا بہ دست دہد تا کدام نیک بخت باشد کہ این عروس ازلی در
بر او بر او شیند سنائی رحمتہ اللہ علیہ برین جملہ اشارتے فرمودہ است بیت

عروس حضرت قران نقاب آنگہ براندازد کہ دار الملک ایمانرا مجرد بنید از غوغا

اینجا معلوم میشود کہ قرآن مخلوق است یا غیر مخلوق کلام نفسی او بدین
صفت است کہ گفتیم او تعالی ازلا و ابدا درکلام است سکوت بر وروا نیست
و اگر حدوث و زوال آید و جمع کلام او عربی و عبری انجیل و زبور ہمہ یک حرف
است و آنکہ او بدین طیٔ حروف رسیدہ صفتے از صفات او متصف گشت گفتار
او این چنین نیست کہ او تعالی گوید بسم اللہ چنانچہ معلوم مردم است اول با بعدہ سین
بعد ازان میم آن مردم کلام او شنیدہ اند کہ قصص را بدان مجلد است مستغرق شود
یک حرف گفتہ اند و اگر آنرا در کتابت و گفتار آرند کتاب خانہ پر شود بعضے
محققان ہم ازین گفتہ اند کلام لیس بحرف ولا صوت ولا غیر حرف
وصوت شعر

سخن کوتاہ کن گیسو درازرا چو میدانی کہ محرم در جہان نیست

اینجا عبارت دست نمید ہد اینجا جز از غموزے و رموزے و اشارتے
و لحظے نیست عبارت بے کم است روندہ بیا استادہ است این عالمان جاہل
و این پیران نابالغ و طفلان سپید سر و سپید ریش سیاہ کار اند فہم نکنند تو سخن
گرد آر شعر

مرد معنی را طلب از این میان اہل صورت را نباشد اعتبار

والسلام

دو حدیقہ کہ بعد اتمام این نویسانیدہ بودند این است ہ

حدیقہ اول

دربیان ازلیت وابدیت محبت حق اختیار کردن عاقل محبت را

اہم الہام واکرام المرام محبت اللہ است تعالیٰ عن الزوال والانصرام و محبت اسباب ومواجب علی انواع مرد حکیم عاقل وشخص علیم فاضل فکرتے گمارد کہ عمر عزیز را درکدام کلام کارد ودرچہ مطلوب صرف باید کرد معلومش شد کہ ہمہ در ورطۂ زوال وفنا است احسن الاشیا واجمل المطالب عبادت رب است سبحانہ وآن نیز در ورطۂ عدم است امروز شخصے للہ فی اللہ صلوۃ راکہ حسنہ لعینہا است بحق شرایطہا وارکانہا بجا آورد وآن را خداوند سبحانہ قبول کرد فردا آمنا وصدقنا جزاے آن دہد اما صلوۃ در ورطۂ خیال افتاد وہی دار انعام واکرام لا دار تکلیف وتعنیف واگر کسے گزارد ویکے از ملذذات ومرغوبات بود اما نماز نیست برین قیاس ہرچہ این جملے است مال وجاہ وقوت وعیش وتمتع جز خیالبازی نیست صلوۃ کہ حسنہ لعینہا است جاہ ومال او گفتیم دگر چیز را چہ عبرت باشد اما محبت اللہ سبحانہ بصفتہ ازل وابد است او ازلی وابدی دوستی او کذالک پس مرد حکیم سلیم ہمہ راپشت دادہ روے بمحبت آورد حکیم سنائی میگوید بیت

گرت نزہت ہمی باید بصحراے قناعت شو	کہ آنجا باغ درباغ است خان درخان وادر وا
وراز زحمت ہمی ترسی زنا اہلان بیر صحبت	کہ از دام زبون گیران بعزلت رستہ شد عنقا
مرابارے بحمد اللہ زراہ ہمت وحکمت	بسوے خطۂ وحدت برد عقل از خطا اشیا

حکیم سنائی چنین فرمود کہ حکمت وہمت این تقاضا کرد جز خداوند سبحانہ را طالب را نباشد عمر جز براے او صرف نکنند ہان وہان بسے کلام مارا اصغاے کن واہتمام تمام درا علی علیین فہم خود منقش ومثبت ساز کہ طالب محب وعاشق

بتلا وراے این ہمہ است القائمن اللہ در دلش طالب سبوحی و قدوسی کہ وجودش وراے ہمہ وجودات است و از جملہ نسبت و اضافات بیرون ہست استاد فقیہ وجیہہ مذکر و مفسر و محدث ناصح با وے پند دہد یا ابن نسا الحیض این التراب و رب الارباب و این الماء والطین من حدیث رب العالمین۔ تو چیستی و کیستی قدم بر خط عبودیت استوار میدار و امید وار باش فردا ترا نجاتے شود و اگر فوز درجات و دخول جنات ترا میسر آید ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واین مسکین نیز با خود فکرتے گمارد کہ نصاح بحق نصیحتے کردہ اند تو مجہولی محمولی استغفر اللہ ترا با وے چہ نسبت برائے محب راجنسیت شرط است مصرع

دلا دامن فراہم کن کجا ما و کجا ایشان

دل را از آن باز آرو ثانی حال بنمازے بتلا وستے تا بچہ مشغول نظرے گمار و چہ بیند کہ دل ہمانجا گرفتار است لابد و لا حیلت و لا جرم فریاد بر کرد با ہمنشین چنین گوید۔ بیت

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ | این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

این رباعی در حال او باشد۔ رباعی

صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ | وردے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنبیل بدست دل دیوانہ وہم | تا از در تو در د کنم دریوزہ

خواجہ من قدس اللہ سرہ این مصرع را "تا از در تو در د کنم دریوزہ" چند بار گردانیدہ و گفتہ کہ تا از در تو در د کنم دریوزہ مشتاقے و بتلاے اسیرے گرفتارے این بیت را بسیار بار با خود میگفت۔ بیت

محمد را ز حال او چہ پرسی | گرفتارم گرفتارم گرفتارم

مطربان قوالان این رباعی را ترانہ میگفتند۔ رباعی

جانے دیدی غریبکے تو بیکے　　کورانہ خزدنے خرسے نہ سگکے
تگذارندش ہیچ کلبہ تنگکے　　باین ہمہ مفلسی گرفتاریکے
محمد حسینی باخود میگفت آہا فاہا آن عزیز بزرگوار منم والسلام

حدیقہ دوم

دربیان اختیار کردن طالب راہ ارادت وطلب تجلی در سلک این مجموعہ منسلک گرواند تا تقنیع آن لازم نیاید وہدیہ بقدر مہدی درسے ور درگاہ آن مقرب وہادی باشد۔

محمد حسینی میگوید اگر طالب را قوم پرسند کہ چہ موجب بود کہ راہ ارادت اہل تصوف اختیار کردی ودرحکم ایشان درآمدی وآنچہ فرمودند تو آن کردی والبتہ جان وجہان خویش فدائے خاکپائے ایشان ساختی او شاید بامحرم این گوید کہ محبت حق در دل من القا شد دیدار جمال کمال حق در دل من افتادمن درآن متحیر گشتم ہرچند کہ دل را ازین خطرہ بازمی آرم باز می آید واگر از متفقہ ومحدثہ میپرسم ایشان باجمعہم انگشت سبابہ خود را بدندان میگیرند کہ ہرگز این سخن مگو کہ وعدہ است فردا آمنا وصدقنا اہل بہشت را بعد اکمال نعم ایشان را این دولت دہند کہ جمال لایزال مشاہدۂ ایشان شود اما این کہ تو نقد میطلبی درین جہان دنیا استغفار کن برہ توبہ گذر خود را از خطرہ وصال باز آر از ہر نوع عذر بخواہ ومن خود را این چنین نمیکردم کہ مالتراب ورب الارباب واین الماء والطین من حدیث رب العالمین وفقیہان ومحدثان ومفسران ہمین تعلیم کردہ اند یا زدل را خواہان آن می بینم خود را مضطر ومتحیری یا بم عین آن میشود کہ شاعرے گفتہ است۔ بیت

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ　　این بت پرست کہنہ مسلمان نمیشود

درین گرداب حیرت که لابدله و لاسبیل الیه افتاده دست وپاے میزدم همه درین ورطه بودم ناگهان شنیدم که طایفه صوفیان ازین نشانے میدهند وازین نوع بیانے میکنند وبدین دعوی هم دارند تا آنکه این دو بیت میخوانند. بیت

آنانکه ریاضت کش سجاده نشینند — باید که خدا را بنمایند و به بینند

ورخود نه نمایند نه بینند به تحقیق — از اهل سموات کریا جرج نبینند

بحضرت جناب عالیه ایشان غلطان آمدم وجبین خویش را بر آستان ایشان سودم اصغاے درستے تمامے کردم درگوش من افتاد یکے میگوید لیس فی جبتی سوی الله دیگرے میگوید انا الحق دیگرے میگوید سبحانی ما اعظم شانی باخود گفتم این نباشد جز آنکه از دیدار او نصیبے گرفته اند هر آئینه بر ایشان آمدم خود را در سلک ایشان منسلک کردم وآنچه ایشان میگفتند آثار وعلامت آن پیدا دیدم این اختیار را تصوف من موجب این بود که بیان شد وشیخ رحمته الله علیه خود با من ارشاد کرد بهر ایثار المهدی هو لا ء القوة لا جل کذا وکذا لا حول ولا قوة الا بالله این ره طالبان نیست ره عاقلان است والله اعلم والسلام

وجود العاشقین

المعروف به

رسالہ عشقیہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان
جعفر الثانی ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز
رضی اللہ تعالی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بے حد وستایش بیحد مرقادر مطلق وحاکم برحق را وجانان عاشقان
ومحبوب جملہ جہان را ودرود بے قیاس مراحمدؐ حق شناس راکہ محب درگاہ ومحبوب
شہنشاہ معین العاشقین وممد المحققین والتابعین واصحابہ المقربین باد وآلہ الامجاد
بعد سپاس حق ودرود برحق سخنے چند از عشق بے پایان خاک وبقوت
جان پاک بعنایت ہو اللہ وبہ اشارت حسبی اللہ درقلم آوردہ میشود تا محبانرا
محبت بیافزاید ودوستانرا دوستی رہ نماید واین خاک را نیز بہ دعاے خیر یاد باشد
تا بدولت آن یار قدیم وشفقت ہمراہ مقیم درین خاک یا شد مستقیم درین باب
امید الی اللہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰہِ است۔

بدانکہ اے عزیز درین جہان ہمین سہ چیز است ورلے این ہمہ ناچیز
یعنی عشق وعاشق ومعشوق ہمین ظہور وہمین بطون ظاہر عبارت خلق وباطن
عبارت خالق واین ہر دو در مرتبۂ ذات یکیے باشد اگرچہ بشیمار است چنانچہ
احد یعنی لا احد الف بمعنی عشق وحے بمعنی عاشق ودال بمعنی معشوق ودر جمع
توحید ہر سہ یکے باشد چنانچہ دریا وموج وکف ہر سہ حقیقت دریا است
ویکے است۔ اکنون کسے راکہ این در بکشاید من وتو نماند آندم یکیے باشد یکے
کما قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَۃٌ اے صفت

الا واحد لا یعنی نیست صفت ذات الا مگر یکے چنانچہ قال النبی علیہ السلام العشق نار اذا وقع فی القلب احرق ما سوی المحبوب
معنی چنین باشد کہ عشق آتش است چون افروختہ شود در دل مردم بسوزد ہر چہ غیر دوست بود یعنی غیر بود بزرگے میفرماید

جہان عشق است دیگر زرق سازی　　ہمہ بازی است الا عشقبازی

چون این آتش ترا حاصل شود ہیزم تن تو سوختہ گردد آنگہ تو معنائی عشق ماند
تو ندانی عشق داند چون خودرا بخود باختی از خودی خود خلاص یافتی چنانچہ عشق دل منزہ است از آب وگل یعنی جان باز دور عشق سرافراز دو چشم خود بخود ہی مالد و یا ہمین نالد

مجنون عشق را دگر امروز حالت است　　کاسلام دین لیلی دیگر ضلالت است

سر محبوب مجنون داند اما عقل عاقل اینجا کور ماند زیرا کہ عشق سہ حرف است عین عبارت از نفی عقل و شین عبارت از نفی شرک و قاف عبارت از نفی قالب یعنی چون عشق آید این ہر سہ چیز فراموش گرداند چنانچہ مصلح الدین از عشق صادق شیخ سعدی میفرماید

چو عشق آمد از عقل دیگر مگوے　　کہ در دست چوگان اسیر است گوے

ونیز عشق را پنج مرتبہ آوردہ اند اول شریعت یعنی شنیدن صفت جمال محبوب تا کہ شوق پیدا آید دوم طریقت یعنی طلب کردن محبوب و رفتن در راہ محبوب سیوم حقیقت یعنی حضور بودن دایم در حسن محبوب چہارم معرفت یعنی محو کردن مرادِ خود را در مرادِ محبوب پنجم وحدت یعنی وجود فانی خود را شکستن ہم در ظاہر وہم در باطن موجود مطلق داشتن ہمین محبوب را چون این پنج مرتبہ تمام شود کار بہ اتمام رسد آخر ہمین عشق محبوب ماند و موج عاشق و معشوق در بحر

عشق غرق شود چنانچہ بزرگے فرمودہ العشق کالطھر بین الدمین
یعنی وجود میان دو عشق است چنانچہ پاکی عورت میان دو خون است یعنی
اول ہم عشق بود و آخر ہم عشق باشد زیرا کہ ہر وجودیکہ ہست بیرون از عشق نشدہ
است بغیر از عشق نتواند ماندن پس اول و آخر ظاہر و باطن ہمین عشق است

الوجود بین العشقین کالطھر بین الدمین ؎

چیست آدم چیست حوا عشق بس — گرچہ آید صد ہزاران پیش و پس
چون بیان عشق در مرتبہ عشق تمام شنیدی و دریافتی اکنون بکمال ہوش
بشنو و دریاب بدانکہ اے عزیز این عشق مانند تخم است و او را درختے است
کہ آنرا وجود گویند و قالب نامند و تن خوانند و این درخت درون و بیرون گرفتہ
و این درخت پنج بیخ است یکے عقل دوم وہم سیوم روح چہارم علم پنجم جان و این ہر
پنج را حقیقت گویند و از این پنج بیخ شاخ ظاہر شدہ یعنی از عقل بینائی
و از وہم شنوائی و از روح بویائی و از علم گویائی و از جان توانائی و از این پنج شاخ
پنج برگ بر آمدہ یعنی از بینائی حرص و از شنوائی کینہ و از بویائی حسد و از گویائی غضب
و از توانائی کبر است و این ہر پنج بمعنی نفس است و آن پنج بمعنی دل است و
این ہر دو در مرتبہ ذات یکے باشد و این را شریعت گویند چنانچہ بزرگے فرمودہ
است ؎

نفس و روح و عقل و دل جملہ یکے است — ہر دو معنی را در پنجاب کے شکے است
چون بیخ باشاخ و شاخ با برگ شنیدی و دریافتی اکنون گل با میوہ و میوہ
با تخم بانہوش بشنو و دریاب۔ بدانکہ اے عزیز این درخت را گلہا است یعنی طاعت
و زہد و تلاوت و قناعت و سخاوت و این پنج را در معنی طریقت گویند و درین گلہا
میوہا است یعنی شفقت و محبت و رحمت و برکت و ہمت و این پنج در معنی عشق یکے

باشد که او را معرفت گویند و در میوه تخم است که آنرا وحدت گویند زیرا که همون تخم اول است که آنرا عشق خوانند العشق هو الله که از و همه ظاهر شده است بلکه هو است که بدین خود را جلوه داده است دایم و قایم است چون بیخ با شاخ و شاخ با برگ و برگ با گل و گل با میوه و میوه با تخم یعنی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و وحدت۔

چون این جمله شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب که وجود این درخت از طبائع اربع عناصر و اربع نام است یعنی حرارت و رطوبت و برودت و یبوست یعنی گرمی و سردی و تری و خشکی یعنی آتش و باد و خاک و آب این هشت یعنی چار است برون و درون این وجود عدم هرچه هست همین چهار است۔

چون این شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب بدانکه اے عزیز جنبش این درخت بازی شهوت است و قال و استواری این درخت خیال و حال و حیات این درخت بیداری و هوش و ممات این درخت خواب و فراموشی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النوم اخ الموت یعنی خواب برادر موت است۔

چون حیات و ممات این درخت شنیدی و دریافتی اکنون با هوش بشنو و دریاب که نهال این درخت در فنا است که آنرا بقا گویند و وجه اللہ خوانند و ذات اللہ نامند کما قال اللہ تعالی کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ و این فنا یعنی بقا است و این درخت درون و برون گرفته و ظاهر و باطن پیوسته بلکه عین درخت شده دیگے گشته و دو نمانده۔ اکنون به بین که جمله این درخت بقا است که آنرا عشق نیز گویند که این درخت عشق لاحد و لانهایت لاشکل و لاغایت خود بخود شکل و صورت صد هزاران و رنگهاے بیشمار دارد و وحدہ لاشریک لہ۔

واین جملہ چون شنیدی و دریافتی اکنون کمال آن با ہوش بشنو و دریاب
معشوق عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا   تو خود بجود نگنجی ہجران چہ کار دارد
بدانکہ اے عزیز این درخت ہمین وجود و ہستی تو و شکل این درخت ہمین
افعال و اوصاف تو کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ خلق آدم
علی صورتہ اے علی صورت الرحمن اکنون بہ بین تو کہ عین بقائی بلکہ
عین عشق مطلقی و مقیدی مطلق جز تو کسے نیست فی الجملہ توئی کہ خود را بخود دگذاشتی
دوئی و جدائی نیست ؎

وجودے ندارد کسے جز خدا   ہمانست باشد ہمیشہ بجا
تماشائے خود را بخود می نمود   ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون نفس خود را چنین شناختی عین بقا گشتی قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم من عرف نفسہ بالعجز والفناء فقد عرف ربہ
بالقدرت والبقا چون نفس خود را فنا شناختی بقا یافتی چون فانی فی اللہ شدی
باقی باللہ گشتی چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

ہر چند کہ پر دردی کے محرم ما گردی   فانی شو فانی شو تا محرم ما گردی

چنانچہ آوردہ اند در دل درویش اہل فنا ندا شد جذب جذب یعنی
مجرد شو مجرد شو ہمہ موے اندام او ریختہ شد زہے مقام حیرت درویش کہ در
حیرت بماندہ چنانچہ در خبر است الحادث اذا قرن بالقدم کشف
لہ اثر یعنی نمک در آب اندازند جملہ آب شود و اثر نمک نماند اکنون تو
نمانی عشق ماند و تو ندانی عشق داند ؎

دریائے کہن چو بر زند موجے نو   موجش خوانند و حقیقت دریاست

درین جملہ جا نہا چنان گم شود کہ گفت و گوے و جست جوئے نماند کما

قال النبی علیہ السلام من عرف اللہ کلّ لسانہ چنانچہ
شیخ سعدی فرماید ؎

چو بلبل روے گل بیند زبانش در نوا آید ــــ مرا از دیدن رویت فرو بستست گویائی

اما اینجا گفتہ میشود بہ اعتبار کمال شوق دوست یعنی من عرف
اللہ طال لسانہ چنانکہ با دصبا آید انچہ لبتہ در حال بکشاید و این بیت بر
زبان سراید ؎

عجب نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست ــــ عجب این است کہ من واصل و سرگردانم

چون این جملہ تمام فہم کردی اکنون بہوش باش و نگاہ دار کہ اے عزیز در
وجود تو سہ مقام است اول و اوسط و اسفل یعنی ناف نفس کہ مرتبۂ اسفل است
تعلق بہ دوزخ دارد درین دیو و پری و مار و کژدم و آتش و سردی و آنچہ لوازم دوزخ
است واجناس سفر درین مقام است و این مقام ظہور ابلیس است۔ و مقام
اوسط سینہ است تعلق بہ بہشت دارد یعنی زمین بہشت مقام حور و قصور و اشجار
و انہار و ناز و نعمت و آنچہ لوازمۂ بہشت است درین مقام شاہ عشق بنام محمدؐ
ظہور است۔ و دل مقام اعلی کہ تعلق ہمہ بحق دارد کہ احد است درین مقام ملایکہ
و عرش و کرسی لوح و قلم آسمان و آفتاب و ماہتاب و ستارہ و آنچہ لوازم نور حق
است درین مقام است و شاہ عشق درینجا بوصف اللہ ظہور است۔ چون این
جملہ کمال میوۂ عشق و وصف عشق است بلکہ ہموارہ است کہ خود درین طریق
است اما بمقامے نام دیگر است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا
ما فی وراء العرش احد و فی السماء احمد و فی الارض محمد و تحت
الثراء محمود یعنی ہمون احد در مقامے نام احمدؐ و محمدؐ و محمودؐ یافت۔
چون این مقام شنیدی اکنون با ہوش بشنو و دریاب اے عزیز آدم

وعالم جملہ عشق است وقدیم است اول وآخر ندارد تو آمدہ است ے

این جہاں صورت است ومعنی دوست   ور بہ معنی نظر کنی ہمہ اوست ے

نقشے موہوم من عیان در صورت انسان نہان

ظاہر مکن باکس مگو خوش خوش برو بردار ما

ونخواہد رفت بلکہ دایم وقایم است کما قال اللہ تعالی لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ اے لَمْ يَخْلُقْ وَلَمْ يُخْلَقْ یعنی نہ آفریدہ است ونہ آفریدہ شدہ است ہمچنان است ھوھوھو اینجا فَہِمَ مَنْ فَہِمَ چنانچہ بزرگے فرمود ے

عشق سلطان است در ہر دو جہان   عقل را دخل نباشد اندران

زیراکہ این دریا است خونخوار وبے قعر وبے کنارھی ھی این را بیان توان گفت واگر کسے سوال کند کہ ھی ضمیر مونث است پس مشابہت حق تعالی چون توان کرد جواب آن است کہ در شب معراج تجلیات حق سبحانہ تعالی حضرت خواجہ عالم را علیہ افضل الصلوۃ والسلام بہ صورت مونث شدہ بود۔

چون این جملہ شنیدی ودریافتی اکنون بشنو ودریاب بدانکہ اسے عزیز این ماندن تو در چہ است ودرچہ ماندہ یعنی محبت ودرمحبت ماندن است کہ آنرا عشق نیز گویند درمحبت ماندہ زیراکہ بیرون محبت ماندن ممکن نیست ہر کرا دوست داری وبہرچہ روے آری آنکس نیز توی کہ خود را بخود دوست داشتہ باشی وہرچیز راکہ بینی ومحبت داری آن نیز توی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت ربی بعین ربی دیدم خدا را بچشم خدا حدیث دیگر رایت ربی فی لیلۃ المعراج فی احسن صورت من صورت امرد شاب قطط یعنی پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ دیدم پروردگار خود را دران شب معراج بہ خوب ترین صورت جوان کہ زلف او پیچ درپیچ بود اما محمدؐ

علیہ السلام خدا اے عزوجل را در خود دید چنانچہ در آیت شاہد است کما قال اللہ تعالیٰ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی من در ذاتہائے شما ام و نمی بینید شما دیگر شاہد است ما رایت شیئا الا ورایت اللہ فیہ یعنی ندیدم من ہیچ چیز را اگر دیدم خدا یرا در ان چیز شاہد دیگر انا واللہ فی الوحدت واحدا یعنی من و خدا در وحدت یکے ام۔ ؎

احد است اینجا احد اے مردکار | دایما در عشق باشی بیقرار

پس اے عزیز او دایم خود بخود نگرانست چنانچہ بزرگے فرمودہ ؎

اے خدا چون توئی غم و شادی | تہمت ما و توچہ بنہادی
ہم تو لیلی و ہم تو مجنونی | ہم تو شیرین و ہم تو فرہادی

بزرگے دیگر فرمودہ ؎

خدا بود عاشق بخود اے گدا | جہان کرد آئینۂ خود نما
تماشاے خود را بخود می نمود | ہمون عاشق و عشق و معشوق بود

چون این محبت را بشنیدی و دریافتی بدانکہ اے عزیز این محبت را آب حیات میگویند و جاے این در ظلمات است یعنی دردن چشم زیرا کہ محبت از چشم پدید آمدہ است اکنون چشم خود را بشناس کہ کیست و چیست کہ صاحب وجود تو و مالک تن تو ہمان تخم اول الست کہ جملہ از وظہور است چنانچہ عبداللہ انصاری در مناجات خود میفرماید الہی ہستی وجود خود چہ تازہ مرا دیدہ دہ کہ آن نظر بہ ہست تو بپارم این را دایم و قایم نگاہ دار و خود را بخود بین و خود را بخود جلوہ کن و خود را بدین لباس روباز چنانچہ بزرگے فرمودہ است ؎

چشمے دارم ہمہ پر از صورت دوست | با دیدہ مرا خوش است چون دوست دروست

ازدیده و دوست فرق کردن نیکو است | یا اوست بجای دیده یا دیده هم اوست

(ن سلطان) ای دوست ترا بهر دو کان میجستم | هر دم خبرت زاین و آن میجستم
دیدم بتو خویشتن را تو خود من بودی | خجلت زده ام کز تو نشان میجستم

چون صفت چشم تمام شنیدی و دریافتی اکنون باهوش بشنو و دریاب
بدان که ای عزیز این نور حقیقتهٔ ریح است که آنرا روح نامند که الارواح
(ن [illegible]) مراکب من السمایه یعنی دم بقدم آمیخته و یکی شده و یکی گشته است چنانچه
بوی در گل و مسکه در شیر بیت

بنده با حق همچو شیر و روغن است آمیخته | این همه شیر است و روغن هم توی لا یبصرون
اما حقیقتهٔ دم است که آنرا روح خوانند و نور گویند کما قال الله تعالی
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ این ذره نور و روح را به عبارت و اشارت
گفته شده است اما بحقیقت نام و نشان ندارد و حد و رسم نیز ندارد ذاتی
است نا محدود و نا متناهی و بحری است بی پایان و بیکران و این ذات نور
علی الدوام در تجلی خویش است چنانچه بزرگی فرموده بیت

بی نشان شو در ره نام و نشان | تا جمال خویش را بینی عیان
(ن مغربی) پس گل آدم همین دم خاک باد | ظاهر صورت چه بینی هرچه بینی یاد باد

چون این شنیدی و دریافتی اکنون باهوش بشنو و دریاب بدانکه ای عزیز
همین دم و قدم یعنی روح و ریح را خدا و رسول گویند ظلمت و نور خوانند جبرئیل و میکائیل
و اسرافیل و عزرائیل نامند بهشت و دوزخ جن و انس وحش و طیور و کفر و اسلام
خوانند دین و دنیا کعبه و بتخانه گویند بیت

مسجد و دیر تویی کعبه و بتخانه یکی است | هر کجا گوش نهادم همه غوغای تو بود
و این حقیقت عشق است که خود بخود چنین است ظاهر و باطن خود است

ہرچہ شد شدن تواند و ہرچہ کرد کردن تواند و بداند کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ شعر

عشق مشاطہ ایست رنگ آمیز — کہ حقیقت کند بہ رنگ مجاز
عشق میباز و خدا با خویشتن — شد بہانہ درمیانہ مرد و زن

این مثنویات کہ گفتہ شد ہمہ درباب عشق درج کردہ شد واللہ اعلم بالصواب۔

مثنوی

عشق گوہر بے بہا و بے نشان — بہر عشقش ہر دمے تو جان فشان
عشق اول عشق آخر جاودان — باخودی خود بباز و دامیان
عشق نور و عشق نار و عشق دار — عشق پنج و ہفت باشد عشق چار
عشق باد و عشق آتش آب خاک — درحقیقت عشق باشد جان پاک
عشق شاہ و عشق ماہ و عشق راہ — بر سر خود عشق پوشد صد کلاہ
عشق عرش و عشق کرسی ازدان — ہم قلم ہم لوح ہم محفوظ دان
عشق شمس و ہم سما و ہم زمین — ہم فرشتہ در شمار سے در کمین
عشق روشن ہم نجوم و ہم بروج — باخودی خود نزول و ہم عروج
عشق بیخ و عشق شاخ و عشق گل — عشق میوہ عشق تخم و عشق مل
عشق در صورت جمال خود نمود — جملہ اشیا درحقیقت عشق بود

این مختصر را وجود العاشقین نام نہادہ شد۔



التماس

حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ کے "مجموعہ یازدہ رسائل" میں رسالہ پنجم صفحہ (۱۰۱ تا ۱۰۶)۔
موسوم بہ "رسالہ توحید خواص" انکی تصانیف کے ضمن میں طبع ہوگیا۔ اس "مجموعہ" کی طباعت کے بعد معلوم ہوا کہ
وہ رسالہ حضرت حسین بلخی قدس سرہ کا تصنیف کردہ ہے حضرت حسین بلخی قدس سرہ امام مظفر شمس بلخی علیہ الرحمہ کے
فرزند او خلیفہ تھے اور امام مظفر حضرت مخدوم الملک شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔
ناظرین کرام تصحیح فرمالیں۔

خاکسار
سید عطا حسین عفی عنہ

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر ثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ
اجمعین۔ اما بعد رسالہ دربیان **توحید خواص** ومقام اہل اختصاص۔
بعد از حمد کہ موجود نیست مگر وے ودرود بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مقصود
نیست مگر وے آنچہ سوال میکردی وبہ ابتہال درمیخواستی کہ چند سخنے در توحید
خواص بنویسیم قلم برگرفتم وبتائید ربانی درکتابت آوردم تا شمۂ اجابت سوال
تو کنم وبیخ شک وشبہ از دامن یقین تو بہ آب تحقیق بشویم وچنانکہ زمانہ وقت
املا کند بنویسیم از راہ انصاف کہ ہمہ دل سامع باشد کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِکْرٰی
لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ۔ والموفق ھو اللہ

فصل۔ بدانکہ موجودات عالم بر دو نوع است عالم صورت وعالم
معنی عالم صورت ہمہ ظاہر است وعالم معنی ہمہ باطن۔ عالم صورت بعضے
بدیدۂ ظاہر دیدہ میشود چنانکہ ملکی بعضے بدیدۂ باطن دیدہ میشود چنانکہ ملکوتی۔ و
آنکہ عالم معنی است آن دیدہ نشود مگر در صورت پس ظاہر وباطن ہمہ صورت
اوست کہ او خود را باین صورت در ظاہر مینماید رباعی

ہر نقش کہ بر تختۂ ہستی پیدا است ... آن صورت آنکس است کین نقش آراست

دریاے کہن چو بر زند موجے نو | موجش خوانند و در حقیقت دریا ست

موحدان گویند کہ یک نور است کہ خود را بہمہ صورت نمودہ است و
بہمہ کسوت پیدا کردہ است و بصورت مجنون و لیلی و بشکل وامق و عذرا تجلی
کردہ است و ہمونست کہ بچشم مجنون نظر بر جمال خود کرد و در لیلی دید و خود را دوست
داشت پس ہر کرا دوست داری و ہر کہ روے آری روے بدو کاری او
باشد اگرچہ تو ندانی۔ قطعہ

میل خلق جملہ عالم تا ابد | گر بباشد ور نباشد سوے تست
جز ترا چون دوست نتوان داشتن | دوستی دیگران بر بوے تست

نظر مجنون بر حسن لیلی بر جمالیست کہ جز آن جمال ہمہ قبیح است اگرچہ مجنون نداند
کہ ان اللہ جمیل و یحب الجمال غیر او را نشاید کہ جمال باشد چون غیر او را در حقیقت
ظہور نیست جمال دیگر چگونہ تواند بود۔ رباعی

یارے دارم کہ جسم و جان صورت اوست | چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست
ہر معنی خوب و صورت پاکیزہ | اندر نظر تو آید آن صورت اوست

مردے پیش خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ آمد و گفت یا شیخ بزبان بیان
توحید بکن خواجہ شکر طلبید و آن مرد را پرسید کہ این چیست آن مرد گفت شکر است
پس خواجہ فرمود از ین شکر صورت اسپ و ستور و آدمی بساز آن مرد صورت
ہاے مختلف بساخت خواجہ یک یک پرسید کہ این چیست آن مرد گفت کہ این
آدمی و این اسپ و این ستور است خواجہ فرمود ہمہ را بشکن و یکے کن آن مرد
ہمہ را بشکست و یکے کرد خواجہ فرمود اکنون چیست گفت شکر است خواجہ فرمود
کہ برو کہ بیان توحید تمام کردم۔ قطعہ

یک عین متفق کہ جز او ذرہ نبود | چون گشت ظاہر این ہمہ اغیار آمدہ

اسے ظاہر تو کہ عاشق و معشوق باطنت مطلوب را کہ دیدہ طلب گار آمدہ

ہمان معنی کہ بزبان موسی علیہ السلام اَرِنِیْ گفت خطاب لَنْ تَرَانِیْ ہم ازو

شنید وہمہ معنی کہ بزبان درخت اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ گفت بگوش موسی آنرا ہمو شنید قطعہ

چون جمالش صد ہزاران روی داشت بود در ہر ذرہ دیدارے دگر

لاجرم ہر ذرہ بنود یار تا بود ہر دم گرفتارے دگر

تجلیات اورا نہایت نیست ہر عاشقے از و نشانے دیگر دہد و ہر عارفے

از و عبارت دیگر کند و ہر محققے از و اشارت دیگر فرماید اما برین سر عزیزے را ذوق

دہند آنرا کہ بدل رسیدہ باشد و حظ دلش دایم ہمین باشد چنانکہ گرسنہ تقاضاے

او بطعام باشد تقاضاے دلش دایم ہمین باشد بزرگے گفتہ است کہ محبت

و معرفت آن باشد کہ خداے تعالی مر محب و عارف را عیش و غذا باشد

و خورش وے باخیالش بود و گفتن وے باخیالش بود و بودن وے باخیالش

بود جملہ حرکات و سکنات بے او نگذارد اکنون آنکس اہل دل باشد اما دیگرے

کہ زمانے دل بحضور محبوب آرد و زمانے دیگر دلش بگریزد چون آہوے وحشی گرفتہ

بخانہ آرند ہمین کہ رہا شد رفت چنین کسے را اہل دل نخوانند اہل نفس گویند و سالک

خوانند و صوفی نگویند متصوف گویند یعنی روندہ راہ صوفیان خوانند صوفی گفتن نتوان

کہ صوفی در نمک زار حقیقت افتادہ نمک شد عوام گاو خراند علما باخبراند و متصوفان

راہ رواند و صوفیان رسیدگان حق اند بیت

تا کے اے عطار زین حرف مجاز برسر اسرار توحید آے باز

مارا چون قلم در صحراے وحدت روان است فرقہا کفرہا باشد چون یک

نور است کہ محیط است بہمہ صورتہا پس اورا نور مطلق گویند و توحید مطلق اینست

است کہ چیزے از چیزے وراہے از راہے و کارے از کارے و صحبتے از

صحبتے جدا نکنی و پشت بچیزے ندہی و روے بچیزے دیگر نیاری کہ چون روے
بچیزے مقید آری بے شبہ پشت بدیگرہا کنی از توحید مطلق بیرون افتادہ باشی
مسلمان حقیقی اوست کہ بتوحید مطلق رسیدہ باشد و آنکہ بتوحید مقید ماند مسلمان مجازی
باشد نہ حقیقی اگر نمیدانی کہ چہ میگویم در چشم من در آ و بین کہ ہمین است. **نظم**

آفتابے در ہزاران آبگینہ تافتہ — پس برنگ ہر یکے تابے عیان انداختہ
جملہ یک نور است لیکن رنگہاے مختلف — اختلاف این و آن را در میان انداختہ

بر ہر کہ این در حقیقت کشادند اضافت من و تو از و ساقط شد و نسبت
ازان من و تو از و طرح افتاد از ہفتاد ہزار حجاب ازان نور و ظلمت کہ پیش سالک
است من بندۂ یک نقطہ ام کہ بتو نمایم و راہ صد سالہ بیک ساعت گم کنم گوش
دار کہ این جملہ ہمین غافل بودن تست از محبوب تا غفلت از تو برخاست
حجاب نیست اما آنچہ حجاب نورانی و ظلمانی کہ گفتم میتواند بود کہ نماز و روزہ
و تلاوت قران و لذات عبادات کہ ترا از دیدن محبوب و یاد آوردن او
باز دارد این ہمہ حجابہاے نورانی باشد و حجابہاے ظلمانی ہمہ مشغولی بہواے
نفس است و چون گفتیم کہ یک نور است حجاب نور و ظلمت چہ معنی دارد
آرے چون تو بآن نوری و لمحۂ از او غافل نۂ ترا حجاب نیست چون غافل شدی
محجوب گشتی از حجاب بیرون باید آمد حجاب و معصیت تو ہمہ غافل بودن تست
از محبوب و اگر توی پس غیری او را حجاب میشود بدانکہ چون ہمہ یک نور است
و او را حد و نہایت نیست پس ہر چہ ہست در عالم صورت و معنی صورت
اوست و او بہیچ صورت مقید نیست تو بۂ تو از آنست کہ از قید بیرون آئی
و در توحید مطلق افتی. **بیت**

حجاب روے تو ہم روے تست در ہمہ حال — نہانی از ہمہ عالم زبس کہ پیدائی

همین که پردهٔ پندار از غیر در صحرای دل تو آمد دوئی پیدا شود و حجاب
روی نمود. **بیت**

دوی را نیست ره در حضرت تو　　همه عالم توئی و قدرت تو

چون پندار غیر و دوئی از ساحت دل تو برخاست دل بزبان حال
این گوید. **رباعی**

روزت بتو بودم و نمیدانستم　　شب با تو غنودم و نمیدانستم
ظن برده بودم که من بودم و من　　من جمله تو بودم و نمیدانستم

خدایا ما را از پیش ما بردار و خود را بر خود پیش دیدهٔ خود دائم و قایم دار آمین
چند سخنی یادگار این درویش برابر جان خود بداری و بهمه کس ننمای و کسیکه در
طلب این باشد در هفته بمطالعه این رساله خالی نگذاری که فائده خواهد داد
انشاء الله تعالی بمنه و کمال کرمه. **تمام شد رساله توحید خواص**
تصنیف حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بنده نواز قدس الله
سره العزیز

رسالہ منظوم در اذکار

از افادات

حضرت قطب الواصلین سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

رسالہ منظوم دراذکار

از تصنیف حضرت خواجہ خواجگان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضر و ناظر تو حق در دل بدان — ہم بدان با خویش او را ہر زمان
رفع وسواس است توجہ پیر نیز — ہم ازین گردی تو واصل اے عزیز
عین خا خود را اگر دانی دلا — محو گردی از خودی خود در خلا
عین خا دانی کنی ہر جا نظر — از برائے محو خویش است سر بسر
ہم لا جل اثبات حق است ہر زمان — ہم بدان باشی تو مثل عاشقان
اے تو با ہر جزو خود خا را بدان — ہم بہر از جزو و کل اشیائے آن
تا مغیث خا شود مکشوف ہم — خا شود معشوق تو اے محتشم

هرچه در ره در نظر آید بدان   ذات او تا غیر او بینی همان
فعلها را جمله فعل او بدان   فاعل او هست کس نه در میان
آئینه روشن به بین تو بعد ذکر   خا بدان خود را و کن در خویش فکر
آئینه در هم به بین تو خویش را   کن تصور روی خا در خود دلا
این برای رویت حق ابدا[ست آن]   گیر لازم طالبا در هر زمان
کل شیٔ هالک دان جز خدا   غیر او چیزی ندانی ای عزیز
این برای محو خود راهست بدا[ن ج]   کوششی کن اندرین محنت بجان
کن تصور من همین بینم عین   تا که گردد کشف بر تو فرض عین
هم تصور کن تو با خا و به عین   تا که بینی بر تو انیت فرض عین
اندرون نون تصور کن تو خا   قبلهٔ خود تو بهر وقتی بجا
تا حضور دل شود اندر نماز   در نمازت حاصلت گردد نیاز
هم تو در نون کن تصور یار خویش   همچنین کاف زین چون شد به پیش
هم یقین دان پیش او استاده ام   بندگان چون در سجود افتاده ام
هم همین بینم یار خویش را   میکنم هم انکار کار خویش را
منتظر باشی که این دم با یقین   یا من آید در سخن آن نازنین
جمله حرف قاف‌ای قاری بدان   صورتی دارند و شکل دلستان
قایم است این جمله حرف قاف این   هم بحق در وقت تالی ذو الیقین
منتظر باشی بدان صورت که آن   قایمت بینی تو آن صورت عیان
چون که آن صورت تجلی حق است   چون به بینی تو شوی مست الست
چون کنی تالی تلاوت همچنین   هم کلام الله بدل خوانی از این
خارقی ایدبدست و وقتی   ختم قرآن تو کنی در ساعتی

دان

نسخه

ہم ہمین خویشی بود تو عین خا — ہم بدانی تا شود مکشوف خا
اندرونِ دل تصور کن تو خا — تا شود قلب ترا رویت ابا

ہم بدان حق را تو میم خود دوام — ہم تو میم این ہمہ عالم تمام
تا کہ کشف این شود اے خویش پسر — نیک بختی آن شنو پند پدر

گر تو میخواہی حضور اے جان پدر — باش دایم در خیال دلپذیر
ہر چہ در خا بگذرد آنرا بدان — خا و دال و ہم الف در ہر زمان

عالم غیبت چو آید در نظر — کن تصور جملہ را خا سر بسر
ہر چہ بینی منتظر باش اے پسر — قاف آنچہ آیدت اندر نظر

جملہ را دان تو صفات و سر ذات — ہم ازین ہا میشود کشفِ صفات
دال الف تا جملہ عالم را بدان — منتظر تا آن بباشی ہر زمان
این را اے کشف ذات است اے پسر — اندرین محنت بخور خون جگر

اسم الف در دل تصور کن مدام — ہم بہ آب زر نوشتہ والسلام
ور ہمین خواہی بہ بینی آن جمال — باش اندر میم را فی کل حال
تو میا ور ہم بچیزے سر فرو — چوں درآی آن درا ہر دم برو
گر روی در لامکان بینی لقا — تو ہمین کن باش جویانِ ورا

مطلع بر کاف و ہا یا عین صاد — ہم شوی آن منقص و کہیعص
فتح باطن میشود از ذکر دال — چونکہ آنست از نبی خویش خصال

میشود دلرا حضور از ذکر فا — ہر شبے بسیار گو آنرا بتا
ذکر جدا دہی خلا چندان بگو — تا دلت روشن شود اے حق جو

ذکر چار و ہم سہ را یا کن حضور — تا چہار اطراف سہ بینی تو نور
خاصہ گیسو در از اہل عیان — ذکر پنج رکنی تو گوی ہم بجان

ہم بذکرِ خا شود حاصل حضور ‏ — دل شود ذاکر ازین ہم جلد نور

ہم بذکر لام و او آخر بدان ‏ — میشود کشف سماوات اے جوان

ذکر الف ہم لام وہا ذکر خفی ست ‏ — دایم الاحوال گوید گر ولی است

ذکر کشفِ کاف در نون با حضور ‏ — کن تو چندان تا شود کشف قبور

ذکر ابدالان کسے گوید مدام ‏ — او شود ابدال ہم صاحب مقام

ہم برائے استقامت آن مقام ‏ — ذکر دوم ابدال گویند بر دوام

ذکر یا ہو ہم بوصف کو کنون ‏ — از دہانت تا کہ نور آید بیرون

ذکر ہو دو رکنی اے مست فنا ‏ — گو برائے محو خود را دایما

ذکر ہو در چار رکنی اے عزیز ‏ — محو کلی تا شوی بس گو تو نیز

ہم بلا کیفے بہ بینی نور حا ‏ — گر تو گوئی بس تو ذکر انہا

ذکر یا آخر کہ یاست اندر حجاب ‏ — گو کہ تا گردد دعایت مستجاب

ذکر الف آخر یاست اے گو نہان ‏ — تا شود کشف سماوات اے جوان

کشف تو چندان کہ ذکر بند دست ‏ — خاصۂ شیخ فرید، جہودن است

ذکر خا آخر کہ با خوشدل رباست ‏ — بہر قطع طمع جملہ جز خدا است

ذکر ہیچون چار رکنی گو دلا ‏ — بہر کشف پاک ذات حق را

ذکر حق استادہ گو اے نور نور ‏ — تا تمام اندام تو گیرد حضور

ذکر یا و آخرت یا اے عزیز ‏ — ہم دو رکنی است بگو آنرا تو نیز

ذکر یا آخر کہ والست اے نگار ‏ — بہر دفع سروریت گو بے شمار

ایضاً ذکر الابدال المجلسین

کما ہو المعتاد فیمد ید الیمین

تمت

رسالهٔ مراقبه

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شهباز بلند پرواز لامکان

جعفر الثانی ولی الاکبر خواجه صدر الدین ابوالفتح سید محمد گیسودراز بنده نواز

رضی الله تعالیٰ عنه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔

بدان کہ بدرستی کہ راہ سالکان طریقت اول مجاہدہ بعد او مراقبہ بعد او مشاہدہ وبعد او مکاشفہ۔ اما درین کتاب مقصود بہ مراقبہ بود کہ مرتبہ اول بیان کردہ شدہ۔

و مراقبہ در لغت بر گردن شتر سوار شدہ سوے دوست رفتن است و در اصطلاح سلوک گردن نہادن بحضور دوست و دوست را در چشم داشتن۔

و انواع مراقبہ بسیار است و درین کتاب بر سبیل اختصار سی و شش مراقبہ ذکر کردہ شدہ تا طالب زود بمقصود در رسد۔ و این کتاب را مراقبہ خوانند۔

مراقبہ اول آنست کہ خود را دایم الحال حضور او داند و در عین حاضر داند بر حکم نص اَلَمْ تَعْلَمُ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی آنکس کہ گناہ میکند نمیداند بدرستی کہ خداے می بیند بلکہ او بتحقیق حاضر است می بیند ہر فعلے کہ انسان میکند۔ و این مراقبہ آنست کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت رسالت پناہ را تعلیم کردہ بود ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

یعنی اینک عبادت بکن تو اے محمدؐ خدا را چنانستے کہ می بینی تو او را پس اگرچہ
تو او را نمی بینی او ترا می بیند و این را مراقبہ **حضوریت** گویند۔

مراقبہ دوم را **قلبی** گویند و آن آنست کہ ہمہ وقت او را در قلب
داشتن چنانکہ قولہ تعالی وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ این
آیت اشارت بدین مراقبہ است یعنی آن خدائے است کہ موجود است
در آسمان ہا و در زمین و از آسمان قلب یعنی دل تصور کن و از زمین قالب
کالبد دل بدان یعنی ہمہ وقت بدان کہ وجود در دل و در کالبد دل است۔

مراقبہ سیوم را **قربت** گویند آنست کہ ہمہ وقت او را نزدیک خود
داشتن چنانکہ قولہ تعالی نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ یعنی
ما نزدیکتریم مر شما را از شاہ رگ شما۔ وحضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام اشارت کردہ اند مع کل شئی لا بمقارنۃ وغیر کل
شئی لا بمزایلۃ۔ یعنی بدرستیکہ آن خدائے تعالیٰ با ہر شئی موجود است
نہ باتصال آن و بغیر ہر شئی است نہ با نفصال مانند در آئینہ۔

مراقبہ چہارم را **مراقبہ معیت** خوانند۔ آنست کہ او را دایم
با خود شناسد چنانکہ قولہ تعالی وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ یعنی آن خدائے
است با شما ہر جا کہ باشید شما۔ این ایت اشارہ بر مراقبہ است۔

مراقبہ پنجم **مراقبہ احاطت** خوانند و آن آنست کہ او را بدانند در
تمام ذات خود و در ذات غیر در گرفتہ است چنانکہ قولہ تعالی وَاللّٰهُ
مِنْ وَّرَائِهِمْ مُّحِيْطٌ یعنی خدائے تعالیٰ شامل در ہم ایشان چون آب
در جامہ پس در تمام ذات خود را احاطت او بدانند۔

مراقبہ ششم را **مراقبہ افعال** خوانند یعنی ہر شئے را با فعل آن شئے

کہ بیند خداوند تعالیٰ را خالق آن شمار و بدو نہ غلق خالق پیدا کند چنانکہ قولہ تعالیٰ
وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی خدائے تعالیٰ آفرید شما را و فعل شما را
پس در ہر فعلے او را پیدا کند بس و فعل آن رمزے بخدا مینماید۔

مراقبہ ہفتم را مراقبہ صفات خوانند یعنی دایم مشغول بہ بزرگی
او مستغرق شود کہ آنحضرت کریم است ہر چیزے را نعمت میرساند چنانکہ
قولہ تعالیٰ وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا یعنی میتواند ہر شئی رحمت
وعلم او توانست بر رحمت و علم آنست کہ شب و روز در دانشگی و خیال در
اوصاف اللہ باشد۔

مراقبہ ہشتم را فنا خوانند یعنی خود را در مقام فنا پذیرد و خود را در مردگان
شمارد و درین مراقبہ الفنا نہ است کہ در مقام عدم وجود اللہ پیدا شوم۔ قولہ
تعالیٰ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عِنْدَ
رَبِّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ یعنی اے محمد تحقیق تو مردہ است و تحقیق ایشان
مردگانند پس تحقیق شما در روز حشر نزدیک صاحب دعویٰ میکنید شما۔

مراقبہ نہم ذاتی باشد خود را محو کند بر یگانگی او آید یعنی پیدا آرد و بر یگانگی
او آید یعنی یکے پیدا آکر دو ہمہ نا پید شمارد قولہ تعالیٰ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
ایمائے بر توحید ذات است۔

مراقبہ دہم سوئی باشد یعنی ہمہ علامت ربوبیت بر مرتبہ بلند تر آرد
وعالم را در مرتبہ فروتر چنانکہ قولہ تعالیٰ سَنُرِیْھِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ یعنی
سرانجام می نمایم مانشانیہائے ما در فوقہائے ایشان۔

مراقبہ یازدہم شہود باشد یعنی بداند کہ او ہمہ وقت حاضر است
و در الوہیت او ہمہ عالم گواہی دادند کہ او شاہد و مشہود است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۲ دوازدہم وجودی باشد یعنی ہمہ جا او را بداند بحکم اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی ہر جا کہ باشید شما پس آنجا ذات اللہ موجود است ہم در و مستغرق شود۔

مراقبہ ۱۳ سیزدہم سرادق است یعنی در تصور دل پردہ از وہبر رنگے کہ باشد امارنگ زر بہتر درون دل مقربود او قصد کند و مستغرق شود قولہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنی نی بینی تو اے محمد سوے پروردگار خویش چگونہ دراز میکند سایہ را پس استمداد ظل پردہ اوست وجود شمس شود مقصود است۔

مراقبہ ۱۴ چہاردہم جمال باشد یعنی خیال در جنتؔ او کند مستغرق شود فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ ہر چونکہ باشد از مقربانست پس در راحت اند ایشان جز آن مراقبہ است۔

مراقبہ ۱۵ پانزدہم مصدر و مرجع باشد یعنی در خیال غرق شود کہ ہموست پیدا آرد و برد وَهُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ۔

مراقبہ ۱۶ شانزدہم ارتسام است یعنی چہار سورہ در خیال بالفاظ کشادہ نزبگذارند تمام با معنی والعصر والضحٰی واللیل والشمس۔

مراقبہ ۱۷ ہفدہم امانت باشد یعنی خود را ازاین بداند و آنچہ پیش خود است امانت شمارد و این مقام تسلیم است وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنی بار امانت آدمی گرفت و حال اینکہ در جہل تاریک بود۔

مراقبہ ۱۸ ہیجدہم پیر است یعنی در خیال طاعت پیر شود مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ نزدیک قاضی القضات پیر در دل مرید خود

رامی بیند و مرید در دل پیر خداے رامی بیند۔

مراقبہ[۱۹] نوزدہم آینہ است یعنی شب و روز در خیال خود و صراط مستقیم خود جوید و اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ خود نمائی کند۔

مراقبہ[۲۰] بستم اشیا باشد یعنی بداند در خیال کہ خالق ہمہ اشیا اوست ہرچہ کند او کند۔

مراقبہ[۲۱] بست یکم ہویت است یعنی تمام در محو غیر ذات اللہ کہ کونہ وجودے ازان مراقبہ است

مراقبہ[۲۲] بست و دوم ہیبت باشد در خاطر گیرد کہ ہمہ درون عرصات عرش ایستادہ و دست ہم بستہ باسلوک پر ہیبت ترسان و لرزان و پریشان حکم قضاء اللہ بر طریق جہات کشادہ جہات در رساند کہ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ یعنی کشادہ در خاطر دارد کہ فرمان در رسیدہ کہ من کدام است ملک امروز خداے را کہ او تنہا یے وزیر و شریک و شکنندہ مقصود شما است در حساب و عذاب غرق شود

مراقبہ[۲۳] بست و سیوم وجہ اللہ باشد یا تصور وجود کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ تسلیم کند یعنی ہم در ہلاک پذیرد و وجود او را بقا و خود ہم در روشود۔

مراقبہ[۲۴] بست و چہارم خاتم است راست بہشت و چپ دوزخ تصور کند و خداوند محاسب بداند۔ این مراقبہ نیست مگر تشویش در تشویش سخت نیکو۔

مراقبہ[۲۵] بست و پنجم عرش باشد غایت مرتبہ او تصور کند کہ او بر عرش است۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اما ازان شتاب میکند کہ

کہ چنین مربع می شنید و میفرماید کا ستوای هذا۔

مراقبہ بست و ششم وراء است یعنی خود را در مقام نسیان اندا ختن پس در آنجا عینے شہود سے وجود سے نیست لذتے و ذوقے و فنا و بقاے نیست ازل و ابد نہ۔

مراقبہ بست و ہفتم محاسبہ کہ خود را در آنجا حساباً و بسیراً در آرد بضمانت بایستد۔

مراقبہ بست و ہشتم صور و اشکال است استغفر اللہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ صدق آن کشادہ کردہ کہ چنین صور در صحراے وجود آید تصور کند اما درین چون بزہ کاریست۔

مراقبہ بست و نہم وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ در تصور کند کہ آدمی را تعظیمے و تعظیم بخشیدہ۔

مراقبہ سی ام نزاہت است کہ در تصویر پاکی خود باشد تا با قدوس پیوند و پاکی را راہ نماید۔

مراقبہ سی و یکم خدا باشد یعنی ہیچ وجود در دل موجود نہ بیند و آن صفت ہویت است لا الہ الا ہو درین کار پیشتر میبرد۔

مراقبہ سی و دوم فردانیت است و آن در تصور است با احد و فرد و صمد و نیز عمل این مراقبہ است۔

مراقبہ سی و سیوم صمدیت است لا انفصل ولا وصل ولا قرب ولا بعد در صمدیت صرف جولانی کند۔

مراقبہ سی و چہارم عین باشد عین الاعیان خود را بیناے آن کردہ اند یعنی ذات او عین حضور در تصور کند۔

مراقبہ سی و پنجم وحدت خوانند کہ حضرت علی علیہ السلام میفرماید العلم نقطۃ کثرھا الجہل چنانکہ مردان العلم کلمۃ بل حرفۃ بل نقطۃ۔

مراقبہ سی و ششم کثرت تصور کند میرود میگیرد تا آنکہ وہم پرواز اعلی علیین واثر او بیند بلکہ برتر بیند وزہے اثر مراقبہ کہ کسے را ازان خبر نباشد محمد حسینی بسیار این حسبنا اللہ اکنون سخن کوتاہ کن والسلام

رسالہ اذکارِ چشتیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اذکار چشتیہ از افادات حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدان بدستیکہ اذکار ہمہ مروی اند از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بعضے ذکرہا تعلیم کرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ و بلال رض و بعضے ہر ایک رابدین۔ بروئیے۔

روزے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را فرمود کہ یا علی بنمایم ترا راہے کہ بہینی بدان راہ خداے عزوجل را گفت علی رض نعم یا رسول اللہ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود بگو لا الہ الا اللہ پس گفت علی رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دایم میگویم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفت بگو چنانچہ من تعلیم کنم پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم کردند امیر المومنین علی رض و بلال رض را۔

و بعضے ازان اذکار دو حلقی است بگوید لا الہ حالیکہ آغاز کنندہ باشد قول لا الہ از دہن قلب چنانستے کہ بیرون می آرد از قلب غیر خداے را و بگرداند و گردان سوے جانب راست ہمچون حلقہ تا بسینہ و باز بگرداند سر و گردن

را سوے جانب چپ و بزند ربط بر دہن دل از آنجا کہ آغاز کردہ بود بقول الا اللہ چنانستے کہ درمی آرد در دل نورے از انوار خدا تعالی و ظاہر کند بجنبش سر گردان را بہر دو حلقہ و تصور کند آن اول کہ حلقہ اول راست کہ دنیا پس می اندازم از دل میکشم و لعنت دوم را کہ حلقہ دوم راست عقبی تصور کند کہ از دل کشیدہ دور میکنم و خداے را در دل جائیگیر میکنم و بلند کند آواز ربط و قصد کند کہ آواز بربط بود الا اللہ از درون دل برآید وہم در آن دل بنشیند و تصور کند در حال ہر ذکر باشد خداے عزوجل حاضر است و بالحضور او تعالی نشستہ ایم و واقع چنین است وہمین مراقبہ است وہمین تصور در مراقبات دیگر نیز کند و ازین تصور غافل نباشد و یقین داند کہ خداے عزوجل حاضر و ناظر و قریب است از رگ شہ رگ ہم و اگر نہ ذکر ہیچ فائدہ ندارد و نگاہ دارد دل را از خطرات و طریق دفع خطرات توجہ و التجا سوے شیخ مرشد کند و بسیار توجہ سوے شیخ در حال دفع خواطر دارد و بعضے ازان دو حلقی ظاہر کند بجنبش سر و گردن را ظاہر نکند ربط یعنی قولاً الا اللہ را و بعضے ازان نہ ظاہر بجنبش را و نہ ربط را و این ہر دو نوع را خفی نامند و اول را جلی نامند و ہمچنین در جمیع اذکار خفی باشد ایضاً اگر ہر دو ذکر یعنی جلی و خفی با حبس تمام نفس باشد خطرات دفع و دور جمیع اذکار قصد حبس نفس کند درین تاثیر بسیار است و اگر ذکر در جمیع احوال خورد حال اکل و شرب و غیر ذالک حبس نفس کند زود تر بمقصود رسد۔

و بعضے ازان اذکار فنا و بقا است نفی و اثبات آورد و بر دنے نامند و بعضے ازان حدادی است و تصور در حالت اذکار بدرستی کہ نیست معبود مگر اللہ چنانچہ ہست و نیست موجود مگر اللہ۔ بندگی میان بڑہ ابن مخدوم

سے۔ مراد ازین حضرت سید اکبر حسینی فرزند کلان حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز ہند کہ مشہور بہ مخدوم سید بڑے بودند۔ ع ح

سید محمد حسینی گیسودراز میفرمایند کہ ہمچنین شنیدہ ام از شیخ خود و مخدوم خود کشف مزید بر حسب تصور معنی طریق ذکر فنا و بقا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و بلال رضی اللہ عنہ را تعلیم کرد اینست کہ بزند ربط اول بر دہن دل پس بجہت قبلہ و در آن فرو کنندہ باشد سر خود را سوے زمین باز بزند ربط بر دہن قلب اولا بر جہت راست یا از بجہت چپ یا در دہن قلب و جلوس اذکار ہمچون جلوس کہ در صدر گفتہ شد اما میباید کہ دہن قلب و محل قلب شناسد کہ معرفت این بنیاد افعال صوفیہ است از این حاصل میشود۔ نزدیک قلب پر کالہ گوشت است مثل صنوبری یعنی کہ گوشہ جاے روح حیوانی کہ بدو تعلق کردہ است و روح انسانی کہ نام نفس ناطقہ است عند الحکما و روح الروح اعظم است عند صوفیہ و آن فیض حق سبحانہ و تعالی و امر از امرہاے او و شان از شانہاے اوست و ہو غیر مخلوق و آن ہر دو مخلوق اند و موت عبارت است از انزہاق روح حیوانی اتفاق بین الحکما و الصوفیہ و روح انسانی نیز و نزدیک امام محمد غزالی رحمتہ اللہ موت عبارت است از قطع تعلقات روح حیوانی و کذا نزدیک تابعان امام مذکور و این پر کالہ گوشت نہادہ شدہ است در جانب چپ ایس ضرب و ربط ذاکر برو واقع میشود آنچہ او از میکرد حبس چیہ و غلیظ است میسوزد و سبب این دو غلیظ بستہ شدہ است قلب۔ ہم ازین جہت گفتہ شدہ است و قتیکہ فارغ شود صوفی از ذکر و در مراقبہ رود و حبس نفس کند شتاب شتاب دم نکشد و از بسیاری ذکر دہن قلب کشادہ میشود و آنکہ اعداد ذکر دو علقی پانصد کرت است و از ان فنا و بقا و جز آن دو ہزار کرت و تا سہ ہزار است ہر چند ہر ذکر زیادہ شود مراد زود تر حاصل شود زیادہ ذکر حاصل شود و ہر ذکرے کہ شتاب

بنا یاد کرد تا آنکہ از ہزار بار کم نکند باز بگزارد۔ بعضے از آن طرق ذکر فنا جلوس وفنا مثل جلوس صلوۃ است مگر زانوے راست استادہ کند وسینہ خود را دراز کند سوے قبلہ و ربط زند اولا بزانو و ربط دوم بر قلب۔ وبعضے ازان ذکر فنا و بقا این کہ استادہ شود بر سر و زانو در ان حال دراز کنندہ باشد وسینہ خود را نزدیک ربط سوے قبلہ اولا و بعد سوے قلب دوم بار این ذکر از اذکار ابدالان است۔ بندگی میان بڑے ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ذکر ظاہر شدہ بود مخدوم ما را انچہ ظاہر شدہ بود

وبعضے طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ ایستادہ شود و پاے راست را پیش نہد پس رکوع کند بریک زانو و بزند و ربط در حال رکوع سوے جہت اسفل پس استادہ شود و بزند ربط سوے قلب۔

وبعضے طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ استادہ شود و نہد پاے راست را پیش پس پیش شود نزدیک ربط اول دران کہ او از باشد جہت بال بعدہ پس آید نزدیک ربط ثانی و بزند ربط بر دل۔ وبعضے طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنہد چہار مصحف کشادہ کردہ یکے سوے راست و یکے سوے چپ و یکے در پیش و یکے در کنارہ پس زند ربط اول بر مصحف راست پس بر مصحف چپ پس بر مصحف کنارہ پس بر مصحف پیش درین ذکر تجلی قرآن میشود مر ذاکر را اما باید کہ ذکر کند۔ وبعضے طریق فنا و بقا آنست کہ بنہد ذاکر پیش خود یک مصحف را پس بزند ربط بر آن مصحف بعدہ بر دل خود و درین ذکر تجلی رب تعالی وتقدس است۔ وبعضے طرق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنہد آتش و آنرا پیش خود بر انگشت پس زند ربط اولا بر نار پس بر دل خود درین ذکر ظہور انوار از دہن و دل ذاکر است آتش در جمیع امور ذکر با شرط است فاحفظ وہمچنین شرط است در جمیع ذکر ہا کہ دیع

توجہ تام کند سوے مقصود خود بطریقے کہ نگذارد در خاطر غیر مقصود خود و تصور کند
در قلب حضور خویش۔ و شرط دیگر آنست پاک بودن از منہیات شرع۔ کسے
راکہ مذوق شد این پس واده شد نیکی بسیار۔ بندگی میان بڑے این بندگی
مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ العزیز میفرمایند کہ مخدوم ما فرموده اند ہر گاہ طہارت
نفس و توجہ تام باشد و بکند آنچہ گفتہ شده است از اذکار و مراقبہ حاصل شود
مقصود او البتہ بہر فعلے و شغلے و کسے را باشد خواه سلطنت و امارت و قضا
و تجارت و درس و فتوی زبان نکند او را چیزے پس فہم کن و غنیمت پندار
و بعضے طریق فنا و بقا بشان غلطیده بر قفا بزند ربط او لا سوے راستا بعده جانب
چپا بعضے از طریق فنا و بقا بر نقش ہندی بروجہ نہند سینہ خود را بر خوب دان را ابن
نقش است پس بزند ربط او لا سوے بالا در ان حال کہ بر کننده باشد سر
خود را بعده جہت اسفل نظر کننده باشد زیر محل استلقاے خود۔ و بعضے از طریق
ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند و بگیرد انگشت نر پاے راست بدست راست
و نر انگشت پاے چپ بدست چپ و بجہد از نشستگاه خود سوے راستاے
خود و بزند ربط و ران حال باز سوے نشستگاه بجہد و بزند ربط باز جانب
پیش خود بجہد و بزند ربط۔ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست کہ بنشیند ذاکر چنانچہ
جلوس ذکر کہ بالا گذشتہ بزند اول طرف راستاے خود باز طرف چپاے خود
باز طرف دل خود این ذکر را سہ رکنی میگویند۔ و بعضے از طریق فنا و بقا
آنست کہ بزند ربط اول جانب راستاے خود و باز جانب چپاے خود باز
جانب دل باز جانب پیش خود و نام این ذکر چہار رکنی خوانند۔ و بعضے از طریق
فنا و بقا آنست کہ بزند ربط اول از طرف اول راستاے خود باز طرف چپاے
خود باز طرف بالاے خود باز طرف دل خود باز طرف پیش خود در ین حال

فرو کند سر را سوے زمین و نام این ذکر پنج رکنی است ـ و بعضے از طریق ذکر فنا و بقا آنست اینکہ بنہد ہر پنج انگشت یکبارگی اول بر جبہ خود باز بر کتف راستاے خود باز بر کتف چپاے خود باز بر دل خود و نام این ذکر محبوبی خوانند ـ و بعضے ازان اذکار جبرئیل است و سہروردیہ وا شیخ خالد است برین طریق بگوید لا الہ دراز کند گردن را طرف راستاے خود از اسفل سوے بالا و بزند ربط بقول الا اللہ بر دل و نام این ذکر یک رکنی است ـ و بعضے ازان اذکار کروبین و جبروتین است کہ آغاز کند لا الہ از دل سوے بالا و دراز کند پس بزند ربط ہم بر دل بقول الا اللہ ـ و بعضے ازان اذکار ذکر ابدال است بدین طریق دراز کند دو دست خود را جہت بالا چنانستے کہ میگیرد چیزے را از ہوا از نورہاے خداے تعالی و باندازد در دہن و بزند ربط بقول الا اللہ تا بر انداختنی در دہن استادہ شود بر دو زانو و بجنباند خود را وطا ہر گرداند نشاط آن قدر کہ ممکن باشد و این ذکر استادہ ہم میکنند و نظر کند در وقت انداختن در دہن سوے کنارہ خود و در وقت انداختن است چیزے سوے بالا کند ـ و بعضے ازان اذکار نیز ذکر ابدالی است بدین طریق بنشیند چنانچہ جلوس ذکر است پس دراز کند دست راست خود جانب پیش و خود نیز میل کند سوے بالا و مشت بندد و در وقت گفتن لا الہ چنانستے کہ میگیرد غیر خداے و میکشد از دل بیرون می اندازد پس دست کشادہ کند باز مشت بندد چنانستے کہ میگیرد از نورہاے خداے تعالی باندازد در دہن و بگوید الا اللہ و بزند ربط و ہمچنین بگوید بدست چپ و بدین دو ذکر تاثیر بسیار است اگر مداومت کند بدین ذکر و اکثر درین ذکر حضور و شہود ابدالایان حاضر میشوند و ذکر میگویند با ذاکر ـ

بدان بدرستیکہ جمیع اذکار اگر دایم کند ذاکر را اثر کند و میگردد ذکر قلب پس ہمیشہ ذکر کند
دل ذاکر ذکر بشنود و کسیکہ نزدیک ذاکر باشد او ہم بشنود پس آن روح میگردد ذاکر
و بندگی میان بڑہ ابن حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز
میفرمایند کہ شنیدہ ام از مخدوم خود کہ میفرمودند کہ ذکر بزبان تعلق است و ذکر قلب
وسوسہ است و ذکر بروح مشاہدہ است و ذکر بسر معائنہ است و ذکر خفی معاینہ
میان ہر یک درجات است و حالات کہ بشناسد آنرا اہل آن۔ اللہم ارزقنا۔
وبعضے ازان اذکار انا فیہ وھو فی بگوید اول انا و اشارت کند سوے
دل بفرو کردن سوے دل پس سر بردار د سوے آسمان بگوید فیہ و متصل باین
بگوید پس ربط بزند سوے دل فی و بخواند در اثنائے ذکر انا من اھوی
ومن اھوی انا و اگر بخواہد این مصراع را طریق انا فیہ الی آخرہ ذکر بگرداند
وبعضے گفتہ اند اگر بخواہد کہ بگوید بر طریق این ذکر انا انت انت انا و بزند
ربط کہ در ذکر انا فیہ الی آخرہ۔ و اگر بخواہد کہ انا ھو وھو انا و ہمچنین ملہمہ گشتہ
اندرین ذکر بعضے صوفیہ۔ اگر بخواہند کہ بزبان ہندوی بگویند بدین طریق بگویند
ہوں توں توں ہوں و ربط انا فیہ الی آخرہ بزند۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو
ھو است بدین طریق اول از جانب پیش بفتح الواو پس از جانب بر دل ہو
پس از جانب راستائے خود ھُوَ بفتح الواو پس از جانب چپ بفتح الواو و بسکون
الواو۔ وبعضے ازان اذکار ذکر ھو بدین طریق آغاز کند اول از طرف راستا
بگوید ھُوَ بفتح الواو پس بزند ربط بر دل بگوید ھُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان ذکر
ھو بدین طریق بگوید اول روے سوے بالا آورد ھُوَ بفتح الواو پس بزند ربط
بر دل و بگوید ھُوْ بسکون الواو۔ وبعضے ازان اذکار بسکون الواو بگوید
در حال کشیدن دم و نگذاشتن دم تا مل کند معلوم خواہد شد کہ این شی غریب

وعجیب است ونیز مرجبرئیل علیہ السلام گفتہ شدہ است بدرستیکہ او دم میکند ومی برد درون وبرون ہر روز و شب بست وچہار ہزار دم است پرسیدہ میشود از ہر دم بدو سوال یکے آنکہ درچہ کشیدی دم را دوم آنکہ درچہ گذاشتی دم را گفتہ شود کہ کن ذکر میکنم بقول ہو کشیدن نفس ودر گذاشتن در ہر دو طریق۔

وبعضے ازان اذکار ذکر یاھو جانب راست وجانب چپا وجانب پیش وجانب فرود واین ہر چہار بسکون الوا و بگوید۔ وبعضے ازان اذکار لا ھو الاھو است بدین طریق بگوید اول آغاز کند از سر دل بقول لاہو مد کند گردن و سر را سوے بالا چنانستے کہ بیرون میکند از دل ما سوے اللہ را پس آن ربط بزند بر دل بقول الاہو۔ وبعضے ازان اذکار تجلی ذات است وطرح کند الف ولام ونقطہ۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف روح است ہر روح کہ باشد در ہر مقام کہ باشد می باید کہ بگوید اول یا رب بست ویکبار ونشیند چنانچہ می نشیند برلے ذکرہا را پس بگوید یا روح یا روح الروح و بزند ربط بر دل پس سر بر کند سوے بالا و بگوید یا روح ماشاء اللہ۔ و دیگر تلقین ذکر کردہ اند بندگی میان بڑہ ابن بندگی حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز بعضے متعلقان را بست ویک کرت واگر خواہد ربط عکس کند درین پس مراقبہ رو و حضور دارد و برابر دارد قلب و روح خود را سوے مطلوب تا پیدا می شود او را البتہ سوال کند از روح آنچہ خواہد۔ وبعضے گفتہ اند کہ بگوید سوے آسمان اول یا روح سوے قلب دوم بار یا روح الروح۔ ہمچنین تلقین کردہ اند بندگی میان بڑہ را حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز۔

وبعضے ازان اذکار کشف قبور و معرفت اہل قبور از نیکہ نیک بخت

است یا بدبخت است و این ذکر بعینہٖ ذکر کشف روح است۔ و بعضے گفتہ اند کہ برود مرید سوے قبر ابتدا ے حال بنشیند برابر روے میت از قبر پس ذکر کند و مراقبہ کند اما اگر کامل شود محتاج نباشد سوے قبر رفتن بلکہ بشناسد احوال مردگان ہرجا کہ خواہد در راہ یا در بازار یا در خلوت۔

و بعضے از ان اذکار ذکر کشف قبر است بنشیند نزدیک قبر برکند سر خود را سوے آسمان و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید یا نور پس بزند ربط بر دل خود و بگوید اکشف لی پس زند ربط ثالث بر قبر برابر روے میت پس بگوید از حال خود۔ و بندگی میاں بڑہ این حضرت مخدوم سید محمد حسینی قدس اللہ سرہ العزیز میفرمایند کہ ہمچنین تلقین کردہ اند مرا بندگی مخدوم و من کرات و مرات مشغول بودہ ام۔

و بعضے از ان اذکار ذکر اجابت دعوت است و ذکر استغفار میت است و آن اینست کہ گوید سوے راست یا قریب و سوے چپ یا رقیب و سوے دل یا محیط و سوے علو بالاے سر سوے آسمان یا مجیب و وقت یا مجیب گفتن بر دو زانو استادہ شود ہر دو دست بردارد سوے آسمان و فرود برد بر روے ہمچنین بسیار نزدیک اختتام دعا حاضر دارد در دل مقصود و مراد خود را البتہ ہر مرادے و مقصودے کہ باشد برآید و بعضے مریدان را مکان یا محیط یا مجیب و بعضے مکان یا محیط یا رفیق تلقین کردہ اند۔

و بعضے از ان اذکار ذکر دیگر است از براے اجابت دعوات و ہو اذکار صاحب الفصوص۔ بزند ربط اول سوے راست پس بگوید یا رب ثم الی الیسار ہکذا پس سوے قبلہ ہمچنین پس سوے آسمان بگوید یا ربی دو دقیقہ تمام مانند ذکر اول۔

وبعضے ازان اذکار ذکر النور است بدین کہ بگوید درجانب راستا یا نور ودر جانب چپا یا نور ودر دل یا منور ذکر کند ہر روز بدین طریق۔ وبعضے ازان اذکار ذکر الحق است بگوید کلمہ الحق چنانچہ درچہار رکنی میگویند ولیکن ربط آخر بردل زند واگر خواہد بطریق چہار رکنی ربط زند ودرین ذکر تجلی میشود مرذاکر را شئی پوشیدہ ازجلال پس کسیکہ تحمل کند این را وصابر باشد بر آن بگردد لائق مرادہا بسیار وامورہای شریف واگر بخواہد طریق سہ رکنی بگوید اول سوے چپا پس راستا پس برقلب بگوید وضرب آخر حقی۔

وبعضے ازان اذکار ذکر حق حقی تو آغاز کند بحق از راستا پس بگوید حقی طرف چپا پس بزند ربط بردل بقول تو۔

وبعضے ازان اذکار بزبان ہندوی است بسہ رکنی اول راستا بگوید اُوْھی ھے چپا بگوید اِسے ھی ھے وبردل بگوید اِسے ھین ھے۔

وبعضے ازان اذکار ہندوی است بنشیند مربع بر نہج جلوس جوگیہ وبر کند چشم سوے آسمان وبگوید اُوْھی ھے الف مرت آخر بر دو نطاہر گردد مرذاکر را حالتیکہ برشود خانہ چون از ذکر باز ماند بر حالت خود بیاید چنانچہ بود۔

وبعضے ازان اذکار ذکر شیخ است بگیرد نام آن شیخ را بر کند روے سوے بالا برابر پس بزند بردل ہمچنین ذکر کند ہزار بار این اصل است اگر زیادت بہتر است مرذاکر را واین ذکر نیز از طیر وحشام است۔

وبعضے ازان ذکر دفع امراض واسقام از جہت دردہا نیز۔ بگوید طرف راستا یا احد ودر چپا یا صمد وبردل یا فرد وجہت بالاے سرخود یا وتر واگر بخواہد کہ درمحل یا فرد یا وتر بگوید ویا درمحل یا وتر یا فرد بگوید ہمہ جائز باشد۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف حقایق اشیا است وآن ذکر یا احد یا صمد

است پس بنشیند چنانچہ از جہت ذکر می نشیند پس ربط اول در طرف پیش سوے بالا بگوید یا احد بزند ربط بر دل بگوید یا صمد و اگر بخواہد در راستا و چپا بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر فہم کردن تجلیات از جمالیت و طریق آن است کہ وقتیکہ بہ بیند چیزیرا تفکر کند در و و بگوید یا رب فہم لی یا ھو پس رجوع کند سوے فکر و فہم آن چیز نصیب گرداند اللہ تعالی فہم اورا بفضل خویش۔ وبعضے ذکر فنا و بقا در حالت راہ رفتن است اگر شتاب روان میشود بگوید در وقت نہادن ہر قدم اگر آہستہ و با وقار روان شود بگوید نزدیک قدم راست لا و نہادن قدم چپ الہ یا نزدیک راست الا با نزدیک قدم چپ اللہ بگوید۔

وبعضے ازان اذکار ذکر العروج بر سماوات است برین بگوید یا علی یا عالی یا رافع یا رفیع۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف العرش و استوی است آغاز کند از جہت آسمان و بگوید یا من استوی علی العرش و بزند ربط بر دل نزد گفتن العرش چنانچہ ذکر میگویند جبروتین و کروبین۔

وبعضے ازان اذکار ذکر کشف الملکوت است و حاضر شدن ملایک است و درین ذکر کشف روح نیز است و آن این است بگوید از جانب راستا سبوح و در جانب چپا قدوس باز سوے قبلہ سر بالا کردہ رب الملئکۃ باز سوے دل بگوید والروح و اگر خواہد کہ آغاز کند در راستا بگفتن سبوح و در چپا بگفتن قدوس باز از راستا ہم بدین طریق و بگرداند سر را طریق حلقہ سوے بگفتن رب الملئکۃ و تمام کند بر دل بقول والروح۔

وبعضے ذکر زبان ہندوی بر طریق پنج رکنی است راستا بگو اینھان

تو ن ودر چپا بگوید او نہان تو ن بالاے سر سوے آسمان بگوید او نہان تو ن۔ واین ذکر منسوب سوے شیخ المشایخ شیخ فرید الدین اجودھنی است بندگی شیخ فرید الدین این ذکر بسیار میکردند۔

وبعضے ازان اذکار ذکر یا احد یا صمد یا فرد یا وتر است آیتن پیراہن دست چپ بکشد بر کتف اندازد و بنہد قدم راست خود را شتاب شتاب بگوید یا احد پس چپا بگوید یا صمد باز طرف راست یا فرد باز طرف چپا یا وتر بلند گوید و پاے راست چنانچہ میکند نزدیک است پس رجوع سوے مکان ہمچنین واللہ اعلم بالصواب مرتب شد۔

تمام شد رسالہ اذکار چشتیہ

شرح بیت حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

زدریاے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو

تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش

از تصنیفات

حضرت قطب الاولیا امام الاصفیا شہباز بلند پرواز لامکان جعفر الثانی

ولی الاکبر خواجہ صدر الدین ابو الفتح سید محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین یا کریم

شرح بیت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ از زبان معجز بیان خوارق بنیان حضرت صدر شریعت بدر طریقت غواص بحار معرفت شاہباز بلند پرواز مسند نشین سرِیر ناز ابوالفتح الولی عین علیؒ میران صدرالدین محمدؒ گیسودراز الملقب من عند اللہ تعالی بہ گیسودراز قدس اللہ سرہ العزیز۔

امیر خسروؒ دہلوی فرماید

زدریاے شہادت چون نہنگ لا برآرد ہو
تیمم فرض گردد نواح را درعین طوفانش

بدان اے برادر فہیم و دانائے مستقیم کہ درینجا مراد از "دریاے شہادت" عالم ظاہر است کہ آنرا ملک ناسوت گویند و ہر ظاہر را باطن است الی تسعۃ ابطن و کنایہ از "نوح" سالک است۔ چون بکرم اللہ تعالی سالک مسلک قدم صدق در سفر باطنی نہد این وجود ظلمانی ظاہری کہ کنایہ از دریاے شہادت است

فانی گرداند یعنی تبدیل اخلاق کردہ چنان شفاف صاف کند کہ عکس پذیر شود
تا بطفیل حبیب اسے محمدؐ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ و آلہ وسلم کشتی وجودش
درگرداب ضلالت و ندامت نیفتند۔ خوش گفتہ است کسے کہ گفتہ ؎

چون ترا پاک از تو بتانند دولت آن دولتست او کار آن کار

بعدہ عالم ملکوت کہ باطن اوست ظاہر شود و دران اسرار لاہوتی کہ اشارت
از "نہنگ" است ظہور پذیرد چنانکہ کیے غواص درین دریاے آشنائی
شنائی کردہ جواہر مراد خویش دست آوردہ چہ خوش سرفرازی و دلربائی میکند
بگوش یگانگی و اخلاص بشنو ؎

رسیدم من بدریاے کہ موجش آدمی خوار است
نہ کشتی اندران دریا نہ ملاحے عجب کار است

چون بکرم حق سبحانہ و تعالیٰ عاشق صادق و طالب فایق قدم طلب پیشنہد
یعنی میخواہد کہ درین دریا شنائی کند از کمال سطوت او تعالیٰ بندہاے کشتی
وجودش ہمہ جدا شوند بعدہ از تلاطم امواج نور سبوحی و قدسی تابے نیازی کہ مراد
ازان "طوفان" است ظہور پذیرد یعنی تجلی شود و درآن محو فی محو و طمس فی
طمس و رمس فی رمس گردد کما قال الجنید رضی اللہ عنہ الحادث
اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر۔ امینی قدس اللہ سرہ
العزیز از دریاے وحدت چہ خوش گوہرہاے بے بہاے آوردہ در گوش
جان منسلک کن۔ مثنوی

عشق است ز عالم الٰہی معلوم کسے نشد کماہی
ہر کس کہ رسید گشت خاموش وآنکس کہ چشید گشت مدہوش

چون بکرم اللہ تعالیٰ و بطفیل حبیب اللہ محمد رسول اللہ صلوات علیہ وآلہ سالک

واصل درین مرتبت و رتبت رسید و آنکہ عنایت کہ مشاطۂ بارگاہ الوہیت اوست آمدہ کشتی طلبش را بر جزیرۂ اخلاص فرود آوردہ و در حجرہ فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُقْتَدِرٍ نشاندہ جامہاے معشوقی و محبوبی کہ تعریفش اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ است در خلق الطاف و اشفاق آوردہ وجود سالک واصل خاکی کہ مراد ازان "تیمم" است بپوشاند و تاج محبوبی کہ وصفش یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ است با در بے بہاے کہ اولیائی تحت قبابی لا یعرفھم غیری بر سرش نہد و قباے عاشقی صادقی کہ خیاط ازل بمقراض فنا فی اللہ تقطیع کردہ و بسوزن بقا باللہ و بریسمان شریعت و بخیۂ طریقت و بفراویز حقیقت دوختہ و بجواہر اخلاق محمدی مرصع کردہ بود بدان مشرف ساختہ و بعطریات سروریات الٰہی معطر کردہ بر براق وحدت بلجام خدائی پاے در زین دلربائی آوردہ برکاب شوق و راحت سوار کردہ و عنان مراد با چابک انکسار بدستش سپردہ و چتر معرفت بدست توفیق الٰہی دادہ بر سرش گرفتہ وجود نقیب وار انی انی کنان پیش شدہ در کوشک صمدیت کہ مقام معشوقان و محبوبان درگاہ الوہیت اوست از آنجا فرود آوردہ بر کشتی وصال بمیثال نشاندہ گلہاے انوار محمدی بر چہرۂ مبارکش ایثار کردہ و دف وصال بدست مغنی اسرار وحدت سپردہ جلوہ دہد کہ الانسان سری و صل بی۔ چنانچہ درین مقام حضرت سرور پیغمبران و امام و اصلان و تاج سرہمہ محبوبان و معشوقان بر تخت نبوت نشستہ بزبان مبارک چہ درریزی و گہر افشانی میکند و رشتہ جان منسلک کن قال علیہ السلام لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملك مقرب۔ ولا نبی مرسل۔ و حضرت سرور اولیا علی مرتضیٰ علیہ السلام نیز درین مقام

برکرسی خلافت نشستہ زبان دربار گوہر نثار میفرماید لوکشف الغطاء
ما ازددت یقینا۔ آه یکے بیچارۂ نیستے نابودے مبتلاے متحیرے
چہ خوش اشارتے نظارتے میکند بگوش استغراق بشنو ع
درمیان صد ہزاران گر یکے را شد وصال   زندۂ جاوید گشت اگرچہ حیران شدچہ شد
ودیگرے عاشقے واصلے چہ خوش نظرے ظاہرے می آورد بگوش معرفت
بشنو ع

اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی   وے آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون زتو نیست انچہ در عالم ہست   درخود بطلب ہرانچہ خواہی کہ توئی

چنانچہ درین مقام حضرت سرور عالمین وامام الواصلین رسول رب العالمین
علیہ السلام میفرماید من رانی فقد رای الحق انا احمد بلا میم
سبحان اللہ عاشق مبتلاے وواصل منتہی را لابد است کہ درین مقام قرار
گیرد یعنی درین مقام جمع الجمع متوطن شود زیرا کہ درین مقام طالب مطلوب
شدہ ومطلوب طالب۔ پس ازین روبر سالک واصل "تیمم" فرض گشتہ
یعنی درعین تجلیات انوار معشوقی ومحبوبی کہ وظاہر خاکی با او تعالی آگشتہ باقی
ظہور کردہ است وفیض او رنگ آمیزی نمودہ است درآن حال با وتعالی
مبتلاے جمال خویش باید شد کما قال الجنید رحمتہ اللہ علیہ
النہایت رجوع الی البدایت خوش گفت کسے کہ گفت ع
دانی چہ رازہا است درین پردۂ وجود   کین جلوہ ہاے خویش خدائی خود نمود
سبحان اللہ وبحمدہ کثیرا ازین مقام زیادہ ترچہ باشد من عرف
اللہ کل لسانہ درین مقام است اگراین واین فافہم واغتنم
من ذاق عرف ومن عرف وصل ومن وصل لا یرجع

چنانچہ یکے واصلے و بتلاے دیوانہ با خداے خویش گشتہ یکے بزبان ہندوی خوش دہرہ میفرماید بگوش وصال بشنو دہرہ

ہیرت ہیرت اے سکھی ہون ہی گئی ہیراے

بوند جو پڑی سمند میں سو کیوں ہیری جاے

سبحان اللہ کدام جلوہ گریست این بکمال کرمک و بحب جبیک این جلوہ وصال گوہر مثال برین بساط با نبساط میسر گرداناد بحرمت محمدؐ و آلہ الامجاد و تم بالخیر و الصواب و الیہ المرجع و الماب۔

تمت تمام شد بالخیر و الکرام

برہان العاشقین

المعروف بہ

قصہ چہار برادر

ومشہور بہ

شکار نامہ

از افادات

حضرت برہان الکاملین الواصلین سید السادات ولی الاکبر الصادق صدر الدین ابوالفتح

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز

قدس اللہ سرہ العزیز

و

شرح این مقالہ مستطاب

از بزرگان سلف

۱۴۱

برہان العاشقین

از تصنیفات حضرت خواجہ بندہ نواز سید السادات سید محمد گیسو دراز حسینی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ اجمعین

قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ وبہ سہ جامہ نداشتند ویکے برہنہ بود۔ آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت ببازار رفتیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ وناقص بودند یکے دوخانہ ودو گوشہ نداشت آن برادر زردار برہنہ آن کمان بخانہ وبگوشہ بخرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے پر وپیکان نداشت آن تیرِ بے پر وپیکان را بخریدیم و بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت آن برادر زردار برہنہ کمان کش تیر انداز از آن کمان بخانہ وبگوشہ آن تیرِ بے پر وپیکان را بران آہوے بیجان زد کمندی می بایست تا صید را بفتراک بندیم چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیانہ نداشت صید را بدان

کمند بے کرانہ و بے میانہ بر میان بستیم خانۂ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم چہار خانہ ویدیم سہ درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانۂ بے سقف و بے دیوار در آمدیم دیگے ویدیم بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست نمیرسید مغاکے چہار گز زیر پاے کندیم دست بہ آن دیگ رسید چون خنکار پختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض دارم برادر کامل مکمل در کمین نشستہ بود استخوان خنکار را از دیگ بر آورد بر تارک سروے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم خربزہ کاشتہ بودند بفلاخن آب میدادند از ان درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیہ زردکے ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس شدند چند اشتند کہ فربہ شدند بدر خانہ نتوانستند رفت و در نجاست خود ماندند و ما بہ آسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم و بر در خانہ بخفتیم و بسفر روان شدیم۔ والو الالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

شرح برہان العاشقین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائے سخن بنام یکے　　در دو عالم یکے ست نیست شکے
او یکے وصفات او بسیار　　لیس فی الدار غیرہ دیار

ایھا الاحباب ھذا الجواب انچہ گفت:۔

ماچہار برادر بودیم از نہ دبیہہ اللہ اعلم العقل والنفس والطبیعت والہیولی۔ یعنی ما چہار ارواح بودیم اول روح ربانی۔ دوم روح حیوانی سیوم روح ملکوتی سمائی۔ چہارم روح انسانی قدسی ربانی۔ یعنی این چہار برادر از پردۂ خضرائے افلاک بگنبد غبرا متوجہ گشتیم بامر اِهْبِطُوْا از آسمان بہ ارض افتادیم بطلب صید معرفت صفات و محبت ذات احد پاک از قرب بہ بعد افتادیم و از جمع بتفرقہ چوں سر کنت کنزا مخفیا وقوف داد ندعزت معشوق تیغ عشق عاشقانرا شہید گردانید تا گنج بیغما شود۔ آنچہ گفت کہ **بہانہ ارشدیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم قضا رسید بقدرت کشتہ شدیم از ان چہار مقتول بست وچہار زندہ مقتول خاشتیم**

بر سر چار سوے جنونی بقبضہ بے نیازی چون عقل مجازی و علم لاینفع ریختند و از خاکے کہ بدان چون گل شد آئینہ دل ساختند بفعل مقتول شہید اول چہار عقل یعنی حسی و غریزی و طبیعی و حقیقی و چہار نفس امارہ و لوامہ و ملہمہ و مطمینہ و چہار جنس حیوانی و جنی و ملکی و انسانی و چہار نوع کافر و فاسق و منافق و مومن و چہار عنصر باد و آتش آب و خاک و چہار طبع بلغم و صفرا و سودا و خون۔ آنچہ گفت کہ سہ برادر جامہ نداشتند یعنی حیوان و نبات و معادن لباس استعداد کمال نداشتند افراط و تفریط در اختلاف و نزع سردی و خشکی گرمی و تری دو در گروہ برانگیختہ و ہر یکے بد اسمے آویختند ما گفتیم از سما سوے ارض فنا دیدیم و بار از ارض میریم بسما۔ آنچہ گفت یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت۔ یعنی کہ آن برادر انسانی از لبس غرور و تلبیس شیطانی برہنہ بود نقد درست ایمان در آستین عنایت داشت کہ عنایت الازلیت کفالت الابدیت در وسط حال مجروی بنزد عارف مخلص ندائے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ شنید خطاب لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا را اجابت کرد در اجتہاد وہید سعی کردیم بحکم لیس۔ آنچہ گفت کہ ما چہار کمان دیدیم سہ شکستہ و ناقص بودند یعنی اعتمادے نمی شائیست۔ اول کمان رسم و عادت ابنائے روزگار ہر کسے بقیاس اقواس بے قیاس اساس نہادہ بودند مانند قدرت عامیانہ ناقص و بے بنیاد۔ دوم کمان تعصب و کنایت کہ بطریق فہم و خیال خود چیزے گفتیم مثال ہفتاد و دو فرقہ کلہم فی النار۔ سیوم کمان اسنادہا و منقولات و معقولات و مخالفات و روایات و مسائل و رسائل کہ برہم می بندند و طریق را مشوش و مشترک میگردانند۔ چہارم کمان قرأت و شرایع و سنن کہ

حاشیہ: تو بدان

قوس مستقیم است اما این کمان بقوت بازوے ہرکس نیست۔ انچہ گفت کہ
یکے کما نہا دو گوشہ و خانہ نداشت یعنی این کمان قران بحریست کہ کرانہ
و میانہ نداشت قولہ تعالی لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّی
رب نور قران کمان دہری را تیر زبان و کمان دولت را تیر قلم باید۔ و آنچہ
گفت کہ چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند اول تیر بخل دوم تیر قہر سیوم تیر خشم
و کبر کہ اینہا بوقت مرگ تباہ میشود قولہ تعالی فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ
فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ۔ آنچہ گفت کہ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند
و یکے جان نداشت۔ یعنی امارہ و لوامہ و ملہمہ از حیات حقیقی مردہ و
بیخبر بودند۔ انچہ گفت کہ یکے جان نداشت یعنی مطمئنہ کہ بے فرمان
حرکت نکند بفرمان جنبد تیر صدق وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ در کمان اخلاص
نہادیم و بقوت لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکشیدیم و در کشاد صید مطمئنہ
قید کردیم۔ مرد کہ پیر شود و بیک تیر سہ صید تو اند کرد یعنی بیک کلمہ لا الہ الا اللہ
ہر سہ نفس را بند سازد۔ آنچہ گفت کہ کمند می بایست تا صید را
بفتراک بندیم یعنی این صید شہید را شہود شاہد بریم۔ آنچہ گفت کہ چہار کمند
دیدیم سہ پارہ پارہ بودند کہ کسے از پارہ ہا راست نمیشود اول کمند جہل
مرکب و جہل بسیط دوم کمند غرور برحمت و پندار طاعت باری سیوم کمند
دلیری با امید رحمت و تمنائے خیال نومیدی از کرم کریم۔ انچہ گفت کہ
و یکے را دو کرانہ و میانہ نداشت یعنی از عنایت بے نہایت کہ نہ
اول پدید بود کہ نہ از کجے و نہ آخر پدید کہ تا کجے و درمیان ہیچ حدے و عددے
نی ہر نبود یعنی حَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا بدین حبل بر فتراک وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ
بستیم و بطریق وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ روانہ شدیم در مقام رضینا

بقضاء الله تعالی ثابت باشوق تَوَکَّلْتُ عَلَی اللهِ بدین کمند بے کرانه وبے
میانه بستیم۔ آنچه گفت که خانه می بایست تا مقام کنیم واین صید را (تنگ)
به بخته سازیم چهار خانه دیدیم سه درهم افتاده بود اول خانه بدن معلول (ن بود)
که مقام اضداد شده است که از معانی مجهول بمرگ درهم افتاده دوم خانه امید
به دوستی دنیا ورا ز امیدی از فراموشی مرگ از غایت غفلت سیوم خانه قوت
ظاهری ومغرور به غش وجود در کاسه بدن می پختیم به آتش ندامت پخته شد به
وسوسه شیطانی توهم غرور یعنی کبر وعجب پندار از بالاے دماغ بر آمد و بر
مجالس اخلاق افتاد و گفت نصیبے مفروض دارم نصیب من بدهید آن برادر
که لباس غرور نداشت واز صفات ذمیمه برهنه بود نقد درست ایمان
در آستین غائب داشت وبدان کمان چنان قید کرده بود و به معرفت ساخته
یعنی آن روح ونفس ناطق تا عقل کل وعلم بالغ وقوت توحید وعمل صالح که به
حقیقت خلیفه حق ومنشور قوله اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ داشت
به قوت رجولیت کرد که استخوان مخالفت وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
بحکم آیت اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ نفس وهوا وشیطان
ودنیا کرد که درخت مکر رتَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ
رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝ از پاشنه عقبه عاقبت کار وے بیرون آمد۔ یعنی
این دعوی معنی که اول کرده بود قوله فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ طمع ایمان
کند ضعیف که در دل پوشیده که در آخر آشکارا کردیم که اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ
كَانَ ضَعِيْفًا گذر کرد گشت راجع شد واز تیر تقدیر اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلَصِيْنَ لاجرم باصل خویش راجع شد کل شیء یرجع الی اصله
سنجید مگر که سر داشت مغز محکم با از عقبه عاقبت کار وے بیرون آمد ومعجبان

زرہ وہرزہ کاران زر دار گذاشتیم کہ الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب آنچہ
گفت کہ چندان بخوردند کہ اماس گشتند پنداشتند کہ فربہ شدند
تا ازیشان ہراس کردیم کہ مبادا ہمچون ایشان در ہراس گردیم ایشان فربہی
از لاغری و آماس از شکم تہی باز ندانند۔ و آنچہ گفت کہ از خانہ با سانی بیرون
آمدن نتوانستند در نجاست خود ماندند یعنی کہ در ضرب و النازعات
در رنج جان کندن و حسرت خان و مان ماندند و جان ایشان را بسختی برکشید
چنانچہ سکر موت از منکرات ایمان لذات نیابند و رعلت سیل و استغراق
و درد وداغ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ
در رنج مالایطاق و عقوبت ہجران و فراق جان از تن ایشان جدا میشوند
و تا قیامت در عذاب القبر گرفتاری مانند نعوذ باللہ منہا۔ آنچہ گفت
و ما بآسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم یعنی جواہر انسانی بقوت
جذبہ رحمانی باشارہ اِرْجِعِیْ اِلٰى رَبِّكِ آسان از ایشان بہ بستانی روند و از
غلو کہ کید آن خانہ بدن است چون باد پرورند و ضرب اِهْبِطُوْا رام ہم اِرْجِعِیْ
یابند اے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ہمچو لبن از میان فرث
و دایم مثل گل از گلاب از میان خار چکید آسان بود بہ دشوار۔ آنچہ گفت کہ
بر در خانہ بخفتیم و خوش بسفر روان شدیم ختم شد یعنی در شہر گورستان
کہ فنائے محض است بخفتیم و در بے بر روے خلق ببستیم و در روضہ بنشستیم
و این بیت مسافرانہ گفتیم بیت۔

شاہ ما چون بعشق میسازد ... اِهْبِطُوْا را بہ اِرْجِعِیْ بازد
این سوال و جواب گشت تمام ... بر محمد ز ما درود و سلام

تمت

شرح دیگر برہان العاشقین کہ ناتمام است

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبت للمتقین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین
قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکہ ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جامہ نداشتند
یعنی چہار ارواح یعنی نہ فلک سہ ازان چہار ارواح جمادی و نباتی وحیوانی
سبب کثافت نسبی و اضافی قابل تجلیات نبودند از کسوت عاری بودند
ویکے برہنہ بود یعنی روح انسانی نسبت فرط لطافت از کسوت عارض
مجرد و یکتا بود قابلیت انفکاک انوار الٰہی میداشت۔ آن برادر برہنہ
درستے زر در آستین داشت یعنی کہ بقیہ از گنج مخفی در آستین وجود
باخود داشت کہ الانسان سری وصفتی۔ بہ بازار رفتیم یعنی بظہور آمدیم
و از مرتبہ احدیت بواحدیت رسیدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم
قابلیات و استعداد حاصل کنیم یعنی تقاضائے کنت کنزاً مخفیاً فاحببت
ان اعرف فخلقت الخلق یعنی تنورات با ملاحظہ ذات وصفات
تجلیات ذات وصفات۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر
چہار از اطراف اطلاق بہ تقید آمدیم از مستغنی غیر ہستبود تیم خلقت رسیدیم بخلقت

قتل کنایت از جدائی از مقام اصلی است الفرقت اشد من القتل
بست وچہار زنده برخاستیم یعنی ہر یکے بر چہار تقید نسبی و اضافی
به **ششگان صفت متصف شدیم** یکے تعین مرتبه ظہور دوم آنکه ہر یکے در
مرتبه خود اسمے یافتیم سیوم آنکه ہر یکے در مرتبه خود قابلیت یافتیم چہارم آنکه ہر یکے
بعلم رسیدیم کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافت نسبی
پیدا آمد و از اوج صرف لطافت فرود آمدیم ششم آنکه داغ خلقت بر ناصیه
ہر یکے فرا پدید آمد و ازین میتواند بود که خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ
سِتَّةِ اَيَّامٍ ؎

بصحرائے عدم خوش خفته بودم	مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی	ندانم یا ترا زین چیست مقصود

آنگاه چہار کمان دیدیم یعنی چہار استعداد دیدیم **سه شکسته
وناقص بودند** یعنی جمادی ونباتی وحیوانی زیرا که بعض اسمائے صفات بودند
آن مظہر جمله اسمائے صفات ازان جہت ناقص گفت یعنی چہارم استعداد
انسانی که مظہر ذات با جمله اسما وصفات کامل لطافت بود۔ **ویکے دوخانه
ودو گوشه نداشت** یعنی ہیچ کجی وخمیدگی نداشت بجہت آنکه التفات ماسوے
الله نبود ش وبحقیقت کجی وخمیدگی التفات است بغیر ذات پاک بدانکه مثال انسان
خورشید است که وقت استوا بر صحرا ہموار بتابد ہیچ کجی ظل وظلمت نیست **آن
را و زہ دار برہنه آن کمان بیخانه وبے گوشه** آن استعداد او با ہیچ
کجی وخمیدگی نداشت حاصل کرد عبارت چنین آمد که مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔
بچه بیت بے می بایست یعنی قابلیت می بایست۔ **چہار تیر دیدیم سه
شکسته بودند** از آنجمله یا یا انہته ابا او ردند تیر سید ند و دیگے **پر و پیکان نداشت**

یعنی قابلیت چہارم انسانی پر و پیکان خود بینی و خود نمائی نداشت۔ آن پرا د برہنہ یعنی روح انسانی الطف آن تیر بے پر و پیکان را بجزید و لطلب صید بصحرا شدیم یعنی بصحرا سے وجود آمدیم یعنی صید حقیقت کار۔ چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند و یکے جان نداشت یعنی چہار مراتب عالم دیدیم و سہ مردہ بودند ناسوت و ملکوت و جبروت تا عالم لاہوت ہالک است کُلُّ شَیْئٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ در عالم لاہوت بود۔ و یکے جان نداشت یعنی حقیقت کہ از و پیدا آید نداشت کل حقایق را نہ او را حقیقت ماہیت گنج مخفی دیگر است۔ آن برادر زر دار کمان کش تیر انداز از آن کمان بیخانہ و بے گوشہ آن تیر بے پر و پیکان را بر ان آہوے بیجان زد کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم چہار کمند دیدیم سہ شکستہ پارہ پارہ و یکے دو کرانہ و میانہ نداشت صید را بدان کمند بے کرانہ و میانہ پر میان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم چہار خانہ دیدیم سہ شکستہ و درہم افتادہ بودند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانہ بے سقف و بے دیوار در آمدیم دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست نمیرسد مغاک چہار گز زیر پائے کندیم دست بہ آن دیگ رسید چون نکا

پختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من بدہید نصیبے مفروض داریم برادر کامل مکمل درمیان نشستہ بود استخوان شکار از دیگ برآورد دیر تارک سر وے زد درخت سنجدے از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم خربرہ کاشتہ بودند بفلاخن آب میدادند ازان درخت بادنجان فرود آوردیم و قلیۂ زردکے ساختیم و بہ اہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس شد ند پنداشتند کہ فربہ شدیم بدر خانہ بیرون نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند و ما باسانی از کید آن خانہ بیرون شدیم و بر در خانہ نخفتیم و بسفر روان شدیم و اولوالالباب تعرف این حالات را باز نمایند۔

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمۃ

از حضرت ابوصالح محمد عرف شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہٗ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا

محمد و آلہٖ اجمعین

اما بعد فلما رای والدی و استاذی و مرشدی جامع الفروع والاصول مہد المنقول والمعقول علم الہدی دافع الردی قدوۃ الانام بدر التمام مربی السالکین مرشد الطالبین سید المحققین ذروۃ المدققین تاج المتقین امام المومنین سراج الدنیا والدین سلطان الواصلین قطب الاولیا ابوصالح الشیخ محمد عرف بشیخ حسن محمد بن شیخ احمد عرف بیا بجیو بن الشیخ نصیر الدین بن الشیخ مجد الدین بن الشیخ سراج الدین بن الشیخ کمال الدین المستفیض صورۃً و معنیً من خالہ الحقیقی و ابن عم ابیہ الشیخ قطب الاقطاب بلا شک والارتیاب شیخ نصیر الحق والدین محمود الاودہی الچشتی چراغ دہلی

ـــہ رحلت حضرت شیخ حسن محمد چشتی قدس سرہ بروز شنبہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ واقع شد و مزار مبارک ایشان در احمد آباد گجرات است۔ ع ع

ایدہ اللہ الطیف بلطفہ الخفی والجلی۔ ہذہ الرسالہ التی عبارتہا ہکذا:۔

"ما چہار برادر بودیم از نہ دیہہ سہ جا ہا نداشتند یکے برہنہ بود آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت ببازار رفتیم تا بجہت شکار تیر وکمان بخریم قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم وبست وچہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ ویکے ناقص کہ دو گوشہ و دو خانہ نداشت آنرا کہ دو خانہ و دو گوشہ نبود آن برادر برہنہ وزردار خرید تیرے می بایست چہار تیر دیدیم سہ شکستہ ویکے پر و پیکان نداشت آنرا کہ پر و پیکان نبود آن برادر برہنہ وزردار کمان کش و تیرانداز بخرید بطلب صید بصحرا شدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ ویکے جان نداشت آن برادر برہنہ وزردار و کمان کش و تیرانداز ازان کمان بے دو خانہ وازان تیر کہ پر و پیکان نداشت بر آن آہو زد کمندے می بایست کہ صید را بفتراک بند د چار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ ویکے دو کرانہ ومیان نداشت آنرا کہ دو کرانہ ومیانہ نبود ازان صید بر میان بستیم خانہ می بایست کہ مقام کنیم وشکار ریختہ بسازیم چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ ویکے سقف و دیوار نداشت آنرا کہ سقف و دیوار نبود درآمدیم دیگے می بایست دیگے دیدیم بر طاق بلند ہیچ دست نمیرسد بعدہ چہار گز مغاک زیر پاے کندیم آنگہ دست بر آن دیگ رسید چون شکار ریختہ شد مردے از بالاے آن خانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم بعدہ آن برادر برہنہ زردار کمان کش و تیرانداز کہ در کمین نشستہ بود استخوانے از دیگ برآورد وبر کرد و بر تارک سر آن مرد زد درخت زردآلو سنجد از پاشنہ پاے او برون آمد بر آن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند و نغلاخن آب میداوند ازان درخت دامن بادنجان فرمود آوردیم وقلیہ زردکے ساختیم

وباہل دنیا گذاشتیم چندان خوردند کہ آماس کردند از خانہ بیرون نتوانستند رفتن وما بآسانی از کلدان آن بیرون شدیم وبر در خانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم ارباب تصرف والوالالباب تعرف وسرواران فقرا این حالات بازدانید"

انتھت مشکلا لایفھم منھا اکثر الناس حرفا و لایجدون لھا فی ھذہ الدیار شارحا فشرحتھا کفصل الخطاب شافیا لصدور الطلاب لان فوائدھا اکثر من ان یحصی وعوائدھا اوفر من الرمل والحصی۔

عبارت الشارح مع المتن ہکذا:۔

ما چہار برادر بودیم یعنی چہار عناصر کہ از نہ دیہہ از نہ فلک ظہور یافتیم چہ ہیولی عناصر یکے بود از تاثیرات افلاک چہار گشت **سہ جامہا نداشتند** یعنی لباس نداشتند کہ یدان از صورت اصلیہ خود بدر آیند اگرچہ فی الجملہ اختلاطے بود چہ کرۂ ارض وکرۂ آب وکرۂ ہوا غلو صیرت از ہر یکے رفتہ واختلاطے پیدا گشتہ چنانکہ در علم حکمت مکدر گشتہ۔ **ویکے برہنہ** بتمام بود کہ عنصر نار است ہیچ وجہ خلطے ندارد۔ **آن برادر برہنہ درستے زر در آستین داشت** یعنی بعد از پوشیدن جامہ مزاج تاثیرے غالب از ہمہ چہ نسبت بروح دارد **وببازار ترکیب رفتیم تا بجہت شکار روح تیر وکمان** کہ اسباب تعلق روح اند ومتعلقات وے اند **بخریم۔ قضا در رسید من ہر چہار کشتہ شدیم** صورت اصلیہ من نماند وامتزاج یافتیم **وبیست وچہار زندہ برخاستیم** از ہر یک شش شش پیدا شد حواس خمسہ وروح حیوانیہ زیرا چہ ہر یک را

دخل است در و۔ آنگاه چہار کمان دیدیم کہ چہار اخلاط است صفراو سوداو خون وبلغم سہ شکستہ کہ بدان تیر انداختن ع و یک ناقص کہ دو گوشہ و دو نداشت ہمین قبضہ داشت وقابلیت داشت۔ آنرا کہ دو خانہ و دو گوشہ نبود آن برادر برہنہ زردار خرید آتش بصفرا تعلق گرفت۔ تیر می بایست تا شکار روح بدان (روح) تیر بدست آریم چہار تیر دیدیم کہ قوای اخلاط اند سہ شکستہ بدان شکار ممکن نہ کہ قوائے سوداو بلغم وخون اند ویکے پر و پیکان نداشت کہ ناقص است تمام وے ممکن نہ وآن قوت صفرا است آنرا کہ پر و پیکان نبود آن برادر برہنہ وزردار وکمان کش وتیر انداز بخرید کہ آتش است بطلب صید بصحرائے ظہور شدیم ومرکب گشتیم۔ چہار آہو دیدیم نفس جمادیہ ونباتیہ وحیوانیہ وانسانیہ سہ مردہ ویکے جان نداشت کہ روح انسانیہ است چون بجسم تعلق گیرد در تصرف آید۔ آن برادر برہنہ و زردار وکمان کش وتیر انداز ان کمان بے دو خانہ وازان تیر کہ پر و پیکان نداشت بر آن آہو زد۔ روح تعلق بگرمی دارد۔ کمند می بایست کہ صید روح رابفتراک بندد۔ چہار کمند دیدیم کہ کلیتین وجگر وشش وقلب سہ پارہ پارہ کہ بدو بستن آن شکار میسر نہ ویکے دو کرانہ ومیان نداشت کہ آن قلب است شکل صنوبری دارد وپس میان وکرانہ نباشد چہ مدور را کرانہ ومیانہ کو۔ آنرا کہ دو کرانہ ومیانہ نبود ازان صید بر میان بستیم روح انسانیہ بدان تعلق گرفت۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم و شکار را پختہ سازیم روح انسانیہ بکمال خود رسد۔ بعدہ

ع درنسخہ منقول عنہ چند الفاظ اینجا غائب اند۔ ع ح

چہار خانہ دیدیم چہار کرۂ عناصر۔ سہ درہم افتادہ کہ کرۂ آب کرۂ ہوا وکرۂ آتش در مسکن نتوان کرد دیگے سقف و دیوار نداشت کہ کرۂ ارض است آنزا کہ سقف و دیوار نبود در آمدیم و مسکن خود ساختیم۔ دیگے می بایست کہ دران دیگ شکار روحی را بپزیم بکمال خود برسد۔ دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ افلاک اند و کمال آن شکار بر قواے آں موقوف است ہیچ دست نمیرسد۔ بعدہ چہار گز مغاک زیر پاے کندیدم ہر یک عنصر را مقدار گز اعتبار کردیم یعنی قواى علویہ بے قواى سفلیہ تاثیر نمیکند آنگہ دست بدان دیگ رسید۔ چون شکار ریختہ شد مردے از بالاے آنخانہ برون آمد کہ بخش من دہید نصیبے دارم یعنی مرضہاے کہ آسمانی اند پیدا شدند بعدہ آن برادر برہنہ زردار کمان کش و تیر انداز کہ در کمین نشستہ بود کہ گرمی آتش است استخوانے از دیگ بر آورد و بر کرد و بر سرو تارک ان مرد زد یعنی اصل دفع امراض از روح است کہ نسبت بگرمی دارد بہ استعانت قواى علویہ و سفلیہ کہ استخوان عبارت از وست۔ درخت زردآلو سنجدہ از پاشنۂ پاے او بیرون آمد بعد ازان دفع مرض صحت پیدا شد بر آن درخت رفتیم خربزہ کاشتہ بودند و بفلاخن یعنی منجنیق کہ باو سنگ می اندازند آب میدادند یعنی قوتہا و نباتہا در زمین میرویدپرورش وے بہوا است ازان درخت دامن بادنجان فرود آوردیم یعنی چیزہا نیکہ قوت انسان میشود پیدا شد و قلیہ زردے ساختیم او را اہتمام مہیا کردیم و باہل دنیا گذاشتیم کہ ہر کہ خدا را خواہد از ہمہ باز ماند چندان خوردند کہ آماس کردند و

ازلا یدیات تجاوز کردند و بدنیا مبتلا شدند و از خانہ بیرون نتوانستند رفتن و ما بہ آسانی از کلدان آن بیرون شدیم و بر در خانہ کہ دنیا است بخفتیم یعنی دنیا را ترک کردیم و بسفر آخرت روان شدیم اے ارباب التصرف والوالالباب تعرف و سرداران فقراین حالات باز دانید۔ ﷲ الحمد والمنہ

تمام شد

شرح برہان العاشقین حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ

از

میر سید عبدالواحد بگرامی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میگوید موضح این کلمات گرامی عبدالواحد ابراہیم بلگرامی[1] کہ سخنہاے اہل تحقیق ہر چند بر وجہ ہزل و مزاح واقع شود بیہودہ نیست کہ الفقراء ہزلہم جد وجدہم جد، و از مصلحتے و منفعتے خالی نبود واین بزرگوار[2] عبارتے بطریق تعجب فرمودہ است تا افہام ملول عوام راغب تر باشند و آن تعجب ایشانرا باستدراک معانی باعث تر آید زیراکہ طبایع مجبول است بر رغبت ادراک چنین تعجبات و امثال ذلک۔ واین فقیر بقدر فہم رکیک خود شرح آن باز نمودہ است و توجیہے کہ نا موجہ افتد از خوانندگان مامول است ؎

گرہ کشاے ورقہاے غنچہ باد بہار   بہوش گر شنوی فیض طبع درویش است

---

[1] رحلت اوشان شب جمعہ سوم رمضان ۱۰۱۷ھ و مزار اوشان در بلگرام است۔

[2] یعنی حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز

توحل عقدۂ اشکال خود زدل میجوے — کہ بر دوام گرفتار عقدۂ خویش است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ اجمعین۔ قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ۔

ما چہار برادر بودیم یعنی ما چہار روح بودیم جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ از نہ دیہہ از نہ افلاک کہ عالم علویات است۔ ؎

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

سہ جامہ نداشتند یعنی سہ از چہار ارواح کہ جمادی و نباتی و حیوانی است بہ سبب کثافت نسبی و اضافی قابل تجلیات نبودند و ازین کسوت عاری بودند و یکے برہنہ بود یعنی روح انسانی بسبب فرط لطافت از کسوت عوارض برہنہ و یکتا بود و قابلیت انعکاس انوار الہی میداشت آن برادر برہنہ یعنی روح انسانی الطف در ستے زر یعنی تعبیہ از گنج مخفی در آستین وجود یا خود داشت کہ الانسان سری و صفتی۔ بہ بازار رفتیم یعنی بہ بازار ظہور آمدیم و از مرتبۂ احدیت بوحدت رسیدیم تا بجہت شکار تیر و کمان بخریم یعنی تا بجہت شکار تجلیات ذات و صفات قابلیت و استعداد حاصل کنیم قضا رسید یعنی قضائے کنت کنزاً مخفیاً فاحبت ان اعرف رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی ہر چہار از صرف اطلاق بتقیید آمدیم و از مستقر غیب مستودع فطرت رسیدیم و بحقیقت قتل از جدای بمقام اصلی است کہ اَلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ پست و چہار زندہ

برخاستیم یعنی ہر یکے ازین چہار بتجرد تقیید نسبی و اضافی بشگان صفت
متصف شدیم۔ یکے تعین مرتبہ ظہور دوم ہر یکے در مرتبہ خود اسمے یافتیم و
سیوم ہر یکے در مرتبہ خود قابلیتے گرفتیم چہارم ہر یکے بعلمے رسیدیم کُلٌّ قَدْ
عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ پنجم ہر یکے را کثافتے نسبتی پیدا آمد و از اوج
صرف لطافت فرود آمدیم ششم داغ خلقیت بر ناصیہ ہر یکے ترا پیدا آمد
و ازینجا پے توان برد براشارت کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ؎

بصحرائے عدم خوش خفتہ بودم — مرا با نیستی خویش خوش بود
زخواب خوش مرا بیدار کردی — ندانم تا ترا زین چیست مقصود

آنگاہ چہار کمان و یدیم یعنی چہار استعداد دیدیم سہ شکستہ و ناقص
بودند جمادی نباتی حیوانی انسانی۔ سہ شکستہ و ناقص ازان گفت کہ استعداد
قابلیت عرفان نداشتند و یکے دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی
چہار استعداد انسانی کہ مظہر ذات با جملہ اسما و صفات است قابل لطافت
بود و دو گوشہ و دو خانہ نداشت یعنی ہیچ کژی و خمیدگی نداشت بجہت
آنکہ التفات بما سوی اللہ نبودش و بحقیقت کژی و خمیدگی التفات بغیر
ذات پاک است۔ و بدانکہ مثال استعداد انسانی چون خورشید است
کہ وقت استوا بر صحرائے ہموار بتابد کہ آنجا ہیچ کج ظل و ظلمت نیست
آن برادر برہنہ زر دار یعنی آن روح انسانی الطف با تعبیہ گنج مخفی
آن کمان بے خانہ و بے گوشہ را بجز ید یعنی آن استعداد را کہ
ہیچ کژی و خمیدگی نداشت حاصل کرد و عبارت چنین مَا زَاغَ الْبَصَرُ
وَمَا طَغٰى۔ تیرے می بایست یعنی قابلیتے می بایست چہار تیر

دیدیم سہ شکستہ بود یعنی چہار قابلیت دیدیم سہ شکستہ ازان گفت کہ از حمل
امانت سر باز زدند و ترسیدند ویکے پر و پیکان نداشت یعنی قابلیت
چہارم انسانی کہ حامل بار امانت بود پر و پیکان خود بینی و خود نمائی نداشت
بطلب صید بصحرا شدیم یعنی بطلب صید حقیقت کار بصحرائے وجود
آمدیم چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند یعنی چہار مراتب عالم دیدیم سہ
مردہ بودند یعنی ناسوت و ملکوت و جبروت کہ نسبت با عالم لاہوت ہالک
اند کُلُّ شَیْئٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ویکے جان نداشت یعنی یکے
کہ عالم لاہوت بود جان نداشت اسے حقیقتے کہ بر و پیدا آید نداشت بلکہ خود
ہمین حقیقت است کل حقایق را نہ کہ او را حقیقت دیگر است۔ آن
برادر زر دار کمان کش برہنہ تیر انداز یعنی آن روح انسانی با تعبیہ
گنج مخفی ازان کمان بے خانہ و بے گوشہ یعنی با ستعداد ے کامل
الطف با قابلیتے تمام کہ ہیچ کژی و خمیدگی نداشت آن تیر بے پر و
پیکان یعنی آن قابلیت بے خود نمائی و خود بینی را بر ان آہوے
بیجان زد یعنی بر آن مقام حقیقت الحقایق ربط داد و عبارت چنین آمد
ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی بیت
زہے بلند کمانے کہ در صفت دعوے ہمہ نشانہ او قلب قاب قوسین است
کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم یعنی رابطہ می
بایست تا آن مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مربوط آن باشد برقرار و
بر دوام۔ چہار کمند دیدیم سہ پارہ پارہ بودند ویکے دو کرانہ و
میانہ نداشت یعنی چہار رابطہ دیدیم یکے کمند عبادت ظاہری دوم
کمند عمارات و آبادانی باطنی سیوم کمند فنا فی التوحید چہارم کمند فنا را فنا۔

سہ پارہ پارہ بودند زیرا کہ در کمند عبادات ہمہ تاب خودی و دوی است
و در کمند عمارات باطن ہیچ شرک است شبلی قدس سرہ فرمودہ التصوف
شرك لانہ صيانت القلب عن الغير ولا غير بزرگے دیگر
فرمودہ است افنيت عمرك في عمارت الباطن فاين الفناء
في التوحيد۔ و در کمند سیوم کہ فنا فی التوحید است شعور باقی است
و تا شعور باقی باشد تفرقہ باقی باشد۔ از جنید قدس اللہ سرہ العزیز پرسید ند چہ
گوی در حق مردے کہ از ہستی ہیچ ندارد مگر مقدار رختہ خرما گفت المكاتيب عبد
ما بقي عليه درهم

تا کہ تو دم میزنی ہمدم نہ تا کہ موئے ماندہ محرم نہ

چہارم کمند فناء الفنا کہ عین بقا است۔ و و کرانہ و میانہ نداشت یعنی کرانہ ازل
و ابد و میانۂ حدوث و امکان صید را بدان کمند بے کرانہ و بے میانہ
بر بستیم آن صید لاہوتی بدین کمند باز بستیم

با تو قرب قاب قوسین آنگہ افتد عشق را کز صفات خود بعید المشرقین افتی جدا

خانۂ می بایست کہ مقام کنیم و صید را پختہ سازیم یعنی ضابطہ
می بایست کہ قرار گاہ مقام فناء الفنا باشد تا رابطۂ آن رتبۂ لاہوتی بدین ضابطہ کامل
و اکمل بود۔ چہار خانہ دیدیم یعنی چہار ضابطۂ ذکر دیدیم یکے ذکر لسانی دوم ذکر
نفسانی سوم ذکر قلبی چہارم ذکر روحانی سہ در ہم افتادہ بودند و یکے
سقف و دیوار نداشت۔ یعنی سہ ذکر را ضابطہ در ہم افتادہ بود کہ ذکر
اللسان لقلقہ و ذکر النفس وسوسہ۔ اما ذکر قلبی متضمن حرف و صوت است
و این سقف و دیوار اصل ذکر است۔ چہارم ذکر روحانی کہ اصل ہمہ ذکرہا
است و در وی ہیچ حرف و صوت نیست از ان گفت کہ یکے سقف و دیوار

نداشت دران خانہ بے سقف و دیوار در آمدیم۔ دیگے دیدیم برطاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بآن دیگ نمیرسید۔ یعنی دیگ عشق و محبت کہ بدآن ہر خامے را توان پخت و یا دیگ اخلاق کہ بدان مقام تخلقوا باخلاق اللہ حاصل میتوان کرد و آن دیگ برطاقچہ بلند سعادت ازلی و مشکوۃ رفیع عنایت لم یزلی نہادہ بود کہ رایگان با دست نمیرسید۔ مغاک چہار گز زیر پاے کندیدیم دست بآن دیگ رسید یعنی در زمین نفس چہار گز مغاک کندیدیم۔ اول گز توبۂ نصوح دوم گز صدق و اخلاص سیوم گز تواضع و عجز بیچارگی و شکستگی چہارم گز نیستی و فنا۔ آنگاہ بحکم من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً و من تقرب الیّ ذراعاً تقربت الیہ باعاً دست ہمت بآن دیگ رسید۔ و گویند چہار صفت از طبائع اربعہ کہ در آدمی پدید آمدہ است اول کبر کہ نتیجۂ آن آتش است دوم شہوت کہ ثمرۂ آن باد است سیوم حرص کہ شیمۂ آب است چہارم امساک کہ صفت خاک است۔ این صفات از پاے کندیدیم۔ چون شکار پختہ شد یعنی اتم و اکمل شد کہ عبارت چنین آمد اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا شخصے از بالاے خانہ فرود آمد کہ بخش من ہدہید نصیبے مفروض دارم یعنی بعد تکمیل این حال چنین خطرات آشکارا شد چہ عارفے کامل و مکمل باید با بصیرتے تیز تر کہ بروے این خطرات باریک ظاہر گردد و معلوم شود کہ الشرک فی امتی اخفی من دبیب النملۃ التی تذہب فی لیلۃ مظلمۃ علی صخرۃ السوداء مورچہ سیاہ در خانۂ تاریک بسنگے سیاہ میرود معلوم

است کہ چہ حد بصیرت باید کہ آنرا بہ بیند یا ید و عبارت کند فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یا حاسد قدیم شیطان کہ از بالا خانہ سماوات فرود آمدہ است بدعوی در آمد کہ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا یا خطرۂ نفسانی تقاضا کرد کہ لنفسک علیک حق یا خطرہ جاہ کشید لقولہ علیہ السلام آخر ما یخرج من رؤس الصدیقین حب الجاہ۔ برادر کامل یعنی آنکہ بمقام تمکین چون خورشید می تافت و نجوم خطرات و ساوس را بنور روحانی دریافت و مکمل یعنی پیشوائے حقانی و عالم ربانی بود و در مقام بلند وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ زبان کشادہ و در صدر مسند مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ پہلوے صدق و اخلاص باز دادہ در کمین نشستہ بود یعنی در کمین خطرات بود استخوان شکار از دیگ برآورد استخوان شکار کنایہ از شرک خفی است یعنی چنانکہ بعد پختہ شدن گوشت و گداختن آن استخوانہا کہ ناخوردنی است ظاہر میشود ہمچنین بعد از کامل و مکمل شدن سالک این پوشیدگیہا کہ نامحمود و حجاب راہ است معلوم میگردد بر تارک سروے زد زیرا کہ این وساوس و خطرات کہ از شیطان و نفس برمی خواست ہمہ بر سر ایشان زد۔ درخت سنجدے از پاشنہ پاے او بیرون آمد پاشنہ پاے کنایہ از زمین شور است کہ آنجا ہیچ نمیروید چنانکہ در پاشنہ پاے ہیچ موے نمیروید و درخت سنجدے کنایہ از خس آن زمین شور است یعنی آن خطرہ خبیثہ پس میگوید قلوب این عرفا ہمچو بلدہ طیبہ پاک و صاف گشتہ است پارۂ زمین شور گر درمیان بود کہ از و این چنین خطرۂ خبیثہ روے نمود گر خبیث ہرگز بکوشش طیب نگردد وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا

بر سر آن درخت زرد آلو رفتیم یعنی بر سر آن درخت مرتاض زرد و نزار شده رفتیم و او را ته پاے کردیم خربزه کاشته بودند و بفلاخن آب میدادند یعنی آن هنگام دیدیم اہل دنیا را که خربزه اعیان دنیا از معادن و نبات و حیوان و انسان در پاے این نفس و هوا کاشته اند و بفلاخن رجوع و قبول پرورش میدهند از آن درخت باذنجان فرود آوردیم و قلیه زردکے ساختیم یعنی باذنجان زینت و زخارف دنیا آنچه تعلق با آن درخت سابقه داشت همه فرود آوردیم و بآن چهار اعیان که معادن و نبات و حیوان و انسان بود قلیه زردکے ساختیم یعنی قلیه زرد روی آخرت پنداشتیم تا از وعید این ایت سلامت گذشتیم که زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا و باہل دنیا گذاشتیم چندان بخوردند که آماس گشتند یعنی متاع دنیا وی را چندان بتصرف و استعمال در آوردند که مریض گشتند و دلهاے ایشان را مرض معنوی در گرفت که فِي قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ عبارت از احوال ایشان آمد و طرفه تر آنکه ایشان پنداشتند که دین و دل را پرورش میدهند که درست و مستقیم شده باشد و پنداشتند که فربه شدند یعنی پنداشتند که به پندار دین پروری قوی حال شدند و ندانستند که آن همه نفس پروریست که سمن کلبک یا کلاک عبارت از احوال ایشان است از خانه بیرون نتوانستند رفت یعنی از خانه طبیعت بیرون آمدن نتوانستند که لا یلج ملکوت السماء من لم یولد مرتین ــ

توکز سرای طبیعت نمیروی بیرون کجا بکوی طریقت گذر توانی کرد

در نجاست خو و ماند یعنی الدنیا جیفة وطالبها کلاب و شر الکلاب من وقف علیها بزرگان گفته اند دنیا چون نجاست عین است وخلق چون حدث ونفس چون جنابت وما به آسانی از کید آن بیرون شدیم وبر در خانه نخفتیم یعنی بحکم قافله سالار علیه السلام کہ سیروا سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللهﷺ قال المستظهرون بذکر الله بکبار گذشتیم وما بآسانی از عقبات طبیعت برگذشتیم مصراع

جریده رو کہ گذرگاه عافیت تنگ است

وبسفر روان شدیم یعنی بحکم فرمان قدیم کہ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ما در خانۂ طبع وہوا نیا سودیم وبسیر معنوی روان شدیم۔ ارباب تصوف واولوالارباب تعرف ستر این حالات را بازنمایند۔ نظم

چون بنای خلقتم ایزد نهاد آمدم اول باقلیم جماد

وز جمادی مردم نامی شدم بعد ازان حیوان انعامی شدیم

وصف حیوانی رہا کردم چو باز آمدم در نوع انسان سرفراز

باز بگذشتم ز انسانی صفت در ملک راندم براق معرفت

وز ملایک چون گذشتم در علو كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

اللهم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از سلطان الاولیا صاحب القطبیۃ الکبری حضرت میر سید محمد کالپوی قدس اللہ سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"قولہ تعالی وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ - ما چہار برادر بودیم از نہ دہ سہ برہنہ بودند ویکے جامہ نداشت آن برادر برہنہ قدرے زر در آستین داشت - بہ بازار رفتیم تا برائے شکار تیر و کمان بخریم - قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم بست و چہار زندہ برخاستیم آنگاہ چہار کمان و یدیم سہ شکستہ بودند ویکے ہر دو گوشہ و ہر دو خانہ نداشت آن برادر برہنہ زر دار کمان بے گوشہ و بے خانہ را بخرید - تیرے می بایست - چہار تیر دیدیم سہ شکستہ بودند ویکے پر و پیکان نداشت - تیر بے پیکان خریدہ بطلب صید بصحرا شدیم - چہار آہو دیدیم سہ مردہ بودند ویکے جان نداشت - برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز از ان کمان بے گوشہ و بے خانہ آن تیر بے پر و پیکان را بران آہوے بیجان زد - کمندے می بایست تا صید را بفتراک بندیم - چہار کمند دیدیم سہ

پارہ پارہ بودند ویکے ہر دو کرانہ ومیانہ نداشت۔ صید را بآن کمند بیکرانہ وبے میانہ بربستیم۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم۔ چہار خانہ دیدیم سہ درہم افتادہ بودند ویکے سقف ودیوار نداشت درآن خانہ بے سقف وبے دیوار درآمدیم۔ ودیگے دیدیم برطاق بلند نہادہ کہ ہیچ وجہ وحیلہ دست بآن دیگ نمیرسد چہار گز زیر پاے کندیدیم تا دست بآن دیگ رسید چون شکار پختہ شد شخصے از بالاے خانہ بیرون آمد وگفت کہ بخش من بدہید کہ نصیب مفروض دارم برادر کاہل ہکل در کمین نشستہ بود استخوان شکار از ان دیگ برآوردہ بر تارک سروے زد۔ درخت زرد آوازپاشنہ پاے وے بیرون آمد۔ بر سر آن درخت رفتیم۔ خربزہ کاشتہ بودند وبغلاخن آب میدادند۔ از ان درخت بادنجان فرود آوردیم وقلیہ زردک ساختیم وباہل دنیا گذاشتیم۔ چندان بخوردند کہ آماسیدند۔ پندا شتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت۔ در آنجا در نجاست ماندند ومابا سانی از کید آن بیرون آمدیم ودر در خانہ بخفتیم وبسفر روان شدیم۔ ارباب حقیقت واولوالالباب معرفت سراین خیالات باز نمایند۔

تعریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا ونعت سید الانبیا ومنقبت آل واصحاب مقتدا وضح

تشریح

رائے باطن آراے سالکان مسالک بادکہ روزے این بندہ بیکار سید محمد والہ خاکسار تنہا نشستہ بود ناگاہ دو تن از فقرا او را گردیدند دیک ورق کاغذ مرقوم مشتمل بر تمثیلہاے اسرار کہ عقل باسانی حل آن نتواند نمود آوردند وگفتند کہ این ورق را از ملفوظات زبان گوہرفشان سید محمد حسینی گیسو دراز

نور اللہ مرقدہ یافتیم وبخدمت فضلا وعلما بردیم واستکشاف معانی آن کردیم
فرمودند کہ این کلمات مہملہ نتیجہ خیالات بے فائدہ است معانی نداردو کلام
سید محمد گیسو دراز نخواہد بود۔ از آنجا پیش فقراے صاحب ارشاد ومشایخ
پاک اعتقاد بردیم والتماس حل این رموز مشکلہ کردیم جواب دادند کہ این عبارت
اسرار عاشقان حق ومستان جام معرفت مطلق است وغیر از ایشان کسے
را دسترس بر ادراک مقاصد آن نیست۔ پس ما چون از ہر دو جا نا امید
شدیم این ورق پیش شما آوردیم کہ بدانیم چرا کہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
این کلمات را مہمل نفرمودہ اند البتہ فائدہ درآن درج کردہ باشند۔ اکنون
شما چہ میفرمائید۔ گفتیم اے درویشان این ورق کاغذ بما سپارید وبعد از دو
سہ روز تشریف آرید تا فکرے درآن نمایم اگر بعقل قاصر بندہ درآید براے
شما شرح این کلمات بیارایم واین عقدۂ مخفی بر صاحبان فطرت بکشایم
گفتند کہ مقصود ہمین است۔ پس قلم برگرفتم وتوفیق از حق خواستم وبامدا د روح
پر فتوح آن بزرگوار شرح کلمات مذکور باین نوع آراستم۔

قولہ تعالیٰ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ۔ تقدیم این آیت بر کلمات مقصودہ براے تبیین حقایق
در پردۂ تمثیلہا وترغیب بتفکر در استدراک آن مطالب است۔ ومعنی
آیت اینست کہ ما تمثیلہا را مثل میزنیم براے ناس تا فکر وغور در آن
نمایند وازین مثلہا مدعا را بکشایند۔ حق اینجا ناس فرمود انسان نگفت
چرا کہ انسان دیگر است وناس دیگر۔ بدآنکہ آدمی چہار گونہ است انسان
وآدم وبشر وناس وبراے ہر نامے مقامے است یعنی در ہر مکان کہ
میرسد یک صفت تازہ در رو پدید میشود ومناسب بآن صفت موسوم

میگردد۔ پس در وقتیکہ روح مجرد بود و ہنوز بقالب جسمانی اتصال و اختلاط نیافتہ بود ہرگاہ کہ امانت را قبول نمود انسان گفتہ شد قولہ تعالی
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ بعد از ان چون خاک خمیر شد و قالب مرتب گشت نام او آدم کردند قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین۔
بعد از انکہ از نفخ روح امتزاج علوی و سفلی باہم مرکب شد و لطافت نور روحانی و کثافت ظلمت جسمانی ہر دو شریک شدند در آن صورت بشر گفتہ شد قولہ تعالی اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ بعد از آنکہ ظہور غفلت و نسیان در و پیدا شد و عہد فراموش کرد و حرف شیطان را شنیدہ گندم خورد آن زمان ناس گفتہ شد یعنی نسیان کنندہ قولہ تعالی وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّہِمْ لَکَافِرُوْنَ۔ پس کسیکہ شقی و سراپا بد است مثل کفار و فاسق او ناس است و کسیکہ اوصاف (زفاق) حمیدہ کم دارد و اخلاق ذمیمہ بیشتر مثل راقم حروف و دیگر مسلمین او بشرا ست او در قید بشریت ماندہ و کسیکہ اخلاق ذمیمہ کمتر و اوصاف حمیدہ بیشتر دارد (ترک) و در عبادت الٰہی سرگرم است مثل مومنان صالح و عابدان قانع او آدم است کہ آثار آدمیت از و ظاہر میگردد۔ و کسیکہ نفس او مطمئنہ شدہ باشد و از کدورات بشریت پاک گردیدہ و در عبودیت و محبت الٰہی و فنائے خود بدرجہ کمال رسیدہ مثل انبیا و اولیائے کامل او انسان است۔ انسان شدن مشکل است بلکہ آدمیت ہم کمیاب است و عالم پر از ناس و بشر است۔ پس خلاصہ مقصود ازین تقریر آنکہ خلقت انسانیت کہ حقیقت روحانیست اول شدہ و خلقت آدمیت و بشریت و ناسیت کہ حقیقت جسمانیست و

از امتزاج قالب صورت یافته بعد از ان شده. لهذا سید حسینیؒ اول از
حقیقت روحانی شروع نموده میفرماید که ما چهار برادر بودیم مُراد از چهار گونه
ارواح است نباتی و حیوانی و انسانی ناطق که آنرا نفس ناطقه گویند و انسانی
قدسی. اگرچه محققان در ارواح اربعه جمادی را داخل نموده روح انسانی همه
را یک قسم شمرده اند لیکن در روح جمادی فقط قوت ثقل جسم است که مشتمل
ارواح دیگر قوت نشو و نما ندارد و مقصود درین مقام آن ارواح اند که
استعداد قوتها و قابلیتها دارند و آن نباتی و حیوانی و انسانیست. و ارواح
انسانی یکسان نیست در عوام الناس دیگر است و در انبیا و اولیا روح کامل
دیگر. و سید محمد گیسو دراز از ارواح اربعه یکی را کامل و مکمل شمرده یعنی
روح انسانی که در هر کس کامل نمی باشد بنابر آن دو قسم تفریق یافت ناطق
و قدسی. اما روح نباتی یعنی اشجار و گیاهها تنها قوت نباتیت دارد که نشو
و نما و صفا و طراوت است. و روح حیوانی یعنی روح بهائم و طیور با وجود
قوت نباتیت قوت حیوانیت هم دارد و آن اکل و شرب و خواب
و بیداری و توالد و تناسل است که در نباتی نیست. و روح انسانی ناطق
با وجود قوت نباتیت و حیوانیت قوت انسانیت نیز دارد و آن
ناطقه و ممیزه است که در نباتی و حیوانی نیست. و روح قدسی یعنی روح
انسانی کامل با وجود قوت نباتیت و حیوانیت و ناطقه هر آئینه قوت
قدسیه نیز دارد که آن صفات ملکی و کشف معاملات غیب است که
در آن سه ارواح نیست. پس میفرماید که ما چهار گونه ارواح بودیم رباعی

ده بار بگفتمت که نه بار مگیر — بگریز ز هشت و هفت زنهار مگیر
شش پنج و چهار و سه دوا نکند — بگذار دوئی را و یکی یار بگیر

مراد از ده پراسے جهت و نه مراد از نه طبق آسمان و هشت مراد از هشت بهشت
است و هفت مراد از هفت دوزخ است و شش مراد از شش جهت
است و پنج مراد از حواس خمسه است و چهار مراد از اربع عناصر است و سه
مراد از موالید ثلثه است و مراد از دو دین و دنیا است و مراد از یک الله
است **از نه ده** یعنی از نه فلک چراکه ارواح افلاکی اند و اجسام خاکی۔ اما
افلاک سبعه از قمر تا زحل و مشتری مشهور اند و هشتم فلک منازل و نهم فلک البروج
عرش و کرسی را شمرده اند و نه فلک مقرر نموده اند اما ارباب عرفان که بدیدهٔ
باطن دائره وجود را دیده اند عرش و کرسی را ماوراسے فلک المنازل
و فلک البروج مشاهده نموده اند و نه فلک را غیر از عرش و کرسی شمرده اند۔
تسه برهنه بودند یعنی ناقص بودند و از لباس کمالیت عریان و آن روح
نباتی و حیوانی و انسانی ناطق است که آنها هنوز بدرجه لطافت نرسیده
اند که اوصاف قدسیه ندارند نسبت بروح قدسی بیجامه اند۔ **و یکے جامه
نداشت** یعنی جسم و جسد نداشت و آن روح قدسی است یعنی روح انبیا
و اولیا که آلوده بکدورات جسمانی نیست برخلاف آن سه قسم ارواح که متعلق
به ابدان اند و روح قدسی موصوف بفیضے است که از جناب قدسی میرسد و
چون روح انسان مورد فیوض قدسی میشود آن وقت موسوم بقدسی
میگردد پس نسبت بآن سه ارواح از کثافت جسمانی پاک است۔ **آن
برادر برهنه قدرسے زر در آستین داشت** مراد از گنج مخفی
است بموجب حدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق یعنی بودم من گنج پوشیده پس بدرستیکه دوست داشتم
اینکه شناخته شوم پس آفریدم خلق را تا شناخته شوم۔ شناسائی آن گنج مخفی

چنانچہ حق شناختن است تنہا روح قدسی دارد پس از گنج مخفی روح قدسی فیض میباید بنابران زر در آستین داشت۔ بہا زار رفتیم یعنی بازار کثرت تعینات و تنوع ممکنات کہ از تصرف اسما و صفات حضرت واحدیت در دائرہ وجود در آمدہ اند تا براے شکار تیر و کمان بخریم مقصود از شکار مکاشفہ انوار ذات و صفات خالق بے ہمتا است۔ قضا رسید ہر چہار کشتہ شدیم یعنی در معرض خطاب آمدیم چرا کہ آیۃ کریمہ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا چون آفریدگار مطلق ارواح را پیش از اتصال آن با بدان براے بستن عہد میثاق در علم خویشتن جلوہ داد ارواح ہیبت آن از ہوش رفتند گویا کہ کشتہ شدند۔ و بست و چہار زندہ برخاستیم یعنی بعد از انکہ ارواح بخطاب أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ نواختہ شدند در جواب بَلَىٰ شَهِدْنَا گفتند کہ ایشانرا لذتے و راحتے حاصل شد کہ گویا باز زندہ شدند و در استعداد خود قوتہا دریافتند و مقصود ازین بست و چہار آنست کہ در چہار قسم ارواح بست گونہ قوت یافتیم چون چہار را با بست ضم کنیم بست و چہار میشود۔ اما ازان بست گونہ قوتہا در روح نباتی پنج قوت کہ جاذبہ و ماسکہ و نامیہ و ہاضمہ و مولدہ است اما جاذبہ یعنی نباتات آب و ہوا را در خود جذب میکنند و ماسکہ یعنی آنرا مسک نمودہ در خود نگاہ میدارد و ہاضمہ یعنی آب و ہوا ہضم میسازد و نامیہ یعنی نمو میکند و نشو و نما میسازد و مولدہ یعنی برگ و گل و میوہ از آنہا تولد میشود۔ و در ارواح حیوانی نیز زیادہ بر آنہا پنج قوت کہ آن ذائقہ و شامہ و باصرہ و سامعہ و لامسہ است۔ اما ذائقہ ماکولات و مشروبات دارد و تلخ و ترش

وشیرین را از ہم فرق مینماید۔ شامّہ یعنی امتیاز بوہا شنیدن میکند۔ د باصرہ یعنی می بیند۔ وسامعہ یعنی صداہا را میشنود۔ ولامسہ یعنی لمس بدن گرمی وسردی ونرمی ودرشتی را درمی یابد۔ ودر روح انسانی ہم زیادہ برین پنج قوت عقل مدرکہ وتخیلہ وحافظہ وفکر ممیزہ وحسیہ مشترکہ۔ اما عقل مدرکہ یعنی بنی آدم عقل نظری وعملی دارد ودر تعقل می آرد ہر چیزیرا وتخیلہ یعنی قوت خیالہاسے دور دراز دارد وحافظہ یعنی حقایق اشیارا حفظ میسازد وفراموش نمیکند برخلاف حیوانات وفکر ممیزہ یعنی قوت امتیاز درحقیقت نیک وبد وحق وباطل دارد۔ وحسیہ مشترکہ یعنی چنانچہ حیوانات پنج حواس ظاہر میدارند آدمی زاد نیز پنج حواس باطن ہم میدارد ومشترکہ بحواس ظاہری چنانچہ مولوی معنوی فرماید مثنوی

پنج حسہاہست جز این پنج حس آن چو زر سرخ این حسہا چو مس

حس ابدان قوت ظلمت میخورند حس جان از آفتابے میچرند

وظاہر است کہ دیدن وشنیدن وچشیدن وبوئیدن ولمس کردن آدمی زاد ودیگر است وحیوانات دیگر۔ ودر روح حیوانی قدسی نیز زیادہ برابنہا پنج قوت اول لطافت وسکروحی وصافی۔ دویم سیرت ملکی کہ محتاج بخوردن وخفتن وامثال آن نیست۔ وسوم کشف قبور وکنوز یعنی آگاہی از حال دفینہا کہ درخاک اند۔ چہارم مشاہدہ عالم ملکوت کہ عالم غیب وعالم امر است ومکاشفہ عالم جبروت کہ عالم صفات ولاہوت کہ عالم ذات است پنجم الہام یعنی از غیب ملہم میشود بامور مخفیہ۔ پس ارواح اربعہ بابست گونہ قوت بست وچہار زندہ برخاستند۔ اگر کسے گوید از جائیکہ شما خبر میدہید این چہار گونہ ارواح ہنوز در قید جسمانی نیامدہ بودند پس این قوت ہا در استعداد آنہا شد۔ واین قابلیتہا را درخود یافتند نہ آنکہ این قوتہا از

ارواح بظہور آمدند۔ آنگاه چہار کمان دیدیم مراد از چہار کمان مجاہدہ و مراقبہ ومشاہدہ ومکاشفہ است اول جہاد اکبر با نفس امارہ یک کمان کشتی است۔ دوم در تصور مرشد دینی وغیر آن بمراقبہ خم شدن دیگر کمان کشتی است سیوم از مراقبہ بمشاہدۂ اسرار ملکوتی دل راکشیدن و نرم ساختن دیگر کمان کشتی چہارم شکار تجلیات بمکاشفہ انوار ذات وصفات نمودن دیگر کمان کشتی سہ شکستہ بودند یعنی کمان مجاہدہ ومراقبہ ومشاہدہ چراکہ مجاہدہ ومراقبہ بے مشاہدۂ تجلیات آثاری وافعالی کہ مخصوص بعالم خلق وعالم امر است ناقص است ومشاہدہ کہ شامل بر تجلیات آثاری وافعالی است بنسبت بمکاشفہ تجلیات صفاتی وذاتی کہ مخصوص بعالم جبروت ولاہوت است ناقص است۔ ویکے ہردو گوشہ وہردو خانہ نداشت۔ یعنی کمان مکاشفہ انوار ذات وصفات زیراکہ ذات حق از مکان وزمان واز ابعاد ثلثہ کہ طول وعرض وعمق باشد واز جہات ستہ کہ قبل وبعد یمین و یسار وتحت وفوق باشد منزہ ومبرا است پس ہردو گوشہ وہردو خانہ نداشت۔ آن برادر برہنہ زردار یعنی روح انسانی قدسی کہ چیزے از گنج مخفی در دستش بود۔ کمان بے گوشہ وبے خانہ را بخرید یعنی از مجاہدہ ومراقبہ ومشاہدہ بمکاشفہ رسید وآنرا خوش کرد۔ تیرے می بایست براے شکار کردن تجلیات ذاتی وصفاتی از کمان مکاشفہ چہار تیر دیدیم مقصود از چہار تیر چہار گونہ ذکر است جلی لسانی وجلی قلبی وخفی قلبی وخفی سری چراکہ براے شکار مقصود تیرے نیست بہتر از نام خدا ویاد خدا۔ اما جلی لسانی آنست کہ کسے یاد خدا بزبان کند ودل از تعظیم واجلال آن نام غافل باشد وجلی قلبی آنست کہ بفرمودہ دل واعتقاد و

اعتراف بر عظمت و اجلال حضرت صمدیت. نام حق بر زبان یاد نماید۔ وخفی قلبی آنست زبان زادران دخلے نباشد بلکہ دل از روے تعظیم واجلال درخود ذکر حق نماید۔ وخفی سری آنست کہ زبان دل را ہمدران حال جنبش نباشد بلکہ روح و سراز جوش محبت بفناے نفس وقالب ذکر محبوب حقیقی نماید۔ سہ شکستہ بودند یعنی ہر دو قسم جلی وخفی قلبی نیز چراکہ این ہر سہ ذکر نسبت بخفی سری ناقص اند وانبیا و اولیاے کامل علی الاتصال در ذکر سری مشغول اند۔ ویکے پر و پیکان نداشت غرض از پرو پیکان یاوری زبان ودل است وگرنہ ذکر خفی سری از ہر دو بے نیاز است۔ تیر بے پر و پیکان خریدہ لہٰذا این تیر را برگزیدہ وخوش کرد۔ بطلب صید یعنی تجلیات صفاتی وذاتی بصحرا شدیم یعنی بصحراے دائرہ وجود در رفتیم۔ چہار آہو دیدیم یعنی چہار عالم ناسوت و ملکوت و جبروت ولاہوت زیراکہ شکارگاہ تجلیات جزاین چہار م عالم نیست اما عالم ناسوت کہ عالم خلق وعالم شہادت وعالم آثار است شکارگاہ تجلیات آثاریست وملکوت کہ عالم امر وعالم غیب وعالم افعال است شکارگاہ تجلیات افعالیست۔ وجبروت کہ عالم واحدیت وتجلی ثانی وعالم صفات است شکارگاہ تجلیات صفاتیست کہ مشتمل بر کثرت اضافات وبعد اعتبارات است ولاہوت کہ عالم احدیت وتجلی اول وعالم ذات است شکار گاہ تجلیات ذاتیست کہ مخصوص بوحدت ویکتائی ذات است سہ مردہ بودند یعنی عالم ناسوت وملکوت وجبروت کہ اینہا نسبت بلاہوت کہ ہویت بحت است مردہ اند ووجود وآثار. وافعال وصفات مشروط بوجود است ویکے جان نداشت یعنی عالم لاہوت کہ عالم ذات است واین. وشن ومبرہن است کہ حیات ذات آن

حی وقیوم وابستہ بجان نیست بلکہ او خود محی است وجان آفریدۂ اوست
برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز یعنی روح انسانی قدسی
ازان کمان بے گوشہ و بے خانہ کہ مکاشفہ باشد آن تیر بے
پر و پیکان را کہ ذکر خفی سری باشد بر آن آہوے بیجان زد یعنی بعالم
غیب ہویت کہ عالم ذات است الفت گرفت کمندے می بایست
تا صید را بفتراک بندیم یعنی ضرور شد کہ فکر کنیم تا این شکار را از دست
نرود و با سر روح مکاشفہ ذات وصفات حق پیوستہ و محکم بستہ باشد چرا
کہ شیطان در کمین است حضرت موسیٰ علیہ السلام گفت کہ مَآ اَنْسٰنِیْہُ
اِلَّا الشَّیْطٰنُ یعنی مراد رفراموشی نینداخت مگر شیطان ہرگاہ کہ آن ملعون
دل موسیٰ علیہ السلام را کہ پیغمبر خدا بود در فراموشی انداختہ بدیگرے چہ رسد نعوذ
باللہ منہ۔ چہار کمند دیدیم یعنی کمند عزلت وکمند خلوت وکمند الفت و
کمند وحدت۔ اما عزلت گوشہ گیری وکم اختلاطی با خلایق است وخلوت تنہا
دریاد حق بودن است و ہیچ کس را پیش خود و ہیچ خطرہ در دل خود راہ ندادن
است۔ والفت در دام محبت محبوب گرفتار شدن است ووحدت با
محبوب یکے شدن واز خود کلی بر آمدن است سہ پارہ پارہ بودند یعنی کمند
عزلت وخلوت والفت چراکہ عزلت وخلوت یقین کہ بے الفت ومحبت حق پارہ پارہ
اند والفت نیز تا بمرتبہ وحدت با محبوب نرسد ناقص است زیرا کہ شان عشق و
معراج آن اینست کہ دوراے یکے سازد واز دوئی فیما بین اثرے نگذارد
ویکے ہر دو کرانہ ومیانہ نداشت در فرس قدیم کنارہ را کرانہ گویند
یعنی کمند وحدت کہ عالم یکتائی ذات است یقین کہ کرانہ ومیانہ ندارد و

ے این قول حضرت ہارون است علیہ السلام۔ در ہر دو نسخہ ہاے منقول عنہا از سہو کتابت لفظ "موسیٰ" نوشتہ شدہ است ۱۵
ع ح

از جہات ستہ وابعاد ثلثہ مبرا است۔ صید را بآن کمند بیکرانہ و بیمیانہ بربستیم یعنی برخود لازم گرفتیم۔ خانہ می بایست کہ مقام کنیم وصید را پختہ سازیم یعنی روح را بآن فرو مند ہرچند کہ قدسی باشد تا ویران صید پختہ شود از قوت روح قوت قلب حاصل آید چہار خانہ دیدیم یعنی عناصر اربعہ کہ خاک و باد و آب و آتش است سہ درہم افتادہ بودند خاک و آب و آتش چرا کہ خاک منہدم میگردد و آب خشک میشود و آتش می میرد دیگے سقف و دیوار نداشت آن باد است یعنی ہوا کہ سقف و دیوار ندارد و مجسم نیست و سبک روح است۔ در آن خانہ بے سقف و بے دیوار درآمدیم یعنی در خانۂ عشق حق کہ مقام لطافت است و فی الواقع در خانہ محبت الٰہی جسمانیت نیست و ہوا ے آن خانہ لطافت سبکروح است۔ دیگے دیدیم یعنی دیگ عشق کہ ہمیشہ در جوش است بر طاق بلند نہادہ یعنی بر طاق سعادت کہ آن طاق کمشکوٰۃ فِيهَا مِصْبَاحٌ است و در کلام مجید آمدہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ یعنی خدا نور آسمان و زمین است و تمثیل نور او مثل طاقچہ است کہ در آن چراغ است و آن چراغ در شیشہ است شفاف مثل ستارہ درخشندہ و مالیدہ شدہ است از شجرۂ مبارک۔ ارباب عرفان و محققان گفتہ اند کہ روح مومن طاقچہ است و نور روح محمدی شیشہ است بران طاق و نور وجہ اللہ چراغ است دران شیشہ کہ ہیچ وجہ و حیلہ دست بآن دیگ نمیرسد چہار گز زیر پاے کندیدیم یعنی چہار گونہ فنا بدست آوردیم۔ اول فناے استیصال

ن بنزہ

ن بدان فروش

ن ناے یعنی

نفس امارہ وپاک شدن از اخلاق ذمیمہ نفسانی وشیطانی کہ آنرا تزکیہ نفس
فرمایند۔ دوم فناے فانی شدن در تصور مرشد کامل کہ آنرا فنا فی الشیخ گویند
سوم فناے فانی شدن در تصور حقیقت محمدی کہ زبدہ حقیقت انسانیت
کہ آنرا فنا فی الرسول گویند۔ چہارم فناے فانی شدن در مکاشفۂ انوار ذات
وصفات وقدم بر راہ موتوا قبل ان تموتوا گذاشتن کہ آنرا فنا فی اللہ
دانند۔ پس ہرگاہ کہ باین چہار گونہ فنا فانی شدیم تا دست بآن دیگ
رسید چرا کہ بے فناے خود دست بنعمت عشق حقیقی نمیرسد۔ چون شکار
پختہ شد یعنی ضابطہ بکمال رسید شخصے از بالاے خانہ بیرون آمد
یعنی ابلیس ملعون۔ بالاے خانہ براے آن فرمودہ کہ ابلیس از آتش است
چنانچہ خود گفت خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ و آتش سرکش است میل بہ بالا
میکند پس ابلیس از بالا سر بر آورد و گفت کہ بخش من بدہید
کہ نصیب مفروض دارم قولہ تعالی وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا
شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا لَّعَنَہُ اللّٰہُ۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ
یعنی اشقیا دعوت نمیکنند مگر شیطان مردود را ولعنت نمودہ خدا او را و
شیطان در جناب الٰہی گفت کہ ہر آئینہ میگیرم از بندگان تو نصیب فرض
کردہ شدہ یعنی گمراہ میکنم آنہا را در امانی یعنی در آرزوہاے دور و دراز می
اندازم و امر میکنم آنہا را بسوے اعمال خبیثہ وشنیعہ افعال بنا بران شیطان
خواست کہ خللے اندازد۔ برادر کامل مکمل یعنی روح انسانی قدسی بجنید بن
کمالات رسیدہ در کمین نشستہ بود یعنی از مکر آن ابلیس پر تلبیس غافل
نبود۔ استخوان شکار را از ان دیگ بر آوردہ بر تارک سر وے

زو مراد از استخوان شرک خفی است که هرچند آدمی مومن و صالح باشد تا بمقام وحدت نرسیده است از اثنینیت که دوی است یعنی وهم خودی بر نیامده شرک خفی دارد روح قدسی پاک خازن نقد وحدت است آن استخوان شرک خفی را از دیگ عشق برآورده بر سر آن سگ زد۔ **درخت زرد آلو از پاشنه پاے وے بیرون آمد** یعنی شجرهٔ خبیثه که درخت حب دنیا است و در دلهاے مردم ریشه دوانیده از قدم نامبارک ابلیس پیدا شده قوله تعالی اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُهَا کَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ یعنی بدرستیکه شجرهٔ خبیثه درختے است برآمده در قعر دوزخ یعنی درک الاسفل و طلعت آن مثل سرهاے شیاطین است **بر سر آن درخت رفتیم** یعنی نزدیک آن درخت زرد آلو رفتیم و بچشم عبرت تماشابین آن شدیم که ثمره اش زرد روی و این است **خربزه کاشته بودند** مقصود از خربزه اہل دنیا است که براے لذات جسمانی بریکدیگر می افتند **و بفلاخن آب میدادند** مراد از فلاخن رجوع و قبول مردم است یعنی اہل دنیا حب مال و جاه را برجوع و قبول خلق پرورش میکردند۔ **ازان درخت باذنجان فرود آوردیم** یعنی باذنجان را که نشان روسیاہی است ازان بزیر انداختیم **و قلیه زردک ساختیم** یعنی قلیه زردک که طلاے زرد است پختیم و با اہل دنیا **گذاشتیم** که این روسیاہی و این زرد روی ایشان بود۔ **چندان بخوردند** یعنی آن قدر از روے حرص دران لقمه تصرف کردند که اماسیدند و پنداشتند که **فربه شدند** فربہی تن پروران در نظر ارباب بصیرت آماس است که آنها اشتباه بفربہی کرده اند **از خانه بیرون نتوانستند رفت** یعنی

از خانه دنیا چراکه گذرگاه عافیت تنگ است اہل تجرید و تفرید ازین گذرگاه تنگ میتوانند گذشت که فربہان مال حرام کرآلوده به علایق جسمانی انداز خانه دنیا برآمدن نتوانستند. درآنجا درنجاست مانند یعنی درنجاست دنیا چنانچه رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میفرماید الدنیا جیفة وطالبہا کلاب یعنی دنیا مردار است وطالبان آن مردار سگانند وما به آسانی ازکید آن بیرون آمدیم یعنی به امداد فیض قدسی از زد خطرات شیطانی رہا شدیم ومکر شیطان با ما کار نتوانست کرد قوله تعالی اِنَّ کَیْدَ الشَّیطٰنِ کَانَ ضَعِیفًا وبر درخانه بخفتیم دروازه برآمدن ازخانۂ دنیا و داخل شدن درخانۂ عقبی قبر است که آنرا اول منزل گویند یعنی ازخانۂ دنیا نقل کرده درگور که دروازه است خوابیدیم و نه گفت که مردیم چراکه دوستان خدا موت اختیاری بدست آورده ازفنا فی اللہ بمرتبۂ بقا باللہ رسیده اند وہمیشه زنده اند پس مُردن ورفتن انہا از دنیا انتقال کردن است ازیک خانه بخانۂ دیگر چنانچه رسول مقبول علیہ السلام فرموده است ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من دار الی دار و پروردگار عالمیان نیز اشاره فرموده وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ یُقْتَلُ فِی سَبِیلِ اللہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنی مگوئید شما دران کسانیکه خود را درراه خدا کشته اند مردگان یعنی آنہا را مرده نگوئید بلکه زنده اند لیکن شما شعور ندارید که این معنی را دریابید پس میفرماید که بر درخانه بخفتیم و به سفر روان شدیم یعنی سفر عقبی که سفر ازفنا فی اللہ بسوے بقا باللہ است۔ باید دانست که ارباب عرفان فرموده اند السفر سفران سفر الی اللہ و سفر فی اللہ یعنی سفر دو قسم است سفر بسوے خدا و سفر درخدا تا اینجا که بیان شد ماچنین وچنان

کردیم اول سفر الی اللہ بود دوم سفر فی اللہ یعنی سفر در خدا آن سفر اول بتمام
باخر آمد و این سفر دوم فی اللہ ہمیشہ برقرار ماند۔ ارباب حقیقت و
والو الالباب معرفت سر این خیالات باز نمایند یعنی اہل
سلوک باطنی بتعرف و شناسائی ازین راز تنتیلہا بکشایند و وا نمایند۔
الحمد للہ کہ بروالہ خدا پوشیدہ نماند کہ انچہ منکشف شدہ بود در خدمت
اولی الالباب عرض نمود اگر کسے این شرح را پسند نفرماید ما آزردہ
نمیشویم بہتر ازین تقریر نمایند والسلام والاکرام۔

شرح برہان العاشقین

از

مولانا محمد رفیع الدین محدث دہلوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد از حمد حضرت الہ و درود بر پیغامبر والاجاہ و بر آل و اصحاب دین پناہ بندۂ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ الاسلام زبدۃ العرفا باللہ سیدی وسندی ولی اللہ ابن الشیخ العظیم مولانا عبد الرحیم اسکنہما اللہ فی العلیین والحقہ بسلفہ الصالحین وا مینماید کہ بعضے از یاران حل معمّے[1] از اسمار حضرت غریب نواز[2] محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ درخواستند آنچہ حاضر الوقت شد بترقیم می آید۔

---

[1] این معما کہ موسوم بہ برہان العاشقین است مضمون متقلے است کہ حضرت سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ تحریر فرمودہ اند و این را باکتاب اسمار الاسرار کہ یکے از تصانیف اوشان است ہیچ تعلقے نیست۔ آن بزرگ راکہ این معما را پیش مولانا محمد رفیع الدین قدس سرہ آورند غالبا مسامحت شد کہ این را معمے از کتاب اسمار الاسرار انگاشتند۔ ع ح۔

[2] "غریب نواز" عموماً حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی را میگویند و حضرت سید محمد گیسو دراز بلقب "بندہ نواز" مشہور اند۔ ع ح

قال العارف المحقق رفعه اللہ قدره باسمه سبحانه الحمد للہ رب
العلمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله اجمعین
قوله تعالی - وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ
بدانکه ما چهار برادر بودیم یعنی کون و فساد چهار عنصر بودند از نه دیهه
یعنی در جوف نه فلک سه جامه نداشتند یعنی نار و هوا و ماء سطح لون که
از نفوذ نظر حائل باشد نداشتند بلکه شفاف اند و یک برهنه بود یعنی
ارض در دیدِ چشم آشکار بود. آن برادر برهنه درست زر در آستین
داشت یعنی زمین فراوان صور و هیهات عرضیه در استعداد داشت
به بازار رفتیم تا بجهت شکار تیر و کمان بخریم یعنی همه در عالم ترکیب
داخل شدند تا استعداد وهبی و کسبی بدست آرند و تحصیل کمالات عالم
تجرد نمایند قضا رسید هر چهار کشته شدیم یعنی به استیلاء قوای
فلکی و روحانی از کواکب و ارباب الانواع صور بسایط مختفی و مضمحل گشت
بست و چهار زنده برخاستیم بعد از فعل و انفعال بست و چهار
قسم مزاج پیدا شدند هشت مزاج اعتدال و هشت مزاج غیر اعتدال و هشت
مزاج اختلال - بیانش آنکه تکافوی حقیقی حرارت با برودت و یبوست
با رطوبت معاً محال است لاجرم مرکب را بجانبی انحراف خواهد بود اگر
بیک کیفیت بود چهار مزاج مفرد است و اگر بدو کیفیت غیر متضاد بود چهار
مزاج مرکب است این هشت مزاج اگر با فعال بنیه مرکب ملایم است
مزاج اعتدال است و اگر مخالف است مزاج غیر اعتدال است و
اگر منافی است مزاج اختلال است. و چهار قسم ترکیب مراد باشد قصه و پیش
آنکه مساوات چند جزء غیر مغلوب در مرکب مقتضی اختلال ترکیب است

بسبب تساوی میول وجزو مغلوب قاصر بر اجتماع نتوانند شد لاجرم یکی غالب
خواهد بود پس شش ترکیب ثنائی و دوازده محسوب شوند و چهار ترکیب ثلاثی نیز
دوازده و یک ترکیب رباعی چهار ازین بست وهشت دو ثنائی آب و
آتش و دو ثلاثی اینها با ہوا فاسد است که ہوا مغلوب است بسبب رقت
قوام سهل الانخراف است وبسبب آن لطیف جوہر رنگ شریک غالب
گرفته تدافع مغلوب میشود بیست وچهار ترکیب باقی صالحه باشند۔ آنگاه
چهار کمان دیدیم یعنی بعد از استقرار مزاج چهار درجه کمال اول طبائع
پیش آمد که ہر یکے برائے صدور آثار چون کمال است **سه ناقص بودند**
یعنی صورت معدنی ونباتی وحیوانی از وصول بعالم تجرد قاصر اند **ویکے**
دو خانه و دو گوشه نداشت یعنی نفس ناطقه که صورت انسانی است
دو جز مادّه وصورت دو طرف امتداد نداشت که مجرد بذات بود۔
آن برادر زر دار برهنه آن کمان بے خانه وبیگوشه بخرید
یعنی بدن ارضی نفس ناطقه را قبول کرد۔ **تیرے می بایست** یعنی نفس
ناطقه را برائے ایصال با مور خانه چه از ذات خود قوائے دراکه می یابند
چهار تیر دیدیم سه شکسته بودند یعنی چهار قوت یافت یکی حس مشترک
که دریابندهٔ صور جزئیه است دوم وہم که دریابندهٔ معانی جزئیه است سوم
عقل که دریابنده کلیات است این ہر سه شکسته پاے اند بانچه نظیر ندارد
ومنتزع از محسوسات نیست نمی تواند رسید **ویکے پر و پیکان نداشت**
یعنی چهارم که نور ایمان از پریدن و زوال وخلیدن وشبهات درمان آئین
است فان الیقین لا یحتمل النقیض حالاً ومآلاً۔ **آن تیر بے پر و پیکان**
خریدیم وبطلب صید در صحرا شدیم یعنی به شرف ایمان صحیح مشرف

گشته بتائید آن طالب کشف حقیقت گشتیم۔ وتحقیق این نکته آنست که ہر نوع
علمی که بحصول صورت باشد خالی از کیفیت ومطلبیت نیست راه بسوے
بے کیف واصل محض ندارد ووسیلهٔ وصول بآنحضرت جز معرفت اجمالی
لحاظی صرف که ایمان بالغیب نام دارد نتواند بود۔ **چہار آہو دیدیم**
یعنی بطفیل دوام توجه بعالم اطلاق چہار حقیقت مشہود گشت **سه مرده بودند**
یعنی سه حقیقت که باصطلاح اہل تصوف ناسوت وملکوت وجبروت
وباصطلاح اہل اشراق برازخ ومثل وانوار وباصطلاح اہل حکمت طبیعت
ونفس وعقل باشند اعدام امکانی اند ودر قبضه غیر کالمیت فی ید الغسال
جان ہر یکے که مدبر وباطن اوست در وخارج است۔ جان ناسوت
ملکوت وجان ملکوت جبروت وجان جبروت لاہوت است **ویکے
جان نداشت** یعنی چہارم که حضرت لاہوت است مدبر باطن ندارد
بلکه خود قیوم ہمه وبطن الباطن است وبذات خود زنده وجان ہمه است
**آن برادر زردار برہنه کمان کش تیرانداز از آن کمان
بیخانه وبیگوشه وآن تیر بے پر وپیکان بر آن آہوے
بیجان زد** یعنی آن شخص ارضی انسانی صادق الایمان ذات مقدسه
را ہدف ہمت ساخته وآلات ومعدات فطری وکسبی فراہم آورده و
کشش وکوشش علمی وعملی نموده وطے مراحل وارادات کرده از علم الیقین
بعین الیقین رسید وچون مجذوب سالک بود از راه اندراج النہایت و
یومن وراء الحجب آشنائے حضرت لاہوت گردید۔ **کمندے می
بالیست تا صید را بفتراک بندیم** یعنی معامله وعلاقه می بایست که
از عین الیقین بحق الیقین برآید واز تعلق بتخلیق گراید **چہار کمند دیدیم**

سه پاره و یکے دو کرانه و میانه نداشت یعنی چهار معامله پیش آمد خوف
وطمع ومحبت که هر سه آلوده غرض وقابل انقطاع بودند وچهارم فنا فی الوحدت
که تحمل طرفین ووسط ندارد وصید را بدان کمند بے کرانه و بے
میانه بربستیم یعنی بواسطه معامله چهارم اندرون جان را آشیانهٔ همای لاهوت
ساختیم وبطریق مطالعه وحدت در کثرت جمال محبوب درخود دیدیم و از
حق الیقین بهره یافتیم. خانه می بایست که مقام کنیم وصید را پخته
سازیم یعنی قانون وطریقه می بایست که بواسطهٔ ملازمت بر آن از حق الیقین
بحقیقت الیقین و از تحقق به تحقیق عروج نموده شود و جمیع لطائف وطبقات
را برنگ معرفت منصبغ ساخته و حجب وجود را فرق کرده آید چهار خانه
دیدیم سه درهم افتاده یعنی چهار طریقه یافته شد روش اهل شریعت
که مبنی بر تصحیح عبادات و اصلاح معاملات و تهذیب اخلاق و تعمیر اوقات
به اوراد است و روش اهل عزیمت که مبنی بر مراعات پرهیز و حساب
دعوات وخواندن اسما وموکلات است و روش اهل طریقت که مبنی
بر محافظت انفاس و جلسات و ذکر با ضربات و تصورات است و اهل
این هر سه باهم منازعت و مناقشت دارند و از خرق حجب وجود فرد
مانده اند و یکے سقف و دیوار نداشت در آن خانه بے
سقف و بے دیوار در آمدیم یعنی چهارم راه اهل حقیقت که مبنی بر دوام
شهود و تنزیه معبود و نفی وجود و بذل موجود و بطفیل جذبهٔ ملک ودود است
این راه از سقف تقلید و دیوار قیود و رسوم برتر است خود را در تربیت
الهی که وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ اشارت باوست حواله نموده
این طریقه را لازم گرفتیم و درین اثنا ترقیات در اسما و صفات می نمودیم

دیگے دیدیم بر طاق بلند کہ ہیچ حیلہ دست بان نمی رسید یعنی
وصول بتجلی ذات وراء الوراء کہ منبع اسماء و صفات و معدن ارزاق روحانی
و جسمانی است منظور افتاد کہ تمام قواے بشری ازان قاصر بودند و بجز
غایت انکسار و نفی آثار و اعیان بانجناب راه نبود کہ اقرب ما یکون
العبد الی ربہ وھو ساجد رمزے ازآنست چہار گز مغاکے
زیر پاے کندیدیم یعنی چہار درجہ بطون فرو رفتیم و چہار طبقہ را از مالوفات
خود برکندیدیم و بدن را در ریاضت و نفس را در مجاہدہ و قلب را در مشاہدۂ
عظمت و روح را در شعاع احدیت بنوعے از تلاش محو ساختیم تا بعدم اصلی
لاحق گشتیم و مقام کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو الان کما
کان حاصل شد و اگر خواہی بدن و نفس را یکے گیری و چہارم عین ثابتہ
شماری چنانچہ پیش علماے محققین مسلم است کہ ما دام نظر اربعین عین ثابتہ
و از اسمے کہ مبداے یقین اوست بگذرد و خلع طوق استعداد جزئی نمودہ
تا شیون ذاتیہ نرسد بحقیقت تجلی ذات بدون آمیزش رنگ مرات
استعداد متجلی لہ واصل نشود دست بآن دیگ رسید یعنی تجلی حقیقی ذات
میسر گشت و در مرات وحدت مشاہدۂ کثرت اسما و صفات الہی و تعینات
و اعتبارات امکانی بحصول انجامید۔ بدانکہ مراد از نفس روح ہوائی است
و از قلب نفس ناطقہ و از روح وجودیکہ وقت میثاق بود و از عین امتیازے
کہ در عالم الہی بود و از شیون ذاتیہ اندراج و اتحاد با ذات صرافت پیش از
تمیز علمی و عملی چون شکار ریختہ شد شخصے از بالاے خانہ فرود آمد
کہ بخش من بدہید کہ نصیبے مفروض من دارم یعنی چون عارف
منتہی شد و مظہر مجموع کمالات و متحقق بجمیع شیون و صفات گشت و ہر

شہ نجیب ومہ از وے گرفت بتعلق اسم المضل کہ رب ابلیس است ظہور یافتہ مقابلہ شدہ
کہ تہدید لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا حصہ ناں بیز جوالہ
کنیز نادر کامل مکمل در تجیین نشستہ بود یعنی فیض روح القدس
کہ مصداق وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ منہ باشد بہر محافظت بمقتضائے
فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا آخرین حال
بود استخوان آن تنکار را از دیگ برآوردہ برتارک سروے
زد یعنی عقدۂ مالاینحل زد و یعنی کہ مقتضائے کثرت اسما است بنا بر غیرت
موسوم نمودہ سر در حجاب ساختہ در نظر خلایق علم کرد چون استخوان تحلیل
نیشو و نمو و بدن است و این عقدہ نیز نمی کشاید و بدار انتظام نشأتین
است تعبیر بہ استخوان پر مطابق است۔ درخت سنجدے از پاشنۂ
پائے او بیرون آمد یعنی اسفل طبیعیات وجود را کہ قدم شخص اکبر است
و مسمی است بہیولی اجسام و نمونۂ وحدت ذات است از نظر مختفی داشتہ
و کثرت صوری جواہر و اعراض را کہ بر صفحۂ او شگفتہ و شاخ و برگ آوردہ اولاً
موجب تحیر ناظران نمودہ ہمگنان را بوضعے مست و مدہوش ساخت کہ از حقیقت
خود غافل بلکہ منکر گشتند چون درخت سنجد مسکر است تعبیر باو مناسب
افتادہ بر سر درخت زرد آلو رفتیم یعنی ثانیا بتقاضائے موافقت و
مخالفت طبع در طلب مرغوب و ہرب از نامرغوب سرگردان شدند چون
رنگ زرد دل فریب است صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ
بہ زرد آلو تعبیر رفت خربزہ کاشتہ بودند یعنی ثانیاً گرفتار لذت و حلاوت
و منہمک در لغومت و فریب کہ ہمہ از خربزہ حاصل است گشتند بفلاخن
آب می دادند یعنی بتقاضائے نفس و ہوا را بامانی و عقاید باطلہ پریشان

رجا با غیب پرورش می کردند۔ از ان درخت باز بجا ماندیم[1] فرود آمدیم یعنی کاملان در باطن خود اندیشیدہ نیایش بحضرت عزت بردند کہ باز داشتن مردمان از مشتہیات محال وصحبت باخلق وتالیف ایشان از برائے ہدایت بے زرو دولت دشوار بوسعت خلق ضرور وفتوح ظاہر منظور قلیہ زردک ساختیم وبدنیا[2] گذشتیم یعنی فتوح ظاہر را فائدہ خلق عوام ساختند وبشہوات ومباح داشتند چون رنگ زر زرد است بزردک مناسبت دارد۔ چندان خوردند کہ آماس شدند وپنداشتند کہ فربہ شدیم یعنی طالبان دنیا بحرص تمام تمتع گرفتند وگمان بردند کہ بسعادت رسیدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت در نجاست خود ماندند یعنی محبت دنیاوی وتیرگی باطن وآلودگی شہوات واخلاق ذمیمہ وعقائد سخیفہ در دل ایشان قرار گرفت تا کہ زہد وطاعت بر ایشان سخت دشوار۔ وموت بغایت ناسازگار وخونخوار گشت ولہائے ایشان باین پلیدی پابند ماند ودرین زندان گرفتار وما بآسانی از کید خانہ بیرون شدیم یعنی مثل ما جمعے کہ توفیق رفیق وطوق جذبۂ الٰہی زیور گردن ایشان بود بآسانی از غرور دنیا وفریب آن برستند وبرجستند واز مکر الٰہی وَ أُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ وتسویل زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ نجات یافتند وبدستاویز فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى در آویختند وبپیوستند وبمقر فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ بازگشتند وبمقصد اقصیٰ رسیدند۔ ارباب تعرف برین حالات باز نمانند۔ یعنی اہل معرفت باین محبت گرفتار

---

[1] در شرحہائے دیگر لفظ "بادنجان فرود آمدیم" است۔ ع ح

[2] در شرح دیگر لفظ "اہل دنیا" است۔ عمنہ۔

می شمرند کہ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ
اُولُوا الْاَلْبَابِ و درین فقره اشارت کرد بسوئے جماعت از اہل کبریا علم حقیقت
و صحبت اہل آن است ـ
ابیات این است آنچه اندیشه این شرمسار بآن رسیده تا مراد مصنف
چیست بفهمد والله اعلم مخفی نماند که نام این رساله برهان العاشقین بنظر آمده
چونکه مشتمل است بر سرگذشت طالب از مرتبه جمادیه تا بلوغ باعلی مرتبه
کمال لهذا تسمیه باین بجا است ـ والحمد لله الذی عنده علم
الخفیات ومن جوده نیل الطلبات ـ والصلوٰة والسلام
علی محمد صاحب الایات المحکمات والمتشابهات وعلی آله
وصحبه انجم الهدایات ـ ونسئل الله العفو والهدایت
فی جمیع الحالات ـ تالیف شد بتاریخ سیزدهم شهر جمادی الثانی سنه ۱۳۲۰

تمام شد

شرح برہان العاشقین

از فاضل بے عدیل شاعر بے بدیل علامہ حکیم مرزا قاسم علی بیگ صاحب حیدرآبادی المتخلص بہ انگر اطال اللہ عمرہ و ادام فیوضہ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد للہ الذی ہُوَ ہُوَ ہُوَ لا الٰہ الّا ہُوَ۔ و ہو الغفور الودود۔ ذو العرش المجید۔ فعّال لما یرید جلّ جلالہ و عمّ نوالہ۔ والصلوٰۃ علیٰ من کان وجودہ باعثاً لکلّ موجود و شاہداً لکلّ مشہود محمد مصطفیٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ معنی طٰہٰ و یٰسٓ۔ مصدر اسرار رب العالمین علیہ و آلہ الطیبین الطاہرین و اصحابہ المنتجبین المقربین اما بعد میگوید این ہرزہ گرد بیدا سے تصور و فیجا سے تفکر در ترا کم گمنامی مستتر مرزا قاسم علی بیگ انگر کہ خوشہ چین خرمن اہل یقین و فیضیاب نظر اصحاب راستین است در ینولا رسالۂ شکار نامہ مصنفۂ حضرت

ولی کامل محقق صوفی صافی مدقق قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز حسینی قدس اللہ سرہ العزیز بنظر درآمد واین تمام رسالہ مملوست باستعارات دقیقہ وکنایات عمیقہ واشارات انیقہ وعبارات رشیقہ کہ جودت ذہنیہ ہر منتہی چون مبتدی بتدقیق معانی او نارساست وتجسسات فکریہ تحقیق مطالب او بیدست وپاست۔ اگرچہ بعضے از صاحبان طبع سلیم ومستعدان عقل مستقیم در شرح آن کوشیدہ اند چنانکہ کوشیدہ اند اما جرعۂ از جام حقیقت آن نچشیدہ اند۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ درین رسالہ فیض انتما حقیقت احدیہ وجود واجب الوجود را بطریق تنزلات تا بمرتبہ شہود بصورتہائے بوقلمون بطور چیستان بیان فرمودہ ؎

زدریا موج گوناگون برآمد ز بیچونی برنگ چون برآمد
گہے درکسوت لیلی فروشد گہے بر صورت مجنون برآمد

ودر آخر رسالہ نوشتہ کہ "ارباب حقیقت واولوالالباب معرفت ازین خیالات باز نمایند۔"

بدانکہ وجود من حیث ہو ہو اعم است از ذہنی وخارجی وخاص وعام ومطلق ومقید بلکہ این مجموع مراتب وجودست اما بشرط ان لایکون معہ شئی مرتبۂ احدیت است ومقام جمع الجمع وبشرط جمیع کمالاتش کہ لازمہ اوست واحدیت ومقام جمع است واز مرتبۂ لابشرط لاشئی مرتبۂ ہویت است کہ تجلی کردہ درمرایائے عالم تفصیلاً ودر آئینہ جامعہ انسانیہ اجمالاً

شعر

لَقَدْ صَارَ قَلْبِیْ قَابِلاً کُلَّ صُوْرَۃٍ فَمَرْعٰی لِغِزْلَانٍ وَدَیْرٌ لِرُھْبَانٍ

وبعضے از اسمائے او ... در اصطلاح صوفیہ ... کہ حکماء آنرا ماہیت خوانند

وعرفا عین ثابتہ گویند بدانکہ اینت اسما در حروف وایت حروف در الفاظ وایت انفاس در ارواح وایت ارواح در قلوب وایت قلوب نزد مقلب القلوب است

شعر

إِذَا كَانَ ذَاتُهُمْ يُشَاهِدُ مَا قُلْنَا　　وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَهُمْ فَيَأْخُذُهُ عَنَّا

بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم خواجہ میفرماید الحمد للہ رب العالمین الحمد ہو الوصف بالجمیل الاختیاری سواء کان مقابلتہ النعمۃ ام لا والمدح ہو الوصف بالجمیل اختیاریا کان اوغیرہ وکلیہما الثنا باللسان وبینہما عموم وخصوص مطلقا۔ ونزد عارفان حمد الٰہی برسہ گونہ است قولی۔ فعلی۔ حالی۔ اما۔ حمد قولی گفتن ثنا است بزبان حق را یاد کردن بصفات کمالیہ آن چنانکہ در کتاب کریم نازل شدہ وحمد فعلی از تکالیست بہ اعمال بدنیہ از عبادات وطاعات وخیرات خالصا للہ تعالی وہر عضوے را بہر حالے واجبست کہ مطابق احوال خود حمد بگوید یعنے الحمد للہ علی کل حال۔ وحمد حالی آنست کہ بحسب روح وقلب متصف شود بکمالات علمیہ وعملیہ تخلق باخلاق الٰہیہ کند وگفتہ اند کہ حمد حالی حق تجلی ذات اوست در ذات او وآن ظہور نور ازلیست فہو الحامد والمحمود جمعا وتفصیلا للہ یعنے حمد مخصوص بہ ذات اللہ است کہ بہ ازاے او نعمت با شدیا نباشد واللہ اسم ذاتست مستجمع جمیع صفات کمالیہ وسایر اسما بطرف او مضاف میشوند ازین جہت جلالت وعلوی مرتبت وعظمت او ظاہر ست۔ واین اسم را شرفیت زاید بر ہمہ اسما زیرا کہ چون الف از اللہ حذف کنند (للہ) باقی میماند کہ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔ اگر لام اول را حذف کنند (لہ) می ماند وآن نیز از جملہ صفات الٰہیہ است کہ لَہُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وبحذف

لام ثانی رضمہ یعنے (ھو) باقی می ماند کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ولا الٰہ الا ھو
رب اسمیست کہ باعتبار نسب ذات بموجودات ظہور تا ثیر ربوبیات
میکند و نسب ذات باعیان ثابتہ منشار اسماء الٰہیہ است و بسبب ذات
بہ اکوان خارجیہ منشار ربوبیت و بی اضافت ذات اسم خاص حق است
وجود در حضرت علمیہ ہر چہ ظاہر شود از اکوان صورت اسمے باشد از اسماے
ربانی کہ حق تعالیٰ آنصورت را بآن اسم تربیت میفرماید و اعیان ثابتہ
صور اسمای الٰہیہ اند و رب مربی مربوبات ست یعنی موجودات خارجیہ و
مرتبہ الوہیتہ فوق مرتبۂ ربوبیت است و مرتبۂ ذات و صفات و افعال
و ربوبیت مرتبہ اسما و صفات و افعال است عالمین جمع عالم است و
آن بحسب لغت ماخوذ ست از علم بمعنی علامت و گفتہ اند کہ موجود ماسوی اللہ
عالم است و عقلا از تغیر عالم حدوث عالم و از حدوث عالم خالق را قدیم
دانستہ اند و عرفا در لوح وجود ہر فردے از افراد عالم خالق را قدیم پنداشتہ
اند در رباعی لراقمہ

در کالبد خاک ببین ما چونیم | چون نئے بہ ترانہاے گوناگونیم
نقشے کہ بلوح دل ما پُر سازست | یک نغمہ راز این گرا ما فونیم

والعاقبۃ للمتقین یعنی استفادہ عاقبت کہ آن واصل الی اللہ شدن ست
مر متقین یعنی اولیاء اللہ را است کہ از غیر خدا در دل ایشان ہمی و حزنی نیست
اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ وآلہ اجمعین معنی صلوۃ دعا و آمرزش و رحمت است یعنی از
بندہ نماز و از فرشتگان دعا و از خدا تعالیٰ رحمت است و سلام در عربی گردن
نہادن و فرمانبرداری کردن و رسول بمعنی فرستادہ شدہ از جانب حق کہ صاحب

کتاب باشد بخلاف نبی که آن اعم است خواه صاحب کتاب باشد یا نباشد
و عرفا گفته اند که کمالات الهیه بر دو قسم است قسم اول متعلق بذات احدیه
و ثانی متعلق به اکوان و کمال اول عبارتست از کمال ذاتیه و آن مرتبه
ولایت است که وجهے با حق دارد و کمال ثانی عبارتست از کمال اسمائیه
و آن نیز منقسم بدو قسم است اول نبوتست و آن وجهے بود با ملائکه و قسم ثانی
عبارت بود از رسالت و آن وجهے بود با عالم بشر بطریق انزال کتاب و
رسالت صورت نبوتست و نبوت صورت ولایت و گفته اند
الولایة اعلی من النبوة اذا جمعتا فی شخص واحد یعنے ولایت
بر نبوت راجح باشد هرگاه در شخص واحد این هر دو جمع شوند یعنی ولایت آن نبی
از نبوة آن نبی اعلی باشد زیرا که نبوة متغیر و منقطع باشد چنانکه فرموده لا نبی
بعدی و نفرمود و ولیّ بعدی و نبوة متناهی گردد و ولایت نا متناهی است دیگر
آنکه نبوة علم ظاهر است و ولایت معرفت باطن و معرفت باطن مشغولی بحق باشد
و مشغولی بحق اعلی باشد از علم ظاهر که اشتغال بخلق وارد و دیگر آنکه الله تعالی را
ولی خوانند نبی نگویند و هو الولیّ الحمید قال الامام علیه السلام الولایة
احاطت بکل شیء و الله من وراهم محیط و بعضی از عرفا گفته اند که
الرسالة وجه النبوة و النبوة وجه الولایة یعنی رسالت صورت نبوتست و نبوة صورت
ولایت و جمله انبیا مستفیض اند از حق بوسیله باطن و باطن مقام ولایت است
و ولایت بدو قسم منقسم میشود عامه و خاصه اما ولایت عامه مشتمل بود بر اهل ایمان
بحسب مراتب کما قال الله تعالی الله ولی الذین آمنوا الخ و ولایت خاصه
خاصه نبی یا قایم مقام او باشد و بواسطهٔ ایشان نصیب اولیا رالله است
و در زمان فنا در حق و بقا بحق و مراد از فنا فنائے بشریت است در وجه

ربانیہ درا نوقت بندہ با تصاف صفات بے نمید از افعال الاہیت آگہ گرود
کما قال اللہ تعالیٰ فی الحدیث القدسی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل
حتی احبتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ ولسانہ الذی
یتکلم بہ و یدہ التی یبطش بہا و رجلہ التی یسعی بہا و حضرت امام جعفر صادق بحق ناطق
علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمودہ ان للہ شراباً للاولیائہ اذا شربوا سکروا و اذا سکروا
طربوا و اذا طربوا طابوا و اذا طابوا ذابوا و اذا ذابوا خلصوا و اذا خلصوا طلبوا و اذا طلبوا
اتصلوا فلا فرق بینہم و بین حبیبہم و اول ولایت انتہائے سیر است از خلق بحق
بہ ازالۂ تعین از منظر اغیار و خلاص از قیود و استتار و عبور از منازل و مقامات
وصول علم بر مراتب درجات بواسطۂ حصول علم الیقین بلکہ بہ مشاہدت
عین الیقین تا آنکہ بحق الیقین برسد بعضے از عارفین گفتہ کہ مقام ولایت
اکمل و اتم است از مقام رسالت زیرا کہ مقام ولایت نبی فی نفسہ اتم و اکمل
باشد از مقام رسالت او بسبب شرف تعلق و دوام او و بجہت آنکہ ولایت
حکم او متعلق است باللہ جل شانہ آنرا در دنیا و آخرت دوام است و رسالت
حکم او متعلق است با خلق و منقطع میگردد بانقطاع زمان تکلیف۔ و ولی فاقہ و ولایت
ز معنی قرب الی اللہ کہ آن از ولایت حاصل میشود کہ باطن تو گشت۔ و ولی
باقسام است یکی آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست اما او را خلق ولی نمیداند
بلکہ خود ہم خود را ولی نمی پندارد دوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولیست و خود ہم خود
را ولی میداند اما خلق او را نمیدانند کہ ولیست سوم آنکہ نزدیک حق تعالیٰ ولی است و
خود ہم خود را ولی میداند کہ ولیست و خلق نیز میدانند کہ ولیست۔

قولہ تعالیٰ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ حضرت قدس سرہ این رسالہ را باین آیت فیض ہدایت

آغاز فرموده چنانچه آنکه حق تعالی درین آیت اشارت کرده است با مثال تا
حقیقت طلبان معنی درین در آن فکر کنند و خوض نمایند که از امثال بر مثلات
توان رسید و از تشبیهات به مشبهات توان پیوست۔ تفکر از باب تفعل
است و مجرد این فکر است بمعنی اندیشه کردن و در اصطلاح منطق ترتیب
مقدمات است به نهجی که قیاس صحیح قایم گردد و در اصطلاح صوفیان اندیشه کردن
در صفات و نعمای الهی و در عینیت و نسبت حق با خلق [illegible] ذات جل
جلاله و حضرت رسول علیه السلام فرموده لا تفکروا فی ذات الله وتفکروا
فی صفات الله و نعمائه و فکر در ذات الله تعالی جائز نیست و سعدی
میگوید

چه شبها نشستم درین سیر گم — که حیرت گرفت آستینم که قم
توان در بلاغت به سحبان رسید — نه در کنه بیچون سبحان رسید
درین ورطه کشتی فرو شد هزار — که پیدا نشد تخته بر کنار

و تفکر در بدایات توجه بصیرت است با دراک مختاجه و در نهایات انتقال بود
از معرفت به تحقیق و از صورت بمعنی و از خلق بحق چنانچه گفته اند تفکر ساعة
خیر من عبادة الثقلین و فکر در صفات او تعالی کردن ولی است بلکه عین
عبادت است فکر نیک یکی نیک و فکر بر چند اقسام است یکی آنکه سالک فکر کند
که خلاف شریعت غرا و ملت بیضا از وی فعلی صادر گشته باشد که موجب معصیت
گردیده باشد دوم آنکه سالک فکر کند در ادای حقوق حق تعالی که احسانات
او بر بنده لا تعد ولا تحصی است که او عاجز است از احصای آن

از دست و زبان که بر آید — کز عهده شکرش بدر آید

سوم آنکه سالک فکر کند در صنایع و بدایع ملک و ملکوت که از مطالعه آن استیلا

عظمت وکبریائی حق بر دل سالک صدور کنند وازان تشرف حاصل آید
بدانکہ جلیس متفکر نفس است وجلیس ذاکر خود حق تعالی است فاذکرونی
اذکرکم۔ ذکر نتیجہ معرفت ومحبت است ومقدمہ وصول الی اللہ وفکر مقدمہ
توبہ است فافہم ولا تغفل۔ بعد حمد وصلوۃ خواجہ میفرمایند۔
بدانکہ ما چہار برادر بودیم مراد از (۱) ذات احدیت جمع است
واین عبارتست از ظہور ذات حق بطریق جامعیت زیراکہ در مرتبۂ احدیت
من حیث الذات جمیع اسما وصفات متحد بالذات باشند واحدیت محضہ بلی
تعین اسما وصفات بود وگفتہ اند کہ تعین اول عبارتست از تعین اسم اللہ
من حیث الوجود والعلمی وہر اسمی از حیثیت این مرتبہ جامع بود بر جمیع اسما
وصفات واللہ عبارتست از ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ واحدیت
ذات من حیث الفردانیۃ بدووجہ بود یکی غیب الذات کہ معنی وحقیقت
کہ در غیب الحق بود ودیگر مرتبہ اسماے ذاتست کہ من حیث الوحدت
الحقیقۃ الاسمائیہ بود واین مشاہدۂ اسمای ذات بود از مرتبۂ غیب ذات
مع قطع النظر عن التمیز والاختصاص۔ واسمای الہیہ عبارتست از تعینات
ذات حق بوصف خاص علیم وحکیم وقدیم۔ ومعنی تعین آنست کہ باو امتیاز
شئ از غیر پدید آید بحیثیتکہ غیر درو مشارک نبود وشائد کہ تعین عین ذات بود و
گفتہ اند کہ ہمہ تعینات اعتباریہ اند۔ چون تعین واجب الوجود وامتیاز او از
وجود بعد از مرتبۂ احدیۃ محضہ احدیۃ جمع است لہذا گفت کہ ما جمیع وجودہا و
صفاتہا چہار برادر بودیم از یک پدر کہ آن ہستی محض است وہر برادرے را
حکمی واعتباریست اول واجب الوجود۔ دوم ممکن الوجود۔ سوم ممتنع الوجود۔
چہارم عارف الوجود۔ واجب الوجود آنکہ ذات او مقتضی وجود او باشد ودر

بقائے خود محتاج بغیر نبود و نفی وجود کون وصیرورت است وعرفا گفته اند که وجوب و امکان و امتناع امور اعتباریہ اند یک وجود و جہار رہ وجود ے در خارج نیست اما سوم کر آن امتناع است اور اثبوتے نباشد اصلا در ذہن یا در خارج وعرفا در معنی ممتنع الوجود چیزے بالاتر رفته اند که بیان آن آینده خواہم کرد۔ وجوب اقتضائے لذاته دار دوبی فیض وجود ہیچ شئ موجود نتوانند شد و امکان سابق بر وجود است زیرا که موج بایجاد ست۔ و اعیان ممکنه منقسم اند بجوہریت و عرضیت و مجموع اعیان جوہریت متبوعات اند و اعیان عرضیت توابع۔ جواہر یا بسیط اند در عقل و در خارج چون عقول و نفوس مجرده یا بسیطه اند در خارج چون اجسام بسیطه یا مرکب از اجسام بسیط چون مولدات ثلاثه۔ و ہر عینے از اعیان جوہریہ و عرضیہ منقسم است با عیان اجناس عالیہ و سافلہ و ہر واحدے نوعے از انواع۔ و ہر یکی ازین منقسم اصناف و اشخاص است فافہم و متکلمین گفته اند که وجود واجب نفس حقیقت اوست زائد بر حقیقت نیست۔ اگر وجود زائد بر حقیقت باشد عارض خواہد بود خود من حیث ہو ہو مفتقر بغیر بود و ممکن لذاته گردد و این امر منافی وجوب ست۔ و نیز گفته اند که وجوب وجود ہم زاید بر حقیقت نیست اگر عارض باشد زاید لذاته خواہد بود پس معلول لذاته گردد که تا وجود علت یافته نشود وجود معلول ہم محال باشد و این منافی وجوب بالذات است و ہمچنان تعین و جوب نیز زائد بر ذات نیست عین حقیقت اوست و بعضے از متصوفین گفته اند که واجب الوجود بمعنی لازم الوجود است که بواسطہ وجود واجب وجود خاکی انسانیست که این وجود جسمانی بر وجود روح لازم است یعنے بغیر این وجود جسمانی روح را از عالم غیب در عالم شہادت ظہورے نیست اگر این وجود جسمانی نبودے روح در عالم غیب پنہان ماندے۔ و اہل تحقیق که ارباب کشف و عرفانند چنین فرموده که وجود

من احدیتہ الکثرت سہ مرتبہ وارد اول نور حقیقی مطلق دوم ظلمت سوم ضیا۔
اما رویت نور مطلق از آن او کہ مجرد است از نسب و اضافات متعذر است
زیرا کہ ما یرعقول و افہام بر پیرامن سرادقات جلال آن نتوان رسید لا تدرکہ
الابصار و ہو اللطیف الخبیر لیکن رویت آن نور در حالت تنزل در مظاہر و تعین
و در جہات مراتب نسب و اضافات ممکنست و محققین فرمودہ اند کہ نور
حقیقتے است اجلی کہ شعاع جوہریت او ہمہ عالم را فرا گرفتہ است و اللہ جل شانہ
بہ لمعات اسم نور در ہمہ عالم ظہور صفت ابداعیت وارد کہ اللہ نور السموٰت
والارض اشارتے بہ آنست۔ و متکلمین گفتہ اند کہ نور عبارتست از ظہور لون
فقط و نیز زعم کردہ اند کہ آن ظہور مطلق است کہ ضو باشد و مقابل او خفائے مطلق
است کہ آن ظلمت است و بین النور و الظلمۃ ظل است و ازین جہت است
کہ گفتہ اند مشاہدۃ الابرار بین التجلی و الاستتار زیرا کہ محض تجلی نور ہم دیدہ را خیرہ
کند و بینائی تاب رویت آن ندارد فتجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا
و محض استتاریت نیز امتناع مشاہدہ می نماید کہ جہرۃ نتوان دید کہ لن ترانی یا
موسیٰ بسبب خفائے کہ او را در مراتب و اعیانست و ہم در تحقق کنت کنزا مخفیا
معنی بود کہ مرغ وہم و خیال بر اطراف ظلمت آباد حقیقت ذاتی او پر نمی تواند کشود
تلالا جمال با کمال خود از دریچہ فاحببت ان اعرف بر مظاہر خلقت
الخلق بیفگند بہ ظہور صفات کمالیہ خود در عالم شہود جلوہ فرمود۔ بدانکہ شئی را
ظہورے کہ از ذات خود باشد چنانچہ لمعان شمس و نار آنرا ضو گویند و اگر از جانب
غیر خود باشد نور است۔ گاہے از مضئ ملون تنہا انعکاس ضو بغیر خود می باشد
و گاہے ضو و لون ہر دو منعکس میشوند۔ و ضو کیفیتے است کمالیہ بذاتہا از حیثیکہ
آن شفاف است و گویند صحت کو نیہ شئی اگر توقف مرئیت او باعتبار غیر نباشد

آن ضوبود والاّ لون است۔ و شیخ الاشراقیین در حکمت الاشراق فرموده که
هر شئی فی نفسه نور باشد یا ظلمت و نور حقیقت بسیط است و ظلمت عدم نور ست
و نور مجرد مشار الیه نتواند شد البته نورے که عارض جسم در خارج باشد قابل
اشارهٔ حسی بود چون نور شمس و کواکب و نیز میفرماید که هر شئی که آن نور لنفسه
بود نور مجرد ست اگر نور غیر مجرد بود یعنے عارض باشد پس نور لنفسه نخواهد بود۔
اگر نور عارض قایم بمجردات باشد یا با جسام نور لنفسه نخواهد بود زیراکه وجود
او لغیره بود پس نور هم لغیره باشد و نور مجرد محض نور لنفسه بود بسبب قیام او
بذات خود فتامل۔ دوم ظلمت که بمقابله نور است و آن بر سه قسم است اول
ظلمت حقیقی که رویت او بهیچ وجه ممکن نیست دوم ظلمت محسوس که آن به
مقابله نور صبح هویدا است۔ و سوم ظلمت آنست که واسطهٔ ادراک نور مطلق
میشود بسبب تنزل در عالم محسوس یا غیب یا شهادت و آن در مراتب
ظلمات امکان امتزاج و اتصال است با نور حقیقی که اخرج النور من
الظلمات مرتبه سوم ضیا ست و جمیعت نور و ظلمت است و حقیقت
آن ممتزج گشته از طرفین و برزخیست میان وجود و عدم زیراکه نور صفت
وجود ست و ظلمت صفت عدم و ازین جهت است که اصل ممکن را ظلمت
وصف میکنند و آن مقدار نورانیت که ممکن را حاصل است بسبب وجود است
که بواسطهٔ آن از کتم عدم ظهور کرده است پس ظلمت وے از جهت عدمیت
اوست چنانکه نورانیت او از جهت استفاضهٔ نور وجود ست و هر نقصی که
به ممکن ملحق میگردد بواسطهٔ احکام عدمیت اوست فافهم۔ بدانکه علوم حقیقی که در
مقابلهٔ وجود مطلق است متحقق نیست الّا بواسطهٔ عقل و ادراک و وجود محض
که نور مطلق است من حیث هو هو ممکن نیست الّا بواسطهٔ تنزل دو مرتبه عدم

ازروی تعقل مثال آئینه ایست که قابل تجلیات انوار وجود ست و متعین از
طرفین ضیاست که حقیقت آن عالم مثال است وجمال نور مطلق درین عالم آن
ادراک مشاهده توان کرد زیرا که عالم ارواح و ورای آن از ملکوت و
جبروت درغایت نورانیت است وعالم اجسام متصف بظلمت کدورت است
وعالم مثال وضیا برزخیت میان اجسام وارواح مابین العالمین بهر یک
ازین دو عالم مناسبتی ومشابهتیست وهر عینی از اعیان عالم اجسام وارواح
بواسطهٔ مناسبتیکه با این عالم دارد بحسب قوت وضعف درین عالم جولان میکند
واسرار عالم قدس در مراتب وجودی مشاهده می نماید۔ ممکن الوجود آنکه وجود و
عدم او هر دو ضروری نباشند یعنی قایم بوجود خود نتوان بود گاهی هست بود
وگاهی نیست۔ چون هست باشد هستی او قایم بوجود واجب الوجود بود و واجب
الوجود خود بذات خویش قایم بود لاتغیر فی ذاته ولا بصفاته چون نیست گردد
منهلک شود و در وجود ذات حق و دیگر از و نشانی باقی نماند افحسبتم انما خلقنکم
عبثا وانکم الینا لا ترجعون وبعضی از عرفا گفته اند که ممکن الوجود وجود روحانیست
واین وجود روحانی درین جسم خاکی بصورت وشکل همین جسم خاکیست و در وقت
خواب جدا میشود وچنانچه گفته اند که الروح روحان روح الجاری وروح المقیم
روح الجاری ممکن الوجود ست وسوال الست بربکم روز میثاق برهمین نافذ گشته
که در جواب آن بلی گفت واین روح بخود قایم نیست مگر بروح مقیم وروح مقیم
روح قدسی است وآن پرتو ذات خدا یتعالی ست واز امر وی استقرار
یافته وبخود قیام دارد وقل الروح من امر ربی مراد از همین روح است۔ چون
روح از عالم امرست وبغایت لطافت واقع شده وجسم بهایت کثافت
است حکیم مطلق بقدرت کامله ومشیت مدبره لطافت را با کثافت چنان

پیوندے داد کہ روح را با جسم نسبتے پدید آید و ربطی بہم رسید و این نسبت را بنام نفس یاد کرد و فرمود وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا و نفس را از جہت امکان وجود دو نسبت است از جہت لطافت نسبتے بعالم قدس دارد و از جہت کثافت نسبتے بعالم ناسوت و انقطاع کلی این نسبت از جسم موتست کہ کل نفس ذائقۃ الموت۔ وچون از جسم عنصری پیوند نسبت او بریدہ شود از عالم مثال بعالم قدس بپیوند و بسبب اکتساب فضائل و رذائل نفس را تعرج و مکث حاصل می باشد بدانکہ میان عالم ارواح و عالم اجسام عالمی دیگر ست کہ آن نمودار ہر دو عالم است و آنرا عالم مثال مطلق گویند و ہر فیضی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام میرسد بواسطۂ ان عالم میرسد زیراکہ فیض روحانی کہ از عالم ارواح بعالم اجسام فائض گردد مجروست از مناسبت و ارتباط بعالم اجسام چون بعالم مثال مطلق میرسد این عالم را کریم الطرفین می یابد بواسطۂ مجاورت روح بعالم ارواح مشابہتے دارد و بباعث موانست جسم بعالم اجسام مناسبتے پیدا کردہ گشتے کہ قابل نگسے باشد اختیار کند باز بایفاے وعدہ خود اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ وطن اصلی و مقام معلوم خود بوفور جذبات اشتیاق رجوع نماید۔ و اہل تحقیق گفتہ اند کہ عالم مثال مطلق را دو وجہ است وجہے عام از روی ذات خود و وجہے خاص بقیدات عالم خیال و ہر متخیلے از نوع انسانی وغیرہ در خیالات مقیدہ اکتساب علم ملکوتی و اقتباس انوار جبروتی بواسطۂ این خیالات از عالم مثال میکند و بمدارج ضعف و قوت بر اقسام مشتملست چنانچہ پیغمبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام می فرماید الرویا ثلاث رویا من اللہ و رویا من الشیطان و رویا حدیث المرء نفسہ پس بحسب قوت و اسرار ملکوتی در فیحاے عالم مثال منجلی میگردد و در حالت رکود حواس در آئینہ

خیال مقید مشاهد میشود و قوی ترین رقود که موجب اطلاع تام است از معانی
مثال احدیه توجه سالک است بجانب مقصود خود چه هم از تضاربت احکام وهوم
متفرقه است تا شعور روحانی از پس پردهٔ حجاب طبع بر صور محسوسات از معانی
مجرده بطریق تمثیل یا تشبیه یا احداث صورت مثالیه مطلع گرداند پس آنکه عالم خیال
دو مرتبه دارد یکی مقید که آن خواب است و دیگر مطلق که آنرا عالم مثال مطلق
میگویند و مرتبهٔ مقید مختص به انسان است انطباع معانی درین مرتبه مطابق
و غیر مطابق می باشد بحسب صحت تشکل و دماغ و اختلالش و اعتدال و انحراف
مزاج و قوت و ضعف و قوت مصوره - و خواب بمثل جدولیست جاری از نهر
بوجهے متصل و بوجهے منفصل و هرچه از عالم مثال است حقایق کلیه است و
صور مرئیه خیالیه و مثالیه در جدول خیال در آید تا برسد به نهر مثال و وصول روح
بعالم اصلی که آن مثال مطلق است بواسطهٔ عبور بر حضرت خیالیه بود و روح
از عالم خیال مقید متصل شود بعالم مثال مطلق و از آن عالم چون مراجعت
نماید تعبیر خوشے می آرد و تعبیر نوریست تمام که بآن نور حقیقت صور متخیله
کشف شود و تعبیر پیرا مدے از بینندگان معنی بود خاص چنانکه لائق حال رائی
و مرئی بود چنانچه اگر زاهدے در خواب بیند که بانگ نماز میگوید تعبیرش آنکه
حج بگذارد و یا مردم را براه راست دعوت کند - اگر فاسقی این خواب بیند
تعبیرش آنکه او دزدی کند یا مردم را بطریق ضلال خواند - و اول وحی الٰهی به
انبیا علیهم السلام رویاے صالحه است و معنی وحی انزال معانی مجرده است
در قوالب حسیه در حالت نوم یا یقظه و محول احوال در یقظه ادراکات حسیه
است و در نوم حس مشترک و هرچه در بیداری دیده شود رویت است و
آنچه در خواب بیند رویاست اگرچه متخیل نزد عوام تحققے ندارد مطلقا اما نزد

خواص اگرچہ در خارج او وجودے نیست لیکن حیثیت تمثل در خیال وحس مشترک
تحققے و وجودے دارد چون معلومات در علم و معقولات در عقل و اکثر امور انبیا
علیہم السلام در نوم بینند در عالم مثال مطلق ہر آئینہ مطابق واقع باشد ازین جہت
حضرت ابراہیم علیہ السلام تعبیر نکرد و با اسمٰعیل علیہ السلام فرمود اِنِّی اَرٰی فِی المَنَامِ
اَنِّی اَذبَحُکَ فی نفس الامر آن ذبح عظیم کبش مقصود بود مگر حضرت ابراہیم
علیہ السلام آنچہ درخواب دیدہ بود بواسطہ غلبت خلیلیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
را ذبح فرمود وحق تعالیٰ فرمود یا ابراہیم قَد صَدَّقتَ الرُّؤیا ای جعلت ما رایتہ
فی منامک صادقاً مگر خداوند جل شانہٗ خود تعبیر آن بکبش فرمود اینست معنی ذبح
عظیم قائل بدانکہ اکثرے از فقراے کاملین گفتہ اند کہ وجودات ممکنات مراتب متفاوتہ
دارند بسبب تقدم وتاخر وکمال ونقصان و وجود ہر ماہیت عین آن ماہیت باشد
بمعنی آنکہ موجود ہمان وجود ست و ماہیت متحدہ است با وے بنحوے از اتحاد و
جمیع موجودات ظلال اشراقات وجود واجب قائم بذاتہ ہستند و از براے
ماہیات اصلا وجودے نیست و نہ تاثیرے و تاثرے در وست بلکہ ماہیات
اعتبارات کلیہ ہستند کہ آنہا را عقل اعتبار کند و وجودات باینہا متصف
میشوند پس از براے ہر مرتبۂ از وجودات نعوت کلیۂ حدیہ یا رسمیہ بودہ
است مسماۃ بماہیات وعوارض کہ رائحہ وجود باینہا نرسیدہ است و نہ تعلق
جعل باینہا بودہ است۔

ممتنع الوجود کہ علماے صوفیہ گفتہ اند کہ حقیقت ممتنع الوجود آنست کہ
ہیچ شی را در جنب واجب الوجود ہیچ وجودے نیست و او منع کنندہ صور
اشیاست از وجود و این وجود امتناع شریک باری میکند پس شریک باری
ممتنع الوجود است و این در کتب کلامیہ مشہور است اما در حقیقت ممتنع الوجود

آنست کہ در ازل الازال بجز ذات بحت باری تعالی ہیچ شئی را وجودے نبود یعنے ممتنع بود کہ اطلاق وجود بر ذات مقدس مطلق او کہ در حجاب پردہ کنت کنزاً مخفیاً پنہان بود وارد گردد واین ذاتیست کہ ماشمت رائحۃ الوجود ہمزہین امتناع حکم عدمے داشت کہ از شان او وجود بود واین وجود باقتضاے تجلی حبی ذاتی کہ اقدس است از شوایب کثرت اسمائیہ ونقائص حقایق امکانیہ بحکم احببت ان اعرف بجذب ارادت حبیہ پایہ بساط ظہور از لیست نہاد فخلقت الخلق مظہر تجلیات خویش گردانید چون ذات او در مرتبہ امتناع وجود از ہمہ شوایب اطلاق ومقیاس نعوت وصفات بری بود در پردہ لاتعین وغیب الغیب جلوہ گر یہا واشت ع الا کل شئی ما خلا اللہ باطل بعد ازان از مکمن غیب الغیب تجلی ظہور خود بہ تنزلات مقدسہ ومظاہر مختلفہ انداخت شعر

لَقَدْ ظَهَرْتَ فَمَا يَخْفىٰ عَلیٰ اَحَدٍ — اِلَّا عَلَی الْاَکْمَہِ لَا یَعْرِفُ الْقَمَرا

درمعاوی ایمعنی داغ چہ خوش گفتہ است ؎

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہو — صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ولہ

آئے بھی تو وہ منہ چھپائے میرے آگے — اس طرح سے آئے کہ نہ آئے میرے آگے

وسعدیؒ میفرماید

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی — بازار خویش وآتش ما تیز می کنی

عارف الوجود ۔ عرفا فرمودہ اند کہ عارف الوجود آنست کہ دانا باشد بوجود خود وباری تعالی در مرتبہ ظہور ذات بیچون وبیچگون خود من ذاتہ لذاتہ فی ذاتہ عارف وجود خود است کہ انی انا اللہ یعنے انانیت او عین علم وجود اوست

اینجا علم و عالم و معلوم یکییست و بعضی از سالکان راه حقیقت گفته اند که مراد از عارف الوجود من عرف نفسه بوده است که بشناسد که وجود خود چه بوده است و هستی خود را ظلال هستی حق داند زیرا که همه وجودات بوجود و هستی او موجود اند و قایم و هستی او بوجود خود قایم و دایم است چون عارف وجود مطلق خود را شناخت وجود مطلق حق را نیز ازین وجود می شناسد۔ پس شاهدے از پردهٔ وجود بمشاهده آید که خود ناظر و خود منظور و خود شاهد و خود مشهود باشد و وجود مطلق سالک در وجود مطلق حق فنا و مستهلک گردد

تو در وگم شو وصال اینست و بس   تو مباش اصلا کمال اینست و بس

عارف الوجود را بحصول وجود نورانی قابلیتے و صفتے حاصل گردد و جمال بے صورت بیند و کلام بی صوت بشنود بلکه همه عالم را حقیقت می نگرد که اوست و این گفتن راست نیاید که چون باشد و چگونه باشد فافهم واجتهد۔

پس این چهار وجود که ما بیان کردیم با یکدیگر برادر اند و خاصیات و خصوصیات ایشان به تجلیات مختلفه است۔ و واجب الوجود را اول تجلی ذاتیست و تجلی ذاتی وحدها لذاتها ست و آن حضرت احدیت است زیرا که ذات حق وجود است و وحدت وجود عین او و غیر حق بی جود و جود حق عدم مطلق بود پس وجود محتاج نباشد در احدیت خود بوحدة و تعین که ممتاز گردد از غیر و وحدت عین اوست و این وحدت منشا احدیت و واحدیت است و عین ذاتست من حیث هی یعنی مطلق که شامل احدیت و واحدیت است و احدیت بشرط ان لا شئ و واحدیت بشرط ان یکون معه شئ باشد و حقایق در ذات احدیت چون شجر بود در نوات و به تجلی دوم که ما برگشته اعیان ممکنهٔ ثابته است که شیون ذات اند و آن تعین اول است و صفت عالمیت و قابلیت با خود

دارد چنانکه اعیان معلومات ازلی اند ذاتیه و قابلیۀ تجلی شهودی وجودی یابند تجلی
جمالیه فرموده از حضرت احدیت بنسب اسمائیه و به تجلی سوم که ظهور وجود است
ممّا قبل سم آلنور و آن ظهور حق است بصور اسما و اکوان و اکوان صور اسمای
الهیه اند و آن ظهور نفس الرحمانست از نه ده مراد از نه ده اوّل امر است
دوم عقل سوم نفس چهارم هیولا پنجم طبیعت ششم جسم هفتم افلاک هشتم ارکان نهم
مولدات و شاید که مراد از نه ده اول هیولای اولی ست و آن عالم اعلی و
صورت اولی و عنصر اول است که در افق عرش لا اله الا هو سبحانه تعالی است
و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند دوم عقل که در افق هیولی اولی است
و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند سوم نفس که در افق عقل است و
استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند چهارم طبیعت که عالم ملایکه است در
افق نفس است و استمداد نور و حکمت و فضایل از و میکند پنجم عنصر جرمی و
و آن عنصر جسمانیست که استفاضه از طبیعت میکند ششم عالم جمادی هفتم عالم نباتی
هشتم عالم انسانی فتبارک الله احسن الخالقین ـ و شاید که مراد از نه ده اول
عقول محضه است که انوار عقلیه قاهره اند دوم نفوس مفارقه که جواهر عاقله و
انوار مدبره اند سوم نفوس منطبعۀ افلاک چهارم صور نوعیۀ سموات پنجم صور
کواکب ششم طبایع اربعه هفتم بسایط کلیات عناصر هشتم صورت جسمیه نهم از
هیولای فلک الافلاک تا هیولای عالم کون و فساد و شاید که مراد از نه
افلاک باشد مگر اول انسب است و بعد از ان دو دم سه برهنه بودند
یعنی واجب الوجود و عارف الوجود و ممتنع الوجود به احکام مراتب خود از شائبه
کثرت در کمن وحدت و برتر از کل ما وصف به و نعت له و مراد از برهنگی
تنزیه است ـ واجب در اول مرتبۀ ذات خود من حیث هو هو یعنی لابشرط

شئی منزه بود از جمیع نسب و اشارات و بری از ہمہ نعوت و اسما وصفات وذات احدیہ او عین وجود نہ بشرط لاتعین و نہ بشرط تعین بلکہ من حیث ہو ہو یعنی غیر مقید باطلاق و تقیید و تنزیہ نیز در آن مرتبہ غیر از تحدید وجود سے نداشت چہ جائے آنکہ بہ تشبیہ تصور کنند کہ بقید تقیید در آید حضرت شیخ محی الدین عربی رحمتہ اللہ علیہ می فرماید ؎

فَاِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِیْہِ کُنْتَ مُحَدِّدًا وَاِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِیْہِ کُنْتَ مُقَیِّدًا

بدانکہ جوہر ماہئیست غیر وجود لا فی موضوع کہ وجود بآن جوہر ست و ممتاز از غیر خود از موجودات و ہمچنین عرض نیز ماہئیست موجود فی موضوع کہ اگر در ذات موجود یافتہ شود وجود او زاید علی الذات باشد مگر ذات مطلق او تعالی بریست از شوایب جوہریت و نقائص عرضیت زیرا کہ وجود محض ہست آن حاضر بذاتہ لذاتہ بغیر تغیر در کیفیت و صرفیت ذات از ہمہ اشارات و نسب مبرا و از ہمہ نعوت و اسما و عبارات معرا ازین جاست کہ گفتہ اند الواجب لَیْسَ بِجَوْہَرٍ وَّ عَرَضٍ۔ عارف الوجود نیز مرتبۂ ذاتیست کہ منزہ ست از ہمہ ہیئتہاے اعتباریہ و ہستی خود قایم و علم لذاتہ بذاتہ ؎

من خدایم من خدایم من خدا محض علمم از ہمہ عالم جدا

ممتنع الوجود این مرتبۂ سلب وجود ست از غیر بمقابل واجب الوجود چنانچہ عرفا گفتہ اند کہ در ازل الازال بجز ذات احدیہ مقدسہ ہیچ شئی را ایجابیت وجود نبود ای لَاشَیْئَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ؎

منم معدوم بی علت چو علت گشت پیوندم ازل فرزند من باشد ابد فرزند فرزندم

لراقمہ

ازلیت تو ساری ابدیت تو جاری بہ بقاے خود تو باقی ہمہ عالمست فانی

ویکی جامه نداشت و آن ممکن الوجود ست که جامهٔ وجود خارجی هنوز در
بر نداشت و ممکن دو جهت دارد که نه وجود او ضروری باشد و نه عدم او ضروری
چنانچه قبل ازین به تشریح آن پرداختم پس از جهت عدم ضروریت ہمچنین
کسوت پوشیده بود و آن برادر برهنه قدرے زر در آستین
داشت فیه نظر زیرا که سه برادر برهنه بودند درینجا ذکر یک برادر برهنه
فرمود که زر در آستین داشت و دیگر برادران را فروگذاشت اغلب که
اینجا مراد از برادرے باشد که جامه نداشت که آن ممکن الوجود ست
و جامه نداشتن هم حکم برهنگی دارد و زر در آستین داشتن کنایه است که از گنجینه
کنت کنزاً مخفیاً زر حقیقت معرفت الهیه بقدر ضرورت ذاتیه وجودیه خود
با خویش داشت و مراد با وجود جامه نداشتن زر در آستین داشتن آنست
که وجود ممکن بقدر گنجایش آستین یعنی بقدر استعداد و قابلیت از وجود واجب
استفاضه کرده بود و در دیگر رساله است که درج زر در آستین داشت
مراد ازان حقیقت وجودیه است که از واجب الوجود به ممکن الوجود رسیده
است ببازار رفتیم تا جهت شکار تیر و کمان بخریم ببازار کثرت
وجودیه رفتیم که آن دنیاست که الدنیا مزرعة الاخره هرچه درینجا بکاریم
ببرداریم ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو
این جهان کوه ست و فعل ما ندا — هر ندائے را ازو آید صدا

درین بازار بجهت شکار غزلان معارف حقایق اسمائیه و کونیه الهیه
تیر سعی کر لیس للانسان الا ما سعیٰ ست و کمان توجه نفس تا رجوع الی باشیم
بخریم قضا رسید یعنی باقتضائے حکمت الهیه و مشیت ازلیه مهر چهار گشته

شدیم این ہرچہار وجود در وجود نشاء انسانی جذب گردیدند و انسان بفحوائے انی جاعل فی الارض خلیفہ بمظاہریت گوناگون از کمن آنجہان درینجہان سر برآورد پس حقائق جمیع موجودات درعلم داعیان مظاہر حقیقتہ انسانیہ اند و حقیقتہ انسانیہ مظہر اسم جامع واہل اللہ ازین جہت کہ ظہور حقیقتہ انسانیہ درعالم است عالم را انسان کبیر میخوانند و حقیقتہ انسانیہ را ظہور ثانیست درعالم انسانی اجمالاً و اول مظاہر انسانیہ صورت روحیہ مجردہ است مطابقہ با طبیعت کلیہ و بصورت اعضائیہ مطابق است با اجسام عالم کبیر و این تنزلات درمظاہر انسانیہ مطابقہ حاصل آمدہ است میان نسخہ صغیر و کبیر اما عالم انسان کبیرست بمعنی و صغیرست بصورت جمیع تجلیات ذاتیہ و اسمائیہ و صفاتیہ درعالم انسان کبیر مضمر و متمکن است ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم در نہاد او تعبیہ است یعنی در تقویم وجود انسانی گنجینۂ اسما و صفات بطور رے ودیعت نہادہ کہ ہمہ ملائکہ سبوحین و قدوسین و مہیمنین مقر عدم علم خود گردیدند و گفتند لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم و پس انسان بواسطہ این استحقاق مستحق خلافت حق گردید و آن امانتیکہ آسمان و زمین و کوہسار از حمل آن ترسیدند انسان بر دوش مشقت خود بر داشت کہ ظلوم و جہول بود یعنی ندانست کہ نتیجۂ عمل چہ خواہد بود دلبست و چہار زندہ برخاستیم یعنی این چہار وجود کہ درحقیقت انسانیہ استتار داشتند و عین حقیقتہ احدیہ بودند مثل برغیب مطلق بصورت کثرت علمیہ از حیثیات و خصوصیات خود اسمے و رسمے برگرفتند و بصورت بت و چہار مظاہر پدید آمدند و معنی ہذہ

لاہوت	جبروت	ملکوت	ناسوت
عقل کل	نفس کل	عقل کلی	نفس کلی

روح اعظم	نفس نباتی	نفس حیوانی	العقل الکلی	
قلب	رواح	شعور	نور	
نفس امارہ	نفس لوامہ	نفس ملہمہ	نفس مطمئنہ	
زمان	مکان	جہت	تعین	

انگاہ چہار کمان دیدیم سہ شکستہ بودند ویکی ہردو گوشہ وہر دو خانہ نداشت مراد از چہار کمان عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح عالم مثال عالم اشباح۔ ومراد از شکستہ بودن سہ کمان یعنے عالم اعیان خارجیہ عالم ارواح۔ عالم مثال۔ اول از حیثیت تعینیات عدمیہ احت واحتیا اعیان از وجود مطلق راجع است بعدم ونزد اہل اللہ مخلوق عدم است وَالْوُجُوْدُ کُلَّہٗ لِلّٰہ وعالم ارواح تعین جوہریست مجرد از عوارض اجسام والوان واشکال وعالم مثال عالم لطیفیست برزخ میان عالم مجردات ودرین عالم ہمہ اجسام مجردہ اند از مواد مثل مجردات مگر امتداد آنہا مثل امتداد اجسام است مگر غیر وصل وفصل۔ وعالم اشباح عالم شہادتست کہ آن عالم امکانست **ویکی ہردو گوشہ شکستہ بود** یعنی ممکن کہ نہ وجود او ضروری بود نہ عدم او **وہر دو خانہ نداشت** یعنے سلب ضرورت یکے از طرفین کہ لازم او بود وعالم اشباح کہ از ممکناتست وعالم شہادتست وآن عرش وکرسی وفلک اطلس است کہ محدد جہاتست واین ہمہ بسائط اند طبیعت خامسہ غیر طبایع عناصر دارند **وآن برادر برہنہ زردار** یعنی ممکن الوجود کہ زر وجود از خزانۂ واجب الوجود در آستین داشت **کمان بی گوشہ وبیخانہ** را بخرید کہ آن امکانست کہ سلب ضرورت یکے از طرفین درانست پس این بیگوشہ وبیخانہ را از جانب سلب ضرورت عدم بخرید **تیرے می**

بالیست یعنے استعداد تا بواسطۂ آن تنکار حقیقت کونیہ شود **چہار تیر دیدم**
سہ شکستہ بودند ویکے پر وپیکان نداشت مراد از چہار تیر چہار
عناصرست آن آتش وباد وآب وخاک است از یک تا سہ پراگندہ بودند یعنے
بحود جمعیتے وثباتے نداشتند ویکے کہ آن چہارم است پر وپیکان نداشت
یعنے خاصیت متحرک بالارادہ بودن وموثریت در اجسام کونیہ نداشت
تیر بے پیکان خریدہ لطلب صید بصحرا شدیم یعنے بحصول طبیعہ
کلیہ در طلب حقیقتے کہ در عالم انسانیت بود بصحراے شہود آمدیم **چہار آہو**
دیدیم سہ مردہ بودند ویکی جان نداشت مراد از چہار آہو
طبائع اربعہ است وتشبیہ آہو بطبائع از انجہت است کہ ہنوز صفت گیرندگی
بایکدیگر نداشتند بلکہ صفت فراریت در ذات ایشان تعبیہ بود ومراد از سہ مردہ
بودن اینست کہ آتش وباد وآب ازجہت عدم مزاج وامتزاج بایکدیگر مثل مردہ
بودند ویکے جان نداشت یعنے خاک بسبب عدم مزاج وامتزاج با ایشان متحرک
نبود **برادر برہنہ زر دار کمان کش تیر انداز از ان کمان بی**
گوشہ وبیخانہ تیر بے پر وپیکان را بران آہوے بیجان زد
یعنی ممکن الوجود کہ زخزانہ واجب الوجود زر وجود در آستین داشت از کمان
بی گوشہ وبیخانہ تیر بی پر وپیکان کہ آن سلب ضرورت یکی از طرفین است
بر آن آہوے بیجان یعنے خاک کہ بسبب عدم مزاج وامتزاج با طبائع اربعہ
غیر متحرک بود از جانب عدم سلب ضرورت زد **کمندے می بایست تا**
صید را بفتراک بندیم مراد از کمند مزاج است تا صید طبیعت را کہ
در خاک افتادہ بود بفتراک تمزیج باہمی بہ بندیم **چہار کمند دیدیم سہ پارہ**
پارہ بودند ویکے ہر دو کرانہ ومیانہ نداشت مراد از چہار

کمان جسم مطلق۔ جسم نامی جسم حساس و متحرک بالارادہ جسم ناطق۔ جسم خصوصیات
ذاتیہ علیحدہ علیحدہ بودندیعنے جسم قابل ابعاد ثلاثہ و جسم حساس و متحرک بالارادہ
مصدر احساسات و تحرکات ارادیہ حیوانیہ و ہریکے خاصیتی و حکمی جداگانہ داشت
بحیثیت جمادیت حجر و بحیثیت نباتیت شجر و بحیثیت حیوانیت بالارادہ مشہور
آن یکی کہ ہردوکرانہ و میانہ نداشت جسم ناطق است کہ باوجود جسمیت و نامیت
و حساسیت و متحرک بالارادہ بودن دریابندۂ معقولاتست و آن روح انسانیت
کہ مظہر حقیقتہ امریۂ الہیہ است و بصورت روحیۂ مجردہ مطابق باطبیت کلیہ و بصورت
اعضائیہ مطابق با اجسام بسیط است و مراد از ہردوکرانہ و میانہ نداشتن اینست
کہ روح نہ داخل جسم است و نہ خارج و نہ حال در میان محل چون روح از
عالم امرست از قید جسم و جسمانی بودن بالکلی مبراست و مجرد از ہمہ ادناس
قیود و معاقد عقود ست و ہیچ بندے از آلایش اجسام پاے آزادی او
رابستہ نمیتوان کرد و نہ نظر خیال در لوح وہم صورت ذاتی او را بہ نقش وجود
صورتے منقش توان نمود سے

هَبَطَتْ إِلَيْكَ مِنَ الْمَحَلِّ الْأَرْفَعِ	وَرْقَاءُ ذَاتُ تَعَزُّزٍ وَتَمَنُّعِ
مَحْجُوبَةٌ عَنْ كُلِّ مُقْلَةِ عَارِفٍ	وَهِيَ الَّتِي سُفِرَتْ وَلَمْ تَتَبَرْقَعِ

و روح را از عالم امر با جسم نسبتے کہ ہست آنرا نفس گویند خواہ نباتی باشد یا حیوانی
یا انسانی و انقطاع این نسبت موت است و مراد از کل نفس ذائقۃ الموت
ہمین انقطاع نسبت است و باری تعالی بہ نفس انسانی قسم یاد کردہ است
ونفسٍ وّ ما سوّٰیہا فالہمہا فجورہا و تقوٰیہا بدانکہ عرفاے محققین گفتہ اند کہ برزخے کہ
روح را بعد از مفارقت بدن از نشاء دنیاویہ در آنجا قیام خواہد بود غیر
ازین برزخست کہ در میان ارواح مجردہ و اجسام است زیرا کہ مراتب

تنزلات وجود و معارج او دو نسبت دارند یکی مرتبهٔ که پیش از نشاءِ دنیا دیده بود
و دیگر مرتبهٔ که بعد ازان باشد از مراتب معارج و آن مرتبهٔ عروج است و صوری
که لاحق ارواح شود در برزخ دیگر صور اعمال و نتیجه افعال سابقه است در نشاءِ
دنیا و به تجلات صور برزخ اول هر آئینه از جمیع وجوه هر دو یکی نباشند البته شریک اند
که هر دو عالم روحانی و جوهر نورانی غیر مادی اند مشتمل بر مثال صور عالم و برزخ اول
را غیب امکانی و ثانی غیب محالی گویند فافهم و عالم مثال عالمیست روحانی از
جوهر نورانی شبیه بجوهر جسمانی از انروکه محسوس است و شبیه است بجوهر مجرد عقلی ازان
وجه که نورانیست پس این عالم نه جوهر عقلی مجردست و نه جسم مرکب مادی بلکه برزخ
است و حد فاصل میان این هر دو و برزخ که میان دو شئ بود باید که شبیه از طرفین و
شبیه بجهتین و مشتملست بر صور عالم جسمانی و مثال صوری که در حضرت علمیه الهیه اند چون
اعیان و حقایق است و عالم مثال را خیال منفصل نیز گفته اند زیراکه غیر مادیست
و هر معنی از معانی و روحی از ارواح او را مثالیه مطابقه است بکمالات او فافهم
صید را آن کمند بی کرانه و بی میانه بربستیم یعنی نفس ناطقهٔ انسانی را
بر کمند جسمانیت بربستیم که بی کرانه و بی میانه یعنی نه داخل جسم بود نه خارج جسم خانه
می بایست که مقام کنیم و صید را پخته سازیم و آن ضرورت خانهٔ
تن است که بغیر قیام اینجا صید روح را پخته نمیتوان کرد یعنی مکمل نفس انسانی را
راست این خانه می بایست که روح بغیر جسم درینجا هیچ کار نمیتوان کرد که حصول
سعادت حاصل این مزرعهٔ فیض الکتاب است ؎

از رباط تن چو بگذشتی دگر معموره نیست — زاد راهی بر نمیداری ازین منزل چرا

چهار خانه دیدیم سه درهم افتاده و یکی سقف و دیوار نداشت
مراد از چهار خانه چهار عناصرست و سه درهم افتاده یعنی آتش و باد و آب درهم

افتاده بودند یکی که سقف و دیوار نداشت مراد ازین عنصر خاک است و این خانه
سقفیکه مانع آثار علویه باشد نداشت و دیواریکه استقرار خاصیات طبیعت را استقلالی
باشد نبود یعنی بسبب سقف و جدار نبودن این خانهٔ خاک از حوادث زمانیه
و تغیرات امکانیه مصون و محفوظ نبود دیگی دیدیم بر طاق بلند نهاده
که بهیچ وجه و حیله دست بآن دیگ نمی رسید مراد از دیگ طبیعت
است که در آن استقصات متخالفة الکیفیات را مزاجی و اتحادی حاصل
آید باز دیگر جدا میشوند تا حکم اقتضای مشیئة الهیه بر آنها صادر گردد و مراد
از طاق بلند فلک نفس است چنانچه حکیم مجریطی گفته که فلک نفس در میان چهار
افلاک واقع شده و بالای او دو افلاک روشن و مهذب و آن هیولای
اولی و عقل است و تحت او دو افلاک مظلمه رذله که آن طبیعت و عنصر است پس
اگر غالب گردید آثار هر دو فلک اعلی که نیره فاضله سعیده اند مصیر و مستقر آنها
فردوس اعلی است و نفس از ان مستمد و منبعث گردد و اگر غالب گردید آثار هر
دو فلک مظلمه رذله که مصیر و مستقر آنها نار سفلی است نفس مستمد و منبعث از ان گردد
و ابداع نفوس بهیمیه و نباتیه و جمادیه نه از عقل مستمد میگردد و نه از هیولای عالیه
که در آنها جاعلیت این هر سه نفوس نیست البته هر دو فلک اسفل که طبیعت و
عنصر است مصیر و مستقر اینها خاک است و خاک از اینها منبعث و مستمد می گردد
بتقدیر عزیز علیم پس طبیعت دیگ است که بالای طاق بلند که آن فلک
آخر است نهاده اند و بر استحصال طبیعت کریمه هیچ حکیمی را قدرتی حاصل نیست
مگر از فیضان قوت وهبیه باریتعالی جلشانه چهار گز زیر پای کندیدیم
تا دست بآن دیگ رسید چون حصول طبیعت کریمه از نفس ناطقیه بغیر از
استقصات محال بود بمقدار گنجایش چهار عناصر که زیر فلک آخر شد تدابیر حکمیه

نکنند از نفس فلکیه حصول طبیعت کریمه که آن طبیعت خامسه است نمیتوان کرد و مراد از
کندیدن این است که چون حکما خواهند که استحصال طبیعت کریمه کنند حفره میکنند
و در آن حفره تعفین تحصیل طبیعت کریمه می نمایند فاهم **چون شکار ریخته شد**
شخصی از بالای خانه بیرون آمد و گفت که بخش من بدهید
که نصیب مفروض دارم چون طبیعت کریمه با چهار عنصر مزاج گرفت
نفس طبیعیه از بالای نفس فلکیه فرود آمد که من نصیب مفروض دارم یعنی
بقدر استعداد و قابلیت من بخشی باید داد پس اول نصیبی از نفس نباتی
گرفت و در نمو آمد پرا در کال مکمل **در کمین نشسته بود استخوان**
شکار را از ان دیگ بر آورده بر تارک وی زد یعنی روح حیوانی
که در کمین طبیعت نشسته بود و در دیگ نفس طبیعت پخته و باهم مزاج یافته سخت
مثل استخوان گردیده بود بر تارک وی یعنی نفس نباتی که از دیگ طبیعت حصه
خود طلب میکرد زد یعنی بر نفس نباتی روح حیوانی غلبه نمود **درخت زرد**
آلو از پاشنهٔ پای وی بیرون آمد مراد از زرد آلو بمناسبت
زردی همان زر است که مرد برهنه را در آستین بود و از لفظ زرد هم زر به تخفیف
دال حاصل می آید یعنی زر حقیقت وجود مطلق مراحل اسمیه و منازل رسمیه
بذوات مختلفه و صفات متشخصه از زر زرد آلو شد و مراد از درخت منشعب شدن
حقیقت واحده از اصلیت خود بفرعیت متنوعه است تا آنکه صورت درخت زرد
آلو گرفت و از پاشنهٔ پای یعنی از زیر پای آنکس طبیعت که از بالای نفس
فلکیه فرود آمده بود بیرون آمد **بر سر آن درخت رفتیم** یعنی ترقی کردیم از
نفس نباتی بعالم حیوانی **خربزه کاشته بودند و بفلاخن آب میدادند**
خربزه از اثمار رقیق الکیفیه است ولذیذترین میوه هاست و مراد اینجا نفس نباتی است

کہ مشتمل بر حیوانیت و ملکیت است و بہر جانب کہ خواہد منتحیل میگرد و چنانکہ گفتہ اند ے

آدمی زادہ طرفہ معجونیست کز فرشتہ سرشتہ وز حیوان

گر کند میل این شود بہ ازین ور کند قصد آن شود بہ ازان

یعنی بعد از وصول بعالم حیوانی بعالمے رسیدند کہ دران عالم خربزہ کاشتہ بودند یعنی تربیت نفس انسانی میکردند و آب بفلاخن میدادند یعنی از عالم قدس کہ دور ترین عالم طبیعت است بفیضان قدسیہ الہیہ آب میدادند از ان درخت باذنجان فرود آوردیم یعنی نفس انسانی آثار عالم طبیعت گرفت و را لصورت باذنجان یافتیم کہ کثافت داشت وقلیہ زردک ساختیم و باہل دنیا گذاشتیم چون باذنجان کثیف و زردک لطیفست ازین ہر دو قلیہ ساختیم یعنی باہم مزاج دادیم و برائے اہل دنیا گذاشتیم تا ذائقہ لطافت و الم کثافت باستعداد طبیعی خود دریابند چندان بخوردند کہ آماسیدند بشہوات و مذوقات دنیا چندان پرداختند کہ تو گوئی آماسیدہ اند ے

چیست دنیا از خدا غافل بُدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در جق جق و در بق بق اند

پنداشتند کہ فربہ شدند از خانہ بیرون نتوانستند رفت دانستند کہ این آماسیدن فربہی است حالانکہ بو فور حب جاہ و شہوات دنیاویہ در حقیقت فربہی ایشان آماسیدن بود بحدے کہ خانۂ تن بر ایشان تنگ گردیدہ بود کہ بیرون نتوانستند رفت یعنی خود را در کدورت ہواجس نفسانی ورواجس حیوانی چنان مشغول و محبوس گردانیدند کہ دنیا بر ایشان تنگ شد و در آنجا بہ نجاست ماندند یعنی در آلائش دنیا آلودہ ماندند

وما بہ آسانی از کید ایشان بیرون آمدیم یعنی ما چہار برادر در منازل تنزلات و مراتب تعینات کہ مختلف من حیث الظہور بودیم در آخر کار از عالم امر روح مجرد گردیدہ در خانۂ تن قرار گرفتہ بودیم از ونایس کل دنس و نقائص کل ہوس از مشغولیات جسمانی کہ موجب حیرانی و سرگردانی بود بیرون آمدیم بآسانی و از کید ایشان فارغ گشتیم **وبر در خانہ خفتیم وبسفر روان شدیم** یعنی چندے بر در خانۂ تن بغفلت توقف کردیم چون بیدار شدیم شعور حقیقت خود ما را بسفر عالم قدس آمادہ کرد پس بمقر اصلی خود باز گشتیم کہ کل شیٔ یرجع الی اصلہ **ارباب حقیقت واولوا الالباب معرفت سر خیالات باز نمایند** یعنی ارباب کشف وتحقیق و اصحاب رشف وتدقیق کہ کاملان علم حقایق و واصلان معانی ودقایق اند سر این سخنان مرموزہ باید گفت اینست کہ در آخر رسالہ حضرت قطب المحققین وقدوۃ المدققین حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز حسینی فرمودند رحمتہ اللہ علیہ۔

خلاصۂ این کلام دقایق انتظام وحقایق پیام آنست کہ وجود حقیقی کہ در حقیقت ہمہ وجودات ظل وجود ذات اویند در جمیع منازل و مراتب بحکم اَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجہُ اللہِ سایر ست و در تمام مظاہرات کونیہ بشیون مختلفہ کُلَّ یَومٍ ہُوَ فِی شَأنٍ دایر۔ و اول وجود باجود حق از نہانخانۂ کُنتُ کَنزاً مخفیاً پا بر بساط ظہور فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ نہادیعنی در حرم کبریائی خود کہ مرتبہ احدیہ ذاتیہ داشت خود بخود بازی عشق می باخت وبحب ازلی وعشق لم یزلی اظہار عین جامعۂ خود فرمود کہ آن عبارتست از حقیقت محمدیہ کہ عرفا این را مرتبۂ احدیہ جمع میخوانند یعنی وجود من حیث الحقیقتہ احدیہ محضہ ذاتیہ بود منزہ از جمیع اسما وصفات من حیث التعین وذات احدیہ ازلاً وابداً در تجلی بود در غیب مطلق کہ سر

ذات اوست و با ہر موجود و معا معیت است کہ سبب بقا و نہایت آن بود بلکہ عین جمیع موجودات بود من حیث التعین و الظہور و حقیقت کل وجود احدیت بود کہ صفت حیات و بقاے ایشانست و رجوع حقایق جمیع موجودات بدین حضرت تقدس و تعالیٰ ست ۔ و در مرتبۂ احدیت من حیث الذات جمیع اسما و صفات متحد بالذات بودند و معرفت چگونگی این ذات را از حیثیت تجرد از نسب و اضافات انوار عقول و شوارق نفوس در نیابد ۔ بعد از طی مراحل تنزلات خود بمرتبۂ خَلَقْتُ الخَلْق عالم کثرت را محل مظاہر صفات کونیۂ خود فرمود ۔ و ماہیت کلیہ کہ محل ظہور ظل الہیہ است از مرایاے صور اعیان ثابتہ تجلی کرد و اعیان ثابتہ مرایاے اسماے الہیہ اند و اسماے الہیہ متعدده اند بتعدد صفاتیہ و احدانند باحدیت ذاتیہ و مجموع موجودات علویہ و سفلیہ مستفیض اند از فیض وجود واجب الوجود و جمیع ذرات کائنات آئینۂ ظہور اسما و صفات حق اند و انسان کامل جامع جمیع حقایق عالم و حافظ اسرار الہیہ و کمالات کونیہ است ؎

كُلُّ الْجَمَالِ غَدَا لِوَجْهِكَ مُجْمَلًا لٰكِنَّهٗ فِي الْعَالَمِيْنَ مُفَصَّلًا

و بحسب نشاء عنصریہ آخر موجوداتست و بحیثیت جسم اشرف موجودات و بتاثیر روح اکرم ارواح و حجت بر ملایکہ است ؎

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ لُبُّهٗ وَلَطِيْفُهٗ مُسْتَوْدَعٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَجْمُوْعَةِ

اینست آنچہ ما ارادہ کردہ بودیم واللہ اعلم بالصواب و در آخر این شاہد نثر نغز نامہ را بزیور نظم آراستہ می کنم تا جمال باکمال او بجلوہ گریہا ے گوناگون دل از دست عاشقان برباید اگرچہ عروس خوبروئے احتیاج آرایش زیور ے ندارد اما مشاطۂ شوق طبیعت را عادت آنست کہ شاہدے را بہزاران نغز

زیور می آراید تا خود ز تو زیور از آن به آراستگی سر و آزاده

بزیورها بیارائید خوبان بهر مقتنے — تو سیمین تن چنان بودی که زیورها بیارائی

مثنوی شکارنامه

ما که با هم چهار خوانیم — راز اسما و ستر اکوانیم

گرچه هستیم در شمار چهار — فی الحقیقة یکیم و هم بسیار

هر کجا ما بهم رویم همه — بی همه با همه بخوبیم همه

همه و با همه و بی همه ایم — هر طرف خوش رمان زیر کره ایم

همه یکدل برادران حبیب — هر یکی از یکی بعید و قریب

گرچه ما بوده ایم پارسے چند — صورت آرای اعتباری چند

هر چهاریم ما خوش از نه ده — فارغ از امتیاز بهر که و مه

نه ده ما نه دو جهان برتر — بلکه از هفت آسمان برتر

مثل این نه به ششجهت نبود — هشت جنت بدین صفت نبود

سه تن از ما نداشتند به تن — جامه کان پوششے بود ببدن

یک برادر برهنه بود همه — خویشتن را همی نمود همه

این برهنه برادر دلریش — با وجود برهنه بودن خویش

داشت در آستین بصد هنرے — قیمت کائنات درج زرے

پس برفتیم جانب بازار — بود در وے عجائب بسیار

تا زبهر شکار تیر و کمان — بخریم و رویم در میدان

از قضا هر چهار گشته شدیم — گشته گشته تمام پشته شدیم

یا زبر خاستیم بیست و چهار — از ته پشته ما همه یکبار

طرفہ دیدیم ما چہار کمان ناقص افتادہ چہار و پیچان

زان یکے را نبود دو خانہ بود ہم از درون گوشہ بیگانہ

چہ کمانے چو خاطر درویش گوشہ و خانہ نداشت بخویش

آن برہنہ برادر زردار بخرید این کمان بقصد شکار

تیر بایست از برای کمان چار تیر شکستہ گشت عیان

پر و پیکان نداشت زان یک تیر آن خریدیم ما بصد تدبیر

پس برفتیم جانب صحرا بہر صیدے کنیم تا پیدا

طلب صید کرد سرگشتہ سعی کردیم دشت و در گشتہ

طرفہ دیدیم چار آہوے اندران دشت بی تگ و پوے

زان سہ بودند مردہ یک بیجان بر سر خاک افتادہ عیان

آن کمان کش برادر زردار تیر انداز بے خطا ہشیار

بہ کمانیکہ بود نادرہ کیش گوشہ و خانہ نداشت بخویش

تیر کان بود بی پر و پیکان زد بران آہوے کہ بد بیجان

رسنے بہر بند می بایست یعنے اکنون کمند می بایست

تا بفتراک صید بر بندیم رخت خود پس سوی دگر بندیم

ناگہان یافتیم چار کمند سہ ازان پارہ پارہ بود ز بند

یک ازان دو کرانہ نیز نداشت چہ کرانہ میانہ نیز نداشت

صید را ما بہ بند افگندیم در میان کمند افگندیم

نہ کرانہ میانہ بہ کمند آہوے صید گشتہ اند ربند

خانہ بہر قیام می بایست بہر پخت طعام می بایست

تا در آنجا نہ صید ما بپزیم آہوے صید کردہ را بپزیم

پخته سازیم صید گشته شکار — بعد پختن بیاوریم بکار
هر طرف بهر خانه گردیدیم — پیش خود چار خانه دیدیم
سه ازان بود درهم افتاده — یک ز دیوار و سقف بد ساده
اندران خانه در شدیم همه — بی محابا در آمدیم همه
بود در خانه طرفه طاق بلند — برتر از آسمان به پیوند
تا سر طاق دست کس زنهار — نرسیدی بحیله بسیار
پس مغاکی بپای کندیدم — چار گز نا بلند گردیدیم
دست ما تا فراز دیگ رسید — پخته شد آن شکار حسب امید
شخصی از بام خانه شد نازل — از پی بخش خویش مستعجل
به نصیبی توان نمود قریب — گفته اند اینکه النصیب یصیب
در کمین بد برادر کامل — دست در دیگ کرد بس عاجل
استخوانی برون ز دیگ آورد — سوی او باز التفاتی کرد
زد بشوخی تبارک سر وی — نخل سنجد بر آمد از بر وی
یعنی از پاشنه نهالی رست — خوش نهالی بصد کمالی رست
بر سر یکدرخت زرد آلو — کشته بودند خربزه هندو
به فلاخن که آب میدادند — بو العجب آب و تاب میدادند
ما رسیدیم بر فراز درخت — پس فرود آمدیم با همه رخت
قلیهٔ زردک از برای جهان — ساختیم آن لذیذتر از جان
اهل دنیا تمام ترخوردند — تن بصد فربهی برآوردند
فربهی در حقیقت آماسی — تنگ شد خانه بر تن از پاسی
حال خود را چو باز دانستند — سعی کردند تا توانستند

تنگ شد خانہ بینوا ماندند	در بجا ست بخانہ وا ماندند
ما زہر کید رازدان گشتیم	برون از قید آن مکان گشتیم
جہد کردیم تا بآسانی	ما برآئیم خوش بجولانی
برون از خانۂ خراب شدیم	فارغ از جملہ اضطراب شدیم
بر در خانہ چند کے خفتیم	باز ترک تمامتر گفتیم
چون بعزم وطن کمر بستیم	بسفر رخت خویش بربستیم
ما نہ بارے بسر گران رفتیم	بسلامت ازین جہان رفتیم
تا چہ بودست ای دلی الالباب	باز گوئید رازش از ہر باب
نظم کردست اخگر مسکین	آنچہ در نثر گفتہ خواجۂ دین
خواجہ در خواجگان حق ممتاز	قدوۂ روزگار بندہ نواز

رحمت حق بر روح او بادا
روح ما را فتوح او بادا

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	بُنُیوْرِ	بِنُوْرِ
۴	۴	موہیت	موہبت
۴	۱۲	عِرفت	عَرفت
۴	۲۰	نکل	فکل
۵	۹	دزدرا	دردرا
۱۰	۱۱	قَوْسَیْنَ	قَوْسَیْنِ
۱۲	۶	کوئی	گوئی
۱۳	۵	استکبار	استنکار
۱۳	۱۰	درات	ذرّات
۱۳	۱۴	حاستۂ	حاسۂ
۱۴	۲۰	عنّ	عن
۱۶	۱۸	وعاضی	وعاصی
۱۷	۴	وازروے	وازوے
۱۷	۱۴	مخالفته	مخالفة
۲۱	۱۵	مرعلہ	مرحلہ
۲۱	۲۱	لَنَفِدْ	لَنَفِدَ
۲۳	۸	بحت	بحسب
۲۴	۱۳	السیرللہ	السیرللہ
۲۸	۱۱	گرد	کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۲۰	زبین	زمین
۲۹	۹	دپرا	دیرا
۳۲	۱۲	بَدُاللہِ	یَدُاللہِ
۳۳	۷	بگذاردم	بگذارم
۳۳	۲۰	خلقے	خلفے
۳۳	۸	ماشد	باشد
۳۷	۱۳	گردید	گردبد
۴۱	۱۸	ازبودوراے	ازبودبودوراے
۴۶	۱۰	وسلم واشب	وسلم راشب
۴۶	۱۱	میکند	میکنند
۴۹	۱	ائی	آئی
۵۷	۲۰	گردانیہ	گردانید
۶۱	۳	حض	نص
۶۱	۳	خلفادلراشدین	خلفاءالراشدین
۶۲	۲۰	گرداند	گرداتید
۷۰	۱۹	وبے	ولے
۷۴	۱۰	ندارت	ندارد
۷۶	۲	نسخنے	سخنے
۸۵	۲	محبت حق اختیار	محبت حق واختیار

غلط نامہ مجموعہ یازدہ رسایل حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۱۸	برسراسراز	برسراسرار	۱۷۷	۱۴	چہارم عالم	چہار عالم
۱۰۵	حاشیہ	دے ولمحہ	دمے ولمحۂ	۱۸۰	۱۴	وَلَاُمَنِّیَہُمْ	وَلَاُمَنِّیَنَّہُمْ
۱۱۰	۱۴	تصورلن	تصورکن	۱۸۸	۱۷	چہار راہ	چہارم راہ
۱۱۶	۶	وَسِعَتْ	وَ سِعَتَ	۱۸۹	۱۲	جزمی	جزئی
۱۱۹	۱	کاستراۓ	کاستوائے	۲۰۰	۱۸	ما بجمیع	ما بجمیع
۱۲۲	۶	ہرایک	ہریک	۲۰۳	۱۲	فَتَجَلّٰی رَبُّہٗ	فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ
۱۲۶	۱۴	بنشیذ	بنشیند	۲۰۳	۱۲	فَجَعَلَہٗ	جَعَلَہٗ
۱۲۷	۲۱	ابدالایان	ابدالان	۲۰۷	۱۷	جمل	جعل
۱۲۸	۲۰	بیکون الواو	بسکون الواو	۲۱۰	۱۰	جبیعتہ	طبیعت
۱۳۱	۱۱	امے ھیْنَ	امے ہِیْنَ	۲۱۱	۱۴	نفوت	نعوت
۱۳۵	۷	دورو	دردو	۲۱۳	۱۷	بردید	بروید
۱۳۷	۱۸	ضیف	ضعف	۲۱۶	۸	نداشتن	نداشتن
۱۵۰	۹	یاترا	تاترا	۲۱۶	۱۵	شُفرت	سُفرت
۱۵۰	۲۱	ندشت	نداشت	۲۱۷	۱۶	تکمل	تکمیل
۱۵۳	۳	حسن	حسن	۲۱۷	۱۷	راست این	سعت این
۱۵۶	۳	ودوونداشت	ودوخانہ نداشت	۲۲۲	۱۱	ییض	فیض
۱۵۶	۱۴	وتیرانداز ازان	وتیرانداز ازان	۲۲۴	۱۶	بود ربند	بود زبند
۱۵۹	۶	مزاج	مزاح				
۱۶۶	۱۸	توی	قوی				

حافظ محمد حامد صدیقی
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ نے
انتظامی پریس حیدرآباد
میں چھپواکر دفتر کتب خانۂ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا
ملنے کا پتہ
مہتمم اعزازی کتب خانہ روضتین۔ گلبرگہ
قیمت کتاب عصہ ۸/

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ

کتاب مستطاب

جواہر العشاق

المعروف بہ

شرح رسالہ غوث الاعظم

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص بحر لامتناہی عشق وعرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

بہ حسن توجہ

جناب معلی القاب نواب محمد امیر علی خان بہادر دام اقبالہم تچ سی ایس

صوبہ دار (کمشنر) صوبہ گلبرگہ شریف و صدر نشین مجلس انتظامی کتب خانہ و مدارس و متین گلبرگہ شریف

و بہ تصحیح و اہتمام

مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے

ناظم (وظیفہ یاب) شعبہ تعمیرات سرکار عالی

در عہد آفریں برقی پریس حیدرآباد دکن طبع شد

شعبان ۱۳۶۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین سیدنا و سید الکل محمد و آلہ و اصحابہ الطیبین الطاہرین۔

حضرت سلطان الجن و الانس غوث الثقلین غوث الاعظم سید محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفوں میں ایک مختصر سا رسالہ ہے جو رسالہ غوث الاعظم اور رسالہ غوثیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں انہوں نے اون الہامات میں سے جو اون پر وقتاً بعد وقت وارد ہوا کرتے تھے چند کو نہایت عجیب و غریب اور بے نظیر ترتیب کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔ مبتدی اور متوسط درجہ کے اہل سلوک و عرفان اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس سے مستفید ہو سکتے ہیں لیکن درحقیقت یہ رسالہ حضرت غوث الاعظم نے منتہیوں اور کاملوں کے لئے لکھا ہے تاکہ اوس انتہائی منزل قرب و عرفان تک پہنچانے کے لئے جہاں پہنچکر اولیاء اللہ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی برگزیدہ ترین جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں مشعل ہدایت کا کام دے۔ اکابر طریقت نے اس کو نہایت عظمت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہر زمانہ میں اس سے مستفید ہوتے آئے ہیں

اس رسالہ کی متعدد شرحیں بھی لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے چار کے مطالعہ کا شرف مجھے حاصل ہے سب سے مقدم اور بہتر حضرت قدوۃ العارفین الواصلین سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ العزیز کی شرح ہے جس کو وہ نوٹ بجواہر العشاق

کے نہایت دلنشین نام سے موسوم فرمایا ہے۔ دوسری شرح مسمی بہ نشاط العشق حضرت مخدوم ملوک شاہ الصدقی القادری علیہ الرحمہ کی ہے جو اواخر نویں صدی میں لکھی گئی۔ تیسری شرح مسمی بہ بساط العشق ہے جس کو حضرت مخدوم عبداللہ بن حسن بن علی المکی الحسنی الجیلانی نے اوایل دسویں صدی ہجری میں لکھا تقریباً اوسی زمانہ کی تالیف کی ہوئی ایک اور شرح ہے جس کا نام مجھے معلوم نہ ہوسکا۔ جس مرتبہ اور پایہ کا مصنف ہوتا ہے تصنیف اوسی مرتبہ اور پایہ کی ہوتی ہے۔ رسالہ غوث الاعظم کی کوئی شرح جواہر العشاق کو نہیں پہنچ سکی حضرت غوث الاعظم کی عظمت کو شدت سے ملحوظ رکھتے ہوئے جس جوش و ولولہ محبت اور کمال عقیدت سے یہ شرح لکھی گئی ہے وہ بیان سے باہر ہے اور مطالب کی شرح اونہوں نے جس وضاحت سے فرمائی ہے اوس کا اندازہ اس کو بغور مطالعہ کرنے سے ہی ہوسکتا ہے۔

سنہ ۔۔ میں مصر میں ایک کتاب مسمی بہ الفتوحات الربانیہ فی المآثر القادریۃ طبع ہوی۔ اس کتاب کے جامع سید اسمٰعیل ابن سید محمد سعید القادری الجیلانی ہیں اس کتاب میں اونہوں نے حضرت غوث الاعظم کے ارشاد فرمائے ہوے اوراد و وظایف کو مثلاً قصیدۂ غوثیہ درود کبریت احمر۔ اسبوع وغیرہ کو جمع کیا ہے اور سب سے اول جگہ رسالہ غوث الاعظم کو دی ہے۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز کی جس طرح بعض تصنیفیں مفقود اور اکثر نادرالوجود ہیں یہ شرح بھی نادرالوجود ہے زمانہ دراز کی مسلسل جستجو کے بعد اوس کے صرف دو نسخے مجھے مل سکے۔ ایک نسخہ سنہ ۔۔ کے قریب کا لکھا ہوا ہے جس کو میں نے حاصل کیا۔ دوسرا نسخہ سنہ ۱۱۳۔ کے نقل کئے ہوئے ایک نسخہ کی نقل ہے جس کو میرے کرم دوست مولوی معشوق حسین خاں صاحب المخاطب بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر نے کتب خانہ روضتین کے سے وقف کردیا ہے کتب خانہ روضتین سے یہ نسخہ میں نے عاریتاً

حاصل کیا۔ ان دونوں نسخوں میں کتابت کی صدہا غلطیاں ہیں۔ چند جگہ عبارتیں ناتمام رہ گئی ہیں اور اس دوسرے نسخہ میں کاتب نے دو تین جگہ مضامین کو نقل کرنے میں تقدم و تاخر کر کے مخلوط کر دیا ہے بہرحال جہاں تک ممکن ہو سکا ان دونوں نسخوں کے باہم مقابلہ سے تصحیح کی گئی اور متن کی تصحیح میں الفتوحات الربانیہ مطبوعہ سے بھی مدد لی گئی۔ جہاں جہاں تصحیح ممکن نہیں ہوئی اکثر پر استفہام کی علامت (؟) لکھ دی گئی ہے۔

ہمارے نہایت محترم دوست جناب نواب محمد امیر علی خان بہادر انقابہم تقریباً دو سال سے صوبہ گلبرگہ شریف کے صوبہ دار (کمشنر) اور "روضتین" کی جاگیرات کے منتظم ہیں حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز کی ذات پاک کے ساتھ انہیں نہایت عقیدت اور ان کی تصانیف کے ساتھ خاص شغف ہے۔ اون کے حسن توجہ سے رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ میں حضرت مخدوم کی مبسوط تصنیف شرح رسالہ قشیریہ طبع ہو کر شائع ہوئی اور اب یہ کتاب مستطاب **جواہر العشاق** معروف بہ **رسالہ غوث الاعظم** اون کی سرپرستی میں منجانب کتب خانہ روضتین طبع کرائی گئی اور شائع کی جاتی ہے جزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خاکسار — حیدرآباد دکن

سید عطا حسین — ۲۲ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ ہجری

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ
أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَآءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

کتاب مستطاب

جواہر العشاق

المعروف بہ

شرح رسالہ غوث الاعظم

از افادات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غوص آس
بحر ناتمناہی عشق وعرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

مطبوعہ

عہد آفرین برقی پریس معظم جاہی مارکٹ

حیدر آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الباء حرف الایصال والتضمین ابتداء الموجودات باللہ والحادثات من اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمودہ است کہ شبے با حضرت علی کرم اللہ وجہہ بودم تا روز شرح با بسم اللہ میکرد فرا یت نفسی عندہ کالجرۃ عند البحر العظیم۔ اگر جلالت نقطہ با بسم اللہ بر عرش آمدے یا بر آسمانہا یا در زمین ہا در حال گداختہ شدے کقولہ تعالیٰ وَلَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ خواجہ شبلی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ تو کیستی فرمود کہ انا نقطۃ باء بسم اللہ خواجہ بایزید در جواب سائل کہ پرسیدہ بود کہ بایزید چیست بر کاغذ نبشت کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و بدستش داد و فرمود کہ بایزید اینست بدانکہ بایزید و شبلی نور اللہ روحہما اولیائے اند و وصف ایشاں این بود الولی ھو الفانی فی اللہ و باقی باللہ والظاہر باسماء اللہ و بصفتہ یعنی اولیاء اللہ ظاہر ایشان اسماء اللہ است و باطن صفات اللہ باشند الحمد للہ رب العالمین کہ دوستان خود را چنین ظاہر میکرد کہ جز خود ایشان را کس نشناسد خصوصا در حق علی کرم اللہ وجہہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری فبائی معلوم نخواہد شد واللہ اعلم۔ الموجودات اللہ عبارت عن الالوھیۃ الرحمن الرحیم للہ بمعنی رحمن بمعنی الرحیم [illegible] [illegible] بمعنی [illegible] [illegible] [illegible] الرحمن [illegible] [illegible] [illegible]

محمد حسینی فرمود که هردو کلمه مبالغت اند لا فرق بینهما

۲- الحمد لله - یعنی سپاس و ستایش مر خدایرا که لا محمود الا الله حمد نفسه بنفسه یعنی خداوند تعالیٰ بذات خویش ثنا میکرد و کی هیچکس تواند کرد لا احصی ثناءً علیك انت کما اثنیت علی نفسك بر تو جلوه نکرده است. حمد چیست و حامد کیست و محمود چه معنی دارد عرف من عرف - اهل شریعت میگویند که الحمد هو الوصف بالجمیل علی جهة التفضیل اما نزدیک سالکان مسالک طریقت و راهروان ربوبیت و گوشه نشینان زاویهٔ وحدت حمد بر سه قسم است یکے قولی دوم فعلی سوم حالی حمد قولی اقرار لسان را گویند بعبارتے که بلسان انبیا علیهم الصلوٰة والسلام فرمود کما قال علیه الصلوٰة والسلام امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و این را نزدیک سالکان معرفت قولی و تقلیدی جمهور نیز گویند - اما بدانکه شریعت و طریقت و حقیقت بنا بر یک اصل است و آن اسلام است و در شریعت و طریقت و حقیقت همین کلمه لا اله الا الله میگویند و در گفتن این کلمه هیچ اختلافے نیست فاما در نفی و اثبات این کلمه اختلاف کرده اند - دوم حمد فعلی است و این حمد تعلق باعمال بدنیه دارد از عبادات و خیرات ابتغاءً لوجه الله و انقیاداً لامر الله اما حمد حالی بحکم اشد انصاف است کمالات علمیه و عملیه - و حمد قولی اقرار لسان است و حمد فعلی حمد قلب است و حمد حالی حمد روح است هر که مرکب بدانند مرتبه شد بجمیع حمد و صفات فافهم حمدے که محققان بگویند انیست تحقیق اگر حمد خوانند انیست اما بدانکه حمد تعلق بروح دارد و شکر تعلق بزبان دارد و حمد از برائے کمالیت استعداد خود میگویند مر احدیت ذات را و شکر از برائے ازدیاد نعمت است کما قال الله تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم [illegible] النعمة یعنی حمد مر خدا را گفته میکنند نعمت را و غمها را - غم حزن [illegible]

اصغریت عشق اوسط است وعشق اوسط این است که او خود برخود عاشق است
پس غم خود را کشف کننده است. اکنون بدان وقتیکه آن خدای تعالی کنز
مخفی بود در حجره بالقوه در ذات او حبی پیدا شده که من علیم هستم خبیر شوم
علیم بود و دوست داشت اینکه خبیر شود بعد وجود الاشیا باشیا خبیر شد. داود
علیه السلام پرسید خدا را یا رب لماذا خلقت الخلق فقال الله تعالی کنت کنزا
مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف یعنی غمی داشت آن غم را
بخلقت الخلق کشف کرد داود علیه السلام پرسید که پروردگار من برای چه مصلحت
و برای چه سر ظاهر کردی خلق را فرمان شد گنجی نهانی بودم دوست داشتم اینکه من شناخته شوم
و خود بخود شناسم خود را گنج خواند یعنی ذاتی ام با تنوع صفات و با اختلاف عبارات جمال من دارم جلال من دارم قهر (بشناسم)
از من بر آید و لطف از من روی نماید قدرت مرا علم مرا سمع مرا بصر مرا محیی نامی ام
رافع ام خیور و شرور احزان و سرور الی باقی صفات لا یتناهی بدین اعتبار گنج نام
نهادم همه در من بالقوه موجود بود خواستم که از حجرهٔ قوه بصحرای فعل شوم بجو خواستن محبی
محبوبی خود را بنا برین مصلحتی و بنا برین سر خلق را آفریدم غم خود را خود آشکارا کردم بر خود کشف کردم یعنی
شمس را آفریدم قمر را آفریدم زهره را آفریدم مشتری را آفریدم عطارد را آفریدم و زحل و مریخ را آفریدم
کذلک الباقیات کالجبال والاشجار والدوابات کالفرس والبقر والغنم
والفیل والاسد والنمل والحیة والعقرب وعلی هذا القیاس کل الموجودات
پس کاشف الغمه باشد غم خود را کشف کرد بظاهر کردن محبوب محبوبش کاشف الغمه
کشنده کنند ... نقصان است ای دوست میدانی که عاشق را چه اندوه است
و اشتیاق از چه است ازین است حاکیا عن الله تعالی انا انت و انت انا پس
عاشق میداند که بیقین من غیر او نه ام و عین او چگونه باشم چیست این معامله را حزن و بکا
بسیار است که کان رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم دایم الحزن و البکا

ولیکن اے دوست اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ غم ہمہ کشادہ شود و این غم را کاشف
الغمہ ہم او است وقتیکہ حزن وغم را کشادہ فرمود کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
اے دوست وقتیکہ از سبعین الف خصال من الحمیدہ والذمیمہ بروں آئی و
از سبعین حجاب اللہ من النور والظلمہ بالاشوی و در تخلقوا باخلاق اللہ خلق یافتہ باشی
پس عبودیت دراں حال از تو بدر شود و در یکون عیش کعیش اللہ ساکن
شوی و دران حال فقرت تمام شود فہو اللہ جلوہ کنان یابی و شراب سَقٰهُمْ
رَبُّهُمْ را نوش کنی و آنکہ بدانی فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ سریر عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ
در خلوت ثمانیہ کھیعص باشی و آنکہ غم را کشف کرد دران وقت در جنت وصال
و راتحاد درآئی شکر کن کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اے حزن البشریت
ہمان بشریت کہ وجود تو بود بینک و بینہ کہ حکایت عن اللہ تعالیٰ وجودک
حجاب بینی و بینک دران وقت تو نمانی او بماند کہ فلا یکون مع اللہ غیر اللہ برآے
ایں معاملہ آں بیچارہ منصور مغفور مشہور مینالد کہ

بینی وبینک انی یزاحمنی ۔ ارفع بلطفک انی من البین

حاشاک ام حاش ی من اثبات اثنین اے دوست غم تا ما دام قفس
قالب است ہمچو انظہور ظاہر بدین تمثل و تشکل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم فرمود کہ یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا یعنی با قالب بشکل
آدمی بروے زمین مرا نیا وردندے واگر نہ لولاک لما ظہرت الربوبیۃ تاج
او دست چرا گفت پس عاشق را غمے است کہ زبشریت واز تشکل بشر خلاص
میطلبد مگر سلطان العارفین از برائے ایں معنی فرمودہ است کہ البشریت
ضد الربوبیت فمن احتجب بالبشریت فقد فقد الربوبیۃ لیے
غم یکاشف غمہ ہمہ است عشق من عرف ۔

۳۔ والصلوٰۃ علی خیر البریۃ وشوق خداے تعالیٰ بر ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باد کہ محبوب اوست اینچنیں محبوبے کہ نیکوترین از ہمہ اوصاف اوست آنجا کہ گفت فخلقت الخلق لاعرف ہمین باشد فظھرت المحمد لاعرف جمال کمال خود را بخود نتواں دید لاجرم آئنہ باید ساخت در ظہور او وافضل واکرم واشرف آئنہ جز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیست۔ ہمہ کس را برائے محمد ظاہر کرد و محمد را برائے خود از آنجا کہ گفت والصلوٰۃ علی نبیہ لما قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْ عَلَی النَّبِیِّ اے ینظرون پس از برائے ارشاد مومنان را فرمود صَلُّوْا عَلَیْہِ اے انظروا علی محمد حتی یرانی کما قال علیہ السلام من رانی فقد رای تروُنی الحق ولی مع اللہ وقت ہمیں غمزہ میزند کہ معشوق او ام مرا از ہمہ کس مکنون و مستور میدارد مگر اں بزرگ ازینجا گفت جنید قدس سرہ کہ ہمہ کس خداے را میدانند ولیکن نمی شناسد فاما محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کس میداند و نہ کس میشناسد۔ اے عزیز من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مگر بدو نسبتے میدارد تا کہ ہمیشہ نہ خود را میداند و نمی شناسد ؎

نہ جاں را خود خبر از جاں کہ جاں چیست نہ تن را از تن آگاہی کہ تن کیست

خیر البریۃ ازین گفت کہ او را خداے تعالیٰ علم اولین و آخرین داد یعنی علم تنہا و جانہا است۔

۴۔ (اما بعد) فقال اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم المتوحش عن غیر اللہ والمستانس باللہ فرمود اے فریاد رسندہ بزرگ اینچنین غوثے کہ احتراز کنندہ از غیر خداے و انس گیرندہ با خداے۔ سوال غیر کیست۔ جواب۔ ہر نام کہ بجز نام خداے است غیر است اگرچہ از وست و لیکن نہ اوست ؎

بوالعجب کارے و بس نادر رہے است کین چو عین آن بود آں کے شود

اگر عشق حقیقی میدانی بارے عاشق مجازی شو و آنگہ بدانی کہ با غیر محبوب عاشق نیاساید

ہمچون مجنون ہم است ؎

نخواہم زیستن بے تو تن بیجان چہ کار آید   محال است اینکہ بے لیلی مجنون بیاساید

مشو احول بشنو کہ اسما جز ہمان مسمی بیش نیست گرچہ این ہمہ اسما نہادیم۔ و آن دگر بجوان

لیس فی الدارین الا ربی وان الموجودات کلہا معدومۃ الا وجوہ تبارک

وتعالی وآگاہ باش کہ ما فی الوجود الا اللہ ولیس فی الدارین غیر اللہ یکے دیر

یکے ہمان یکے باشد جواب بگوش جان بشنو کلامک خارج من دایرۃ الل الذ

اکنون از دایرہ بگذر و از وجود موجودات نیز بگذر و از ہفتاد ہزار حجاب اللہ نیز بگذر

و آنگہ بدانی کہ غیر کیست و غیریت چیست ای گمشدہ گان دانند وجود تو غیر است و بخود

بودن غیریت است۔

تا جان ندہی بکافری نتوان رفت

تا کہ با خویشی عدد بینی ہمہ   چون شوی فانی احد بینی ہمہ

سالک را حالتے باشد کہ ہفتاد ہزار صورتہا در نظرش آید و آن اوصاف ہمان سالک

است نہ ذات سالک ہمچنین آن غوث الاعظم متوحش عن صفات اللہ و متانس

بلقاء اللہ زیرا کہ آن غوث الاعظم با ہمہ نامہا و صفاتہا بحکم تخلقوا باخلاق اللہ

اتصاف یافتہ بود اکنون ازان احتراز میکند و با اللہ در تجلی یکے در یکے شدن را

میخواہد تا انس گیرد با خدا ازبرائے ہمین گفتہ است عمگینم از انکہ با تو در پوست

نام یعنی اگرچہ در خود عکس پرتو او را عین الیقین و بحق الیقین می بیند و لیکن ازو

احتراز گیرندہ است زیرا کہ غوث کامل بود و اگر ہمچو ناقصان کہ پرتو او سر فرو دیدند

انا الحق و سبحانی گفتند آن یکے را بردار کردند و سوختند و در دجلہ انداختند و آن دیگر

را از اول مرتبہ عالی کہ میداشت فرود آوردند زیرا کہ آخر بوقت موت از بے

ہستی ہشیار شدہ و فرمود کہ الٰہی ان قلت یوما سبحانی ما اعظم شانی و من

مثلی وھل فی الدارین غیری فانا الیوم کنت کافرا مجوسیا اقطع زناری واقول
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ غوث ازیں ہر دو مرتبہ بلند دارد غوث در آئینہ
خویش آفتاب اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ را میدید و می بیند ولیکن لانی تقدمت
بالعبودیت مذہب گرفتہ است ہمچوں آں ابی بکر وراق نور اللہ روحہ فرمود کہ لیس
بینی وبینہ فرق الا انی تقدمت بالعبودیۃ اید وست عکس پرتو اورا غیر
نام نہاد و بدو بودن راغیرت داشت۔ ہر کہ عاشق خدا و محمد رشد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم عکس پرتو محمد است کہ در آئینہ آں محمد حبیب اللہ نبی تا بد محمد جز آئینہ قابل بیش نیست
فی ہذہ الکتاب جواہر العشاق شرح من کلام مالک الاخلاق المتوحش عن
غیر اللہ والمستانس باللہ را بشنو کہ چہ میگوید صورت صفت صورت ذات
ندارد و اوصاف او لا متناہی است آرے دوست را در جلالیت شکلے دیگر است
و در جمالیت تمثلے دیگر ہمچو قال ابلیس لعنۃ اللہ علیہ رایت ربی لیلۃ المرصاد
فی اقبح صورۃ فقرع رجلیہ علی صدری فوجدت حرا فی نفسی لعنت
خدائے نعذائے اوست در تجلی جلال عاشق را حظے و نصیبے نباشد و آں محبوب
رب العالمین از تجلی جمال نشاں داد کہ رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ
فوضع یدیہ علی کتفی فوجدت بردا فی قلبی اما لہ تمثلات جلال وجمال را بیان
میکند پس آں غوث الاعظم رضؓ ازیں تمثلات و تشکلات احتراز میکند زیرا کہ کار ورا
الوری است کہ الحق ورا را او را معلوم خواہد شد۔

۵۔ قال لی یا غوث الاعظم قلت لبیت یا رب الغوث

فرمود غوث کہ فرمان شد مارا کہ یا غوث پس گفتم من کہ راضی شدم و حاضر ایستادہ ام
من ایستادہ فی ... طاعت میکنم من اطاعت کردن ترا اے پروردگار من ۔
... غوث زیرا کہ در غوث جز خود را نمی بیند

پس آں تعظیم برائے خود میکند۔ در آئینۂ غوث عین خود رامی بیند پس با خود کلام میکند لا یذکر اللہ الا اللہ قال کل طور بین الناسوت والملکوت فھی شریعة وکل طور بین الملکوت والجبروت فھی طریقة وکل طور بین الجبروت واللاھوت فھی حقیقة فرمود خدائے تعالیٰ که ہر طور که میان آسمان و زمین است ایں جہاں را ناسوت نامند که عالم بہائم و عالم ملک و خلق و عالم محسوس و عالم شہادت و عالم صورت و عالم جوارح و عالم ظاہر میگویند۔ و ملکوت را عالم امر و عالم معقول و عالم قلبی و عالم غیب و عالم معنی و عالم باطن خوانند۔ و جبروت را عالم روح و عالم موجود بالقوه و عالم ممکنات و عالم ماہیات و عالم کلیات و عالم باطن و غیب الغیب و معنی المعنی گویند۔ و لاہوت باطن باطن عالمے است که عرش عزت اوست و کرسی او کبریائے اوست و لوح او قدر و قلم او قضا و فلک او عظمت او و کیوان او قہر و برجیس او لطف و بہرام او جلال و خورشید او جمال و آتش او غضب و آب او رحمت و خاک او حکمت و بقائے او لم یزل و لا یزال۔ و عالم نزدیک اہل شریعت ما سوی اللہ را گویند العالم اسم لکل موجود سوی اللہ تعالیٰ۔ اما نزدیک سالکان سوی اللہ وجود ندارد کما قال سر اللہ فی الارض صاحب الفصوص العالم ھو الحق المتجلی بجمیع صفاته پس از ناسوت بملکوت عالمے است که آشکارا است و آں شریعت محمد است علیه السلام یعنی بکردن عمل صالح شریعت از ناسوت بملکوت رسد یعنی از قالب تا بقلب رسد آں شریعت میباید۔ قالب رنگ قلب گیرد۔ و در قلب آدمی حق تعالیٰ ہفت طور را آفریده است اول را صدر نام است و آں اسلام است أَفَمَن شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ و بر تو روز دل ست و محل وسوسہ شیطان است و محل نفس است [illegible]

فِی صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ اگر معاذ اللہ شوم المعاصی و تاثیر
قہر الٰہی نور اسلام فتور پذیر و ظلمت کفر فرو گیرد ولیکن من شرح اللہ بالکفر صدرًا
مقام ذمائم ہم دریں طور است۔ طور دوم را قلب نام است معدن ایمان
و خزانۂ حق است اُولٰئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْاِیْمَانَ بریں حاکی است و جائے
نور عقل است فتکون لھم قلوب یعقلون بھا و بینائی دل کہ آں را بصیرت
گویند ہم اینجا است حس بصر ظاہر پرتو بصیرت است۔ طور سوم را شغاف نام
است جائے محبت و شفقت است بر اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و محل عشق و مودت خلق و اولیا و انبیا است قولہ تعالیٰ قَدْ شَغَفَھَا
حُبًّا و پیغامبران را و مشائخان را محبت بر مریدان و بر امتان ہم ازیں طور است
عشق مجازی ازیں طور نگذرد و ازینجا است کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرمود حبیت الی من دنیاکم ثلثۃ الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ
و جائے دیگر فرمود اولادنا اکبادنا طور چہارم را فواد گویند محل مشاہدہ و رویت
جلال و جمال و صفات دیگر است مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی طور پنجم را حبۃ القلب
نام است مقام شوق و ذوق و محبت و عشق باری تعالیٰ است و دوستی غیرے
را اینجا مجال نیست طور ششم را سویدا خوانند مقام مکاشفات غیبی و علم لدنی و معارف
حروف مقطعات و گنجینۂ اسرار الٰہی و علم اسما است وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا
طور ہفتم را مہجۃ القلب نام است ظہور صفات ذاتی و تجلیات الوہیت اینجا است
نفس و شیطان را جز در طور صدر در دیگر اطوار مجال ازدحام نباشد وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ
شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ۔ و بعضے گویند کہ نفس و دل و روح و سر و خفی و غیب الغیب پس
ہر طور کہ از ملکوت تا جبروت است آں طریقت است یعنی بکردن عمل طریقت
از دل بروح رسند۔ اے دوست روح جبروت رسد چوں مجرد روح گشت

صدرہ برایں

دوم بار زادہ شد شنیدۂ لن یلج ملکوت السماوات من لم یولد مرتین اے دوست چوں از مادر زاد ایں جہان وخود را دید چوں از خود زادہ شود آنجہاں را و خدا را بیند عزوجل ازیں اُم اُمّ اصلی مراد است کہ نعتہ ھذا انا من اللہ والخلق منی واز تو مراد حقیقت تست و آن در نظر نمی آید ولیکن از تو جدا نیست آن درتن تست ہمچو تو وتو نباشی آن روح است کہ ملاقات خواہد کرد کہ نعتہ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ آں روح چوں ترا از تو بستاند وجاے تو او گیرد ذات تو صاف ہمچو آئینہ شود درآں وقت خدا ے را بینی کہ با تو چگونہ میکند ونرا بچہ نام میخواند شنیدۂ کہ بزرگے ازینجا چہ نشان داد قال ادخلنی ربی جنت القدس ویخاطبنی بذاتہ ویکاشفنی بصفاتہ درینجا تو فانی فی اللہ شوی و باقی باللہ باشی وظاہر باسماء اللہ تعالی وبصفاتہ گردی اللہ یجمعک ہذا چوں دل بروح رسد از ملکوت بجبروت رسیدہ باشد وبعین الیقین جبروت را بیند ہر طور کہ میان جبروت ولاہوت است آن حقیقت است یعنی بکردن عمل حقیقت از جبروت بہ لاہوت رسد یعنی از روح بسر رسد چوں سر یافت ایں سر باید داد ے

سر بازدریں راہ اگر طالب اوئی در کوے خرابات بگنجد سرو دستار

دریں محل با او ہمسر شوی ایں یافتنی است نہ گفتنی ولیکن اے دوست سر ہمیں است کہ درینجا عاشق برنگ معشوق میگردد وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا ہمیں غمزہ میزند کہ ارض ذات ترا روشن گرداند ہنوز ذات خویش درینجا ہر دو معشوق باشند عاشق نہ ہمہ ناز باشند نیاز نہ ۔ ہمہ یافت باشند نایافت نہ مَنْ رَاٰنِی فقد رای اللہ ازینجا خواست زیرا کہ خلعت یا نور نوری ویا سر سری یافتہ بود چوں قالب سر شد قلب خفی گشت روح غیب شد یعنی روح قدسی کہ حائل بود درمیان آں ہمہ پردہ بود برخاست اکنون آنچہ در غیب الغیب بود ظاہر شد دریں وقت فقرت تمام

شد فہو اللہ جلوہ داد اتحاد تصوف و حلول از ینجا روے نمود ولیکن لیس البیان کالعیان شکر گفتن دیگر است و دیدن دیگر چشیدن دیگر است ۔

۶۔ **قال اللہ تعالیٰ یا غوث الاعظم ما ظہرت فی شیٔ کظہوری فی الانسان** فرمود خداے تعالیٰ کہ اے غوث الاعظم ظاہر نکردم یعنی ظاہر نشدم در چیزے ہیچو ظہور کردم در انسان خود را یعنی ہمہ اشیا آئینہ ذات ما اند انسان سر اوست اگر ایں سر بیان کنم ولیکن از ین کفرے مراد است کہ آنجا باز فرمود شعر

کفرت بدین اللہ والکفر واجب لدیّ وعند المسلمین قبیح مصراع

در کفر ہم صادق نہ زنار را رسوا مکن

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ہمیں باشد بر انسان فرد

او را نبود ظہور بے ما مارا نبود وجود بے او

سرے کہ دریں صورت زیبا ست نہانی گر روے نماید بخدائی کنی اقرار

تا او نشوی با نشود معلومت کاں روز آفریدہ نبودی او بودی

۷ **ثم سألت یا رب ھل لک مکان۔ قال لی یا غوث الاعظم انا مکون المکان ولیس لی مکان سوی الانسان فی الانسان سری وانا سر الانسان** پس سوال کردم کہ اے پروردگار من ہست ترا مکانے فرمود مرا کہ اے غوث من پیدا کنندہ مکانہا ام و نیست مرا مکانے ورا ے آدمیان و آدمیان راز نہاں [illegible] و نہانی من اند و ہمچنین ام من انسان را و صف او این است [illegible] و بہ جا حاضرم یعنی نیست مرا مکانے و انسان آئینہ ما است و من آئینہ انسان ہستم کہ المومن مرآۃ المومن واللہ ھو المومن رمزے ہم از ینجا است کہ قلب مومن بین صبعین من اصابع الرحمٰن ورنہ قلب کجا و اصابع رحمٰن

[illegible] منقول غیب ہمچنیں مرقوم است [illegible]

کما قال المنصور قلب المومن کالمراۃ اذا نظر فیہا تجلی ربہ - والانسان سری وانا سر الانسان این معنی دارد عرف من نظر بدان کہ انسان مشتق از انس است وانس بدو نوع یاد کردہ اند الانس ھو السکون الی اللہ والاستعاذۃ فی جمیع الامور والاستیناس مع الناس علامۃ الافلاس ہر کرا حضرت عزت سعادت موانست ومجالست ارزانی فرماید از جمیع حقائق وجمہور علایق متوحش غلایق گرداند کہ من استانس باالحق استوحش عن الخلق -

۸- ثم سالت یا رب ھل لک اکل وشرب قال اکل الفقیر اکلی وشربہ شربی پس سوال کردم من کہ اے پروردگار من ہست ترا خوردنی وآشامیدنی فرمود کہ خوردن فقیر خوردن من است وشرب او شرب من است یعنی خوردن فقیر گرسنگی است وشرب او تشنگی است پس او را ہمچنین باشد تو نخواندہ الجوع طعام اللہ فی الارض بگوش جان بشنو کہ نزد خدائے تعالیٰ فقیر کیست کہ مرا ورا امرے باشد اذا قال لکل شیٔ کن فیکون پس ہرچہ خوردن این فقیر است وشرب این فقیر است ہماں خدائے را است عزوجل یعنی ہمچنین این فقیر را خوردن جز دیدن جمال نیست وشرب جز کلام کردن نہ وشیئاً للہ با او نیست پس ان اللہ جمیل ویحب الجمال او والم خود را خود می بیند وکلام با خود میکند کَلَّمَ اللہُ مُوسٰی تَکْلِیْمًا در موسیٰ او جز صورت خود نمی بیند وموسیٰ نمیداند اَرِنِیْ میگوید وآن شجر را نگر کہ کجا مجال کہ گوید اِنِّی اَنَا رَبُّکَ واِنِّیْ اَنَا اللہ

خود گوید راز وخود زخود میشنود ؏ از ما وشما بہانہ ساختہ اند

ہمچنین ہم میگویند ازین فقیر فقیرے مراد است کہ الفقیر لا یحتاج الی ربہ ولا الی نفسہ دیگر آنکہ الفقیر یحتاج الی ربہ ولا الی نفسہ دیگر الفقیر یحتاج الی کل شیٔ ولا یحتاج الیہ شیٔ سیوم فقیر را بیان باید کرد فقیر کیست کہ محتاج است

سوے ہر چیزے زیرا کہ در پس پردهٔ ہر اشیا وجود دوست می بیند لاجرم ہمہ اشیا محتاج باشد و سوے او کسے محتاج نباشد زیرا کہ او خود در نیستی نیست شد غوطہ خورده است خود را وجودے ندارد تا بوے کسے محتاج باشد۔ اینجا فقیر را مرتبہ ایں باشد کہ بی یسمع و بی یبصر و بی ینطق زیرا چہ دوستان خدا اند حکایۃ عن اللہ تعالیٰ یا فقرائی من امۃ محمد یا مساکین من امۃ محمد و یا احبائی من امۃ محمد و در دنیا ابرار جز فقیر نیست و در عقبیٰ مقرب او ہم فقیر است کہ دائم در حضور اند و شوق ایشان بغایت حضور در آن کمال میشود و خدا را ہم بر ایشان شوق غالب تر از ایشان میشود حکایۃ عن اللہ تعالیٰ لاطال شوق الابرار الی لقائی و انی الی لقائہم لاشد شوقا ایں شوق بعد از یحبہم و یحبونہ است دیگر بگویم کہ بگوش جان بشنوی حسین سر اللہ فی الارض فرموده است کہ آں بادشاه ہمہ بادشاہاں چون خواست کہ استتارے کند و اختفاے نماید فی لیلۃ مظلمۃ فہو ار ندلعۃ ژنده در بر کرده پرکالہ جامہ کہنہ بر سر پیچیده نعلین شکستہ در پاے کرده چوبے بدست گرفتہ در کوچہا و در خانہا گذرے میکند شیا للہ ندا ساختہ درے را فرود گذار میکند در ہر جیبے و خلیلے و شہر ہیئۃ و بیابانے بگرد و نیکے بود سطفے بکنند پرکالہ نانے در کاسہ او نہند جاے بود کہ از عذر بگذرانند و او اگر از بروں قدمے درون دہلیز نہد شاید کہ قفاے خورد و دشنام شنود و صد مہ زنند۔ اینجا فکرے کمال باشد کسے نداند کہ ایں مالک الرقاب [illegible] ست اینجا الکبریائی والعظمۃ ازاری را در طرفین اعتبار است [illegible] لو کشف لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ [illegible] شی کذا الوف حجاب من الظلمۃ و لو جعلناه [illegible] ما یلبسون کیے زبان راکشود ایں منظوم را

آنکہ با ما بزم مجلسیان دوست دوست　　گرچہ غلط میدہد نیست غلط اوست اوست

عارفا جوانمردا از زبان درکش من عرف اللہ کل لسانہ رایک موجب ہمین است طیفور از غلبۂ نور حضور چنین گفت الہا آنچہ توئی اگر بگویم ترا کہ پرستند اشنید آنچہ منم اگر بگوئی سنگسارت کنند یعنی کدام پرستندہ است کہ بشنود یعنی گویندہ و شنوندہ و پرستندہ جز تو نیست آنچہ کنند حقیقت بتمام درآمدہ است وکذالک علی باب بیت موسی آمدہ بود و موسی نشناخت بعدہ اورا فرمود کہ من آمدہ بودم تو نشناختی بعدہ این دعا بخواند اللھم ارنا الاشیاء کما ھی ؎

نفس قانع گر گدائی میکند　　در حقیقت بادشاہی میکند

این ہمہ از برائے آزمایش اوست و اگرنہ چہ باشد لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اینجا گفت فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا اینجا گفت فتمثل لہ نقیرا فی لباس الذلۃ و الکدورۃ و اگرنہ لو کشف لاحرقت سبحات وجھہ ہر صورتے کہ خوش آید تجلی کند خداشناختن ہم ازین جہت مشکل است و اگرنہ او یکے است چہ مشکل کہ الفقر فخری تاج محمد است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پس الفقیر ہذا موصوف باوصاف اللہ تعالی کہ اے دوست ہمو نشانے خواہد داد و ما اکل الانسان وما شرب الی آخرہ ۔ من و تو کدام ہستیم ۔ ہمچنین ہم می آرند کہ غم میخورد و فقیر ہم ہمچنین از مادون اللہ احتراز گرفتہ و غم اللہ میخورد و برائے تمنا این کہ فقیر چون کامل شود فھو اللہ جلوہ دہد ہمچنین خدا تعالی غم بندۂ فقیر میخورد و اینکہ تخم انسان فقیر را بمرتبہ شجر فھو اللہ برساند تو نخواندہ کہ کلامہ بنیان الرب ؎

نگینیم انا کہ با تو اندر کویم　　نگینیم از ان کہ تو در پوست نہم

فقیر را بجمال جلال خویش میبرد تا کہ عارف گرداند چون عارف گشت زدہ دے سرفدہ جام جہان نما ۔ ست گردیدہ ۔ نقشہ باش ۔

تو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرۂ خاک　　جامیست جہاں نما کہ در وے نگری

اے دوست ہمہ آدمیان فقیر اند سوے خدا ے تعالیٰ **قولہ تعالیٰ** یا ایہا النا[س]
وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ[1] پس ہمہ کس محتاج بخدا اند عزوجل کہ در حق ہمہ فرمان
اوست الکل الفقیر الکلی و شربہ شربنی زیرا کہ فاعل حقیقی ہموست واللّٰہ خَلَقَکُمْ
وَمَا تَعْمَلُوْنَ ہمچو روح کہ فاعل و آمر است بر قالب ہمچنان خداے تعالیٰ غالب است
بر امر خویش کہ تو او را روح خوانی۔

۹۔ ثم سألت یا رب من ای شیء خلقت الملئکۃ قال لی یا غوث الاعظم خلقت الملئکۃ من نور الانسان و خلقت الانسان من نوری پس سوال کردم من کہ اے پروردگار من از چہ
آفریدی فرشتگان را جواب داد کہ از نور انسان یعنی از نور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم
و پیدا کردم محمد را از نور خود یعنی از ظہور من خود بلا نقطہ و بلا تمثل بودم و گنج مخفی بودم
در حجرۂ قوہ بودم چنانچہ حدیث قدسی کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف دوست
داشتم اینکہ آنچہ ہستم و آنچہ جمال و کمال و قدرت در من است ظہور کنم بخود عارف شوم
گفتن اللہ روح الاعظم شرح کرد تا کہ قیامت و اتمام قیامت تا کنہ ہاے رسیدہ نشود کہ بہم
یعنی ظہور اللہ تمام نشود پس از اللہ گفتن در لاہوت از حجرۂ قوہ در آمد اللہ ساخت اسے
آں اللہ قدیم بود و لیکن صفت الوہیت ظاہر کرد خود را در ظہور کردن بنام اللہ چنداں
مخلوقات پیدا کرد الہیت درست گشت یعنی ظاہر گشت گرچہ در علم بود اکنون
در معرفت بوجود الاشیا رشد پس در جبروت احد شدہ احدیت ظہور کرد پس در
در ملکوت تمثل احمد بنمود پس در زمین نام محمود ظہور کرد پس در ناسوت کہ دنیا است
بشکل محمد ظاہر شد براے دعوت۔ سلطان خود است و رعیت خود است۔ رسول

[1] یہ آیت "واللّٰہ الغنی و انتم الفقراء" در سورۂ محمد است و در سورۂ فاطر آیت دیگر بایں الفاظ است "یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللّٰہ واللّٰہ ہو الغنی الحمید" ح ح ایں عبارت در ہر دو نسخہا ے منقول عنہما ہمچنین است ح

خود کافران نشناختند که گفتند اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا پس فرمان شد که کفر را اینچنین ندانستند
که کان یمشی ولا ظل له محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم از نور خدا است پس نور را سایہ کجا
باشد ہر تعلقے کہ روح را با قالب است ہمچنین او را بمحمد تعلق است مسعود بک از
عرفان محمد چہ خوب نشان دادہ ؎

احمد شدہ نام تو احد آمد در وے　　ہم در تو بجوئیم نیفتیم بتاویل

احمد صورت احد است و معنی احمد احد است مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ
خود ہمو فرمودہ است من رانی فقد رای اللّٰہ برائے اطمینان شما است ہر کہ
محمد را صلی اللہ علیہ والہ وسلم بشر خواند یا مخلوق داند او کافر است یعنی ساتر حق است
اینقدر نمیداند کہ روح را بشر نباید خواند بشر قالب است کہ کثیف است و روح از
نور اوست لطیف است۔ اے دوست اگر در آئینۂ محمد خدائے را دیدی و شناختی
در حق تست من عرف اللّٰہ کل لسانہ گو کہ ما عرفت اللّٰہ حق معرفتہ اے
دوست آنجا کہ گفت انا من نور اللّٰہ والخلق منی اے من نوری پس در خویش
بین کہ نور قدس متمکن در ہمہ انسان است عارف چون در آئینۂ نفس خود نگرد محمد را
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشناسد و چون در آئینۂ محمد بیند خدا را بشناسد عز و جل من
عرف نفسہ فقد عرف ربہ از ینجا است فاما عاشق منتہی چون در خود نگرد
خدا را بیند بقولہ تعالیٰ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ از کقوبہ
آفاق مراد محمد است دران وقت عاشق ہم نماند ہمہ معشوق اند پس چنانچہ قالب
مرکب است و جان راکب ہم جان مرکب است و خدا راکب۔

۱۔ قال سبحانہ تعالیٰ یا غوث الاعظم جعلت الانسان
مطیتی وجعلت سائر الکون مطیۃ لہ یعنی اے غوث الاعظم
گردانیدم انسان را یعنی محمد را مرکب من از ین انسان جز محمد نباشد یعنی بناما ن

احمد محمد محمود را راکب برہمہ اکوان و افلاک کونین یعنی ہمچو ملائک را بہ آدم سجود کنانیدم
ہم این سبب بود کہ نور محمد صلی اللہ والہ وسلم در رو موجود بودہ محمد ساجد است و من
مسجود ازان محمد و اولیا و ہمہ انسان مرکوب است و من راکب و ہمہ اکوان مرکوب است
و انسان راکب مطیّتی یعنی اے مرآتی پس من خود را در انسان یعنی در محمد و اولیا
می بینم بحکم آئینہ و ایشان خود را در ہمہ ذرہ ہا می بینند میدانی کہ چہ میگویم یعنی ایشان
در ہمہ اشیا آئینۂ خود را می بینند پس در آئینۂ خود خدا را می بینید یعنی در ہمہ اشیا
نفس خود را می بینند پس می گویند انا لا غیری عرف نفسہ از ینجا معلوم میشود پس در ان
آئینۂ خویش پروردگار خویش را می بینند عرف ربہ اینجا درست گردد۔ ازین نفس روح
مراد ذات است ؎

در ہر چہ بدیدیم ندیدیم بجز دوست — معلوم چنین شد کہ دگر نیست ہمہ اوست

این ہمہ از عالم کسب معلوم میشود یعنی شریعت و طریقت و حقیقت ہمہ کسب یعنی
است اما معرفت و محبت و عشق از عنایت خدائے تعالیٰ حاصل میشود پس اینجا شرح
کسے میدارد کہ معرفت روزی مراو را شدہ است و اہل طریقت کسے است کہ اہل محبت
است بلکہ محبوب است خدا را آن اہل طریقت است و اہل حقیقت کسے است
کہ در مقام معشوق آمدہ است بلکہ مجرد عشق شدہ است و زین درجہ بیش نیست زیرا
العشق ھو الذات درینجا حادث نماند ہمہ قدیم است و فقر و فقیر نماند ہمہ غنی و
غنا است درینجا فنا و فانی نماند ہمہ باقی و بقا است سری کہ نہاں درین عاشق
بود امروز پیدا شد ؎

سر نیست درین عبد خفی گر شود آن کشف — بے شبہ و نما یا صورت معبود بر آید
ہر آیت درین صورت زیبا بش نہانی — گر روئے نماید بخدائی کند افسرا

[illegible] شدہ آن [illegible] تو بود [illegible] بودی [illegible] فی جبتی سوی اللہ ازینجا است

۱۱۔ قالؒ یا غوث الاعظم نعم الطالب انا ونعم المطلوب الانسان ونعم الراکب انا ونعم المرکوب الانسان ونعم الراکب الانسان ونعم المرکوب له سایر الاکوان معناہ ظاہر یعنی اے غوث الاعظمؒ نیکو طالب منم ونیکو مطلوب اند انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیا زیرا کہ انسان جز آئینہ بیش نیست پس خود را در انسان می بیند وخود طالب بر خود میشود۔ ونیکو راکب منم یعنی نیکو بینندہ بچشم محبت وشوق منم ونیکو منظور اند انسان شنیدہ قلب المومن مرات اللہ۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ہمبرین اشارت میکند۔ ونیکو راکب اند انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیا۔ نیکو ناظر اند در آئینہ ہمہ ذرہ ہا ارنا الاشیاء کماھی ہمبرین حاکیست ونیکو منظر گاہ ہا اند ہمہ ذرہ یعنی در ہر ذرہ ظہور ما است در ہر ذرہ ایشان مارا بینند ومیدانند

ہر ذرہ کہ می بینم تو ی می بیندارم ہمین غمزہ میزند وبشارت عارفانست مریدان را

ہر ذرہ کہ می بینم خورشید درو پیدا است

اے دوست ہمچو قالب مرکب اسب روح راکب ہمچنین روح مرکب است وخدا راکب ہمچو بالا ند کو راست مرتبہ انسان بلند است کہ در تقریر نیاید ودر تحریر نگنجد ہمچو میفرماید۔

۱۲۔ یا غوث الاعظمؒ الانسان سری وانا سرہ لو علم الانسان منزلته عندی لقال فی کل نفس من الانفاس لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ الا لی اگر بشناسد انسان مرتبہ خویش را انچہ مرتبہ دارد نزدیک من ہر آئینہ گوید در ہر دمے از دمہاے خود کہ بادشاہی مرا است۔ نیست بادشاہی امروز یا ہمہ روز مگر مرا است یعنی منصور مغفور شہور چو عالم را سجدہ کنان خویش بہ بیند خود مسجود بر تخت سریر ستر کہ نعتہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر می گوید

مع اللہ کہو فی الازل بیند کہ غیر او نیم زیرا کہ فلا یکون مع اللہ غیر اللہ خود را غیر او
نبیند لاجرم انا الحق گوید اینجا قایل ہم اوست تعالی ہمچو من الشجرۃ انی انا اللہ گفت
ہمچنین منصور گفت انا الحق و سبحانی بایزید ہم ازینجا خاست و عذر خواہی ایشان ہمو
فرمودہ است کہ لو عرف الانسان الی آخرہ و آن رئیس الطائفہ و سید القوم چون حدوث
خود نزدیک او نبیند بحکم آنکہ الحادث اذا قرن بالقدیم لم یبق لہ اثر لاجرم در
ہمہ وقت غیر او را نبیند اید وست آنجا کہ ظہور خدا است میفرمائی طاقت ندارم
وجاء الحق وزھق الباطل ہمہ خدا بود خود نخود بود برلے خود بود مرتبہ انسان با او
تعالی ہمچنین است بشنو در ابیات ہاں و ہاں بگوش جان بشنو

باد وست یکے اند چو جان در تن مردم — گر نیک بہ بینی بحقیقت تو ہما نند
نے آتش نے آب نہ خاک اند نہ باد اند — نہ اسم نہ جسمند نہ عقلند نہ جانند

یکے از ایشان فرماید۔

من رفتہ ام ز خویش برون و درون نہ ام — از من مرا طلب تو کہ من من کنون نہ ام
با دوست چوں یکے شدہ ام نیست ہجر و وصل — من مغز و استخوان و دگر پوست و خون نہ ام
چوں لحم دوم شدہ است مرا عشق تو بدانکہ — ہستم چنانکہ بودم زاں کم فزوں نہ ام

میدانی کہ الانسان بنیان الرب و نتیجہ از تخم کہ انسان گویند چوں شجرہ صمدیت
پیدا شود ہر برگ او و ہر شاخ او جز انا الحق و سبحانی نگوید و ہر ذرہ آئینہ انسان اندیس
چوں در ہر ذرہ انسان خود را بیند و در روح خود او را انا لاغیری ازینجا خاستہ و لیکن انسان
آنچہ مرتبہ میدارد خود را خود نمی داند و نمی شناسد زیرا کہ ہمو فرمود کہ لو عرف الانسان شعر
مستقبل مجہول کردا سے ہمراہ ہر کس خدا را میداند و لیکن نمی شناسد ہمچنان خود را ہم
ہیچکس نمیداند و نمی شناسد جان را خبرسے نیست کہ من چیستم و تن را آگاہی نہ کہ من کیستم
خوش گفت ہر کہ گفت

نہ جاں را خود خبر از جان کہ جان چیست نہ تن را از تن آگاہی کہ تن چیست

بندہ بندہ است مولی مولی است چہ شد کہ ہم رنگ او شد رنگ ہاے او لا تناہی است وگیرندہ رنگہاے او ہم لا تناہی است طریق الوصول لا ینقطع ابداً این معنی دارد عاشق گاہے عین معشوق میگردد گاہے نہ این وگاہے نہ غیر اوست نہ عین اوست پس سایہ اوست سایہ شخص کجا شود پس سایہ

بوالعجب کارے وبس طرفہ رہے است این چنین عین آن بود آن کے شود

تخلقوا باخلاق اللہ اینجا است نہ خلق گیرندہ را کفایتے و نہ خلق اللہ را نہایتے بہر ہر تخلق جان میباید تا ہمہ او شوی ہم از وکنی ودر تو ہمو باشد۔ میفرماید۔

۱۳۔ قال یا غوث الاعظم ما اکل الانسن شیئًا وما شرب وما قام وما قعد وما نطق وما صمت وما فعل فعلاً وما توجہ الی شئ وما غاب عن شئ الا وانا فیہ ساکنہ ومسکنہ ومحرکہ خود میفرماید من چہ کنم اے غوث الاعظم نمیخورد انسان یعنی محمد و ہمراہ او نیاچیزے را ونمی آشامد ونمی ایستد و نمی نشیند ونمیگوید ونمی شنود ونمی کند کردنی ونمی کند توجہ براے چیزے و نہ غائب میشود از چیزے مگر من دران انسان ساکن ومسکن ومحرک ام یعنی بی ینطق وبی یسمع وبی یبصر وبی یمشی وبی یقعد وبی یفعل یعنی حرکات وسکنات ایشان را بمن است ہمچو قالب را حرکات وسکنات بروح است و این خاصہ محمد است کہ سید ما است و ہمراہ سیانہ یزاں محمد و ہمراہ او نیا با خدا ہمچنان دارد کہ میگوید۔ ست

با دوست یکے اندر چو جان در تن مردم گر نیک ببینی بحقیقت تو ہما یند

جز سہ وجود مرا ہمگی دوست گرفت ہست زمن بر من و باقی ہمہ اوست

استفادہ ... آمیختہ ... رنجید دست ... ہم از اینجا

است کہ ایشان را مریدان و توجہ کنندگان سجدہ میکردند و آن سجدہ ایشانرا نبود خالق ایشان را بود زیرا کہ اعضاے ایشان ہمہ از خاصۂ نور اوست و آئینہ ساختہ اند برائے او تعالیٰ و ایشان را از خود پیدا کردہ است براے خود ہمچو میفرماید۔

۱۴۔ قال یا غوث الاعظم جسم الانسان و نفسه و قلبه و روحه و سمعه و بصره و لسانه و یداه و رجلاه کل ذلک اظهرت له بنفسه لنفسی لا هو الا انا و لا انا غیره هو و الله تعالیٰ

اے غوث الاعظم تن ازان محمد و ہر اولیا و نفس ایشان یعنی صورتے کہ در تن آدمی است ہمچو آدمی و لیکن آن آدمی نیست احسن صورۃ ہمو است نہ تن زیرا کہ تن از کثیف است و او از لطیف و آن معلوم خواہد شد و قلب انسان و روح انسان و گوش انسان و بینائی انسان و چشم انسان و دستہاے انسان و پایہاے انسان ہمہ این ظاہر کردم من ہر آئینہ بذات من یعنی بنور ذات براے ذات من آئینہ ساختہ ام انسان را پس از آئینہ قالبے بیش نیست کہ در و من می تابم و می نمایم پس نیست آن انسان یعنی نیست حقیقت آن انسان مگر منم و نہ ام من غیر او بحکم آئینہ یک صورت اند انسان و او تعالیٰ

از جمال اوست در ہر صورتے حسنے کہ ہست ۔۔۔۔ در ہر نقاب معنی است آن شاہد مستور من

من معناہ تا انکہ خلق ادم علی صورته را بیان میکند و میفرماید کہ ظاہر کردم من انسانرا از ذات من براے ذات من و نیست انسان مگر منم ہمچو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا خود را بتمثل انسان ظہور کرد براے خود یعنی براے تماشاے خود صورت خود را براے خود عرضہ کرد از جہت اینکہ براے دیدن ایشان شوق بسیار داشت من لانی اشد شوقا الی لقائهم و تعالیٰ عاشق خود است و او را از عشق خود چندان افتادہ است کہ پرواے ہیچ ندارد

عاشق حسن خود است آں بے نظیر حسن خود را خود تماشا میکند

اینجا کسے می باید کہ او را بعین العیان شناسد و ایں نادر است مگر گفتار او و اورا شناسد ہمچو من مسعود نشان خود داو کہ من مسعودم نام مسعود را دعا کردیم تا خود مرا کسی بداند اما خود گفت ؎

مسعود یک برائے دعا نام کردہ ام ستّہ صفات را کہ ستار ساترم

نشنیدۂ کہ جبرئیل را صحابہ نشناختند سبب غیر صورت جبرئیل پس خدا ئیرا چگونہ شناسد کہ در ہزار اندر ہزار حجاب خود را مستور میدارد ؎

در نقاب معنوی آں شاہد مستور من

یعنی با شیخ در پردۂ حقیقت انسان است آں خدائے کہ شاہد ما است یعنی کہ آں نمایندہ کہ مرا بنمود و مستور گشت از من عاشق را اول قدم ایں بود کہ بعد دیدن عاشق شود و بعد از آں عشق در وے سرایت کند در دانش نیست مگر ہماں معشوق۔

۱۵۔ قال یا غوث الاعظم اذا رایت الفقیر المحترق بنار الفقر والفاقۃ والمنکسرۃ بکسرۃ الفاقۃ فتقرب الیہ لانہ لاحجاب بینی و بینہ فرمود مرا کہ اے فریاد رسندۂ بزرگتر بداں کہ آنرا کہ خدائے تعالیٰ اعظم گوید چگونہ خواہد شد مگر در وصف اعظم با عظمت تصوّف یافتہ است وقتے کہ بینی تو سوختہ احتیاج را آتش فقر سوختہ شدہ است ایں فقر احتیاجگی کردن است بخدائے عزوجل از ایں احتیاجگی در دل فقیر آتشے میخیزد کہ ہرچہ جز خدا است آنرا بسوزد و را تمام فقر ہم بسوزد پس غوث را فرمان میشود کہ وقتیکہ بینی تو اینچنین سوختہ را کہ آتش احتیاجگی من سوختہ شدہ است و شکستہ شدہ از آں فاقہ یعنی آں شکستہ کہ از ہمہ کس شکستہ شدہ است برائے من و مرا ہم نمی یابد فاقہ بر وقت می شود پس چوں اینچنین سوختہ شکستہ بینی تو ہم نزدیک شکستہ شو بسوئے آں [illegible]

مقامے اینجا نشود اشارت میکند معشوق عاشق را که من آنجا می باشم تو ہم اینجا بیا این ہم مقامی
است از یں سوختہ از آتش فقر و شکستہ از ہمہ کس و متصل شدہ بفاقہ جز محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ندارم زیرا کہ الفقر فخری تاج اوست یعنی احتیاجگی کردن سوے
مولی جل وعلا خاصہ محمد است ایدوست میدانی کہ فاقہ محمد چیست اینست کہ او را از بر در
فرستادہ و از خلوت بپاسبانی ایستادہ کردہ است فقر رجوع کردن الی اللہ است و فاقہ اینست
نیتوانند کہ بخدا رسد در خلوتخانہ تا اینجا شود محو بود از سبب آنکہ روزے چند درین جہان بود
می باید بغمہان او دعوت با خلق باید کرد و گدایان است خود را بخدا باید رسانید پیش از ین
شکستہ دل وے بہ پروردگار را و نزدیک ست و اولیا ہم بطفیل او شکستہ دل اند تا راست
آید کہ انا عند المنکسرۃ قلوبہم لاجلی چہ کنم کہ او بر ہمہ اولیا اشارت میکند و اگر نہ بجز
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اینجا ہیچکس شکستہ نیست لیکن ایشان ہمہ اخوتی النسب
اند المومن کنفس واحدۃ ہمیں اند المومن مرات المومن ہمیں بودند پس غوث ہم
ازین است پس پندے میدہد رب العالمین کہ تو ہم نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم باش کہ مرا آنجا یابی محو خواہد گفت۔

۱۶- قال یا غوث الاعظم لا تاکل طعاما ولا تشرب شرابا
ولا تنم نوما الا عندی بقلب حاضر و عین ناظر قال الغوث
الاعظم فما اکلت طعاما ولا شربت شرابا الا عندربی

فرمود مرا کہ اے غوث الاعظم مخور طعام را و منوش آب را و مخسپ خسپیدنی مگر نزدیک
من بدل حاضر و بچشمے ناظر مرا اے نمودن خود پندے مید غوث را قال النبی صلی
اللہ علیہ [illegible] و [illegible] اجسادکم لعل
قلوبکم [illegible] پس غوث ہمچنین کرد این ظاہر است کہ نوں
[illegible] مشتاقان دیدن لقاء اللہ است

وھو یطعمنی ہمین است وشراب با او تعالی ہم کلام شدن است وھو یسقینی ہمین است وخسپیدن را شنیدۂ کہ النوم مع اللہ چگونہ باشد

من مست مے عشقم ہشیار نخواہم شد   من خفتہ بمعشوقم بیدار نخواہم شد

پس بگوش جان بشنو این ہمہ حسنات بود ابرار را این ہمہ نزد مقربان سیأت است کہ حسنات الابرار سیأت المقربین ہمین غمزہ میزند پس آنانکہ گزیدن ہر سہ معاملہ ساکن شدند وقرار گرفتند وباخود توم الاطال شوق الابرار الی لقائی چناں ہم درآیند کہ جز از ذات خویش ندانند پس چوں شوق او تعالی برایشاں از ایشاں سخت تر بود فرماید کہ لانی الی لقائھم لاشد شوقا پس ہر دو مشتاق ترانند واسطہ ما بینہ تا یکے دریکے ہماں شوند پس از برائے اتحاد وکمال ذوالجلال والجمال میفرماید کہ لا تاکل طعاما یعنی مبین سوئے من ولا تشرب شرابا ومکن کلام با من ولا تنم نوما یعنی مخسپ با معشوق تو کہ درکنار تست بداں معشوق مشغول شو وباو آرام گیر اینجا معشوق روح غوث بود کہ در روجمال اللہ میدید وباو کلام میکرد وباو میخسپید وپس فرمان شد الا عندی بقلب حاضر وعین ناظر یعنی مگر نزدیک من ـ دلے است کہ آں دل محمد است صلی اللہ علیہ والہ وسلم پس غوث را پندے می دہد حضور دل بچشم روح باشد بر آں دل محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمچو خواجہ ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ آں جوان مستغرق را کہ فرمود کہ تو چنین مستغرق ترا شاید کہ در نظر بایزید رح باشی آں جوان در غضب آمد وگفت اینجا نشستہ خدائے بایزید را می بینم بایزید رح را چرا خواہم دید خواجہ فرمود کہ یکبار بایزید را بہ بینی بہ است از آنکہ ہفتاد بار خدا را بہ بینی تعال شاب کیف یکون خواجہ فرمود کہ ہر چہ تو وبینی اندازہ خود بینی و ہر چہ او بینی اندازہ بایزید باشد ـ بگوش جان بشنو ـ عزیز خدائے تعالی ہم ... چہ ... مستغرق ... کہ در ... نیا ... ب ... سے ... ندے میدہد حب حامدین

در آئینہ دل محمد است

غوث را در آئینہ دل محمد است صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین بچشم روح تو اے غوث و کلام با او کن و آرام بد و گیر و با او بخسپ۔ گر اے دوست غوث را بچشم احمد مرسل دید و میخواہد نمودن یعنی فی احسن صورۃ امرد شاب در آئینہ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تو اینجا بین اینجا کشش از طرف معشوق می نماید زیرکہ غوث ہمچنین سزا وار است و اگرنہ از کوشش خود عاشق آنجا رسد ؎

اگر از جانب معشوق نباشد کششے کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

پس غوث میفرماید ما اکلت طعاما یعنی ندیدم سوے خدا ے تعالیٰ یعنی غوث ندید در آئینہ ذات خویش خدا را امید یدے بدید ولا شربت شرابا یعنی نہ کردم کلام با او بالہام کہ او مرا گفتے و لیکن من بر و ہیچ سخنے نگفتے و با او سکون و قرار نکردم ہرگز نزد پروردگار بدل خود بد و حاضر و ناظر و در تصور و مراقبہ شدم تا در آئینہ صورت محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم تجلی شد دران مقصود حاصل گشت در ینجا مرتبہ فقر آمد زیرا کہ چوں در خود محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را یافتند کہ الفقر فخری تاج وے بود سر خود دیدند فقیر خود گشتند یعنی سوے خدا ے عز وجل محتاج شدند یعنی چون محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اتحاد شد اتحاد بخدا باید طلبید در اینجا فرمان میشود تخلقوا باخلاق اللہ و تصفوا باوصاف اللہ یعنی اتحاد بذات در اینجا عاشق برنگ معشوق میگردد کہ ہرگز برنگ خود باز نگردد کہ الواحد لا یرجع از ینجا میفرماید۔ بیت

مسعود بک برائے دعا نام کردہ ام سر صفات را کہ ستار سا ترم گفت

مصراع

نہ غوث نہ خدا نہ محمد [illegible]

زیں بیخود بخود آمدہ [illegible] مصراع

از خود بخود آمدن رہ کوتہ نیست

اللہ یجمع بیننا و بینکم فتح الباب ۔

۱۷۔ **قال لی یا غوث الاعظم من حرم عن سفری فی الباطن ابتلی بسفر الظاہر ولم یزد منی الا بعدًا فی سفر الظاہر** فرمود مرا کہ اے غوث اعظم کسے کہ محروم ماند از سفر من در باطن یعنی کسیکہ برائے من در خود سفر نہ کرد مبتلا کنم من او را بسفر ظاہر یعنی کسیکہ در خود بمراقبہ ذکر و فکر و مجاہدہ و توجہ باطن اندرون نرفتہ او ہرگز جمال وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ نہ بیند وَ ھُوَ مَعَکُمۡ او را ہرگز حاصل نگردد و در روح خویش تجلی رب العالمین ہرگز نہ بیند و در دل خود مرا نیابد او را مبتلا کنم بسفر ظاہر یعنی بگذارم بظاہر یعنی بنماز و تسبیح و زہد و تقوی ۔ ہر چہ تعلق بقالب دارد عمل ظاہر است و ہر چہ تعلق بروح دارد عمل باطن است ۔ ازیں نماز نماز جاہلاں مراد است کہ با رکوع و سجود است گذارند و آں تسبیحکہ لقلقۂ زبان بدست کنند و زہدے کہ دینار را گذارند و تقوی غیر او آورند از ان پرہیز کنند نہ غیر اوست ۔ تو چہ میدانی کہ نماز چیست و تسبیح و زہد کدام است و تقوی از کہ میکند ۔ نماز عاشقان عدم وجود است ۔ نماز جاہلان برکوع و سجود است ؎

در عشق نماز بے رکوع ست و سجود	یکسان زرو مومن و ترسا و جہود
نہ صورت موسی و عیسے	نہ زیان رسد ز فرعون و نمرود
چوں قبلہ بجز جمال معشوق نبود	عشق آمد و محو کرد ہر قبلہ کہ بود

مرا نماز باجانست دائماً با او نگرو توجہ دانی نماز مستانرا عاشق مشتاق و پر آتش اشتیاق نماز بے رکوع بے سجود گذارند دائم ہیچ وقتے از نماز خالی نباشند اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ عَلٰی صَلَاتِھِمۡ دَآئِمُوۡنَ ازیں صلوٰۃ وصال و اتصال مراد است

؎ در ہر دو نسخہائے منقول منہ بیں مصرعہ ... [illegible] تمام است ۔ [illegible]

؎ این عبارت از ... [illegible] ... ہر دو نسخہا ... [illegible] مرقوم ست ۔ [illegible]

راہِ خدا نہ در آسمان ست و نہ در زمین و نہ در دریا و نہ در آتش۔ جہت راہِ خدا وند عزو جل اندرون جانست سفر اندرون خود باید کرد تا واصل حق شود ۔

اے خدایا کاندرون جان ہر انسان توی ظلمت کفر است از تو نور ہر ایمان توی
چو ہست ظاہر و باطن گرفت قدرت تو بجان خویش نگر آشکار و پنہان را
اگر در بتکدہ بنشینم بپیش بت کنم سجدہ اگر یابم خریدارے فروشم زہد و تقوی را

اگر سفر کنندہ در باطن خود سفر میکرد بنگر کہ او چہ می گوید ۔

از دل انسان شدہ گم کردہ ست خطاب بعضکم گوئی و فی انفسکم در دل مسعود بیا

کسیکہ در باطن خود ندید مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ہمین است او در آخرت ہم نہ بیند یعنی در پیر و مرشد و مہربان و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز نہ بیند فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى این معنی دارد پس چوں دیدن او راہ کہ بود وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ایں باشد معناہ ثانی آنکہ کسیکہ در روح او ندید در محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم او را نہ بیند۔ ازین روح روحے مراد است کہ داخل در تن نیست نہ خارج از تن و ملاقات خواہد شد کہ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ آن روح روح اعظم است در دنیا عاشقان را تجلیہا مینماید تا انس و آرام بہ ایشان میدہد گویا گون صورتہا مینماید فآن جمال اللہ است ۔

چوں جمالت صد ہزاران روے داشت بود در ہر روے دیدارے دگر
لاجرم ہر ذرہ بنمود یار ہر جمال خویش رخسارے دگر

المقصود کسیکہ ہمہ سر با او در ینجا نشد در آن جہان نیز نباشد آہ بغیر از دیدن چگونہ شناسد و چگونہ با او دوستی کند ہمہ کس بشنیدن عاشق شدہ اند فاما اینجا کسے می بایست کہ در بعین العیان دیدہ باشد و با او لطفہا کردہ باشد او تعالی و تقدس و فقتے زر وقت با محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہ عاشق سرفراز

ملاقات شد فرمود بارے بنشیں درین رہ گذر من نفسے بطیب عیش گذرانم خوہ خوہ وآہ ہ
ہم چشم شدے غلطان زہے ہم بعلش از مستی چکان مستے وخرابے بیخبر در چشم ہشیار آمدہ
مقام یگانگی است نہ بیگانگی بزبان مقال چہ توان گفت۔

۱۸۔ قال یاغوث الاعظم الاتحاد حال لا یُعَبَّرُ ہ بلسان المقال

فرمود کہ اے غوث اعظم یکے شدن ویگانگی حالیست کہ یعنی وقتیکہ عاشق یکے شوند معشوق وعاشق
یعنی معشوق عاشق را درکنار گیرد فرماید انا انت وانت انا ہمچو محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علی کرم اللہ وجہہ را روزے بکنار گرفتہ بود لحمک لحمی ودمک
دمی وعینک عینی وسمعک سمعی وبصرک بصری الی آخرہ وران وقت
ظاہرہم از علی کرم اللہ وجہہ در نظر نیامدے ہمچنان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باخدائے
عزوجل اتحاد دران فوضع یدیہ علی کتفی ہمین غمزہ مبزند وآنکہ مخفی داشت کہ
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ہمان است کہ فرمود کہ انا انت وانت انا اینجا معشوق
عشق عاشق ہر ہمہ یکے است نہ دوسہ اے دوست اللہ ولاسوا یعنی ہر ہمہ یکیست
کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ وھو الان کما کان وھو لا تتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ
ولا فی افعالہ ولا فی اسمایہ بحدث الاکوان فلا یکون مع اللہ غیر اللہ ۔
تا این جہان صورت است ومعنی اوست ورمعنی نظر کنی ہمہ اوست
میدانی کہ چہ میگویم کہ او بود ونبود شے با او وہمچنان است اودرین حال ہمچو او بود
اورا تغیر در ذات است ونہ در صفات ونہ در افعال ونہ در اسمایہ پیدا کردن
اکوان پس نباشد با او غیر او۔ ہاں بشنو جہان صورت خدا است یعنی این نمود
از صورت پاک فیض اوست یعنی ما فی الوجود الا اللہ ومعنی جہان خدا است
یعنی اوست کہ بدین صورت اشکال ظاہر شدہ است۔ خدا شخص است
جہان سایہ آن شخص است خدائے ظاہر بجہان است وجہان قائم بخدائے

عزوجل ؎

مینمائی حسن خود در ہر رخے نوعے دگر چونکہ در معنی بہ بینیم واحد و یکساں توئی ؎
توئی صورت توئی معنی کہ ہم سجد و ہم دیری توئی در دل توئی در تن کہ ہم عشق است ہم جانی

فمن امن بہ قبل وجود الحال ومن بعد حال اتحادہ فقد کفر پس کسیکہ امن گرفت آنکس پیش از پیدا شدن حال پس تحقیق کفر کرد یعنی امن گرفتن از آن اتحاد پیش از انکہ پیدا شود حال فقد کفر یعنی تا مادام کہ معشوق عاشق را ہم رنگ خود در کنار نگیرد و خود را انا انت و انت انا نفرماید اگر عاشق خود را اتحاد داند فقد کفر زیرا کہ لا امن من مکر اللہ ہمین اشارت است نزا گفتن نشاید کہ من توام و تو منی این خاصہ اوست تعالیٰ زیرا کہ عاشق ہر چند کہ معشوق متصف با وصاف شود لیکن از دو صفت خالی باشد از ان کہتریم ازین دو صفت است نشنیدۂ کہ بزرگوار گفت لا فرق بینی وبین ربی الا بصفتین صفت ربانیۃ وصفت الوھیۃ وجودنا منہ وقیامنا بہ عاشق ہرگز معشوق نشود بعینہ۔ اے دوست این مقام تلوین است کہ عاشق رنگ معشوق میگیرد نہ ہمین معشوق میشود اگر میشود معشوق در عاشق خود ظہور و ظاہر میشود دران وقت عاشق نماند بحکم جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ولیکن مولی مولی است و بندہ بندہ او دوست تفاوت در کلام اوست من چہ کنم گاہے گوید فَاسۡتَقِمۡ كَمَآ اُمِرۡتَ گاہے گوید فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا گاہے طعنہ زند عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى گاہے بلطف محبت خویش اشارتے نماید کہ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ وکذالک ما خلقت الاکوان ولما خلقت الافلاک وبہ گاہے گوید اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ گہے فرماید انا طلب رضاک یا محمد در عشق چنین بوالعجبہا شند۔ **ومن اراد العبادت بعد الوصول فقد اشرک**

ظہور و ظاہر [marginal note]

جا اللہ العظیم من تزلزل القلب عن القالب بعد ما خلع وصفی
وتقی من رجس الدنس وکسیکہ خواہد عبادت را یا عبودیت را بعد پیوستن
پس تحقیق شرک آورد آنکس بخدا کہ عظیم است اے دوست وبہ والیہ رابیان
میکند کہ الواصل لا یرجع عشق کیمیا گر است کہ صورت مس عاشق را برنگ معشوق
زر خالص کند۔ بدانکہ وصول چہار نوع است۔ وصول شریعت۔ وصول طریقت
وصول حقیقت۔ وصول معرفت اول آنکہ العلم باللہ وصول الیہ یعنی چوں دانستند
کہ کان اللہ ولم یکن معہ شی وھو الان کما کان فلا یکن مع اللہ غیر اللہ
دیگر آنکہ العالم ھو الحق المتجلی واصل بخدا شدبت پرستی از ینجا روے نماید زیرا
کہ ہمچنین واصل نمی شاید کہ عبادت کند کہ عمل جوارح است براے بہشت زیرا
کہ کردار ظاہر جز بہشت را نیست بلکہ نشاید کہ خدا پرست باشد شاید کہ پیر پرست نیز
باشد تا شاہد پرست شود تا ہرچہ بعلم الیقین دانستہ است بعین الیقین روزی
شود تا کہ بداند کہ پیر و شاہد جزوی نبود ندتا پیر پرست نباشی خدا پرست کے شوی نیست
مگر آن مرید از ینجا بود کہ بگفتن نام بایزید بر آب دریا میشدے وبگفتن اللہ غرق میشدے
ہم از ینجا است کہ من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن یقول اللہ لا عرف اللہ
وہم از ینجا است کہ لا دین لمن لا شیخ لہ۔ وصول طریقت آن باشد کہ در ہمہ
عالم و در ہمہ دنیا پیر خود را یا مرشد خود را بلکہ در خود ہم پیر خود را یا بد و در جان پیر خود را
بیند پس عبادت پیر کہ میکردی یعنی تصور پیر را فراموش کند و آنچہ در پیر دیدہ بود اورا
تصور کند زیرا کہ براے ہمیں تصور پیر میکردہ بود چوں بد و شد دلالہ پیر از میان چنین
برخاست ؎

چوں در آید وصال را حالہ   مرد شد گفت وگوے دلالہ

وصول حقیقت آن باشد کہ آنچہ در جان پیر بود بدو واصل شود چوں برنگ و

تعالی شد یعنی چون متصف بصفات او شد پس اوصاف او لاتناہی است پس طریق الوصول لاینقطع ابدا پس این کس در ہر ذرہ او را بیند موحد از ینجا شود کہ معنی الوجود الا اللہ او را حاصل شود لیکن موحد جز مجرد نور نہ بیند کہ ھو النور این ہم کسب است ما ورار الورار است ــ وصول معرفت آن باشد بر اشیار الٰہی بیند صورت ایشان ہم بیند و جلوۂ نازنین ہم بیند آن جلوہ نازنین در ہر ذرہ از ذرہ ہا است و لیکن آن کسے می باید کہ کحل معرفت در چشم وے باشد ؎

کجاست دیدہ کہ آن کحل معرفت وارد و گرنہ جلوۂ آن نازنین کجا است کہ نیست

عارف در ہر ذرہ خدا را بیند از ینجا است کہ مصراع

در ہر چہ نگہ کنم توی پندارم

شریعت طریقت حقیقت این ہمہ کسب است بہ کسب حاصل میشود و لیکن معرفت از عنایت اوست نہ بعبادت چوں از عالم معرفت اللہ تعالی در عالم شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم باز آید نشان آن عالم این باشد کہ ان صلیتُ اشرکتُ و ان لم اصل کفرتُ و کذلک کافر شدم و زنار بستم اللہ اکبر حسنات الابرار سیئات المقربین ہم از ینجا است ؎

اے ہر کہ دران عارض زیبائے تو دیدہ است کور است اگر جانب یوسف نگریدہ است

بکردن عبادت از خود بنجار رسد بعد بر اسے کہ کند عبادت کسیکہ چندین عبارت ظاہر و عمل باطن بچلہ و مجاہدات و مسافرات درین جہان مشقتہا کرد اکنوں ہاں وہان در نظرش آمدہ است بزبان حال در گوش جان ندا میدہد کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ اَلسَّمْتَنَّہ لِی رَبِّکَ نفام ہر چند پس چہ داند کہ ہمو تعالی فرمودہ است وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ہو اللہ و چہ داند کہ من نصر الی معبودہ سقط عن عبادتہ درین محل چون سالکے در آید اتحادے روے نماید کہ اگر آن را رد کند تحقیق کافر گردد این

نیست مگر ہمہ رنگ معشوق لباس خود طلبیدن کفر است ہم ہمو فرمود کہ **من ردحال اتحاد ہ فقد کفر** پس کسیکہ دریں اتحاد در آمد او سعید است بسعادت ازلیہ کہ ہرگز مخذول نگردد بعد ازیں فاما کسیکہ اتحاد او ہمرنگ نشد ویل مراورا کہ ہرگز در اینجا نخواہد آمد ہمچو پیغمبر مود۔

۱۹۔ قال یاغوث الاعظم من سعد بسعادت الازلیة طوبی له لم یکن مخذو لا بعد ذلك قط و من شقی بشقاوت الازلیة فویل له لم یکن مقبولا بعد ذلك قط یعنی جلالی جلالی است وجمالی جمالی است وذاتی ذاتی کہ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کافراں را ہر زمان ضلالتے دیگر است ومومناں را ہر زمان ہدایتے دیگر یُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ولیکن ایں ہمہ اوصاف اوست یعنی خویش را بظہور جمال وجلال ستر کردہ واگر نہ ارنا الاشیاء کماھی نہ طلبیدے گاہے آدم وابلیس ظاہر کند گاہے موسیٰ وفرعون آشکارا کند وگاہے ابراہیم ونمرود نموداری کند گاہے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوجہل نماید ولیکن مسمی خود یکیست ہمو است کہ بدیں صورت و اشکال ظاہر شدہ است تو نیکو بنگر ہو المعطی ہو المانع ہو الضار ہو النافع ہو الہادی ہو المہدی ہو المعز ہو المذل ہو القہار ہو الغفار ؎

از جمال اوست در ہر صورتے حسنے کہ ہست درنقاب معنوی آں شاہد مستور من

۲۰۔ قال یاغوث الاعظم جعلت الفقر والفاقة مطیتین للانسان فمن رکبھا بلغ المنزل قبل ان یقطع المنازل والبوادی فرمود مرا کہ اے غوث بزرگتر گردانیدم فقر وفاقہ را من مرکبہا برائے انسان پس کسیکہ سوار شد بر اں فقر وفاقہ پس بتحقیق رسید بمنزل گاہے پیش ازانکہ قطع کند منزلہا وبوادیہا یعنی فقر اختیار کردن سوئے خدا است وفاقہ از خود بیرون

آمدن ۔ فقر تجرید مطلب برائے رسیدن منزلگاہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ
مُقْتَدِرٍ ۔ بر فقر و فاقہ این بیت مناسب حال شدہ است ؎

ما جان فدائے خنجر تسلیم کردہ ایم　　خواہی بدار خواہ بکش رائے رائے تست

بدا ای دوست ازین فقر الفقر فخری مراد است و از فاقہ مَا زَاغَ
الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى مراد است یعنی فقیر کسے است کہ سوے خدائے عز وجل
محتاج است و صاحب فاقہ کرا گویند تا مادام کہ مقصود را ندیدہ و تجلی جلالی و
جمالی شود برو نظر نکند و چشم روح را گرسنہ برائے ذات او دارد ہر چند کہ واردات
شود منکر از و شود با غیر او سکون نکند پس کسیکہ اختیار ہمچنین کرد او را رویت من
است کہ من بنمایم خود را بدو و اگرچہ منازلہ و بوادی قطع نکردہ است یعنی
موت و قبر و سوال و حساب و حشر و صراط و میزان و بہشت و دوزخ ۔

۲۱۔ قال یا غوث الاعظم لو علم الانسان ما کان له بعد الموت ما تمنی الحیات فی الدنیا و یقول بین یدی الله تعالی فی کل لمحة ولحظة یا رب امتنی فرمود مرا کہ اے غوث اعظم
اگر بداند انسان آنچہ مر او را است بعد موت تمنی نکند حیات از ان دنیا را
ساعة فساعة بگوید کہ اے پروردگار بمیران مرا بمیران یعنی موت پلے است کہ
میرساند حبیب را سوے حبیب بعد فنا بہ بقا چرا فانی شدن نخواہد زیرا
کہ بعد بیرون آمدن خود بخدا رسند عز وجل چرا تمنا بر قالب کہ زندگانی
در دنیا میدارد کہ کند آن محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از جہت زندگانی
با قالب دنیا نہ نمود کہ یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً یعنی اے
کاشکے کہ پروردگار محمد نیافریدے محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصورت تمثل
و تشکل محمد نہ قفس قالب خود خلاص مطلب زیرا کہ از پروردگار فرستادہ

واز خلوت بہ پاسبانی ایستادہ کردہ است براے مقام خود رجوع کردن میخواہد زیرا کہ میان بندہ و خدا ہمین قالب است کہ زحمت میدہد چون از قفس قالب نجات یافت بخدا رسیدہ باشد۔ بیت

بینی وبینك انی ینازعنی ارفع بلطفك انی من البین

کسے تمنا زندگانی خود کند ہرگز بخدائے عزوجل نرسد زیرا کہ من کان مَیْتًا یعنی کسیکہ شود فانی بموت معنوی فَاَحْیَیْنٰاہُ پس زندہ کنم من او را بمن برویت من چون مرا بیند زندہ شود کہ ہرگز نمیرد مگر آن خواجہ خضر ہمین آب چشیدہ ست

مردیم ہمہ تشنہ و ہیہات ما خشک لب و تو در آب حیات

جان زنم تو مپیری رگ بہانہ درمیان روئے نما و جان ببر دور بکن بہانہ را

نَحْنُ اَقْرَبُ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

وقت مردن اگرم شربت دیدار رسد وہ چہ شیرین شود آن تلخی جان کندن

در شوق تو عاشقان چنان جان بدہند کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

کسیکہ معاملہ کہ بعد از موت است اگر بداند چرا تمنا زندگانی کند۔

۲۲۔ قال یا غوث الاعظم حجۃ الخلائق عندی یوم القیمۃ الصم والبکم والعمی وفی نسخۃ الاعظم الابکم والاعمی ثم التحسر والبکاء وفی الفقر کذلك۔ معناہ ظاہر

۲۳۔ قال یا غوث الاعظم المحبۃ حجاب بین المحب والمحبوب فاذا فنی المحب عن المحبت فقد وصل بالمحبوب

معناہ ظاہر یعنی ہمہ محبت پردہ است میان محب و محبوب پس خلاص [illegible] ترک

[illegible] محب نیست [illegible] شود بخدا یعنی [illegible]

ان محمدؐ حجاب است میان صورت احمد و احمد چو از قالب محمدؐ
خلاص یافت احمد با احد واصل شد پس اے دوست محبت قالب انسان است
یعنی روح نور او ست و نور او قدیم است از محبت خویش قالب آدم و آدمیان
پیدا کردہ است و محبت روح انسان است و محبوب خدا است پس چوں
روح از قالب فانی شدہ یعنی نقل کردہ ازین دار فناے قالب بخدا رسیدہ
رفتہؐ یعنی بدار بقا رسید قطرہ در دریا رسیدہ پردہ میان خدا و روح ہمیں قالب بود ہمچو حکایۃ
عن اللہ تعالی وجودک حجاب بینی و بینک معلوم خواہد شد۔

۲۴ - قال یا غوث الاعظم رایت الارواح کلہا یترقصون فی قوالبہم بعد قولی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ الی یوم القیامۃ

قال الرب تعالی میگوید دیدم من ہمہ ارواح را یعنی دیدم من خدا سے را کہ رقص میکند در قالب اے انسان
بعد از گفتن اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تا روز قیامت زیرا کہ غوث الاعظم در آئینہ روحہا جز خدا را
ندید ہمچو آں رئیس الطائفہ سید القوم فرمود کہ سی سال است کہ با حق تعالی سخن میگویم و
خلق میپندارد کہ جنید با سخن میگوید اے دوست صاحب شریعت نظر بر انسان
کند جز دست و پاے و قالب ہیچ در نظرش نیاید چوں صاحب طریقت نظر کند
صورت ظاہر ہم بیند و صورت سیرت باطن ہم بیند چوں محقق نظر کند جز نور کہ تو او را
روح گوی نہ بیند چوں عارف نظر کند جز خداوند را نہ بیند و کلام با او کند نہ با قالب او
ہمچو عالم بر گور میت ایستد جز خشت و گل را نہ بیند و صاحب طریقت اگر ایستد گور ہم
بیند و استخوان و صورت و سیرت او ہم بیند و چوں محقق بیند اگر آن میت جلالی است
تجلی جلالی و اگر جمالی است جمالی بیند چوں عارف بیند معاملہ صورت روح بیند بلکہ
در آئینہ روح خدا را بیند ہنوز مقام عاشق نگفتہ ام کہ عاشق زیر خشت و گل و زیر ہر
ذرہ استخوان و در روح جز معشوق را نہ بیند اینجا ہمہ است کہ دیدن تو دیگر است

و دیدن عاشق دیگر۔

۲۵۔ قال الغوث رایت اللّٰہ تعالیٰ وقال لی یاغوث الاعظم من سألنی عن الرویت بعد العلم فھو محجوب بعلم الرویت ومن ظن الرویت غیر العلم فھو مغرور برویۃ الحق سبحانہ وتعالیٰ فرمود کہ اے غوث بگوش جان بشنو کہ دیدن خدا را شاہا است یعنی بعضے دربہشت خواہند دید بعضے درخواب ودرین جہان بینند کہ رویت اللّٰہ فی المنام جائزۃ یعنی مریدان درجان پیران خدا را بینند این ہم جائز است اما آنکہ دربہشت خواہند دید واللّٰہ اعلم بالصواب قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر مثال آنجہان است وآنکہ درخواب بیند بینندہ داند دگرکس نداند وآنکہ دردل خود بیند دریچہ از دل کشادہ شود بفرمان رب العزت او تعالیٰ وتقدس درآئینہ دل بندہ می تابد مومن چون نظر در دل میکند پروردگار خود رامی بیند وچون متقی مزید وصالح بیند بدان ماند کہ صورت صالح مشاہدہ شود سجادہ بردوش تسبیح بردست وطاقیہ چہارترکی برسر بانوار صفائی کہ درمجاوری اورا فرماید عورتے بود پارسا مخدرہ مستورہ برتق عزت محتجب وبحجب استتار صلاح مستتر کارش نیست جز سجودے وتسبیحے یادکردنی بورو بر مصلا نشستنی[ف] نقابہ جہاز روے بردارد متجلی را در نظارہ اش جز آہ آہ نباشد دراینچنین محل شاید کہ محمد حسینی برین گفتار آید اکنون بگوش جان بشنو کہ مقصود من در من است

درمیکدہ ساقی شو مے درکش و باقی شو	جویے عراقی شو کو راہم اورا دیدم
یک لحظ صفائی سے نگہ کن	بین عکس جمال روے بلیے
برلوح وجود نیست نقشے	جز نسخ صورت نگار رسے

صورت نسخہ

مگر درشب معراج رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ہمین معاملہ شد نشان داد کہ

ف درمیان الفاظ "نشستنی" و "نقابہ" یک لفظ درنسخہاے منقول عنہا مشکوک است۔ ع ح

رایت ربی لیلة المعراج فی احسن صورت وضع ید یہ علی کتفی فوجدت
بردانی قلبی انا ملہ دیگر کہ رایت ربی لیلة المعراج فی صورت امرد شاب
قطط اعلیٰ مراتب دیدن ہمیں دو اند باقی طفیل این سوال لا یہ اللہ غیر اللہ غوث
چرا گفت کہ دیدم من پروردگار مرا چگونہ باشد جواب سلطان سید مخدوم پادشاہ
فقیر درویش ولی غریب مولانا شیخ خواجہ این یازدہ خطاب خاصہ
محی الدین اند آن سلطان از ہمہ پردہ ہائے خود آں حجاب ما سوی اللہ برگرفتہ
است غوث را با خدا ہمچنیں وان وھو الآن مع اللہ کھوفی الازل اسے
فی الکنز المخفی غوث سید الزمان است غوث بادشاہ عالم است آن درویش
کامل الشیخ یحیی ویمیت است خواجہ کونین است سلطان جہان است پادشاہ
ولایت است واز الفقر فخری غریب است محی الدین ولی اللہ است ہمچنیں
ولی کہ الولی ھو الفانی فاللہ والباقی باللہ والظاھر باسماء اللہ وبصفاتہ
غوث در تخلقوا باخلاق اللہ منصف است ولیکن برائے شرع اختفا و
استتار میگوید دیدم من پروردگار را۔ اسے دوست عارفان خدائے عزوجل را می بینند
وخبر آں مریدان واخوانان را میرسانند بعضے در صورت امردان کہ صفت ماہرویان
وارند زیرا کہ ایاکم والنظر علی الامارد فان لھم لونا کلون اللہ این زینت
پیران است با مریدان۔ عارف کسے است کہ در ہر ذرہ خدا را می بیند یعنی
محیط بیند وشناسد وکسیکہ درین جہان ندید دران جہان چگونہ بیند وشناسد
مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ہمین است۔ بعضے عارفان
بہر جزئے گویند کہ خدا را بدرائے بام کعبہ در اجزائے آن حق تعالیٰ را زیارت کردم
مرا جبہ ودستار پوشانید وہم مہمان با یزید نشانے خوب داد آنجا کہ گفت دیدم
کہ ہمہ خلق حقیقت بود وہم در دیو رکعبہ جزا ور ندیدم آسے فلا یکون مع اللہ

غیر اللہ ازین ہم بالا نگویم کہ بگوش جان بشنو عاشق در آئینہ شاہد خوبروے جمال اللہ نشانہائے بیند ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در دیدن زینب زن زید فرمود کہ اللھم ثبت قلبی اللھم ثبت قلبی اللھم ثبت قلبی سہ بار گفت آن سرور عاشقان فرمود کہ آنچہ در شب معراج فی احسن صورۃ بدیدہ دیدم در آئینہ زینب ہم غمزہ زد و ازان نشان داد کہ اللھم ثبت قلبی یعنی ثابت دار دل مرا بر دیدن زینب یعنی این جمال و کمال کہ درین خط بنمود من عاشق و شیدا شدم این را از دل ما دور کن ولیکن لا یتجلی اللہ فی صورۃ مرتین بالازال الی الابد دایم الحزن من الازل والبکا ازینجا او را در نکاح آوردند اللہ یجمع بیننا وبینکم فتح الباب اکنون بشنو چون رئیس الطائفہ و سید القوم در خود او را دید فرمود کہ لیس فی جبتی سوی اللہ زیرا کہ ہمہ رنگ او شد رنگ خود را در جبۂ خویش نیافت و دیدن غوث الاعظم بالاتر است زیرا کہ دید و نہان داشت و سرانجام رسانید در شرع مستتر ماند لیکن اینجا ہم قایل بمو است ہمچو من الشجرۃ اینجا من الغوث باشد زیرا کہ حق بنطق حق ایشان است ہمچو الحق ینطق علی لسان عمر رض فرمود کہ اے غوث کسیکہ سوال کند مرا از رویت من بعد علم کہ العالم ھو الحق المتجلی فلا یکون مع اللہ غیر اللہ یعنی در علم الیقین آنچہ دانستن نمیدانند کہ ہمچو بمو خواہد رسید بعد موت صوری یا معنوی چون ہیچ بمو نشنیدہ کہ تا ارنی غیرت داشت لن ترانی شنید و کسیکہ گمان برد رویت مرا اینچنین علم او و معرفت برویت رب العالمین معلوم خواہد شد۔ معروف است

شب با تو غنودم و ندانستم کہ توئی روزم بکنار تو بودم و ندانستم کہ توئی

۲۶- قال یا غوث الاعظم من رانی ستغنی عن السوال ومن لم یرنی فلا ینفعہ السوال وھو محجوب بمقالہ [illegible]

یعنی در دل آئینہ روئے کسے عکس پرتو [illegible]

از سوال رَبِّ اَرِنِیْ وکسیکہ مرا ندید در آئینہ روح خویش اگرچہ ارنی ارنی گوید سود نکند او دایم محجوب است بگفتار ارنی۔

۲۷۔ قال لی یا غوث الاعظم لا الفة ولا نعمة فی الجنان بعد ظهوری فیها ولا وحشة ولا حرقة فی النیران بعد خطابی لاهلها

معناه ظاهر یعنی رویت اللہ تعالیٰ جنت عاشقان است وقتیکہ در خود خدا یرا بیند جنت والفت است چون فرمان شود کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ یعنی نہ بینی سوے کیکہ این عکس پرتو در تو از و پیدا شده است لاجرم ہچو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم در شبا نروزے بمقدار رجوع کردے بسوے او می باید کرد والفت ونعمت وخوشی کہ در گفتن انا الحق وسبحانی بود در رفت در انوفت از سر نو مسلمان باید شد مگر اینکہ وقت مردن خدا یرا عین وعیان بلا مثال وبے بیان دید از ورائے پردۂ خود تا نشان چنین داد کہ فانا الیوم کافر مجوسی اقطع زناری وا قول اشهد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اے دوست رویت المعشوق ہو الجنت یعنی تا مادام کہ عاشق در خود معشوق را بیند بکسوت معشوق خود ہم شود جنت است چون در ذات عاشق مجرد عشق پیدا شود ایچنین عشقے کہ نہ صورت دارد نہ معنی زیراکہ او تعالیٰ در صورت ومعنی نگنجد ودر ذات عاشق پنہانی ہم نماید آن رویت معشوق تخمے بود در زمین ذات عاشق اکنون بکمال گرفت شجرۂ صمدیت پیدا شده

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد   در بنگہ گدایان سلطان چہ کار دارد
صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر   کو با جمال جانان پنہان چہ کار دارد

اینجا عاشق غالب باشد بر وار کند مجرد روح شود اینجا روح عاشق مغلوب باشد۔ وخدا غالب الفت کجا ماند کقولہ تعالیٰ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ امر او روح است کقولہ تعالیٰ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ نیست وحشت وحرقت در نار جہنم بعد خطاب او تعالیٰ کہ

خواہد شد براے اہل آن دوزخ را یعنی دوزخیاں را در دوزخ اندازند بعد با ایشان
خطاب شود کہ ہرچہ کردم من کردم و ہرچہ کنم من کنم اینک من در کشف و ظہور تجلی ام
چنانچہ در دنیا بودم آنرا بدانید ببینید و بشناسید و بعضے را قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا
تُكَلِّمُونِ حرقت و وحشت ہم یکبارگی رود ؎

زان لذت کلام جہنم شود نعیم　　کفار را خبر نبود ز آتش جحیم
لیکن ز سوز فرقت و شوق و فراق حق　　باشند در عذاب شدید بدام الیم

ہر آن کشتی گل لعل گردد ہر یکے رنگ آمیزی کند لیکن از خاصہاے امت محمد است
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کما قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نصیب
نار امتی کنصیب ابراہیم من نار نمرود این از عظمت محمد است صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم۔

۲۸۔ قال یا غوث الاعظم فقلت لبیک یا رب العرش
العظیم فقال لی قل لبیک یا رب الغوث انا اکرم من کل کریم
وانا ارحم من کل رحیم الکریم و الرحیم معناہ خذھم یعنی اگر غوث را
خلعت از صفت کریم و رحیم می پوشاند یعنی می نماید غوث را کہ کریم و رحیم صفت است
کہ ما ترا دادیم و قال انا اکرم و انا ارحم من کل رحیم یعنی ... اگر چہ تو صفت
کریم و رحیم میدہیم لیکن من از ایشان اکرم و ارحم ہستم آرے ... ایشان ... ایشان
را بعطاے اوست او قدیم بذات خود است و ہو قدیم بذاتہ و ایشان
قایم بدو۔

۲۹۔ فقال یا غوث الاعظم نم عندی لا کنوم العوام
ترا نی فرمود اے غوث بخسپ نزدیک من و مخسپ ہمچو آنکہ خسپید ... است
یعنی مرا۔ فقلت یا رب کیف انام عندک بس گفتم من ... ...

چگونہ خسپم من نزدیک تو یعنی چکنم و چگونہ کنم و چون باشم اے پرورش کنندہ روح من بصورت خویش کہ تا من در سریر سر فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ با تو یکتا شدہ بخسپم کہ النوم مع اللہ این باشد ؎

من مست مے عشقم ہشیار نخواہم شد من خفتہ معشوقم بیدار نخواہم شد

این مراقبہ و تصور را مرشد ہم اوست تعالیٰ ہمچو فرمود قال لی خمود الجسم عن اللذات وخمود النفس عن الشهوات وخمود القلب عن الخطرات وخمود الروح عن اللحظات وفناء ذاتك في الذات معناہ ظاہر و اشارت میکند غوث را کہ ہمچنین بخسپ نزدیک من تا من یعنی این خسپیدن را فقیر اختیار میکند بغیر فقیر اینجا نرسد ہمچو میفرماید :-

۳۰- قال لی یا غوث الاعظم قل لاصحابك من اراد عنكم صحبتي فعليه باختيار الفقر فاذا تم فقرهم فلا هم الا انا معناہ ظاہر۔ یعنی اے غوث بگو دل نما و روح ترا اگر می خواہید ہمنشینی با من در سریر ستر فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ شاید شما را اختیار کنید فقر را یعنی احتراز کنید از عکس پرتو ما کہ در ذات تست وذات خود را فدا کنید یعنی محتاج شوید بسوے من یعنی اگرچہ ہمرنگ ما شدہ اید اتحاد مرا یعنی یکتا شدن براے من با من محتاج شوید تا تو من شوی ہمہ معشوق باشی ثم الفقر عن الفقر ازین ظاہر تر میگویم بگویم سخن ہر چہ مقصود من است بگویم یعنی چون کامل تمام شود فقیر از فقر آئینہ فقیر ازان صاف شود۔ ماند آن فقیر گر شوم یعنی كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ یعنی صورت عاشق ملک شود یعنی مضمحل گردد آنچہ وجود یعنی حقیقت عاشق ازو در برشد تجلی عشق شود نہ عاشق ماند نہ معشوق ہمہ عشق ماند نہ صورت ماند نہ معنی هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ دوست ما بہ یکے در یکے شود کون عبشد نعیش الدرآسے بہ بشود -

۳۱۔ قال لی یا غوث الاعظم طوبیٰ لک ان کنت رؤفاً علیٰ بریتی ثم طوبیٰ لک ان کنت غفور البریتی معناہ ظاہر

۳۰۔ قال یا غوث الاعظم جعلت فی النفس طریق الزاھدین یعنی زاہدان را اشارہ میکند کہ گردانیدم من در نفس راہ ازاں زاہدان یعنی وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْن را ہے کہ بدان بخدا رسند در ذات خویش مینا بید رفت زاہد را ازین نفس تن مراد است وازین تن تن اندرون مراد است کہ آن ہم صورت تست ان خلقت است ہمچو انسان لیکن انسان آن حقیقت نفس تست لشنوانَ فی جسد ابن آدم خلقاً من خلق اللہ تعالیٰ کہیئۃ الناس ولیس بالناس نفس او است نہ تن ظاہر تو کہ آنرا جسم گویند چنانچہ بالا رفت کہ جسم الانسان نفسہ ہمہ علیحدہ بیان کردہ است من ہم چہ گنم وگرنہ من فرقے نمی بینم میان جسم ونفس۔ وجعلت فی القلب طریق العارفین وگردانیدم در دل راہ عارفان یعنی دل عارف آئینہ ما است میان دو انگشتان ما عارفانرا راہ در دل نشیں گردانیدم یعنی عارف را در دل او خود خود را نمودہ ام اذا نظر فیہ تجلی دیدہ ازین دل شاہد عاشق مراد است زیرا کہ درمیان کسوت جلال وجمال او ست گاہے جلالیت خود را در آئینہ ذات شاہد بنماید گاہے تجلی جمال۔ ازیں دل روح تو مراد داریم کہ بر جلال وجمال اوست ہم ازین جا است کہ قلب المومن عرش اللہ تعالیٰ وکذلک بیت اللہ ومرات اللہ وحرم اللہ۔ زینجا آن محمد رسول اللہ در جواب سائلے کہ پرسیدہ بود یا رسول اللہ این اللہ فرمود کہ فی قلوب مومنین تو نفس خود را ندانستہ دل او چہ دانی ؎

خبر از کاف کفر خود نداری حقائقہا ے ایمان چہ دانی

وجعلت فی الروح طریق الواقفین یعنی گردانیدم در روح راہ واقفان

اسرار الٰہی یعنی روح واقفان محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس انتہاے ہمہ واقفان بمحمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا خلعت صورت محمد نپوشی در حضرت صمد تراجاے ندہند یعنی نظر در آئینہ روح محمد بکن تا مرا بینی کہ احمد صورت احد است و معنی احمد احد است مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ و من رانی فقد رای اللہ۔ این واقفان دانند عارفان شناسد گمشدگان دریابند نقش قالب میوہ صورت روح راچہ داند واوراچہ شناسد۔ ؎

توشکلی پیکرِ جا نراچہ دانی ۔۔۔ تو نقشی نقشبندان راچہ دانی

احد احد نہ تن تن را داند و نہ جان جان را داند کہ چیست و کیست ؎

نہ تن را ازتن آگاہی کہ تن کیست ۔۔۔ نہ جانرا خود خبر از جان کہ جان چیست

زاہد ملکوتی را گویند عارف جبروتی را گویند واقف لاہوتی را گویند اما مقصود من اینجا است بشنو وجعلت نفسی محل الاسرار یعنی گردانیدم من محل ذات من یا تخت براے ذات من محل از ان اسرار محل اسرار یعنی محل اسرار من روح تست یعنی روح تو صورت من است و معنی روح تو منم در کسوت روح تو بتو ظاہر شدہ ام الانسان سری وانا سرہ ؎

گر روے نماید بخدائی کند اقرار ۔۔۔ سریست درین صورت زیبا ش نہانی

سر ہمین است کہ او بتو ظاہر است و تو باو قایم۔

۴۳۔ قال یا غوث الاعظم قل لاصحابك اغتنموا بدعوت الفقراء فانہم عندی وانا عندھم معناہ ظاہر فاما ازین فقرا [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کہ تو او را و بیا خوانی [illegible] مستجاب الدعوات ہم ایشانند کہ محبوب رب العالمین اند۔

۴۴۔ یا غوث الاعظم انا ماوی کل شی ومسکنہ ومنظرہ

والی المصیر معناہ ظاہر۔

۳۵- قال یا غوث الاعظم لا تنظر الی الجنہ وما فیہا ترانی بلا واسطۃ پندے میدید غوث را کہ توہم بر مذہب مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی آے تا مرا بینی و در مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی اے بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ توہم از ان محمد ہستی یعنی در جلال وجمال نظر خود را نگاہدار برائے ذات من منتظر باش تا مرا بینی بے حجاب جلال وجمال ہذا ظاہر۔

۳۶- یا غوث الاعظم اہل الجنۃ مشغولون بالجنۃ واہل النار مشغولون بی اے غوث بہشتیان مشغول بہشت اند و باشند یعنی با حور و قصور و عسل و لبن و خمر آن مشغول شوند و اہل نار مرا یاد کنند بنا بر آیت دشواری و فراق بہشت ازین مشغول یاد کردن است آئینہ خواہد شد لیکن در ینجا بہشتی کسے است کہ در خود عکس پرتو خداوند عز وجل می بیند و با او مشغول باشد و ہمرنگ با او باشد پندارد کہ من ہمہ معشوق شدم لیکن کسے مشغول بصورت معشوق خود است لیکن از معشوق دور تر است مجنون ہم گرچہ میگوید انا لیلی لیکن آن لیلی دور است و دوزخی و رندانی کسے است کہ او را می بیند بلا حجاب خود و با او داخل شدن محتاج است برائے اتحاد او و سوز و نیاز عجز و انکسار و نیازمندی است الفقر فخری را امام خود ساختہ است و مشغول بدوست تعالی [illegible] در نیاز او و رنا زاین در استغفار او و را استغنا این در زین ندمت او ور [illegible] ہمان نعرہ زنان [illegible] ہفتاد بار جان خود در بدلے او ور می بازد بلکہ در ہر زمان جان گداز میشود آن [illegible] [illegible] میشود۔

ہر دم در ہجر تو جان گداز شد ہنوز آن [illegible]

این با خدا مشغول است اگرچہ در زندان فراق و در نار اشتیاق است۔

۳۷۔ یاغوث الاعظم اهل الجنة یتعوذون عن النعیم کا هل النار یتعوذون عن الجحیم۔ یاغوث الاعظم من شغل بسوائ کان صاحبه فی النار یوم القیمة معناه ظاهر ازین سوائے روح تست یا عکس پرتو اوست پس در قیامت ہم خدا و نذار را فراق از اتحاد باشد و ازین قیامت موت مراد است من مات فقد قام قیامته۔

۳۸۔ یاغوث الاعظم اهل القرب یستغیثون عن القرب کا هل البعد یستغیثون عن البعد ہمچو بالا رفت اہل قرب کسے است کہ ہمرنگ پرتو من شدہ است آن کس از آن عکس پرتو کہ میدارد از آن استغاثہ میجوید برائے وصال با من بلا حجاب خود ہمچوں اہل بعد آنکہ می بیند با من واصل شدن نمیتواند و استغاثہ از قالب و زندان دنیا میجوید برائے من تا کہ در جنت اتحاد در آید کہ ما فی الجنة احد الا الله این جنت خواص باشد کہ تو او را عاشق گوئی۔

۳۹۔ یاغوث الاعظم ما بعد عنی احد عن المعاصی وما قرب منی احد من الطاعات معناه ظاہر زیرا کہ ہرچہ ہست از عنایت من است نہ از کردن عمل صالح نزدیک من شود و نہ از کردن گناہ از من دور افتد یعنی بکردن طاعت در جنت در آرم نعیم باید لیکن منعم کجا و بکردن گناہ در دوزخ اندازم لیکن از من دور نیست جزائے کردار او مرا و را ہم بسوزم مبازم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم نزدیک کہ شود و از چہ شود دور از کہ افتد و زچہ نشد و کہ فتد کے دریکے ہماں در یکے است خواہی دانست۔

۴۰۔ قال یاغوث الاعظم لو قرب منی ... کان

اھل المعاصی لانھم اصحاب العجز والندم قال یاغوث الاعظم (ثم قال) العجز منبع الانوار والعجب منبع الظلمۃ معناہ ظاہر و ازین گناہ گناہے مراد است کہ خواہم گفت۔

۴۱۔ یاغوث الاعظم بشر المذنبین بالفضل والکرم وبشر المعجبین بالعدل والنقم یعنی بشارت دہ گنہگاران امت محمد را کہ مومنان گناہگار اند بفضل من زیراکہ ھی امۃ مذنبۃ وانا رب غفور وبشارت دہ معجب را یعنی کافر را بعدل من وبہ نقم من زیراکہ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ وکذلک ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اِصْلَوْھَا الْیَوْمَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ اما مقصود اینجا است بگویم بشنو۔

۴۲۔ یاغوث الاعظم اھل الطاعات یذکرون النعیم واھل العصیان یذکرون الرحیم۔ قال یاغوث الاعظم انا اقرب الی العاصی بعد ما فرغ عن المعاصی وانا بعید عن المطیع بعد ما فرغ عن الطاعات ھذا ظاہر یعنی اے غوث من نزدیک ام سوے گنہگاران یعنی سوے عاشقان من۔ از عشق خدا ہیچ گناہے اکبر نیست کہ بندہ بر خدا عاشق شود زیراکہ این عشق صغیر است لیکن براے اینچنین گنہگاران خداے تعالیٰ قریب است آنکس بعد فراغ عن المعاصی یعنی بعد اتمام عشق یعنی چون مراد خود بحکم آئینہ یا بحکم یکرنگی وبیدمداز دیدن من فارغ شدند گوید ع

چون ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

آں تندکہ بدیدار تو می بودم شاد از عشق تو پردۂ خودم نیست کنون

درین حال من نزدیک ترم سوے اینچنین گناہگار و ظاہرش شدانچہ برمیکنند اگر این مقرب کند گناہ شود حسنات الابرار سیئات المقربین۔ از

مقرب جز عاشق مراد نیست زیراکہ دایم او را مییبیند بلکہ قریب ہمرنگ می باشد۔ اے غوث من دور مانده از مطیعان بعد از فارغ شدن از طاعت یعنی چون فرمانبرداری می کردند بعد فارغ شدن از عوت و عقابہاے قیمت ایشان را در جنت الماواے فردوس در نعیم و آرام ایشان بدان نعمت ہاے حور و قصور مشغول شوند من کجا ایشان کجا الجنة سجن العارفین ہم ازینجا است گرچہ بنمایم من در لامکان و در پرده ہاے نورانی و جمالیت بصفت عظمت و کبریائی بنمایم۔ المعناه الثانی۔ من نزدیک ام سوے گناہگاران یعنی کسیکہ بعد وصول و ہمرنگ شدن اگر عبودیت را پیشتر دارد گناہ عظیم است ہمچو ابلیس یعنی و مبینہ حجاب الانی تقدمت بالعبودیة ولیکن چنان است کہ بدین گناه نزدیکتر است او تعالی؛ این گناہگاران زیراکہ گناه این مفتاح خود است۔ المعناه ثالث۔ چون فرمانبرداری معشوق عاشق نکند گناه است یعنی خدا عاشق است و اولیا گناہگاران مست محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معشوق این گناه بمنزلہ کرشمہ و ناز است کہ عاشقان دانند این اولیاکہ در مقام معشوقیت آمدند و بودند بحکم صفت و ہم بلذات بعین او ینداز ینجا ایشان را عاشقان مانند نشنیده کہ آن عاشق سرفراز با ناز ہمراز گیسو دراز حضرت ثانی محمد حسینی ازین معاملہ چہ نشان آورد کہ میان عاشق و معشوق و محب و محبوب حالتے باشد کہ معشوق و محبوب جویان وصال بود و عاشق ناز و کرشمہ کند و غنج و دلال نماید و اعراض و اغماز فرماید ع

ہجران خواہم صنما وصال نخواہم

المعناه رابع۔ انا قریب عن العاصی یعنی ہمچو زلیخا میگوید کہ ہرچند یوسف امر من نمیکند لیکن من نزدیکترم بیوسف زیراکہ من عاشقم او معشوق و معشوق در قید عاشق نیاید و زلیخا چندان کہ زنان بودند خدمت یوسف خود میکرد از سبب عشق او و کذلک محمود غزنوی پندار غلام و حکمت دانست چون برایاز عاشق شد غلام ایاز گشت ایدوست

عشق او را بصفت غلام کرد نہ محمود عین غلام بود این ہمہ عشق است ایاز گفت ہیچ ذنبے در خدمت سلطان ندیدہ کہ مرا بر تخت می نشاند آزادہ خود زیر تخت می نشیند گوئی اے آنکس کہ عشق ذات ما از تو مرادیافتہ است و اے آنکہ وجود ما ۔ وجود ما زینت یافتہ است اے ما از تو و اے تو از ما اے دوست ہمچو ایاز محمود را یوسف زلیخا را ہمچو الف الف را دان ہمچو فرمود لولاک لما خلقت الافلاک لولاک ما خلقت الکونین لولاک لما اظہرت الربوبیۃ وکذلک انا انت و انت انا وکذلک کلہم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد وکذلک فذبت ملئی علیک یا محمد۔ المعنی الخاص ان اللہ قریب الی العبد گناہ احمد عشق احمد مراد آمد معنی دوم آنکہ فانعید عن المطیع اذا فرغ من الطاعات زان گناہگار احمد مرسل مراد بود ازین مطیع ابلیس را مراد داریم زیرا کہ جوانمردان ہمیں دو اند باقی در شمار نمی آرند ہمچو منصور مغفور فرمود ما صحت الفتوت الا لمحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا ابلیس لعنۃ اللہ علیہ یعنی ابلیس را طاعت ہمچو من و ہمہ کس دانند کہ فرمود اسجد لآدم لیکن در باطن ہمچو معاملہ یوسف کردہ اند کہ فرمود لا تسجد من خلقت طین ولا تسجد لغیری بیچارہ بر آن امر گردن نہادہ و قہر و لعنت گفتند آن بیچارہ را ہمین عجب آمد کہ ہر چہ فرمود کردم و مردود شدم چرا این جور کہ بر من مسکین کرد خود خواندہ خودم براند بیچارہ باشد طفل علمائے روزگار چہ دانند ؎

عشق را بوحنیفہؒ درس نگفت — شافعی را در و روایت نیست
بوالعجب سورہ ایست سورہ عشق — چار مصحف از وکم آیت نیست

۴۳ ۔ یا غوث الاعظم خلقت العوام فلم یطیقوا نور ربہ فجعلت بینی وبینھم حجاب ظلمۃ وخلقت الخواص فلم یطیقوا مجاورتی فجعلت الانوار بینی وبینھم حجاباً معناہ۔ یعنی پیدا کردم من عوام

عزت احمد عشق آمد بجا

راپس نمیدانند طاقت نور زیبائی مرا پس گردانیدم میان من و میان ایشان پردہائے
ظلمانی تاریکیے یعنی ھو الاخلاق الذمیمۃ بین العام و بین اللہ حجاب در شغل فی ما ئم
چنان متغرق ماندند کہ سر برکشیدن نمی توانند کہ تا و پردہائے نورانی ہم درآیند و این نیست
مگر اخلاق حمیدہ و پیدا کردم من خواص را و نمی دارند ایشان طاقت قرب من پس گردانیدم
روشنائی را میان من و میان ایشان پردہا اے دوست اگر فرق میان عوام و خواص
کنم و نویسم مجلدات شود بارے بشنو عوام اہل شریعت اند و خواص اہل طریقت اند عوام
اہل طریقت اند و خواص اہل حقیقت اند و عوام اہل حقیقت اند و خواص اہل معرفت اند اما مقصود ما ازین بالاتر
است کہ عوام عاشقانند و خواص آنانکہ در مقام معشوق اند زیراکہ ہمہ کس او را می بیند
و عاشق شیدا شدہ اند اگرچہ نمی دانند ؎

میل خلق جملہ عالم تا ابد گر شناسد ورنہ جاذب سوئے تست
جز ترا چون دوست توان داشتن دوستی دیگران بربوئے تست

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ہر کرا دوست داری او را دوست داشتہ باشی و ہرچہ بد و روئے
آری بر وآوردہ باشی و مقام معشوق ہمہ اولیا میدارند یکے از ایشان غوث اعظم
است کہ مقام معشوقیت میدارد اکنون ہان وہان آن غوث را خداوند تعالی از مقام
معشوقیت در مقام مجرد عشق آوردن میخواہد و برائے این پندے میدہد۔

۴۴۔ یا غوث الاعظم قل لاصحابك من اراد منکم ان
یصل الیّ علیہ الخروج من کل شیٔ سوائی اے غوث بگو یاران خود را
یعنی دست و روح ترا و سر ترا اینکہ اگر واصل شدن بمن خواہید پس باد شما را کہ از
عضوے توانند کہ غیر من ندیدہ غیر صورت من اندیدون آئید زیراکہ ایشان مقید اند
و من مطلق ام کہ در قید شکل و صورت یک نمائم پس برائے آوردن در مقام مجرد عشق
میفرماید کہ از خود و از اخلاق خود بیرون آئی بمن رسی بجود ع فضلہ فتعال یعنی از

قفس قالب خود بیرون آئے تا بمن رسی مگر غوث را از وار فنا بدار بقا میخواہد آورد ت
برائے این پندے میدہد غوث را۔

۴۵۔ یاغوث اعظم اخرج عن عقبۃ الدنیا تصل بالآخرۃ واخرج عن عقبۃ الآخرۃ تصل اِلیَّ۔ یاغوث الاعظم اخرج عن القلوب والارواح ثم اخرج عن الامر والحکم تصل اِلیَّ معناہ ظاہر یعنی از ناسوت وملکوت وجبروت واز بہشت واز دوزخ واز کفر واز اسلام بیرون شو یعنی ہر کہ نام بجز اللہ است خروج کن یعنی چشم از ہمہ بدوز و بر مذہب مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی باش پیوستہ سوئے من یعنی ہم رنگ من شو یعنی تخلقوا باخلاق اے بتے اتصفوا باوصافی میدانی کہ بعد ازین چہ معاملہ خواہد شد بزرگے را پرسیدند ما فعل اللہ بک قال ادخلنی ربی جنۃ القدس یخاطبنی بذاتہ ویکاشفنی بصفاتہ۔

۴۶۔ یاغوث الاعظم ان لی عباداً سوی الانبیاء والمرسلین لا یطلع علی احوالھم احد من اھل الدنیا ولا احد من اھل الآخرۃ ولا احد من اھل الجنۃ ولا احد من اھل النار ولا ملک مقرب ولا نبی مرسل ولا رضوان وما خُلقت للجنۃ ولا للنار ولا للثواب ولا للعقاب ولا للحور ولا للقصور فطوبی لمن آمن بھم وان لم یعرفھم۔ یاغوث الاعظم انت منھم وھم اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء ومن علاماتھم فی الدنیا اجسامھم محترقۃ من قلۃ الطعام والشراب وانفسھم محترقۃ نفوسھم من الشھوات وقلوبھم محترقۃ عن الخطرات وارواحھم محترقۃ عن اللحظات وھم اصحاب البقاء المحترقون بنور اللقاء
ونشان ایشان خود بیان میکند وبغیر وایشان ہیچ کس نمی شناسد واند صفت عزت

ایشان واز شناخت ایشان قاصر ہستیم وعاجزیم وبرائے رویت لقاے ایشان مشتاق ہستیم ایشان را با خدا ہمچنان دان ؎

بادوست یکے اند چوں جان در تن مردم — گر نیک بہ بینی بتحقیق تو ہمانند

ایشان ظاہر با سماء شد وصفات اند ونشان ایشان خود ہموفرده من ازین بالاتر چہ گویم که عالم زیر وزبر شود۔

۴۷۔ قال یاغوث الاعظم اذا جاءك العطشان فی یوم شدید الحر وانت صاحب الماء البارد ولیس لك حاجة الماء فلو کنت تمنعه فانت ابخل الابخلین فکیف امنعهم رحمتی وانا شهدت علی نفسی بانی ارحم الراحمین اما آنچہ مقصود من ازین است بگویم بگوش جان بشنو اذن میدہد غوث را کہ چوں آیند بر تو تشنگان رویت من آنانیکہ برائے رویت من تشنہ داشتہ اند روح را یعنی ازدیدن انوار جلال وجمال واز کشف غیب دیدۂ روح را بربستہ اند مراقبہ برائے من میکرده اند ومنتظر بہ لقاے من اند ودر سجن فراق اند متصل شدن با من نمیتوانند اگر از غایت تشنگی بر تو آیند برائے شراب وصل ما زیراکہ انت صاحب الماء البارد وازین ماء البارد آب حیات شراب کلام اللہ است ورویت جمال لقا [illegible] چنین گرد یده ام در طرفة العین طالب ما بمن سانی ونو وصل جو ردان طالبان ما را یعنی تو ہم ہمچو داؤد علیہ الصلوۃ باشی یا داؤد اذا رأیت لی طالبا فکن له خادما وترا اگرچہ حاجت وصال نیست زیراکہ از فراق ووصال تو بالا شده ومعاملہ ترا بجائے رسانیده ام کہ جز من ہیچکس نداند پس اگر منع کنی طالب را از طلب من یعنی اگر شراب [illegible] ندہی پس تو بخیل از بخیلان آنچہ در تست طالبان را بدہ یعنی ہمچو [illegible] عاشق [illegible] بے نیاز ہم از گیسو دراز فرمود ع

تو ہم توجہ ارشاد کن تا ایشان ہم رنگ تو شوند براینچہ تو ہست ۱۱ در حق عاشقان فرمود
کہ کیف امنعُ رحمتی یعنی چگونہ باز دارم من جمال خود را انعا شقان من زیرا کہ انا اشہدھم
شھدت علی نفسی بانی ارحم الرحمین و بدرستیکہ گواہی می دہم من بر ذات
من اینکہ من ارحم ہستم از راحمان ازان راحمان اولیاء اند مراد اند یعنی اولیاءے من
بصفت رحم من متصف اند نعمت خود را خلعت خود را معنی خود را ، بجان خود می بخشند
ما از ایشان ارحم ہستیم یعنی انچہ ایشان کنند بطفیل من کنند و انچہ من کنم من کنم یعنی مریدان
از روح پیر نصیبے دریابند و عاشقان ما از ذات ما نصیبہا دریابند ایشان کجا و ما کجا از خود
بخود براے خودیم ایشان بمن فائز براے من از من فی ارحم الرحمین یعنی سنریھم
ایٰتنا فی الافاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق - الا انھم فی مریۃ
من لقاء ربھم ہے

یک ذرہ عنایت تواے بندہ نواز بہتر ز ہزار سالہ تسبیح و نماز

۴۸- یا غوث الاعظم اھل المعاصی محجوبون بالمعاصی
واھل الطاعات بالطاعات ولی وراءھم قوم آخرون لیس
لھم غم المعاصی ولا ھمّ الطاعات پس غوث براے اتصال ادمی پرسید
کہ بکدام طریق بتو واصل شوم من و کدام پیوستن بہتر و نزدیکتر سوے تست بجو پرسد
۴۹ فقلت یا رب ای الصلوۃ اقرب الیک قال الصلوۃ التی
لیس فیھا سوای والمصلی غایب عنھا میگوید کہ وصال آن گویند
نباشد دران وصال جز من یعنی میان عاشق و معشوق وصالیست کہ دران نہ بہشت
و نہ دوزخ یعنی نہ پردہ جمال باشد نہ پردہ جلال نہ پردہ صورت معشوق و نہ پردہ صورت
عاشق ہمہ عشق باشد العشق ھو الذات زیرا کہ فلا یکون مع اللہ شی ء

ولا یبقی ... ولا سواہ ایشان ... [illegible]
... در ہر دو نسخہاے منقول عنہ موجود نیست

۴۹۔ ثم قلت ای صوم افضل عندك یعنی کدام روزہ افضل است نزدیک تو یعنی برائے آن وصال مذکور مراقبہ باید یعنی انتظار کدام افضل است نزدیک تو شنیدۂ الصوم الغیبت عن رویت ما دون اللہ لرویت اللہ این ہم ظاہر است صوموا برویتہ صوم الرویت رامی پرسد کہ بدین لقائے تو روزہ میدارند کدام است برائے اینکہ افطار کنم بذات تو وافطروا برویتہ واین ظاہر باشد صوموا برویتہ وافطروا برویتہ این درحق عارفانست وآں درحق عاشقان است

عشاق بنائب قال الصوم الذی لیس فیہ سوائ والصایم غایب فیہ فرمود اللہ تعالی روزہ آنرا گویند کہ نباشد دران روزہ سوائے من یعنی عکس پرتو من وصائم یعنی عاشق نائب شود در ظہور عشق من یعنی در ظہور ذات من زیرا کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ یعنی جاء العشق وزہق صورت المعشوق والعاشق زیرا کہ المعشوق ہو الصفات والعاشق ہو الاسماء یعنی مقام مجرد عشق از عالم اسما وصفات بلند است کہ در فہم مردان نیاید زیرا کہ از وصف فراق ووصال نمیگنجد ؎

تعالی العشق عن فہم الرجال وعن وصف الفراق والوصال

۵۰۔ ثم قلت یا رب ای عمل افضل عندك قال الاعمال التی لیس فیہا غیری وسوئ من الجنۃ والنار وصاحبہا غایب عنہا

معنی ظاہر۔ [illegible] عمل صالح مراد ست وعمل صالح این است کہ برائے او جان خود را در بازد واز ہستی خود برخیزد [illegible] خلاق بشریت تبدیل کند واز خود پرہیز کند ؎

[illegible] درکوئے خرابات نگنجد سرو دستار حکین

۵۱۔ ثم قلت یا رب ای البکاء افضل عندك قال البکاء الضا

[illegible] افضل ست نزدیک تو فرمود گریہ خندہ [illegible] علیہ وآلہ وسلم قلت ام المومنین

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائم الحزن والبکاء وبکاء اولیا ہم افضل است نزدیک او شنیدہ آنچ انبا تم قلوبہم یسمعوا اہل السموات والارض بعد بکا ایشان در صحت حال حقیقی آیند آنہم نزدیک او افضل است ہمچو گفت۔

۵۲۔ ثم قلت یارب ای ضحک افضل عندک قال ضحک الباکین۔ پس پرسیدم کہ اے پروردگار من کدام خندہ افضل است نزدیک تو گفت خندہ گریہ کنندگان یعنی فرمود کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وگدایان امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچو در خوف وبکا بودند چون اجزان گریہ جمال وکمال من بینند کہ در ان نہ دوری باشد و نہ قصور نہ عیب و نہ شبہ بگر تجلی رب ضحکنا بتجلی او در خندہ آمد از خندہ او در خندہ و این خندہ ایشان را بمنزلہ عبادات است گر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازین خندہ نشان دادیا اباذر ضحکہم عبادۃ ومزاحہم تسبیح ونومہم صدقۃ ایشان را خندہ از سرے ست عظیم کہ در تحریر نیاید۔ بگویم کہ چون حقیقت در مجاز جلوہ گری می نماید خندہ آید

حسن خود از بہرے خوبان آشکارا کردہ پس بچشم عاشقان او را تماشا کردہ

اللہ ولا سواہ برائے تماشا خود را بحسن خود عاشق خود بخود است نہ کس عاشق است نہ معشوق خود ہست بہ خود است

۵۳۔ ثم قلت یارب ای توبۃ افضل عندک فقال توبۃ المعصومین۔ ثم قلت یارب ای عصمۃ افضل عندک فقال عصمۃ التائبین معناہ عصمہم اللہ بتوب عن کل شئ سوی اللہ۔

۵۴۔ قال یا غوث الاعظم لیس لصاحب العلم عندی سبیل مع العلم الا بعد انکارہ لانہ و ترک العلم عنہ صار

در ہر دو نسخہا سے مقول عبارت مختلف است و قیاس [illegible]

شیطاناً ۔ فرمود کہ اے فریاد رسندہ بزرگ نیست برائے صاحب دانائی خود را و عالم ظاہر بینان را نزدیک من راہے باعلم ظاہر کہ بزبان مقال میدارد مگو بعد انکار اے نسیانہ ۔ انکہ گویند علم ندانی بخوان و اگر بدان چندان بدانی کہ بدانی کہ نمیدانم یعنی معشوق عاشق کامل حقیقی درّے است در صدف آن صدف در دریاے وحدت است و علم را آنجا بسا راہ بیش نیست پس عالم در قعر دریاے وحدت کے در رسد تا نزد صدف کسے شود در حقیقت ایشان راچگونہ داند ۔ لانہ لو ترك العلم عندہ صار شیطاناً یعنی ازین نادانی علم لدنی حاصل میشود اگر آن علم را ترک دہد یعنی اگر علم لدنی کہ معلوم شود بر آن اگر کارے بکند شیطان گردد یعنی راندہ گردد و از جملہ راندگان ۔ ہمچو علم ظاہر موسیٰ علیہ السلام را بود آن علم ہیچ فایدہ نداد چون آنرا فراموش کردہ خدمت خضر اختیار کرد دید کہ خضر بر علم لدنی عمل میکرد ۔ موسیٰ را تحمل نشد در ہر سہ محل کہ مشہور است خضر فرمود اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا سر انجام فرمود هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ المعناہ الثانی از ان علم اول علم این مراد است کہ داند العالم ہو الحق المتجلی ؎

بجہان خرمم از انم کہ جہان خرم از وست   عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از وست

این علم ہیچ سونے ندہد تا کہ در عین الیقین و حق الیقین نیاید العالمون محجوبون بعلمهم ہمیں باشد و اگر این علم را ترک دہد ہم شیطان گردد یعنی در بار فراق باشد این جا مرشد کامل باید ۔ این علم را پذیرفت کند یا شاہد پرست کند یا بت پرست کند تا خدا پرست شود کفر زنا از نیجا روے نماید تا کہ شیطان محض گردد مشہور است کہ تا بر دوزخ گذر نکنی بہ بہشت نرسی و از بہشت نگذری بخدا نرسی عالم بخدا نرسد تا کہ عاشق نشود یعنی غیر عشق بخدا ہیچ کس نرسیدہ است ۔

۵۵ ۔ قال الغوث الاعظم رایت الرب تعالیٰ فسألت یا ما معنی العشق فقال عشق بی و فی قلبك عن سوائی فرمود آن غوث کہ دیدم من پروردگار را کہ بلند است از رسیدن فہم مردان پس سوال کردم من

چیست و چہ معنی دارد و عشق فرمود کہ اے غوث بزی بمن یعنی زندہ باش بمن و نگاہدار دل ترا
از جز من۔ میدانی چہ میگویم چون خداے تعالی بندہ را دوست دارد خود بر بندہ خویش عاشق
شود چنانچہ بغوث شدہ بود و غوث را مقام معشوقیت یعنی غوث را ہمرنگ خود و متصف
بذات خود کرد بعدہ بندہ را بر خود عاشق گرداند ہمچو غوث را درین حال کہ اول نمود و در عشق
خود شیدا کرد چنان مبتلا کرد کہ ہمہ را فراموش کرد علم ہمہ جہل گشت۔ غوث از عشق صغیر
خود می پرسد کہ پروردگار چہ معنی دارد یعنی چہ حال میدارد این عشق من کہ بر تو از ان مبتلا شدم
پس تربیت میکند اللہ تعالی کہ عشق بے وقِ قلبك عن سوائ یعنی بشارت
میدہد کہ زی بمن و نگاہداشتن دل خود را از غیر من خود را زندہ دان اللھم احیایك
این معنی دارد عشق و معلوم خواہد شد۔

۵۶۔ یا غوث الاعظم اذا عرفت ظاہر العشق فعلیك بلقائك عن العشق لان العشق حجاب بین العاشق والمعشوق

یعنی اے غوث چونکہ شناختی و دیدی پیدا اذات مرا کہ در دل و در روح خویش تو عاشق
و مبتلا شدہ لیکن ازین ہم ترا شاید کہ فانی شوی زیرا کہ این عکس پرتوے از ذات من
است این عکس پرتو پردہ است میان من و میان تو ازین پردہ خود گذاشتن را
پندے میدہد رب العالمین حضرت غوث را۔

۵۷ قال یا غوث الاعظم اذا اردت توبۃ فعلیك باخراج الھم عن النفس ثم باخراج خطرات عن القلب تصل الی والا فانت من المستھزئین۔ یعنی اے غوث چون خواہی توبہ یعنی ازین
عکس پرتو پیدا شدہ است اگر ازین رجوع سوے من کردن میخواہی پس باید مرترا کہ
بیرون شوی از اندیشہ از ان ذات تو یعنی چون عاشق شدی و پنہان داشتی عشق ر
در خود و سرانجام رسانیدی ذات خویش را پس باید کہ ہمیشہ در عشق من [illegible] مردان تو

شہید باشد و ترا من شار شوم و لہذا قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من
عشق وعف وکتم مات شہیدا و از خواطرات دل بیرون آئی یعنی دع نفسک فتعال
و اگر نہ پس ہستی تو یکے از سخن کنندگان غوث را سیفر اید الا فا منت من المستخفین
باقی کدام کس ماند کہ در شما آید آرے و المخلصون علی خطر عظیم

از خویش برون آئی در دوست درآئی تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی

۵۸۔ یا غوث الاعظم اذا اردت ان تدخل فی حرمی فلا
تلتفت بالملک ولا بالملکوت ولا بالجبروت یعنی چون غوث اعظم
را ہرچہ فرمان شدے بجامی آوردے اکنون این و ان در مقام اعلی علیین حرم ابعد
است آنجا غوث را آوردن میخواہد و برائے این میگوید کہ اے غوث چون تو خواہی کہ داخل
شوی در حرم من صوفی شو زیرا کہ الصوفی عرش اللہ تعالٰی فی الارض و صوفیان اولیائے
اویند زیر پیراہن اویند اولیای تحت قبائی لا یعرفھم غیری از ہمہ کس اولیا
را مخفی و مستتر میدارد از جہت عشق خود در زیر پیراہن خود و بعضے صوفیان را ہمچنین
میدارد الصوفی اطفال فی حجر الحق برائے آوردن درین مقام غوث را پندے
میدہد کہ التفت مکن بملک و بملکوت و بجبروت زیرا کہ لان الملک شیطان العالم
و الملکوت شیطان العارف و الجبروت شیطان الواقف فمن
رضی بواحد منھا فھو عندی من المطرودین معناہ ظاہر از ینجا
معلوم شد سالک چون بیجا رسد مجاہدہ اختیار باید کرد تا مشاہدہ شود۔

۵۹۔ کما قال لی یا غوث الاعظم المجاھدۃ بحر من بحار
مشاھدۃ فعلیک باختیار المجاھدۃ لان المشاھدۃ بدون
مجاھدۃ محال ولان المجاھدۃ بذر المشاھدۃ یا غوث الاعظم
من حرم عن المجاھدۃ فلا سبیل الی المشاھدۃ یا غوث الاعظم

من اختار المجاهدة بی لا لغیری فله مشاهدتی شاء او ابی

یا غوث الاعظم لابد للطالبین من المجاهدة کما لابد لهم منی معناه ظاهر۔ وصف مجاہدہ خود فرمود من چہ گویم ہرچہ گویم مجاہدہ ازاں بلند تر است زیراکہ بغیر مجاہدہ مشاہدہ نیست و مجاہدہ کار خاصۂ اولیا است چنانچہ مشہور است

۶۰۔ یا غوث الاعظم ان احب العبد الی الله العبد الذی کان له والد وولد وقلبه فارغ منهما لو مات له الوالد فلیس له الحزن بفوت الوالد ولو مات له الولد فلا یکون له هم موت الولد فاذا بلغ العبد هذه الدرجة فهو عندی بلا والد ولا ولد ولم یکن له کفوا احد۔ یا غوث الاعظم من لم یذق فناء الوالد بمحبتی وفناء المولود بمودتی لم یجد لذت الوحدانیة والفردانیة معناه ظاهر از والد مراد صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ولد صورت معشوق چوں ازیں ہردو بگذرد لذت وحدانیت و فردانیت خداوند عز و جل را بچشد و آنگہ بداند کہ چہ باید کرد۔

۶۱۔ یا غوث الاعظم اذا اردت ان تنظر الیّ فی محل فاختر قلباً حزناً فارغاً عن سوائی معناه ظاهر [illegible] او فی روح [illegible] زیراکہ [illegible] عند منکسرة قلوبهم لاجلی تو ہم دایم الحزن [illegible]

۶۲۔ فقلت یا رب ما علم العلم قال یا غوث الاعظم علم العلم هو الجهل عن العلم پس پرسیدم کہ [illegible] علم [illegible] علم یعنی العلم [illegible]

[illegible]

وھو الان کما کان فلا یکون مع اللہ غیر اللہ و این علم را نہایتے نیست پس تو نادان شو چندان بدان کہ بدانی کہ نمیدانم والسلام۔

۶۳۔ یا غوث الاعظم طوبی لعبد مال قلبہ الی المجاھدۃ وویل لعبد مال قلبہ الی الشھوات۔ اے غوث خوشی یعنی بشارت باد مر بندہ را کہ میل کند دل آن بندہ سوے مجاہدات کہ مشاہدہ است و ویل چاہ دوزخ و فراق مر کسے را کہ میل کند دل آنکس سوے شہوات خود پرستی و ہوا پرستی زیراکہ خود پرست نشود از میل دل ہمہ اعضا را میل شود زیراکہ القلب رئیس الاعضاء ملک البدن است نشنیدۂ کہ ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا اصلحت صلح سائر الجسد واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب و آن دل کہ بین الاصبعین من اصابع الرحمن آن ذکر است کہ مرتبہ عرش و بیت اللہ و حرم اللہ و مرات اللہ میدارد تو میدانی کہ کنندگان مجاہدہ ایشان را مشاہدہ روزی شدہ است۔ وچہ نشانہا دادہ اند اول از اعلام او لیاکہ تو اورا مجنون میخوانی بیان کنم گفت انا لیلی و لیلی انا و آن منصور مغفور مشہور فرمود ؎

و این وجہک مغفور ناطوبی   فی باطن القلب ام فی باطن العین

و آن خواجہ شبلی محبوب ازلی چنین فرمود کہ انا اقول وانا اسمع ھل فی الدارین غیری و آن سید الطائفہ رئیس القوم بنہایت صوم فرمود کہ لیس فی جبتی سوی اللہ و آن حسن خرقانی بیابانی گفت انا اقل من ربی بسنتین و آن سید العرفا امام الاولیا گفت لو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً و آن محمد رسول اللہ محبوب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منظور اللہ فرمود کہ من رانی فقد رای اللہ و آن اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مقبول سعید شاہ نی محمد حسینی فرمود کہ در چشم من درآیند و بہ بینند و بگویند۔ انچہ از گردن مجاہدہ شدے [illegible] شوق سر فر زند [illegible] زیسود را زگشت اگر و پیم نبدات شدے

باست دریغ ندارم اگر عشق حقیقی نداری عاشق مجازی شو که عشق ہمیں حقیقت است حل
مجازی چہ کنی قصہ از می کنی ورا ویان از جمال احمد خوب نشان میدہند اگر آ نزا خوانی
نیست فرق جز نام محمد حسینی را روزے چنیں اتفاق افتاد آبے طول و عرض او
ماشاء اللہ تا چہ قدر باشد عمقش از قرنیا د و نیست ۔ جمعے می روند یکے در آن میان
من ہم ہستم یکے دخترے سا ہے باز دیے او نیز میرفت تحفہ ایست کہ ما ہمتا اگر بر ہمتا م
آن دخترک را جا نیست اگر از عکس پر تو او خلقت حور باشد حور را جز دعوی خدائی
نکند ؎

ایں جوہر تند ی ز کجا آمدہ رب کاوصاف الٰہی است در و جملہ مرتب
ایں معنی عجیب است کہ گشتہ است [illegible] روح حقیقی شدہ با جسم مرکب

رنگ رخسار و قد بالا سے او از احسن صورت و از امرد شاب رمزے میفرماید میان
من و او مقدار یک فرسنگ باشد مرا بخود دعوت کرد چنانچہ شبہے را بعروسی با احترام میبرند
در آن آب نقیہ یک فرسنگ مرا بوسے اتصال دادند ؎

ازان خوشتر وزان بہتر چہ باشد کہ ناگہ میر سد یارے بیارے

شخصے از غیب الغیب شاہد شد جامہ بر من انداخت چنانچہ کسے مرکسے را بپوشند دران جامہ
خود [illegible] [illegible] ہمہ دان حسن و ہمہ دان لطف عین آن دخترک دیدم کہ او عاشق
من شدہ [illegible] [illegible] شدم ہمہ دان میان از من و از ان دخترک مہتر عیسی [illegible]
کرد و فرید [illegible] [illegible] دعوی افتاد من میگفتم کہ عیسے پسر [illegible]
است او میگفت پسر من عیسے فر [illegible] و ہمہ دو از ہر دو تبری مینماید و میگوید
نہ از [illegible] تو امد از ان او من [illegible] خود بخود وام و آن دخترک بعد از انکہ میگوید
عیسے زان تن است من خود در عین و می [illegible] و آن آب [illegible] گفتم ہمہ منم و اللہ
اعلم بہ کنم کسے کہ بر تبا ع محمد حسینی [illegible] شاہد شود بحرمت النبی و آلہ الامجاد علیہم
[illegible]

حکایۃ عن اللہ تعالیٰ من طلبنی وجدنی اسے طلبنی بالمجاہدۃ وجدنی بالمشاہدۃ۔

۶۴- قال الغوث الاعظم رایت الرب تعالیٰ ثم سألت
عن المعراج قال لی یا غوث المعراج مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغیٰ

فرمود غوث کہ دیدم من پروردگار را کہ بلند است از رسیدن فہم مردمان ہمہ روزے
در معاملہ محمد حسینی رب العالمین را ندانست و نشناخت پس ہمراہ خود نرسید
باقی کدام کس اند کہ در شمار آیند بشنو کہ عاشق سرفراز یار ہمراز گیسو دراز جعفر ثانی
محمد حسینی رسیدہ بعلم لدنی علمائے ربانی فرمود کہ روزے در وقت بہارے
در بازارے میگذشتم عورتے مستے در رستہ بازار نشستہ برگ میفروخت شطار
چندے گرد برگرد او و آن عورت سمن برے ظریفے ترکے تاجکے چابکے شوخے
غمزہ بازے عشوہ سازے عشق نمائے یار پردازے شیوہ ناکے جالاکے
خندۂ او اموات را زندہ میکند و قہقہہ او آزاد را بندہ میسازد ہمہ درپس ادا و آ
نیر و از دہانش از تاب قوسین حکایت میکنند چشمانش از وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ
وجہ نشان نمایند رخانش از سبحات قدوسی و سبوحی تابشے مینمودند پستانش از ربوبیت
بر آمدہ نشانے میدادند جنبش از بدر لاہوت رمزے مینمود و آن چند شطار
کہ گرد برگردان بہ کار بودند ہر یکے از دوا اُردوانی من اہوی دمن ہوی اذا زنی ماند
و آن برگ فروش بہر یکے رنگ میزی میکرد و ایشان را بجان میاری میسپردو مرا سبو
خواند خود بعوت کردمن چون روم کہ من تیخشنے مشدو و داعی انی ، ند م ساحے درونغم
و ملے میرفت و ساعتے بہ آوازے نرمے لطیفے کہ دلہا را آن سوا ہنگے درستے
خوانم شند این بیت قصیدہ بخواند۔

آنکہ ہمہ جہان بفرمان من است	سلطان منم و عشق تو سلطان من است
تو ذات منی ہمہ جہان جان من است	تو آن منی ہمہ جہان آن من است

- ... رہ جھل ... سمہ از کتاب ... الاسرار ...

پس اے دوست براے مشاہدہ مجاہدہ باید کرد طفیل ہ شدے کاملے آنجا رسی وگرنہ تو کجا و این عن اند کجا این الماء والطین واین حدیث رب العالمین

ثم سالت عن المعراج پس پرسیدم کہ معراج چیست فقال یا غوث الاعظم المعراج هو الخروج عن کل شئ سوائی یعنی معراج با من نیست

کہ جرو چونکہ از ہمہ پر تو اے من کہ از جمال و از جمالی من سوے من بیا و برسی وَ اللّٰهُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ مطابعہ خداوند عزوجل او بیا را سوے ذات خویش کہ صفت سلام دارد و السلام هو اللّٰه نمیدانی آنجا کہ گفت السلام علیک ایها النبی یعنی ذات من مشتاق است بر تو اے محمد صلی اللّٰه علیہ وآلہ وسلم برکہ نست نور نوری وسرسری

۶۵۔ ثم قال لی یا غوث الاعظم لاصلوٰۃ من لا معراج عندی یا غوث الاعظم المحروم عن الصلوٰۃ هو المحروم عن المعراج عندی۔ یعنی اے غوث نیست وصال من کہ نیست معراج مرو نزدیک من اے غوث کہ محروم است از وصال من یعنی محروم از خمس اوقات نماز من محروم است از وصال من یعنی او محروم است از معراج نزدیک من ہمہ او بیا القدر معراج خود است در حرج انفصال را گویند بصلوٰۃ اتصال با حق سبحانہ وتعالیٰ را گویند نیست انم۔ ند نیم منفصل در تیل بر است د بعد حقیقی بحق سبحانہ تعالیٰ بوصل جنید سے المحا تقطر والعصیت ہے

معشوق جا میں تا اگر غمزہ کرید | والعد سے ما شدین خود رنگ نحوید
گریخت موت بعد اکس زے | بیرون ذوق محبت بجہان کس بخشید
... بوسہ ابسہ | نہ چہ ما است رمیا نہ عشق

تمت

مولوی نذر محمد خاں صاحب مولوی فاضل

صدر مدرس مدرسہ روضتین و مہتمم اعزازی

کتب خانہ روضتین نے

دفتر کتب خانہ روضتین گلبرگہ سے شائع کیا

ملنے کا پتہ: مہتمم صاحب اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

کتاب مستطاب

مکتوبات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان غواص بحر لاتناہی
عشق و عرفان قطب الاقطاب فرد الاحباب جعفر ثانی حضرت خواجہ
صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی
قدس اللہ سرہ العزیز

بحسن توجہ
جناب معلی القاب نواب محمد امیر علی خان بہادر دام اقبالہم ایچ سی اس
صوبہ دار (کمشنر) صوبہ گلبرگہ شریف و ناظم جاگیرات صدر نشین مجلس انتظامی کتبخانہ و ادارۂ مصنفین
و بہ تصحیح و اہتمام
مولوی حافظ سید عطا حسین صاحب ایم اے سی ای
ناظم تعمیرات (وظیفہ یاب) سر رشتہ تعمیرات سرکار عالی

در مطبع آغا مرزا برقی پریس حیدرآباد دکن طبع شد
شوال المکرم ۱۳۶۲ھ

بوسیلۂ برکات عہد عثمانی خلد اللہ تبارک تعالی شایع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الذی خلق اللوح والقلم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الاکرم الذی یوتی جوامع الکلم وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین الذین انفجرت من ذواتہم القدسیہ عیون العلوم والحکم۔

حضرت سلطان العارفین مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز کے **مکتوبات** کا یہ مجموعہ بحمد اللہ طبع ہوا اور اہل ذوق کے استفادہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ ان مکتوبات کے جامع مولانا رکن الدین ابو الفتح علاء قریشی فرزند ارجمند حضرت شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہا ہیں۔ امیر تیمور نے جب دہلی پر حملہ کیا اس واقعہ سے تقریباً ایک ماہ پیشتر حضرت مخدوم بندہ نواز نے ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو دہلی چھوڑی اور ۲۲ ماہ مذکور کو گوالیر داخل ہوئے۔ شیخ علاء الدین گوالیری کو جو بیس سال پیشتر مرید ہو چکے تھے حضرت مخدوم نے اطلاع کر دی تھی (مکتوب سیزدہم صفحہ ۳۴)۔ گو ییر پہنچ کر انہیں کے مکان میں مقیم ہوئے اور ۱۷ جمادی الثانی ۸۰۱ھ کو وہاں سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل شیخ علاء الدین گوالیری کو منصب خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مخدوم کے مریدوں میں یہ پہلے بزرگ ہیں جنہیں خلافت دی گئی۔ اس وقت تک ان کے فرزندوں میں سے بھی کسی کو انھوں نے خلافت نہیں دی تھی۔ مولانا رکن الدین ابو الفتح [illegible] قریشی اس وقت سے دو سال پیشتر حضرت مخدوم سے بیعت کر چکے تھے۔ اور

چند سال کے بعد خلافت سے بھی مشرف ہوے۔ حضرت علاء الدین گوالیر چھوڑ کر کالپی چلے آے اون کے ہمراہ مولانا رکن الدین ابو الفتح بھی مع اہل وعیال کالپی آے اور یہاں متوطن ہوگئے۔ ان دونوں بزرگوں کے مزار کالپی میں ہیں اور ان کو بجاے گوالیری کے کالپوی لکھتے آے ہیں۔

شیخ رکن الدین حضرت مخدوم کے زمانۂ حیات میں گلبرگہ آچکے تھے۔ اون کے رحلت کے چند سال بعد پھر آے اور چندے قیام کرکے اور پیر کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوکر بیدر گئے۔ بیدر اس وقت سلاطین بہمنیہ کا دار السلطنت ہوچکا تھا۔ یہاں بھی چندے قیام کرکے حجاز گئے اور حج وزیارت سے مشرف ہوکر وطن واپس آے۔ حضرت مخدوم کے مکاتیب جو اونھوں نے شیخ علاء الدین اور مولانا رکن الدین ابو الفتح کو لکھے تھے ان کے پاس موجود تھے۔ بیدر میں ایک دوست سے اور بھی بہت سے مکاتب ان کو ملے اور زیادہ تر انہیں کے اصرار پر حج سے واپس آنے کے بعد ۸۵۲ھ میں ان کو جمع کرکے کتاب کی شکل میں مرتب کیا۔

اس مجموعہ میں حضرت مخدوم کے چھیاسٹھ ۶۶ مکتوبات ہیں۔ ان میں ایک مکتوب (مکتوب نمبر ۳۹) سلطان فیروز بہمنی بادشاہ گلبرگہ کے نام اور ایک (مکتوب ۶۶) حضرت مسعود بک چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے۔ بقیہ سب مکاتیب مریدوں اور خلفا کو لکھے گئے تھے ان کے علاوہ مولانا رکن الدین ابو الفتح نے حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی کے سات مکتوب اور ان کے فرزند اصغر حضرت سید محمد اصغر حسینی کے چار مکتوب اور قاضی سراج الدین مرید حضرت مخدوم کا ایک مکتوب بھی شریک کیا ہے۔ ان میں دو مکتوب انہیں کے نام کے ہیں اور بقیہ دس مکتوب ان کے والد حضرت علاء الدین کالپوی کے نام کے ہیں۔ آخر کتاب میں تین خلافت ناموں کی نقلیں بھی شریک کی گئی ہیں۔ ایک خلافت نامہ حضرت شیخ علاء الدین کو اور دوسرا

حضرت رکن الدین ابوالفتح کو دیا گیا تھا اور تیسرا عام خلافت نامہ جو حضرت مخدوم نے لکھوا کر محفوظ رکھا تھا جب کسی مرید کو خلافت دیتے اوس کی نقل کروا کر اون کا نام لکھکر اونہیں دیدیتے ۔

حضرت مسعود بکؒ جن کے نام کا ایک مکتوب اس مجموعہ میں ہے چشتیہ طریقہ میں نہایت ہی ممتاز بزرگ تھے ۔ سلطان فیروز تغلق کے وہ قرابت دار تھے ۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام قدس سرہما کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے ۔ یہ دونوں بزرگ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا کے مرید اور خلیفہ تھے ۔ حضرت مسعود بکؒ خواجہ بندہ نوازؒ کے ہمعصر تھے حضرت خواجہ کی سکونت پرانی دہلی میں تھی جو اب قصبہ مہرولی کے نام سے مشہور ہے اور حضرت مسعود بکؒ اس کے قریب کے ایک قریہ میں رہتے تھے جس کا نام لاڈو سرائے ہے اور وہیں ان کا مزار ہے ۔ حضرت سید محمد حنیف جو سید السادات کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا مزار بیدر سے ایک میل شمال مغرب جانب ہے ۔ حضرت مسعود بکؒ کے مرید اور خلیفہ تھے ۔

حضرت مخدوم کی دوسری تصنیفوں کی طرح ان مکتوبات کا مجموعہ بھی نہایت ہی کمیاب ہے ۔ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں ۱۲۱۵ھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ (۲۰۲ تصوف فارسی) موجود ہے ۔ نواب معشوق یار جنگ بہادر کو رنجور میں ایک نسخہ عاریت ملا تھا جس سے اونھوں نے نقل لی تھی اور گلبرگہ شریف کے کتب خانہ روضتین میں داخل کردیا تھا ۔ بے حد جستجو کے بعد مجھے کسی تیسرے نسخہ کا پتہ نہیں مل سکا ۔ یہ دونوں نسخہ بہت غلط لکھے ہوے ہیں بہرحال ہم ان کے باہم مقابلے سے جس قدر ممکن ہو سکا تصحیح کی گئی ۔

کتب خانۂ آصفیہ کے نسخہ میں صرف کسشہ مکتوب ہیں ۔ سں سے ول سے بعد سے متوبوں کا کسی دوسری کتاب سے مقدمہ ملا ۔ یہ فہرست میں تینوں خلافت نامے

مندرج ہیں۔ ان کی تصحیح اس کتاب سے مقابلہ کرکے کی گئی۔ نہایت افسوس ہے کہ کسی تیسرے نسخہ کے نہ ملنے کے باعث خاطرخواہ تصحیح نہ ہوسکی اور جابجا الفاظ اور جملے مشکوک رہ گئے۔ ایسے اکثر مقامات پر استفہام (؟) کی علامت لکھدی گئی ہے۔

شرح رسالۂ قشیریہ اور جواہر العشاق کی طرح یہ کتاب بھی ہمارے محترم کرم فرما جناب **نواب محمد امیر علی خاں بہادر** دام اقبالہم صوبہ دار صوبۂ گلبرگہ و ناظم جاگیرات درروضتین " کی حسن توجہ اور اون کی سرپرستی میں منجانب کتب خانہ روضتین طبع ہوئی اور اہل ذوق کے استفادہ کے لئے شائع ہورہی ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ اون کو دارین میں جزائے خیر دے۔

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نہایت کثیر التصانیف بزرگ تھے اون کی تصنیفات کا زمانہ تقریباً ۸۰۰ھ اور ۸۲۵ھ کے درمیان کا ہے ان کی جلالت شان کے باوجود بہتری تصنیفیں زمانہ دراز سے مفقود ہیں اور نہایت جستجو اور تگ و دو کے بعد جو دستیاب ہوسکیں اون میں بھی اکثر کے دو نسخوں سے زیادہ کا کہیں پتہ نہیں ملا یہ برکت و سعادت خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقائے ولی نعمت ظل اللہ فی الارض سلطان العلوم **اعلیحضرت آصف جاہ سابع** اعلی اللہ عمرہم وادام اللہ ملکہم و دولتہم کے نہایت مبارک عہد ابد مدت کے لئے ہی مخصوص فرمائی کہ اب چھ سو سال کے بعد وہ کتابیں جو مفقود تھیں طبع ہوکر منظر عام پر آرہی ہیں اور اہل دل اور ارباب ذوق کے استفادہ کے لئے شائع ہوتی جارہی ہیں۔ آقائے ولی نعمت اور شاہزادہ گان بلند اقبال کیلئے بارگاہ رب عزت مجیب الدعوات میں صمیم قلب سے نہایت عجز و الحاج کے ساتھ یہی دعائیں ہیں جو حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز خواجہ بندہ نواز قدس سرہ نے سلطان فیروز بہمنی کے لئے کی تھیں (مکتوب ۲۹)۔ حق سبحانہ و تعالیٰ شرف قبولیت سے

ممتاز فرمادے بحرمت النبی والہ الامجاد۔

اس کے بعد کے صفحوں میں مکتوبات کی فہرست دی گئی ہے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

خاکسار

سید عطا حسین

حیدرآباد دکن

۲ شوال المکرم ۱۳۶۲ھ

فہرست
(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہٗ

نمبر مکتوب	نام مکتوب الیہ	صفحہ
۱	بعضے مریداں و معتقداں	۳
۲	مولانا محمد معلم و بعضے یاران دیگر گجراتی	۸
۳	قاضی علم الدین بھڑوچی	۱۱
۴	قاضی علم الدین بھڑوچی	۱۷
۵	بعضے مریداں و معتقداں	۱۸
۶	بعضے مریداں	۱۹
۷	بعضے مریداں و معتقداں	۲۵
۸	مولانا نظام الدین محقق	۲۷
۹	شیخ علاء الدین کالپوی	۳۰
۱۰	شیخ علاء الدین	۳۱
۱۱	شیخ علاء الدین	۳۱
۱۲	شیخ علاء الدین پیش از خلافت	۳۲
۱۳	شیخ علاء الدین	۳۴
۱۴	شیخ علاء الدین	۳۴
۱۵	شیخ علاء الدین	۳۷

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہٗ

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہ

(الف) مکتوبات حضرت مخدوم بندہ نواز قدس اللہ سرہ

نمبر مکتوب	نام مکتوب الیہ	صفحہ

(ج) مکتوبات مخدوم زادگان منجانب مخدوم زادہ بزرگ

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ
فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

مکتوبات

امام العارفین قدوۃ الواصلین شہباز بلند پرواز لامکان
غواص بحر لاتناہی عشق و عرفان قطب الاقطاب فی الاحباب
جعفر ثانی حضرت خواجہ

صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

قدس سرہ العزیز

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بے حد و ثنای بے عدد مر خداوندی را که مراسلات کلام مجید و مکاتبات سور فرقان حمید
بر ذات حمیده دوست برگزیده خود در مدت بست و سه سال نجماً نجماً بفرستاد و در دل
محبان خود از آن حظی وافر و ذوقی متواتر نهاد و تحف صلوات و طرفه تحیات بر روح مطهر ن متواتر
و قالب معطر آن عنوان صحیفه سعادت و دیباچه نمیقه هدایت قدوه اهل صفا حضرت
محمد مصطفی صلی الله علیه وآله وسلم و بر یاران و پیروان او که دفاتر علم و عرفان و مولد کشف و
ایقان بودند صلی الله علیه و علیهم اجمعین. اما بعد می گوید فقیر حقیر محب ارباب تصوف و
درویشی ابو الفتح علاء [illegible] قریشی [illegible] و وابسته بن مریدان و مجاوران قطب العارفین
مقتدی [illegible] سید محمد حسینی الملقب به گیسو دراز
المخاطب بالصدر [illegible] الشیخ [illegible] پای زاد عمت برکاتها چون
فقیر [illegible] زیارت [illegible] الله شرفاً و تعظیماً از محمد آباد
[illegible] شیخ خود [illegible] و رخت در دار الملک بیدر
فرود [illegible] مکتوب حضرت [illegible] فقیر آورد این
فقیر [illegible] این فقیر و والد این فقیر خدمت شیخ علاء الدین
[illegible] شرف شده بودند و دیگر یاران و بعضی خلافت

نامهاے مخدوم و بعضے مکتوب مخدوم زادگان جمع کنند تا طالبانِ حق را در کار سلوک ممد و معین باشد . و بواطن ایشان موجب مزید ذوق و شوق گردد و بعد مراجعت از زیارت حرمین رزقنا الله العود الیهما در سنه اثنی و خمسین و ثمانمائه هم در ذیل آن مکتوبات دیگر الحاق کرده شد حق تعالی خوانندگان و شنوندگان را موجب مزید حال و حسن عاقبت در مآل گرداند و این فقیر را آنچه و حتی این مکتوبات مندرج است و مقصود حضرت شیخ است بخطے کامل نصیبے شامل نموده گرداند بمنه و کماله

مکتوب اول

بجانب بعضے مریدان معتقدان

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله علی کل حال والصلوات علی رسوله بالغدو والآصال تبلیمات سنیات تحف تحیات بعث تعدیه که زمراسمه دین داران و مواجب اہل اسلام است اصحاب ارادت و ارباب سعادت محقق دانند که اہم المهمات و اعز المطلبات باہمہ صفت و وفقیت بحسن عاقبت است اللهم اختم امورنا بالحسنی الخاتم بحق خاتم الانبیا و اهل بیت الاصفیا و بحکم حسن عاقبت و بحسب حال و مقام و قدر روزگار را و شمرند عوام علما چون انبیا که بر بہمند واز دایره کفر جلی خارج گردند تا آخر الانفاس بدین اختصاص بجان برسد چون بہشت و الناس سپارند ہمہ و بند عاقبت ایشان بقدر تحیت شده و بسبب آن آسایش و آسودگی بہشت باجماع کبار در اقرار است شئت الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن روزگار را و باشد و آنجا طلب ارادت ابتدای حال و شریف یعنی آن عهد سعادت کمال دین بمعنا تمام گرفته ست ... شب ... و ... شب ... بیت ... ارشد و بعضے اشنائی بصوبت ... آمده بابیت

ان حسن

ربنا لجنتی لنا ... سبب الجنة و ...

... رساند

مجنون عشق را اگر امروز حالتست … کاسلام دین لیلی و دیگر ضلالتست

دانسته اند و نیکوتر شناخته اند۔ مصرع

جز یاد دوست هر چه کنی عمر ضایع است

ایشان بگویند اگر محبوب بحسب حال مطلوب در بر باشد زہے دولت و زہے لذت و زہے کرامت و زہے عزت و رنہ سر بر در با همه درد و ذلت خواہند در بر باشند و اگر روزگار قلب باز و بارے بر در رسد اما اینکه نه بر در باشند و نه در بر معاذ الله به بلائے اسیر گشته بودند که بار آنرا سماوات سبع و ارضین بسر بردن نتوانند و حامل آن نتوانند گشت رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا از جمله خواهان ایشان باشد اگر درد در دل ایشان اندکے می گذرد مضطر شود خویشتن را از جمله کافران و جهنمیان داند سید الفقرا میدانی کرا نامند عمر درازے همتے بلندے جز او را نخواست و جز بدو نه پرداخت شررے ازان در بر وے کشاده کردند و فرجه در آمد نیافت و روے فتحیابی ندید با این همه شهباز سرافراز با صد هزار ناز و نیاز سر از آستانش بر ندا شته می گوید۔ بیت

من نه آنم که دل از یار خویش برگیرم … وگر ملول شوی دلبرے دگر گیرم

ن ن ن نه ام
ن صاحب ا

و التفات ما ئی بقبولی و وصولی ندارد بلکه میگوید۔ بیت

کفر کافر را و دین دیندار را … ذره دردت دل عطار را

این جوانمرد بدرد و سوز آن ذوق و لذت دارد چه دانم که واجد و اصل را هست یا نے۔ بیت

ذره دردے بود در دل ترا … بهتر از هر دو جهان حاصل ترا

اے عزیز طلب آن شئے نیست که طالب هرگز بزیان افتد خسران و خسارت نداند مرحله بست بر بسته اند همین طالب تجر و ربحے۔ انجح و فضلے راجح دارد این تجارتے سیت

هرچند زبان بیشتر بند سودمند تر گردد گفتار دوستان است۔ رباعی۔

با دل گفتم مرا ببر بر در او — کو محتشمست و من ندارم سر او
دل گفت که این حدیث بیهوده مگو — یا در بر او کشند یا بر در او

هیهات هیهات با تو چه گویم وصل وهم و خیال ست و درد و اندوه و فراق و ثبوت المحال است لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کجا افتاده ام المقصود حسن عاقبت اهل درد و طلب آن ست که جان بجانان سپرند در حالتے که دریائے شوق در شورش و شور خویش باشد و او را بزور خویش در غطے و غوطه انداخته باشد و او دران حالت دست و پائے میزند و باضطراب تمام دلش همیدان وا ده جان را بسلامت از هوائی و نوائی داشته بدست دوست سپارد۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ همین نعمت را خواسته است و هم برین عزت پرداخته است و بحق حقیقت اهل تحقیق برانواع و اصناف باشد مردے که ایشان را اگر از ایشان بپرسند از نیک و بد از دنیا و آخرت از دوزخ و بهشت از معراج و از [illegible] از ارتقا و استوا و از کشف ارواح و اشباح از منکر و نکیر از نعم و تحریم از تحیه و تعظیم از تجلی و کشف و کرامت و زیادت و نقصان و رد و قبول و فوت و حصول و حرمان و وصول و از طاعت و معصیت از عبادت و ملالت سوال بپرسند اینجا ایشان چنین فرمایند۔ ابیات

آنجا که منم نه لاست نے جائے نعم — زیرا که همه یکیست نه فزونست نه کم
بیزارم از وصال و از هجران هم — بیگانه ام ز وجود و لذات و الم
نے حال بماند و وقت نے ذوق مقام — نے ماندم و من نه او همه گشت عدم

[illegible] بزرگوار فانی فِي الْوَاحِدِ الْقَهَّار است اگر او را تو در شانے شیئے بینی بتحقیق ولی این قدر بگفت من تقلید کنی که تو فی [illegible] بیان نیست این شیخ فانی بچه معنی باقی است من الازل الی الابد بما هو له فی [illegible]

خوند کارست کار او بیرون ہر کار است او را مادر و پدر نزادہ است او یکے ازاں افراد است
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ حکایت ہم ازاں مجاز است
طائفہ طبقہ چنیں ہم باشند کہ در انواع تجلیات مبتلا اند تجلیات قہر ہست تجلیات جلال است
تجلیات لطف تجلیات جمال است ہر چہ بعزت و عظمت و ہیبت و کبریا و رفعت کشد
ایں را صفت جلال نامند و ہر چہ قیادلت مکروہات شرعی کند و صورت خسیسہ چناں کہ
ستور و خر و غیر آں و موذیہ چناں کہ مار و کژدم و شیر و گرگ و غیر آن و ایں را نعت قہر نامند
اما لطف و جمال ہر چہ بالقا و ایصال راحت است و اثبات کرامت ایں را لطف نامند
و ہر چہ از ملاحت و حسان باشد و از دلال و غنج بود و از کرشمہ و ناز اشارت برد و غیر آن ایں را
تجلی جمال خوانند اگر چہ قہر و جلال اخویں اند لطف و جمال اخواں تواماں باشند تحقیق خود
ایں است جلال در جمال مندرج است و جمال در جلال مندمج حسن عاقبت ایں خلاست
جز ایں نباشد کہ مختتم بر تجلی جمال می باشد بہ سے کہ مقصود و مطلوب او بود امیر المومنین
حسن علیہ السلام در آخر وقت می گریست پرسیدند فرمود اقدام علی سید لم اراہ
تجلی جدید است تا بکدام صفت باشد عظیم خوف است این آہ تجلیات اختیار نیست
تا او چہ سازد و چہ بازد تا دکمین علم نفسی چہ چیز باشد ہم ازیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ تجلیات را
نہایتے نیست بر ہیچ یکے دو بارہ صورت نمودہ است و کذالک دو کس را بیک صورت
در ایں چنیں گردابے افتادہ اند زبان شاعر نالہ می کند ۔ بیت

مرا دل والہ و معشوقہ خود کام — ندانم بہ چہ گردد آخر ایں کار

وسیسو می بیچارہ مسکینے است او را گہے نمایند گہے ربایند گہے کشف گہے استتار گہے
مواجہت گہے استدبار گہے بخوانند گہے برانند گہے نوازند گہے گداز ندایں سوخت افروخت ایں
ریختہ بیختہ ایں دردمند مستمند ایں مسکین مستکین ایں بیچارہ درماندہ این آمدہ ناخواندہ

اخوف الخائفین باشد ضرورت بیم آن دارد که درها بسته ماند و دورباش غیرت بدور اندازد اللهم اعصمنا من الحور بعد الکور اخوف الخائفین باشد همه روز و همه شب در آه و نیاح و بکا و اضطراب گذارد همیں غم دارد۔ بیت

تا چه خواهد کرد بر من دور گیتی زین دو کار   دست او در گردنم یا خون من در گردنش

حسن عاقبت این بزرگواران باشد که در حالت آخر منبعث تجلی ذات و عیان صفات باشد رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ و دیگر که برخاسته از خویشتن است سیر آمده از جان و تن است استرسال نفس مع الله کرده است بهر صفتے که بر وی برد او را طرفے دیگر لمحه و لحظه نیست دوزخ دو رخ دارد ظَاهِرُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَبَاطِنُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ و بهشت به بهشت تو نسبت برد و از یں همت نیست مانده است و حسن عاقبت او این است که بختم ایمان همه بریں ایقان باشد استوار ایستاده است او به دوزخے و بهشتے در نیفتاده است شبلی گوید لو خیرنی بین الجنة والنار لاخترت النار لما فیه من خلاف النفس جنید فرمود۔ هذا کلام الاطفال لو خیرنی بین الجنة والنار ما اخترت شیئاً الا ما اختار الله تعالی ای ای ترا اندیشه باید چیستی و کیستی کداهی و کجائی مآل تو بچه کشد تو کدام قماشی و از کدام خیلی میان مرغانی دیارجلی اما خوش وقت تو که بغم نشسته و افتاده خواسته و افروخته روزگارت بسر بردی و میری۔ بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس   نه یک دریغ که هر دم هزار بار دریغ

اکنوں بباید دانست کدام عمل باشد که بداں امید بر حسن العاقبت شود یک عملے است که نازک ترین اعمال است و آسان ترین اکتساب و فع خطرات کنی تا چناں که غیر خدائے تعالیٰ و حضور او و شهود او و غیر او در دلت نباشد و نفس تو

ازیادہ گردی پاک شدہ باشد حاصل نفسے پاکے ودلے متوجہ بارہا این سخن گفتہ ام
ومی گوییم این چنیں رانوزدہ سہم گوییم کہ عاقبت بنجز شود یک سہم برائے تقدیر ازلی
واشتہ ام ودرنہ او بہمہ وجوہ روے بخالق الحیات والممات آوردہ است ازجنت وجود در منزل امن وامان بعدہ است
اللهم احیینا محبین لک وامتنا محبین لک واحشرنا فی زمرة
المحبین لک اللهم اللهم والسلام۔

مکتوب دوم

بجانب مولانا محمد معلم وبعضے یاران دیگر گجراتی

السلام علی من اتبع الهدیٰ وسلک مسلک التقیٰ و
سبل سبیل الرضا۔ اصدقاے صدق ومتقاے طرق حق مقرر ومحقق دانند کہ
سبحانہ تعالیٰ خالق افعال العباد کما هو خالق احیائهم باید دانست
سعید آن است کہ در مظہر او حسنات ومبرات آفریدہ وشقی اوست کہ در مشہد او منہیات
وسیئات فعلی ہذا مردم در خود بتامل نظرے کند ولیضع نفسہ وبرائے ہر یکے راضعے
ومقرے ساختہ اند السعید من سعد فی بطن امه والشقی من شقی
فی بطن امه عبارت از علم نفسی اوست تعالیٰ بدانی آن کہ او غم عاقبت می خورد
وبرائے آن راوست وپاے میزند بتحقیق او نیک بخت از شکم مادر است چوں
باشد نبی اللہ از دوزخ وبہشت خبرے دہد واز دوزخیاں وبہشتیاں انبائے فرماید
وتو بنعیم وخرم وخوشاں باشی در دوزخ چند عذاب است یکے عذاب جسنی ست
کہ اہل دین علی العموم ازاں حکایت گفتند ودیگر عذاب تنہائی باقلق واضطراب
است ودیگر عذاب حرماں از شہود جمال رحماں ست ودیگر ہر یکے ہیں واندراں
عذابے کہ من گرفتارم کسے دیگر نیست نعیم بہشت حسنات چنانچہ گفتہ اند امنا وصدقنا

گفتہ اند

ودیگر آرام وقرار ودیگر شهود جمال جلیل الجبار علی الاٰنات والساعات متجدداً ومتوالیاً بحسب مطالب القوم ہاں وہاں درین گفتار ترا طلبے ورغبے رہیے وچیزے حاصل شد یا نہ اگر شد طلب اسباب حصول مقصود وکجا اضطراب ودم سرد وچشم نم کو۔

بیت۔ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ٭ کین رہ کہ تو می روی بترکستان ست

مجنون را گفتند اگر تو در بستر لیلی باشی ولیلی بمراد تو نباشد چکنی گفت من بمراد لیلی باشم۔ بیت

اگر مراد تو اے دوست نامرادی ماست ٭ مراد خویش دگر بار من نخواہم خواست

ہیچ میدانی کہ دریں سخن کدام در دردمندی کشادہ است وکدام ساز وسوز درساختہ است چکنم کار افتادہ باید بلائے گرفتار شدہ باید تا ازیں ریزہ چینی توان چیزے

توان چید لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادم یاران عزیز ودوستان شفیق سلام دعا مطالعہ کنند ہمارہ متجسس متفحص احوال خود باشند باید کہ از مزید ونقصان خویش خبرے باشد غافل مباشید لکن جماً انعش بالخیر اگر مقصود بدامن نیست باید کہ درد طلب دامن گیر تو باشد وبقدر وسع وامکان بارعایت اسباب آن بود اگر اقدامے واقتحامے در معرکہ مرداں نمی توانی کرد بارے نعرہ مردبزن اگر بکائے نیست تباکی باشد۔ بیت

گر یار نمی کند قبولت ٭ خود را بستم بزلف او بند

اگر کار تو قلب افتادہ در بر قرار ندہند بر در بنشیں۔ مصرع

بر در بنشینم گر از خانہ برانند

بیچارہ بت پرست محبوب را گم کردہ والبتہ در وہم او وجدانش در عین ان چیز

محال صورتے ساختہ او را نامش نہادہ ومی پرستد ترا ایں باید کہ مقصود خود را ساعت فساعت زماناً فزماناً حاضر وشاہد تصور کنی وہم بدین خیالات قربتے ومحبتے درمیان

نہی بعلم اللہ چنانچہ آں بت پرست ازاں صورت پرستی فیضے از معبود خود می یابد اگر
مرا استوار نمیداری فلنسألنھم ۔ کذلک این تصور حقیقت را فیضے از حقیقت ؟ فلنسألنھم
نصیبہ شود ازاں قسمت نصیبہ شود کہ حسین منصور انا الحق گفت و بایزید سبحانی ہرچند
ایں انا الحق حق نیست و سبحانی از جہاں انسانی ست ولیکن ازان شمس و قمر ازاں
شمع انور پرتوے بروے تافتہ است موسیٰ علیہ السلام رویت خواست گفتند
کوہ را ببیں تجلی ما بروے شود اگر بر عکس عکس تجلی قرار ت باشد چناں بود کہ ما را بہ بینی
اکنوں تو بداں کہ طلب موسیٰ علیہ السلام ضائع نرفتہ است لیشیٔ مائی محظوظ شد
چنانچہ بہ بیں ایں تصور و ایں ترتیب تا کجا رسانید ببیں کہ از اثر آں موسیٰ علیہ السلام چہ
خبر میدہد تُبْتُ اِلَیْكَ پس آں کہ عکس عکس مشاہدہ شد بضرورت رجوع
ہم بسوے او شد و از ہمہ چیز فارغ آمد پند بشنو بگوش دل اصغا کن خود را از حق دور
مداں اِن لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ او با تست می گوید نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ
اگر تو ایں وہم دوری را از خود بدر کنی و قرب حقیقی او را در تصور و تخیل خود قرارے دہی
عجب نباشد از انچہ موسیٰ گفت تُبْتُ اِلَیْكَ ترا ہم فراغے سکونے قرارے با مقصو
خود باشد کسب ہمیں است رہ بوصول ہمیں است و ورائے ایں راہ فرجے و درے دیگر نیست و اگر کسے
بسبب من الاسباب بدو رسید چناں کہ گرسنہ را طعام داد و تشنہ را آب داد اگر
ازیں صنعت قبول افتاد بحسب ایں تصور و تخیل در دل او متمکن و متقرر شود پس آں
فائض بداں دولت گردد در حدیث است خواندہ باشی کہ فردا اِمتنادِ صدقنا
با بہشتیاں گوید ہر تمنی و تشتہی کہ در خاطر شما بود رسید ایشاں گویند بلی یا رب بل از دینہ
خداوند تعالیٰ گوید بایشاں ہیچ آرزوے دیگر دارید گویند لا نحن فی عیش و راحۃ
و خلود و صباحۃ الا خداوند تعالیٰ با آں غفلت آنہا پیام گوید نمی خواہید کہ مرا
بہ بینید گویند بلے یا رب باقی قصہ معلوم نظارہ شو ایں قدر طلب نخست در دل

ایشاں نہادکہ ایشاں گفتند بلے یارب پس آں برایشاں تجلی خود کرد ایں قدر لا بدیست معشوق عاشق را خواہاں است ولیکن غیرتش بریں میدارد کہ طلب از طرف عاشق باشد تحفہ سخنے است ایں علما در مقالات اصول کلام نویسند کہ رویۃ اللہ فی المنام جایزۃ مرد دانشمند استاد مطلق ایں سخن را بر شاگرد فرمود و بحجت و دلیل اثبات کرد متعلم عقیدہ بر آں بربست و آنرا الیقین دانست عجب کاریست نہ استاد را طلب در سرافتاد و نہ ایں شاگرد را چنانچہ گفت اند۔ اقل حیض سہ روز است و اکثر او دہ روز مکلے دانستند امکان او را ایمانے آوردند فقط ہیچ شبے بدیں غم و بدیں طلب و بدیں آرزوے نخفتند دمے سردے وچشمے نمے وسینہ گرمے از ایشاں روے نہ نمود و فعلی ہما مردمانے کہ تقدیر انکار کنند ہمبریں قیاس باشد۔ مولانا محمد معلم و خواجہ نصیر الدین عماد و مولانا شعیب و مولانا علاء الدین جہانگیر بلکہ و اصحاب دیگر تسلیمات مابلیق بحالہم از ما مطالعہ فرمایند والسلام۔

ن جہانگیہ

مکتوب سوم

بجانب قاضی علم الدین بھروچی

فرزند دینی قاضی علم الدین علے محمد یوسف حسینی مطالعہ کنند و مقرر خاطر گردانند بدانکہ چوں آئینہ دل صاف شود و زنگار طبیعت و ظلمت صفات بشریت از دل محو گردد و قابل قبول انوار غیبی شود در بدایت حال آں انوار بیشتر مثال برق و لوامع و لوایح پدید آید چنداں کہ صفا زیادت می شود آں انوار بقوت تر و زیادت تر می گردد و بعد ازاں برق بر مثال چراغ و شمع و مشعلہ و آتش افروختہ شود و آں گاہ نورہاے علوی پیدا آید ابتدا بصورت ستارگاں بعد ازاں بر مثال ماہ بعد ازاں بر مثال خورشید پیدا گردد و گاہ گاہے ہزار چند از خورشید در روشنائی و تابش زیادت باشند پس بدانکہ ہر نور کہ صفت برق و لوامع دیدہ شود بیشتر از برکت وضو و نماز باشد

وانچه در صورت چراغ ومشعله و مانند این دیده شود آن نوری باشد که از ولایت
شیخ است ویا از نبوت حضرت صلی الله علیه وآله وسلم وآن چراغ ومشعله دل او بود
که بدان مقدار منور شده است واگر بصورت قندیل ومشکاة بیند هم ازین معنی باشد
که گفته شد واما آن چه در صورت علویات بیند چون ستاره وماهتاب وآفتاب آن
انوار روحانیت بود که بر آسمان دل بقدر صفا ظاهر می گردد چون آئینهٔ دل بقدر ستاره
صافی شود نور روح بقدر ستاره پدید آید وچون ماه شکل بیند اگر تمام ماه بود بدانکه دل
تمام صافی شده است واگر نقصان دارد بقدر نقصان کدورت باقی است وچون
آئینهٔ دل در صفا بکمال رسد قابل نور روح گردد بر مثال خورشید بیند چنانچه صفا زیادت
تر خورشید درخشان تر تا وقت بود که در روشنی هزار بار از خورشید تابان تر بود واگر ماه وخورشید
هردو یکبار ببیند ماه دل بود که از عکس نور روح منور شده است وخورشید روح باشد
که دیده شود اما منور از پس حجاب طالع می شود تا خیال او را بر صورت خورشیدی بیند
والا نه نور روح بی شکل وبی صورت است وگاه بود که پرتو انوار صفات خداوند
عز وجل بر قضیه من تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا استقبال کند
وازین حجاب روحانی ودلی عکس بر آئینه اندازد وبقدر صفا آن بنماید اگر کسی گوید چگونه
توان دانستن که پرتو صفات خداوند است جواب چنین گفته اند چه از انوار صفات
حق مشاهدهٔ دل شود همان نور معرفت او گردد وتعریف خود هم خود کند ذوقی بجان
پدید آید که بدان ذوق مرا انچه می بینم از حضرت بیچون نه از اغیار واین معنی ذوقی
است که در عبارت دشوار آید وگفته اند انوار صفات جمال مشرق است نه محرق
وانوار صفات جلال محرق است نه مشرق عقل وفهم اینجا بگدازد وگرد نتواند گشتن وگاه بود
صفای دل بکمال رسد سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم پدید آید اگر در
خود نگرد همه حق بیند واگر در موجودات نگرد نیز همه حق بیند انا الحق وسبحانی اینجا روی نماید

چنانکہ آں بزرگ گفت ما نظرت فی شیئ الا و رأیت اللہ فیہ فریاد کناں بزبان حال آغاز کند۔ بیت

مرا بے من پدید آمد ہم از من ہرچہ میجستم ٭ کنوں در عین این معنی چنینے کیست حیرانم

آں نور حق تعالیٰ عکس بر نور روح انداز و مشاہدہ با ذوق آمیختہ بود چوں نور حق تعالیٰ بے حجاب روحی وولی در شہود آید بے رنگے و بے کیفیتے و بیجہے و بے مثلے و ضدیے آشکارا کند متسک و تمکین از لوازم او شود اینجا نہ طلوع ماند نہ غروب نہ یمین نہ یسار نہ فوقے نہ تحتے نہ مکاں نہ زماں نہ قرب نہ بعد نہ شب نہ روز ایں جا نہ عرش است نہ فرش نہ دنیا است نہ آخرت قلم را ایں جا سر بشکست زباں را حرکت نماند عقل در چاہ عدم فرو رفت و فہم و علم در بادیۂ حیرت گم شدند اکنوں تو دریں حسرت می گداز کہ در مقام بُعد باشی و حسرت نا یافت بہتر ازاں کہ در مقام قرب باشی و عُجب یافت کہ آں عجب مقدمۂ زوال است نباید کہ از دوری ایں مقام و از با ہولی ایں کار در خاطر آں برادر فتورے و نفورے رو نماید و راہ گریز پیش گیرد الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین برخواند و نبشستن و گفتن ایں خوف است زینہار نومیدی ہیچ حال ہیچ کس را جائز نیست ایں جا کار بے علت است۔ غلام را اگرچہ از حبش گیرند چہ زیاں دارد چوں خواجہ کافور نام نہد بسا کس بود کہ از دیر بت بر دارند و بطریقہ العینے چناں برگیرند کہ ہنوز سجادگاہ در پیش بت کدہ گرم بود کہ اورا از ہمہ ملک و فلک درگذرانیدہ باشند و در صفتے رسانند کہ اگر انس و جن و ملک ویرا باز طلبند نشاں نیابند سرگرداں شوند و گویند ایں چہ بود و چہ شد جواب دہند فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہرچہ خواست کرد چوں و چرا را دریں حضرت بار نیست و علت را مدخل نہ باز گردیدہ و چوں و چرا در عالم انسانیت خرچ کنید کہ ازاں جا برآمدہ است حق تعالیٰ آں برادر را طالب خویش گرداند قولہ تعالیٰ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی۔

حاصل الامر صاحب دولت را نہایتے مرجع ومنتہی حضرت تعالیٰ خواہد بود در مبداء اول عہد الست بربکم بطینت روحانیت و ذرہ انسانیت او خمیر مایہ رشا نہادہ اند که ان اللہ عزّ وجلّ خلق الخلق فی ظلمتٍ ثم رش علیہم من نورہٖ بر آن ناطق است و در جرعہ جام الست ذوقے بکام وے برسانیدہ اند کہ اثر آں ہرگز از کام جان وے بیروں نہ رود و زندگی وے بداں ذوقست و قصد آں نور ہمیشہ بمرکز و معدن خویش است و با این عالم الفت نگیرد و یکدم ترک آں شراب نتواند کرد چنانچہ گفتہ اند۔ بیت

عشاق تو از ازل چو مست آمدہ اند ؞ سرمست زبادۂ الست آمدہ اند

پروانہ صفتاں جاں باز عشق کہ کمند جذبۂ الوہیت در گردن ایشاں عہد الست بربکم افتادہ امروز چنداں بہ پروبال گرد سرا اوقات جمال شمع جلال پرواز کنند کہ بر قضیہ من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً۔ استقبال کنند کہ بدست جذبۂ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین او را در کنار وصال برکشند و گویند تا چندیں پروبال در ہوائے ہویت ما طیراں توانی کرد ایں پروبال در آشیانۂ والذین جاھدوا فینا در باز تا بربست لنھدینھم سبلنا پروبالے از شعاع انوار خویش ترا کرامت کنیم یھدی اللہ لنورہٖ من یشآء سر ایں معنی است زینہار بذل نہ شوی کہ بادولطف در روز بدست افتادگاں راحمی طلبد مگر شنیدہ ہفت ہزار سال سالکان مملکت سجادۂ اطاعت در خانقاہ عصمت و صلاحیت تکیہ زدہ سنگ عزت در کمر بستہ میگفتند کہ کار ما داریم ناگاہ بادولطف وزید آب و خاک را کہ زیر اقدام افتادہ بود برانگیخت و ندا در داد انی جاعل فی الارض خلیفۃ ملائکہ گفتند مارا با فساد ایشاں طاقت نیست ندا آمد لیس فی الحب مشاورۃ۔ مصرع

با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نۂ

آرے اگر بر در شما بفریسم رو کشیده و اگر بدست شما بفروشیم مخرید اے جان برادر تا که در طلب محکم باشی که تر دامنی درین راہ سخت شنیع است و با ہر که عداوت شد از تر دامنی شد چه باید کرد دوست دشمن خویش است و نیز بدانکه این کار بر دستار خواجگی کسے را راست نیاید آورده اند که آں عزیزے ہم در آغاز صبح اربعین صباحا چو چشم بکشاد و نظر بر جمال عشق افتاد آں جنبش عشق بود که چوں در بہشت آمد در نگریست بر فور آغاز کرد ایں قدم مسافرانه و رونده که مارا است در بند رکاب نتواند بود و ایں سر بر خمار عشق که مارا است بار تاج نتواند کشید مارا قد الفی داده اند با الف بمواقفت باید ایستاد که ہیچ چیز ندارد و علل و اسباب و چشم و قدم را آتش در باید زد و مردانه لبیک عاشقانه زد و بہشت بہشت را وداع کرد و چوں به بہشت می رفت با تاج و خلعت بصفت مقرباں بود و چوں در راه عاشقی و طلب آمد عورت پوشے نمی یافت ۔ بیت

والی که چه بود شرط خرابات نخست ÷ تاج و کمر و کلاه در بازی چست

ہر ذرۂ از ذرات آدم ایں نعره عشق بر آورده ۔ بیت ۔

اے قبله حقیقی ہنماے رخ که مارا ÷ بگرفت دل بکلی زیں قبلۂ مجازی

آرے آرے و در زیر سایۂ درختان بہشت سبق عشق تکرار نتواں کرد خانه در شارستان ابتلا باید گرفت و در بیرستان بلا را ملازمت باید نمود تا تحفۂ ان البلاء موکل علی الانبیاء اوله حیات و آخره ممات درست شود لا المحبت اوله مکر و آخره قتل از ینجا است که گفته اند که بلا در محبت در باید چنانکه نمک در دیگ سر این است که گفت ۔ بیت

آسایش است رنج کشیدن ببوئے آنکه ÷ روزے طبیب بر سر بیمار بگذرد

ایں دانی چیست ہر آں صاحب جمالے که بر عاشق غرو ناز کند داد جمال خود نداده باشد داد جمال حضرت پاک او آں ست که اگر فرد اخطاب آید که در ما نگر

تو گوئی دریغ باشد چناں جمال را از نظر چو منے کسے گفتہ است۔ بیت

طاقتِ دیدنِ رخ تو کراست ٭ من مسکین شنیدہ حیرانم

اے برادر آں روز کہ بساط محبت بگسترانیدند ہمہ مرادہا را آتش در زدند

ایں کہ آں سالک اول قدم آدم صفی صلوات اللہ علیہ سی صد سال خون جگر بر رخسار باریدہ و ایں کہ نوح برگزیدہ بترانہ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ بر جگر آوردہ و ایں کہ خلیل را حلّہ خلت پوشانیدہ پس آن گاہ نمرود طاغی را بروے گماشتہ در منجنیق بلا نہادہ و ایں کہ یعقوب را ہشتاد سال در بیت الاحزان سوختہ و ایں کہ یوسف بر سر چہار سو بازار مصر در صف بندگان من یزید کردہ و بچند درم ناسرہ فروختہ و ایں کہ زکریا را پارہ دو پارہ کردہ و ایں کہ ایوب را سالہا در مرض سرطان سرگرداں کردہ و ایں کہ موسیٰ سوختہ ارنی گویاں گشتہ او ہمہ سزائست کہ سوختہ گفتہ است۔ رباعی

بترحم نظرے جانبِ ما خواہی کرد ٭ لیکن آن ناز کہ در تست کجا خواہی کرد

حسن را قاعدہ جور است تمامی دانم ٭ باکہ کردی کہ بمسعود وفا خواہی کرد

بیت

مرا یار یست در خاطر اگر گویم کدام آست او ٭ جہانے مبتلا گردو بلائے خاص و عام است او

اے برادر رہ جانی ست و مقصودی مرد باید تا گوید یا جان بدہم یا بمقصود بے رسم و گویم بآبانگ بلند۔ بیت

(حاشیہ: اے برادر جانی ایں است مقصودے)

یا بدست آریم سرے یار اندازیم سر ٭ یا بکام دشمنان گردیم یا سلطان شویم

ایں گوہر شب چراغ است و غرض ایں است کہ درمیان موج دریاے خونخوار است آں گوہر صد ہزار طالب وارد کہ برائے او جاں فدا می کنند و نگونسار در قعر دریا فرو می روند تا بوے از و بیابند ما نباید کہ غافل وار کسے بیاید کہ صد ہزار ماہیان بحر جلال در طلب تر دامنے می گردند کہ لقمہ کنند تا کسے نداند کہ چہ شد و کجا رفت۔

(حاشیہ: در آید)

رباعی

بادل گفتم مرا مبر بر در او ٭ کو پادشہ است و من ندارم سر او
دل گفت برو حدیث بیہودہ مگو ٭ یا در بر او کشند یا بر در او

چوں قدمے بغفلت کسے نخواہد کہ دریں راہ نہد نہنگ یعین قعر دریائے جلال کہ دربان ایں درگاہ است بر فور آغاز کند و گوید مرا نمی شناسی من آنم کہ اہل آسمان اول آداب تسبیح از من آموختند و اہل آسمان دوم آداب تہلیل از من وا نستند واہل آسمان دیگر ہمچنیں سند تدریس تا بر فرق گنبد اخضرا نہادہ بودند ہمہ دولتہا در باختیم تا طراز لعنت بر پیشانی ما کشیدند و بر سر کوئے شرع محمدی بعد ایں بنشاندند اکنوں یا تاج اخلاص بیار و یا بفتراک ما می ساز تو مرد دینی و ایں لعین برائے ہر دو نے از جائے خویش بجنبد و سر فرو دنیارد تکبر عظیم دارد تا صدیقے در مملکت پدید نیاید و عیارے پاکبازے دریں راہ قدم نہ نہد او از جائے نجنبد والسلام۔

مکتوب چہارم

بجانب قاضی علم الدین

فرزند دینی مولانا علم الدین دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و بداند بارے دوست در بر و آں کہ روزگار قلب بازوید در وانکہ نہ در بر و نہ بر در ہر دم بہوائے خویش ابتر ہیہات ہیہات ۔بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک وریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

اگر تراچیزے پیش می آید بر من می نویس و انکہ نمی آید روا باشد کہ خوش خوری و خوش خسپی والسلام

مکتوب پنجم
بجانب بعضے مریدان و معتقداں
شعر

سلام علیکم چو در خاطری ٭ گر از چشم دوری بدل حاضری
یا غائب العین حاضر بدل ٭ سلام علیکم ایا غائباً حاضری
یا قرۃ العیون یا صفوۃ الجنون ٭ من بے تو سخت زارم بے مالگو توچونی

گلخن تابے عاشق جمال پادشاہے شد پادشاہ را از اں علم دادند حمام او در گذرگہ پادشاہ بود ہر بار کہ او گذشتے عزت و عظمت پادشاہی را ملبے برآوردے روزے چنیں اتفاق افتاد کہ پادشاہ کرشمۂ معشوقی را با علم دولت پیوند دادہ بود نظارۂ عاشق می بایست گلخن تاب حاضر نبودنا و کے از شست پادشاہ جدا شدہ بود ہدف نیافت خالی رفت وزیر زیرک بفراست دریافت کہ او خجل شد روے بزمین آورد و گفت شاہ را گداے باید و تیر کرشمہ را ہدفے شاید اندیشہ را پیشہ ساز بداں کہ من چہ نبشتم۔ بہ سر گرد آبے بدم صیادے می گذشت دید سکے چندے بزمین آں گرداب می گردند ماہی گیر با خود گفت دیر باز است کہ دریں حوض دامے نینداختہ ام می نماید کہ ماہیاں بسیار شدہ اند سک نظارہ کردند باخود اندیشہ کردند کہ ایں صورت صواب نمی نماید عجب نباشد کہ ما را بدام خود کشد ماہیاں سہ صنف بودہ اند بعضے حازم حکما گویند الحزم بسوء الظن قیامت بوعدہ تایل صادق اثبات یافتہ است پیش از اں کہ وقوع باشد دنیا کہ عروسے بیوفا است فریبندۂ لاتقات اعراض اندوہ و توجہ بحق الحقیقتہ پیشۂ مرد عاقل و شیوۂ علامت فرض بود زہادت را کہ یار با وفا است و ہمنشیں با صفا اختیار باید کرد و روے بخدا آورد و ایں رباعی را

ے درہر دو نسخہ عبارت بے ربط ہمچنیں است غالباً بعد از "سوء ظن" و قبل "قیامت بوعدہ" عبارتے در کتابت نیامدہ

مثنیٰ وثلاث در باع ساخت۔ رباعی

دو ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ⁂ وز دو زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش ہیرا ز دو کون ⁂ وز ہو دو زیاں ہر چہ شود گو شو گو

نقد زاہد پابند ہمت اوست والسلام۔

مکتوب ششم

بجانب بعضے مریداں

در مقالات سادات اثبات یافتہ است۔ شعر

اَلْعَقْلُ عَقِیْلَۃُ الرِّجَالِ ⁂ وَالْعِشْقُ مُحَلِّلُ الْعِقَالِ
اَلْعَقْلُ یَقُوْلُ لَا تُخَاطِرْ ⁂ وَالْعِشْقُ یَقُوْلُ لَا تُبَالِ

عشق سہ حرف است و ہر سہ صحیح است علت را مساغ فرجہ نیست عشاق را

مردم استحقاق دیوانہ خوانند دیوانہ چہ باشد انچہ دیوانہ حرکات وسکنات کند حرکات و سکنات او بداں نسبت دار و مرد شاعر نسبت اضافات در یک گرہ بند و رخسارہ را از اضافات بلالہ و شمع و چراغ نسبت دہد باقیات بر خواں عشق بکدام ساز در باخت کہ گوے فکرت را بچوگان فہم در صحرا استوی الاطراف انداز قصہ چہ نویسم سخن دراز می شود شنیدہ باشی لیلی مرد و در پردۂ عزت استتار سے گرفت مجنوں ہماں کہ محبوبیت جنسیت راجنت ساخت تیرو ہم بر دلش رسید میان درگاہ استوی قیلولہ خوش کردہاں وہاں تا تو پنداری کہ جز او چو نے ہست نظارہ واندیشہ را پیشہ ساز تحقیقت بنظارہ شو شنیدہ باشی پادشا ہے پیالہ ابتلاع حصر باوے چہ رہنمونی نمود القصہ ابطولہا در دیواں رومی کہ بند شو می راز خود بریدہ نظارہ کن۔ شعر

تا چند ولا باییں وآں آویزی ⁂ آنگاہ شوی مرد کہ زینہا خیزی

ن جنسیت
ن جنسیت

تعجیل چرا نمیکنی خانه خراب ؎ خود کامه چرا نمیشوی چون تبریزی

یوم الحشر مردوم مستانه خوش نماید از ہیبت آں روز ضابطہ عقل را ہبوا سپرد وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ طالب جمال ازلی دراں حالت در تجسس تفحص باشد بحق حقیقت معلوم شده است که او تعالیٰ بفضل خویش تجلی جمال کند گرفتار مبتلا در آں خیال باشد نظرے پس آں فلیلو ما بیتا

ثلٰن۔ بیت

قیامتم چو بدیواں حشر پیش آرند ؎ میان آنهمه تشویش در توحی نگرم

من بگوش ہوش شنیده ام طالبے با مطلوب خویش بعد ناله و زاری و عجز می گفت الٰہی ذاتے که در تتق عزت و کبریا مستتر است یک نظرے بلطف خویش بمن ارزانی فرما پس آں ہفت طبق دوزخ را بر تن زار من گمار اللّٰہم من ایں رباعی از خواجه خود شنیدم۔ رباعی

صوفی شوم و خرقه کنم فیروزه ؎ وردے سازم زور د تو ہر روزه

زنبیل بدست دل دیوانه دہم ؎ تا از در تو دروکند دریوزه

کرتے ہفتے و ہشتے ایں مصراع را اکرر کرده است ایفلاں۔ مصرع

تا از در تو در وکند دریوزه

ایں جمله از لوازم و لواحق حازم اما حازم دیدکہ ماہی گیر دام را ساخته می کند با خود گفت اگر از حازم که حزم کار است غافل شدم تدبیر را که زیل تدبیر باشد فرو داشت نشاید خود را مرده صفت ساخت ستاں شده بر روے آب رواں شد صیاد گفت ماہی می رود بر وکو عجب نباشد که گنده شده باشد شخصے مویزات راو میضاب بنزرعاب بلغوم ریخته بشتاں آمیخته شبانگاہے بو و شہوت نفسانی که خراب انسانی را باشد

ے میضاب بمعنی ظرفیکه آب که در وضو کردن لکار آید یعنے بدھنا۔ لوٹا۔ ۱۲ح

اسیر خود ساختہ از خانہ بدر آمد عورتے را کفن پیچیدہ در جنارہ داشتہ بودند گلے و کافورے بر و مالیدہ آں خمار ستمگار تحقیق گماں برد کہ عروس را جلوہ دادند سلیم تشبوہر تسلیم کردہ غلطیدہ باوے کہ کمیزے خوردہ باوے ست از دستے مستے دست انچہ بحقیقت کار بود بر آں عروس جلوہ کرد۔ بیت

ہاں اے دل دیوانہ بخرام بمیخانہ ٭ کاندر خم و پیمانہ تنہا ہمہ او دیدم

ایں حکایتہا ہمہ گویند موضوع است ماہی و زاغ و بوم و غیر آں اما تحقیق نظر کنند ہیچ یکے از فیض احدیت خارج نماند در معرفت حیوانات می نویسد موشے از جملہ موشاں کہ میاں ایشاں پادشاہست میرود بالاے بلندی می شنید موشاں ہمہ بیروں می آیند قوتے کہ ایشاں وارند می چرند اگر مزاحمے و یا خصمے می بینند خبر می کنند ایشاں درسوراخ میروند و اگر موش پیر و بزرگ می شود موشاں می گویند پیر شد راہے نماند جمع می شوند او را می کشند جواں را می نشانند نظارہ کن اگر ایشاں را از فیضے نصیبے نباشد ایں ہمہ نسبت بانساں دارد کجا حصول وصول شد اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی عذر ہمہ خواستہ است در تفسیر کشاف می نویسد ہر چہ ہست ضار و نافع خویش را می داند بعضے افاعی از عمرانات بعید بلکہ ابد طبیعت کور می شوند ازاں بادیہ کوہستاں در عمرانات می آیند در باغات ور می شوند در کشت زار بارح بعضے والاں بزرگ را چشمہاے خویش می مالند و می سایند چشمہاے کور بودہ بینا می شود انچہ من مشاہدہ کردہ ام اگر بنویسم دراز تر شود ایں قدر حسب العاقل باشد و آں ماہی غافل کہ حزم نداشت در ہر طرفے خزید البتہ گرفتار شد اے دوستان شفیق و اے برادران عزیز اداکو عن فجات الاجل و بغتۃ التقادیر بسیاراں دیدم کہ خفتہ ماندہ اند۔ طیفور را از نور حضور و از ترتیب شکور نصیبے تامے در جذبۂ جو

ـــــــ

ے ایں تمام عبارت ہر دو نسخہ ہمچنیں بے ربط مرقوم است ۔ ع ح ۔

داشتہ بود ناگہاں در قفس را کشادہ دید التماس پیوست اللھم ارحمنی واغفرلی
از حضرت عزت تقدس وتعالی بلا صوت بگوش ارادت استماعی شد کہ اِذھَب
فَقَد غَفَرتُ لَکَ وقت انبساط وانفساح او یافت گفت الٰہی ہمہ انبیا مرتبی
فرمان آمد آمرزیدم قدم عبودیت را در مقام فضول نہا وگفت ابلیس را بیا مرتبہ
نکبتے بر وہانش زوند او آتشی است تاب آتش تواند آورد وتو خاکی غم خود بخور۔ رباعی

عیاراں راز خار پاپش مفرش — عیار نہ پاے ازیں راہ بکش
تا در نہ زنی بہرچہ داری آتش — ہرگز نہ شود حقیقت عیش تو خوش

تو غا آخر چند سالکے عارفے وچند ملکے ہالکے بسیار دیں اسلام را زیاں کار آمدند
چناں کہ فرید عطار وجلال رومی ومحی الدین ابن اعرابی سخنے مزخرف وبذاتہ مہرف
اصطحاب الفصول والابواب التزام وانتظام واشتم نیافتم ہیچ منتہی را کہ نماز بجماعت
کہ سنت موکدہ است وہیچ مستحبے را باہتمام تام بود بہشت ہشت دوزخ ہفت
ہشت جنت وہفت طاق آرام وقرار درا تباع سید الابرار والاحرار باشد واضطرار
واہتراز[۵] در انحصار دوزخی است درو عرفان القریب وتعجیر باشد ایشاں بنا للہ ازاں
در دیگر وفرمان آید معتقد ومعتمد شما ایں ست آرے صدقتم فی مقالتکم و
عقلکم ان لیس الا اناکن فیکون آں ہشت برائے اتباع جنتے وقربے
است ہر کہ ازیں بدر است۔ بیت

دوست آمد وگفت گر مرا مطلبی — پس ہرچہ نہ آں منم چرا مطلبی

فافھموا ایھا الاخوان واغتنموا ایھا الاقران از گفتار آں بزرگوار۔
طالباں نماند مجاہدت وریاضت ومواجب دینداری بربادو ہوا شد شریعے را
کہ رسول اللہ بچند مشقت بذل جہد خود کردہ ایں بزرگواراں بکلمات طامات از رق

۵۔ اہتراز بمعنی ہلاکی۔ ع ح۔

ویداری پاک تر اشید ند حک کروند۔ اللھم الھمنا رشد نا وارزقنا اتباع
حبیبک ونبیک وصفیک برحمتک یا ارحم الراحمین
ہمچنیں گویند کہ عشق را از عشقیہ گرفتہ اند عشقیہ گیا ہیست کہ او زرمی و تری دارد کہ
برہر درختے کہ بہ پیچد و برو و برگ وگل و بار او تمام بریزد ولیکن او تر باشد بیت
عشق آمد و خانہ کرد تاراج ۔ مانیز نہیم دل بتاراج
در ہر نماز دیگرے مجنوں بر آں رفتارے کہ عاشق در کوے معشوق کشد
آمدے سنگے زیر غرفۂ لیلی بود بر آں آمدے غلطیدے افتادہ بر آں در غرفہ لیلی
نظر کردے رقیباں لیلی گفتند کہ منع او بضرب وستم و جہے وجہتے ندارد حرکتے
کنیم کہ سکون او بریں سنگ مانع آید خیلے ہیزم آوردند بر آں سنگ سوختند
جاروب زدند پاک کردند باز نماز دگر آں دیوانہ فرزانہ از خویش بیگانہ با درد و غم
آشنا شدہ بداں رفتار آمد بر آں سنگ کہ ہمہ آتش بود نشست وغلطید آں سوختہ
سوخت وو دے خواست رقیباں لیلی دویدند گفتند اے دیوانہ سوختی گفت
ازیں کہ تن سوخت وافروخت چہ غم دست بر دل نہاد و گفت ایں سوختہ است
ازاں سرو قد لالہ رخ پستہ لب جز ایں بار حاصل نیست شما مرداں عاقل ہوشمند
شنیدہ باشید۔ بیت
حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ۔ سوختم و سوختم و سوختم
خداوند سبحانہ و تعالیٰ صفت دوستاں خویش با داؤد پیغمبر علیہ السلام کہ صفتے دروے
کہ خبر آں فرو گفتہ اند می کرد کہ بس بار بلاہا بر دل ایشاں نہادم ایشاں بر مثال جرعۂ ل خود
کہ شیریں تر از شکر و نبات باشد می خوردند و می آشامیدند و ایشاں را بداں افتخار و
اذخار روزگار بود و دل داؤد علیہ السلام شوریدہ بر آمد بصفت سطاحی از رہ گفتار پندار سخنے
گفت یک بلاے بر من نہم از وراے سرادقات عزت ندا خواست تو آنچہ

طاقت آں نداری کہ زخم پیکان ناتوانی کشید۔ بیت

ہلہ ہوشدار دریں شہر دوسہ طرار اند ❊ کہ بتدبیر کلہ از سرشہ بردارند

داؤدؑ در بیت المقدس نشستہ زبور را مطالعہ می کرد کنجشکے آمد بتمثیل بر صورت

زر خالص و نوکش از مروارید از دیدن او استعجال کرد خواست بگیردش تا بازیچۂ

بچگاں باشد دست را فرازید تا گیردش او جست بارے پیشتر شد و داؤدؑ دست

دراز کرد تمثل بر نردبان مسجد نشست داؤدؑ بر سر دو زانو ایستاد و بر نردبان و یگرفت

داؤدؑ پس او شدہ از نردبانے بنردبانے بر سطح بام شد آں ماہ پیکر آں سرو قد

پستہ لب آں بادام چشم سایہ داؤدؑ بر صحن او کہ السلطان ظل اللّٰہ افتاد زن او را

بچشم غلطاں احساس کرد سر بجنبانید تمام اندام را بموے پوشید چنانچہ پیراہنے بتار

زر کشیدہ باشد آں نظارہ داؤدؑ شد و ربود ایماں و عشق بساماں پابند شد داؤدؑ دلے

بباد دادہ و حالے بحالے سپردہ۔ بیت

عشق بازی نہ کار ہر سپر سیت ❊ عشق بازندہ مرد پختہ سریست

اے پسر کار عشق بازی نیست ❊ زانکہ ایں رہ رہ مجازی نیست

داؤدؑ صورت حال را رہروے ندید الا آں کہ اوریا را بہ بند ہلاکت باید سپرد

بیت

چناں تنگست راہ عشق بازی ❊ کہ جز معشوق تنہا می نگنجد

اتحاد یکہ صوفیاں گفتہ اند نہ ایں است کہ دو وجود یکے شود لاحول ولا قوۃ

الا باللّٰہ سالک ہالک گردد کل شیء ہالک الا وجھہ وہمیات و

خوبلانت بمقام خویش قرار گیرد و جز یک وجود وجودے نماند الا وجھہ الآیۃ

محمد حسینی خویش را ہم خوش کردہ است چہ باشد وجودے وہیچے داشت ایں ہم

بعین العیاں بازگشت صوفی در قبالہ گواہی خود می نبشت نوشت ہیچ بن ہیچ بن

ہیچ ہیچ شد قصہ مولانا جمال الدین ساوجی وفخر برن مرتبت باقی قصہ داود پیغمبر علیہ السلام
بنشتن حشمت انبیا اجازت نمی دہد داود جان سپاری نکرد از بزرگ نوازی اوریا چونہ
بنگے گیر د نود و نہ ہمیش رمہ داود شد یکے را یکے یکے با نود و نہ ضم کنند جملہ صد شود
ضد الکل یحیتمعان ولا یرتفعان ہر آئینہ زلت شد نوبت توبہ آمد

بیت

کافر نشوی عشق خریدار تو نیست ❊ مرتد نشوی قلندری کار تو نیست

نعت عشق این است۔ رباعی

عشق آمد و خانہ خالی کرد ❊ برداشتہ تیغ لا ابالی

من از عشق تو خوں خوردن گرفتم ❊ تو ویرے زی کہ من مردن گرفتم

ای احمق ورق حکایت و شکایت را در ہیچ مردن چہ باشد ہیبر عمر ابد یا بی ہا
گوش دار از زبان مجنوں مقالات است۔ شعر

فانا من ھوی لیلی وحبّی ❊ زیاد تما فانی لا اتوب

بیت

یارب تو مرا بروے لیلی ❊ ہر لحظہ بدہ زیادہ میلے

مکتوب ہفتم

بجانب بعضے از مریدان و معتقدان

از مقالات محققان است ذکر اللسان لقلقۃ وذکر القلب وسوسۃ
این را ذکر خفی گویند ذکر بدل می گردانند با ضروبے کہ اوراست ایں را ذکر خفی نامند
وایں را و طریق است یکے رعایت بظاہر می کنند و ذکر بدل می گویند و دیگر رعایت
بظاہر ندارند اما بحس دل آں ضروب را رعایت می کنند وایں نوع اثرے

عظیمے دارد۔ وگویند الذکر بالروح مشاہدۃ یعنے ذکر کنند و ذاکر حاضر باشد بحضور او و ذکر گوید ایں ذکر روح باشد روح او را می بیند و ذکر او ذکر حی گوید تا ہمیں شود وجود او ذکر روح است وذکر السر معائنۃ میان معائنہ و مشاہدہ چہ تفرقہ کنند شبے را گاہ صباح بیند وہماں شبے وقت ضحی بیند اندیشہ کن دریں دیدن
ن شئے
آں دید چند تفاوت است بوقت صبح غسق من اللیل باقی ست اما وقت ضحی باسم منجی ضحوتے دارد کہ خفائے نمی ماند و دیگر مشاہدہ یحتمل گہے صورت استتار آرد وگہے باشد پیش او حجابے تنکے باشد وگہے باشد کشادہ تر و ایں چنیں ہم احتمال دارد کہ عکس باشد چنانچہ عکس آفتاب در آب یا در آئینہ ایں را نیز مشاہدہ نامند اما صورت ضحی ازیں برأۃ دارد کہ آں معائنہ است کشف حقیقت است استاد ابوالقاسم فرمودہ ست انوار المکاشفۃ بتجلی الصفات وانوار المشاہدۃ بظہور الذات میان تجلی وظہور تفاوتے تام ہست در صورت مجاز مشاہدہ کردہ باشی معشوقہ بیام بر آید و عاشق در صحن خانہ یا بر سر کوئے نظارہ کند ایں را نیز مشاہدہ خوانند اما معائنہ نیست چند تفاوت است از دور دیدن وہمزانو بودن و در یک بستر غلطیدن وہر یکے خود را بہ دیگرے سپردن وہر یکے بدیگرے راز خود و سر نہانی را کشادہ کند چند تفاوت است۔ و ذکر الخفی معائنہ باشد مفاعلۃ است شرکت تقاضا کند چہ خاصیہ ذاکر در مذکور غائب شود و مذکور در ذاکر و الذکر علی تبعیتہما آں کہ لا یتغایر بذاتہ ولا فی صفاتہ ولا فی اسمائہ بحدوث الاکوان است غیبوبت او چہ معنی دارد و آنکہ یا صلہ فانی الوجود و فانی الصفت است غیبوبت او را چہ اعتبار و ذاکر
ن صفت فنائے او
غائب شود صفت فنا بہ و گویند محو الاصل رسما وہما وخیالا ابدا وازلا مفہوم و محقق شدہ غیبوبت مذکور ہماں کہ استاد ابوالقاسم بداں اشارت کردہ
ثم انوار الصمدیۃ فہذہ ذات لا قرب ولا بعد لا قید ولا وجد ولا

فصل ولا وصل کلا بل هو الله الواحد القهار اینجا صورت نمود۔ بیت

تو او نشوی ولیکن از جهد کنی ٭ جائے برسی کز تو توئی برخیزد

تو او نشوی مگر شود معلومت ٭ ال روز کہ تو نبودہ او بودی

ہیچ میدانی کہ چہ می گوید لمن الملک الیوم لله الواحد القهار بیان این ہمہ کرده است سکوت برو روا نیست انقطاع کلام برو جائز نه ازلاً و ابداً و قایل برین فافہم واغتنم۔ تو می دانی کہ من چہ می گویم الله نور السموت والارض او ہمہ اشیا محیط و اشیا محاط بیہات بیہات العلم کلمۃ بل نقطۃ وتلک النقطۃ لا یتجزی این نقطہ را موہوم نام نہ خود را بدرکن وجود کونین را از سر بسر آئی، اے عزیز با و تندیست این آتش تحقیق ہمہ وجودات را سوختہ است آبروے عارف ہم ہوائے این اشیا است لا حول ولا قوة الا بالله کجا اقتام مثالے گویم شکر شنیدن دیگر است و شکر خوردن دیگر و اطلاع بر مبداء و معاد او بودن دیگر و شکر بودن دیگر اللهم اهدنا رشداً وجنبنا عما لا ترضى واعصمنا عن الزیغ والذلل والخطل اللهم والسلام

ن الخلل

مکتوب ہشتم

بجانب مولانا نظام الدین المحقق

بایددانست ان الله یحب تعالی اهم و یکره سفسافها آرے بیت

دنیا آن قدر ندارد کہ بر و رشک برند ٭ یا وجود و عدمش را غم بیہودہ خورند

ن این قدر

جاہ و دولت و مال و مکنت بلمعۂ برق و سایۂ سحاب ماند نشاید آید رود بر آید فرو شود اسے فرزند بدان با وہم و خیال بامید توالد و تناسل چہ عشق بازیم کہ ہرگز

بکعبۂ وصال نرسیم در شورستان بہولے زمستان چہ کشت زار سازیم کہ ازان برخوردار گردیم
برروے آب معاچہ اشکال نویسیم کہ ہرگز جمال صواب نظارہ نکنیم چوبکے خشک را
چہ مرکب خود سازیم کہ برآن بیشتر و پیشتر رویم و نپوئیم جز خود ماندہ و بدرن دوست و یا
ن رہے دوست و یا
نہ ایستیم و منزل و قرار را احساس نکنیم ہیہات فہیہات اے یار ستودہ ذات واے
دوست حمیدہ صفات۔ بیت

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست ۞ بام سوراخ و ابر طوفان بار
ہلہ ہوشدار کہ در شہر دو سہ طرار اند ۞ کہ بتدبیر کلہ از سر شہ بردارند

حاصل کلام مقصود المرام ایں است روزے دو سہ کہ ما را شمردہ دادہ اند و
و نفسے چند کہ بعاریت سپردہ اند غنیمت شمریم البتہ البتہ باید کہ بطاعت و عبادت
خداوند تعالیٰ و یاد او ساعۃً فساعۃً زماناً فزماناً دل و جان را مالا مال داریم و جز بدیں
دل را ندہیم اما آمدیم کار ایں جہان را بداں جہان سپریم رسم و عادتے کہ میان مردم
آمدہ بعاریت دادہ باشیم پس چوں پاکی نفس و توجہ بحق بحقہما و شرطہما مقدم من قبل کل
شئی باشد میتوان و میسر است کہ در دنیا باشد و کارہا بتمام و کمال استوار تر سازند و با
ایں ہمہ چو دل بخدا بود و نفس بہ پاکی آراستہ باشد البتہ بفوز درجات و نیک مثوبات
مظفر و مرفہ گردانند ہاں وہاں نخواہیم تا یک نفسے بغفلت رود و یک ساعتے تا بغیر طلب باشد
اغتنم الخمس قبل فوت الخمس والدرک العصر قبل غروب الشمس وافرض الیوم من الغد
ن وافرض
قبل صیرورتہما۔ بیت

نصیحت ہمیں است جان برادر ۞ کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

ہرچہ کنی برائے خدا و برائے دیدار خدا کنی چوں ایں چنیں باشی تو خدا داں باشی
وار جو کہ تو برین مانی و چنیں باشی بمقصود و دیدار حق خود را رسانی۔ رباعی

چہ بکونین می شوی مغرور ۞ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

صورت خوب تو نسخهٔ اوست ٭ باز خوان و ببین مقابله کن

الحق علی الحق باش و نقد وجود را بهر طرف ضایع مپاش آنچه می گفتم نصیحت عالم ست خاص باید تا ازین انتفاعے گیرد۔ هذا باب عرضداشت آن فرزند شایسته بالتماس حصول پیوند که اعلیٰ ترین مراتب اهل دین است مولانا نظام الدین رسانید بعز اجازت مقرون کردیم طاقیه بجهت ملبوس خاصه برای آن فرزند که از خدا می خواهم او را دلے خدا شناس و نفسے حق پرست باشد فرستاده شد و وکیل از طرف خویش مولانا نظام الدین مذکور را کرده ام دست او را بوکالت نایب دست من داند و زبان او را نایب زبان من داند این تلقین که بنشنم از زبان من بشنود او را چون واسطه مجرد نداند مولانا را بصدر بنشاند و سه جا بجانب او سر زمین نهد و آن جانب من داند دست بر دست او نهد و دست او را دست من داند زبان او را زبان من داند و این بشنود که او گوید عهد کردی با این ضعیف و با خواجهٔ این ضعیف و با خواجهٔ خواجهٔ من و با مشایخ طبقات رضوان الله علیهم اجمعین چشم نگهداری و زبان نگهداری و بر جادهٔ شرع باشی همچنین قبول کردی تو بگو قبول کردم او بگوید الحمد لله و مقراض بستاند و از هر دو جانب سر اندکے موے قصر کند در حالت قصر کردن موے تکبیر گوید طاقیه من بنیابت دست تو بر سر تو نهد و در حالت پوشانیدن طاقیه او تکبیر گوید و بگوید برو دوگانه بگذار و بعد از فراغ دوگانه چنانچه پیش بر آید همچنین پیش او آید۔ شکرانه این اگر بما تواند رسانید رسانند و الا همان جا در راه خدا خرج کنند و چون او گوید عهد کردی با این ضعیف از آن ضعیف می باید ترا مرا بدانی و باقی کلام همیں محمول است بعد ازین فرمایش ما از زبان او بنیابت ما گیر که او گوید پنج وقت نماز بجماعت بگذاری و جمعه و غسل جمعه فوت نه کنی البته البته مگر بعذر شرع و غیر آن و بعد از هر نماز شام شش رکعت نماز بگذاری بسه سلام در هر رکعتے بعد از فاتحه سه گان بار اخلاص بخوانی و بعد از آن

یک دوگانہ دیگر بگذاری برائے نگہداشت ایمان ہر کہ بریں دوگانہ ملازمت کند
حق تعالیٰ او را از جہاں با ایمان برد در ہر رکعتے بعد از فاتحہ ہفت بار اخلاص و یک بار
قل اعوذ برب الفلق و یک بار قل اعوذ برب الناس بخواند چوں سلام نماز دادہ
باشد سر بسجدہ نہد سہ بار بگوید یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ و بعد از
ہر نماز خفتن یک دوگانہ دیگر بگذارد و در ہر رکعتے بعد از فاتحہ دہ گاں اخلاص
بخوانی چوں سلام نماز دادہ باشی ہفتاد بار بگوئی یَا وَهَّابُ چنانچہ ہائے مشدد از
سینہ برآید و ہر ماہے سہ روز روزہ بداری سیزدہم چہاردہم پانزدہم ایام بیض
اگر بعذر ضیافت یا سفر و یا گرمی ہوا نوعے خوردہ شود صوم نفل را قضا نیست اما
بجائے آں روزہ دیگر بداری تا ثواب کم نگردد و نفس بر ترک روزہ عادت نگیرد
چوں رحمت خدا واسع است۔ از جہت چندے دیگر از مسلماناں فقیر مولانا ہا فقیر را
نظام الدین مذکور التماس پیوند کرد آں نیز قبول کردیم برآہر یکے طاقیہ بدست مولانا فرستادیم
ہمبریں طریق باشند بایشاں ہم بگوید۔

مکتوب نہم

بجانب شیخ علاء الدین کالپوی خلیفہ حضرت مخدوم بعد خلافت دادن

فرزند دینی قاضی علاء الدین کالپوی دعائے محمد حسینی از قصبہ چندیری مطالعہ کند

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا کار عظیم و عہدۂ جسیم
بحوالہ تو مستقیم شد اما ادائی حقوق آں کہ اصل آں نبوت از آں گرانبار است ن اہل
شرط کار است وھو النصیحۃ للخلق والمضی علی الخلق و ارکان
امامہ و لا یخافون لومۃ لائم آنرا کہ بخواند نہ بخوانند و آنرا کہ براند نرانند ن تخاف
شکستگی و بیچارگی را زیادت کند و بدانچہ براہ کردہ شدہ است مستغرق باشد

وازہر چیزے کہ زیاں کار ست چناں بریدہ باشد کہ رحمت حق از شیطاں۔
مقصود داریم از چندیری در صباح ہمایوں و مطلع میموں بسہولت قرار کوچ کنیم۔
واللہ المجیب وھو المبلغ۔

مکتوب دہم

بجانب شیخ علاء الدین

برادر دینی مولانا علاء الدین و فرزندان او دعاے محمد حسینی مطالعہ کنند محقق دانند
کہ مقصود از خلقت کونین و آفرینش نوعیں جز عبادت و بندگی خداے نبودہ است
ہر محبتے و ہر معاشرتے و دوستئے و معاملتے کہ باشد اگر دراں غرض دینی حاصل نیست
واں برائے خداے راست خود نخ نخ والا فالانقطاع۔ شنیدہ شدہ است کہ آں
عزیز دائم متوجہ ایں حضرت است کار نقرباں است وعظیم دولت است
الحمد للہ علی ذالک کہ یکے را تقرب می دانی و آنگاہ بدو توجہ می کنی و ایں
مایۂ جملہ سعادت ہا است۔ فعلیک بھذا عاظ البریۃ اجمعین والسلام

مکتوب یازدہم

بجانب شیخ علاء الدین

فرزند صالح دیار و الہ مولانا علاء الدین کالپوی۔ دعاے محمد حسینی مطالعہ کردہ
براں کارےکہ براہ شدہ است باید کہ بشرط بسر برد اول شرط بذل النفس ہا و ادومہا
این ست کہ بذل و ایثار کمترین حال صوفی باشد واقل من کل قلیل بذل مال باشد
ہر چہ بدست نقش افتد دہم آں نبرد کہ اگر امروز بتمام خرچ شود فردا چہ توان کرد
و بچہ روزگار تواں برد و ایں اندیشہ را از دل بدر کند و پیشۂ توکل علی اللہ شیوۂ کار
خود سازد و دیگر بر معانی بسیار۔ بدل اشتغال نماید اما بر اقل من قلیل اشارت کردہ ایم

وجاہت دنیا وآمد وشد خلق ونمود ار خود وصورت کارے ساختن کہ مردم برآں نظر کنند ومعتقد باشند چیزے نیست تو بوقت خود باش ہرچہ پیش تو آید آں راپس انداز فارغ بخدائے خود مشغول باید بود وغم خود باید خورد وغم آیندہ وروندہ ومعتقد وغیرہ درخزانۂ دل خود جائے نباید داد چوں باید بود دست از غم وجود خود شستہ ۔

فارغ چہ بود زخود گذشتیم ٭ اوزانہ غمے نہ غمگسارے

شیخو خنت پایہ بلندے است خدائے تعالیٰ الشیخی راگماشت تا درگلوے ما انداخت وایم اللہ آں راملائے می بینم کہ انشاء اللہ تعالیٰ سرسبر اسّاً براس خلاصے ونجاتے بود ایں کاری باید کرد ودربند قبول ورد آں نباید بود ہرچہ آید آید ترا براہ راست می باید رفت زیں چپ وراست نظر کردن شرط کار نیست ۔

رباعی

درہر دوجہاں ہرچہ شود گو شو گو ٭ وز دور زماں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش میراز دو کون ٭ وز سود وزیان ہرچہ شود گو شو گو

مکتوب دوازدہم

بجانب شیخ علاء الدین پیش از خلافت

فرزند دینی مولانا علاء الدین دعائے محمد حسینی مطالعہ کند امور مشکور است فضل اللہ لا ینحصر ولا ینقطع انچہ فرمودہ ایم دست ازاں داشتن میسر نباشد بثبات قدم ایستادہ مانند ست آں گاہ برپائے خود باشد آں عزیز از صحبت بہ بسیاری دوراست اگرچہ عقیدت سیرت مستحکم تر است اما نور حضور از بسیاری شرو بدور دارد وتدبیر ایں است ہرچہ فرمودہ ایم آں درمعاملت رہ دہ بتوجہ دل متعلق باشد ہمچنیں اگر بعد المشرقین والمغربین بود ہمزانوش تواں خواند کلیتے اصلے ترا فرمودیم اما ہیچنے

باشد کہ بداں مستعد گردد و اَز جُو کہ آں عزیز بشئے نامیٔ ازیں با متصور گردد بدانکہ اقل ازیں نوع اکثر سایر اعمال است اوراد و اذکار وقتاً فوقتاً شہراً فشہراً موا سماً فموا سماً باید در عمل باشد۔ بیت

نصیحت ہمیں است جاں برادر ٭ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی

مقابل اہل حال است ان من فات وقتہ فقد فات ربہ وقتے رباعی گفتہ بودم۔ رباعی

نامرد مباد ہیچ فردے ٭ بیدرد مباد ہیچ مردے
بے ورد مباد ہیچ وقتے ٭ بے وقت مباد ہیچ وردے

ہجوم اشتغال روزگار دامن گیر ہر رونده است اما طالب خدائے را اگر خارے در پا خلد از دیدن و پوئیدن خود البتہ نہ ایستد ہرچہ شود گو شو گو طالب خدائے را مرد خدائے پرست را ایں رباعی استاد ورد ہر وقت و ہر ساعت اوست۔ رباعی۔

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو ٭ وز دور زماں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش ہمہ از دو کوں ٭ وز سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو

آں عزیز در مکتوب چنیں باز نمود کہ بعضے مردم کالپور ایں سو عقیدت پیوندی را خواہاں اند ایں طرف متوجہ و متعلق اند ہر کہ آں عزیز صادق بشرط عقیدت داند عرضداشتے از جہت او بانشان و روشے بنویسد تا ازیں سو طاقیہ برائے او نامزد شود و آں عزیز بوکالت و نیابت ایشاں را تلقین کند و طاقیہ پوشاند صورت ہمیں است دو رائے ازیں معنی دیگر متصور نیست۔ آرندگاں صحیفہ سادات اند آں ماند برادران اند بر تصیر سالار بگوید کہ چہ دنبال فرزندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرفتہ ترا دنیا و دیں خوش نمی باید۔ والسلام۔

ن کالپی

مکتوب سیزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

مولانا علاء الدین نصیر دعاے محمد حسینی مطالعہ کند اتفاق تقدیر چنیں افتاد کہ ما از شہر بحالتے بیروں شدیم کہ از تحریر و تقریر متجاوز است بشاہدہ تواں دانست مقصد ما طرف کالپور[ن] است راہہا سخت بے طریق گفتند ہیچ سبیلے گذشتن میسر نیست الغرض آں فرزند عزیز چنیں کند البتہ فرید خاں را باستقبال تا حد زمین بوج[ن] انزال بیارد دختران و مادران ایشاں را چنداں خوف نکند بہ امن و اطمینان تا کالپور[ن] بیایند بہ اشرف افلح نیز بگوید بدانچہ او را دست دہد اقدام کند سبحان اللہ العزیز عجب روزگارے کہ من بر مرد ماں منت کنم کہ من برشما می آیم شما معاونت کنید یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ یقلب ظہر البطن باز باہتمام گفتہ می شود جاے ورنگے و تامل نیست وقت بر ما تنگ است جاے ورنگ و مقام نیست بضرورت بہ سبب تعلق و مزاحمت ملک محمد علی یک دو مقام شدہ آں مصلحت ما نیست میباید طریق الانوع و قاصد مارا در بیانہ با فرید خاں بیاید ملاقات کند دریں باب تقصیر نکند فی الحال وزماں دریں کار شود۔ بیت

دریاب اگر تو عاقلی شتاب اگر صاحبدلی ؛ باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

ن کالپی

ن کالپی

مکتوب چہاردہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی مولانا علاء نصیر دعاے محمد حسینی مطالعہ کند خداوند تعالیٰ فرمود لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اگر ہدایت ہر قوم در کتابت آریم ذیل وذنب آنرا سرانتہا پیدا

نباشد تو دست در دامن مقصود زن بقدم عزیمت بپائے الیست ہادی صوفیہ
پس آں کہ دولت دریافت مرشد شدہ بود ذکر و مراقبہ است تخلیہ وتجلیہ است
لاالٰہ تخلیہ است اِلّا اللہ تجلیہ نفی خواطر در حالت مراقبہ واجتماع ہم تخلیہ وتجلیہ مترابد
ہاں وہاں پیروی ایں ہادی میسرت ہست فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ہر آئینہ
اثر یابینی وثمرات ونتائج معرفت ازیں باغ ہر چند برتر چینی برخوردار تر گردی ہیچ
دینے راسلوک بے ایں دو صفت نیست کہ من قبیل تمنیق یافتہ است روئے مقصود
کسے بدید مگر کسیکہ عروس حضور خود را بر دل طالب صادق جلوہ فرمود و نیست
آں معشوقہ را و لالہ وہمیونے و نیست آں مرغ را پرے و بالے مگر طلب بشدت
ہم وحضور بکمال یا تزکیۂ نفس وحضور بکمال را اگر تخلیہ وتجلیہ نام نہی میشاید طالب را
چند وصف لازمۂ حال اوست واگر نشد طالب با او نبود الکلام فی تحقیق الطلب و
انما الشیٔ یعرف بعلامتہ تقلیل صحبت ہر آئینہ از عاشقاں پس عاشق
را بے معشوق وانچہ نسبت بدو دارد دبے آں کہ موصل و ممد اوست صحبت باشد
لا واللہ۔ بیت

دوست آمد و گفت مرکرا مطلبی ∴ پس ہر چہ نہ آں منم چرا مطلبی

گفتار یارے ازاں ما است۔ بیت

باغم تو الفت وہم خانگی ∴ از دگراں وحشت وبیگانگی

تقلیل طعام وشراب ہم ازیں قبیل غذا ے عاشق محنت وبلا است
غذا ے عاشق یا معشوقہ است کجا افتادہ ام القصہ بطولہا قلت کلام ہمبریں مقام
انتظام گرفتہ است عشق وجب گنگی وکری وکوری اوجز دوست نمی بیند جز ذکر
دوست نشنود جز نام دوست نگوید بلکہ چناں بخیال او مستغرق باشد کہ مساغ
گفت وشنود رخت بربستہ بود کہ آں منزل گم شدگاں ومقام بیخوداں است

ایں رباعی از مردماں شنیدہ باشی۔ رباعی

ابجد عشقت چو بیاموختم ۞ پیرہن محنت و غم دوختم
حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ۞ سوختم و سوختم و سوختم

اکنوں تو خودرا بخود نہی از خود و از خویش و خویشاوند آں بد رباشی در زاویہ
تصوف آں کہ معتقد و متبوّا میسر آید و البتہ لمحظۂ طرف بنظر خلق و رد و قبول ایشاں
روش نہ بیند و رنہ از دیدن دیدار دیدہ مطموس و منطمس ماندہ نعوذ باللہ منہا
برائے آں عزیز را طاقیہ خاص اتفاق شد بشرطیکہ آمدہ است بر سر می دارد شکرت
بجا می آرد و شکرانہ وارد برائے مردمانے را کہ التماس طاقیہ پوست ارسال شد
چنانکہ آں کہ عزیز برآمدہ است ہماں طریقت را سلوک دارد و اگر کسے از میانِ
ایشاں لائق آں بود کہ وروے لابدی فرمایند آں قدر مصلحت افتد فرماید آں
ہم از ما بود و آنانکہ سلامی و روشے فرستادند بنام ہریکے طاقیہ نامزد است
توچناں کہ میدانی پوشانی دیگر گوییم ختم مکتوب بخیریت عافیت کنیم وقت را غنیمت
شمری باید کہ جز بعضلے و فریضتے مصروف نہ شو میدانی یانے ان من فات
وقتہ فقد فات ربہ اگر وقت خوش است غنیمت میداں کاں را
چو نماز ہا قضا نتواں کرد. جنید بسفر حج بود جوانے را در زمین موحش خارستان ریگستان
باہمہ وحشت و تردد و پریشانی دید جنید تفتیش حالش کرد گفت وقتے داشتم اینجا
گم کردم بکدام قوت خیزم و بکدام سکنت طریق را بیشتر کنم لیکن دراں حالت
کہ ترا در طواف وقتے باشد اگر از ما یاد آید خاطرے و نظرے کنی جنید را اتفاق یادش
آمد نظر را لحظۂ آں سو گماشت دعاے در کار او ارزانی داشت جنید باز گشت
او را بوقت او دید گفت اکنوں خیز عاشق صادق صوفی صاحب وقت مرد اہل
دل مرد صاحب دل خوش جوابے جنید را فرمود مقامے را کہ وقت گم کردم

من نتوانستم گذاشت در آں مقام کہ وقت باز یافتم چوں بتوانم گذاشت فعلیک علیک ان تغتنم وقتک ولا تضرب الا فی حضور ربک والسلام مولانا تاج الدین نیک مردے مسکین و پیر ہنجار ست چند روزے بر ما بسکنت بود چوں اتفاق آمدن باشد مولانا مذکور را نگذارد برابر آرد بر و شفقت بسیار کند کہ مشقت راہ دیدہ است۔

ن تصرف
ں پر

مکتوب پانزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی مولانا علاء الدین دعاے محمد حسینی مطالعہ کند آرندگان صحیفہ سادات کالپون مارا دوستاں و براوراں اند فرماں دیہ انعام تمام کنانیدہ آوردہ اند و از جہت پروانہ من متکفل شدہ ام کہ ہر کہ بعد ازیں ازیں طرف قصد کند بدست او فرستادہ شود انشاء اللہ تعالیٰ میباید کہ آں عزیز در کار ایشاں سعی جمیل نماید و دراں کوشد کہ کار بر حسب مطلوب ایشاں شود منت آں بر ما باشد خدا جزا دہاد۔ والسلام۔

ن کالپی

مکتوب شانزدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی علاء الدین دعاے محمد حسینی مطالعہ کند اتفاق ارباب حقیقت است کہ اہم مطالب محبت خدا و یدیست سبحانہ و ہرچہ جز اینست قسمے بہزل ہر دو آرد چہ داغ لااعتباری بر ناصیہ وجود اوست ہر چند روشن تر می نماید بیت

دوش دیوانہ چہ خوش می گفت ؛ ہر کہ را عشق نیست ایماں نیست

و معلوم است که محب را کار جز التزام بر در محبوب نباشد جز توجه آنسوے کار
دیگر ندارد اگر ظاهر هرچند اورا دو ابواب بر و باقی حسنات ست من وفق وفق
لجمیع الخیرات و من رُدّ رُدّ عن طریق المبرّات وقت غنیمت شمرد کار خدا
را سبحانه و تعالی بر همه کارها مقدم دارد و همه ساعت که از کار خدا محروم ماند از خدا محروم ماند و آنکه
از خدا محروم ماند بدبخت تر از وے دیگرے نبود و ازیں سخن گذشت نباشد جز
فاسق ظالم را و ارجو ان تکون من اتباع من الصالحین الصابرین العابدین
دو نفر را التماس طاقیه کردی هرچند که ایں جانب را آں سیرت نیست که طاقیه
هر طرفے را براں سازد اما ملتمس آں فرزند نخواستم که اشارت بدست رد افتد
والله ولی القبول وهو یجیب المامول دو طاقیه براے آں دو عزیز فرستاده شد
دست خود را بنیابت دست من گیرد و ایشاں را بعزیمتے درست و عزیمتے صحیح پیش
دار دوست بدیشاں دهد هر که اهتمام بیشتر دارد او را مقدم تر کند تلقین کند دست بدست
وے نهد گوید عهد کردی با ایں ضعیف و ایں نیابت زبان من باشد و برخواجه ایں
ضعیف و برخواجه خواجهٔ من و با مشائخ طبقات رضوان الله علیهم اجمعین که چشم نگهداری
و زبان نگهداری بر جادهٔ شرع هستی پس ایں گفتار گوید همچنیں قبول کردی او گوید قبول
کردم تو بگو الحمد لله رب العالمین مقراض بدست گیرد و نخست از اطراف راست
چند موے از نزدیک بناگوش بستاں و چند دیگر بطرف چپ باید برید و بوقت
بریدن موے و پوشانیدن کلاه کلمهٔ الله اکبر الله اکبر چهار تکبیر تا بالله العظیم
مرتب گوید پس آں او بخیزد دوگانه شکر بگذارد و پیش تو خورده بیارد باید که خرج آں
بر محل باشد پس آں شش رکعت نماز بسه سلام بعد از هر نماز شام در
هر رکعت بعد فاتحه سه گاں بار اخلاص بخواند و یک دوگانه دیگر
حفظ الایمان در هر رکعتے بعد فاتحه اخلاص هفت بار و یگاں بار معوذتین بخواند

راستی

پس سر بسجدہ نہد سہ بار در سجدہ گوید یاحیُّ یاقیوم ثبتنی علی الایمان و دوگانہ بعد نماز خفتن بگذارد در ہر رکعتے بعد فاتحہ دہ بار اخلاص و بعد سلام ہفتاد بار یاوھّاب گوید و اگر ایشاں باہمت باشد روزۂ ایام بیض نیز فرمایند و ہم ایشاں را درکار دین اگر رغبت بیشتر بود آہستہ آہستہ از اوراد خواجہ نیز برآں مزید کنند فذالک بداں۔

بیت

نصیحت ہمین ست جاں برادر ÷ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی
وگرنہ ایم اللہ ضایع باشی و ضایع مانی۔ رباعی
نامرد مباد ہیچ مردے ÷ بے درد مباد ہیچ مردے
بے درد مباد ہیچ وقتے ÷ بے وقت مباد ہیچ دردے
درکودکی خواندہ بودیم اغتنم فراغک فی ہماتمناہ فلا تنالہ
مولانا معروف خطاط حافظ و فرزندان اورا از ما دعا رسانند ایشان از ان ما اند۔

والسلام

مکتوب ہفدہم

ہم بجانب شیخ علاء الدین کالپوی

فرزند دینی ابوالفتح علاء کالپوی دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند شنیدہ شدہ است بخبر صحیح کہ آں عزیز البتہ منقطع می باشد و دوام شغلے دارد و ہمہ روز بہ تنہائی میگذارد الحمد للہ مطلوب ایں ضعیف ہمیں است کہ پیوستگاں ما ایں چنیں باشند وقتے خدمت شیخ نظام الدین محمد بدایونی قدس سرہ العزیز شیخ فرید الدین قدس سرہ العزیز را در وقت دیدہ بود پیری کردہ در پایش افتاد و تبقدیر اللہ آں موافق شیخ بود کسے گفت بندہ نظام غریب بداد نی نیک نیتی شیخ بود کہ او فرمود بخواہ چہ ہیچ خواہی شیخ عرض داشت کرد کہ خواجہ می خواہم ہر جائی نشوم گفت نظام بخواہی شد اما مجاہدہ شرط راہ است

شیخ آمد این قصه بر اصحاب گفت وگفت شما چه فرمائید کدام مجاهده اختیار
کنم اصحاب باتفاق فرمودند که مجاهدهٔ شیخ الاسلام فرید الدین صوم دوام است
خدمت شیخ کبیر نیز صوم دوام اختیار کرد شنیده ام که آن عزیز در مجاهده و ریاضت می باشد
فلتزمه حتی آخر النفس لکوحی کنی لکو ترمیکنی ہمیں ملازمت کن عرقچینے که ملبوس من
است که آن لباس خاصه است بهر کس نمی دهم مگر بیاران مخصوص برای آن عزیز
ارسال شده بپوشند و طاقیه ملبوس باآن عرقچیں نیز بپوشد بعد تجدید دوگانه بگذارد
سر بسجده نهد آنچه مطلوب دارد از خدا بخواهد امیدوار باشد که بدامنت بدهند و
خورده پیش دارد اگر آن بمن تواند رسانید بهتر و اگر نه بهر درویشے که بده من رسیده باشد
وچند نفرے که چیزے روشن فرستاده بودند خواجه بدّه ملک کالو مولانا سکندر و مولانا
اعلم برای هریکے طاقیه ارسال شده است یکان بار برسر نهاده ام طاقیه فرستاده ام
و مولانا ابوالفتح بداند آن عرقچیں را از بر خود کشیده برای تو فرستاده ام خواجه برہان
بداند که طاقیه ملبوس مخصوص برای تو فرستاده ام و نام تو بران طاقیه نبشته
شده است مولانا ابوالفتح با همه مریدان این قدر بگوید هر مریدیکه از پیر دور می باشد
امّا بفرمان اوست و آنچه فرموده است بران است و در رضای پیر است و متوجه
پیر است او محقق داند که او همزانوی پیر است والعیاذ بالله نه بر شرط رضای پیر و نه
بر فرمان پیر می باشد محقق است که میان او و میان پیر از مشرق تا بمغرب دوریست
والعیاذ بالله والسلام

ن بخدمه

مکتوب هیژدهم

هم بجانب فقیر ابوالفتح

فرزند دینی مولانا ابوالفتح دعای محمد یوسف حسینی مطالعه کند آورندهٔ صحیفه مولانا
فخر الدین صوفی از هندوستان بر ما آمده پیوند ما کرده یکے از متعلقان این جانب است

ازان ماست بازطرف خانہ می رود عیال و اطفال آں جانب البتہ او را رعایتے و اعانتے کند چنانچہ او با خرچ و خوشی در خانۂ خود برود منت آں این جانب متوجہ باشد طاقیہ براے آں عزیز ارسال شد آں را بشرط ہو پوشد برادران خود را و عزیزان دیگر را از ما دعا برساند والسلام

مکتوب نوزدہم

بجانب فقیر ابو الفتح علاء

فرزند دینی مولانا ابو الفتح علاء کالپوی و عاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند آرندہ این صحیفہ سید قوام الدین از قصبۂ اچولی بر ما از دور دست آمدہ بود ن راجولی پیوند کردہ باز طرف خانہ می رود دو خواہر براے کار خیر دارد بدانچہ دست دہد از یاران و آشنایان درین محل خیر بدہانند منت آں این جانب متوجہ باشد احیاناً مکتوب او می رسد و آیندگان ذکر خیر او میکنند ۔ والحمد للہ علی ذالک والسلام

مکتوب بستم

بجانب قاضی اسحٰق جھترہ و برادر قاضی سلیمان

الحمد للہ علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والاصال والتسلیمات السنیۃ والتحیات الرضیۃ علی الاخوۃ الصفیۃ والرفعۃ الزکیۃ متقدم و مستدیم باد اما بعد نزد اہل تحقیق مقرر و محقق است کہ بہترین کارہا و شریف ترین روزگارہا طلب خداوند تعالی است و وجدان و عرفان او ست ہر چند کل موجودات از معرفت او خالی نباشد اما انسان عرفانی خاص دارد کہ لا یطلع علیہ احد الا القلیل من الاقل وھو المخصوص

بالانبیاء والرسل صلوات اللہ وسلامہ علیھم ومن اتبعھم
بالمهل والاجل واز ضرورت معرفت دوام خیال حضور معشوق با خود بعینہ
بعین چشمش مسرور بعد از توجہ تام التزام بر ورا وورکار او تصفیہ وتزکیۂ اخلاق از لوازم
وضروریات است درخیال دل عاشق نباشد جز تصور صورت معشوق بزباں نرود
جز نام معشوق حکایت نبرو جز از وفا وجفا واز لطف وکرم وصفا وعطاے او
یحتمل کہ گہے از غلبۂ وقت سخن از ناز وکرشمہ واز رخسار ووسمہ ہم باشد اگرچہ
از دائرہ غیریت خارجی است امابر کار محبت ہم بگرد مرکز حی گردو آرے
العشق جنون والجنون فنون وملازمت درکوے وکوچۂ معشوق بہر بہانہ کہ
باشد البتہ یک گذرے درکوے او بود بلکہ باید کہ ایں خستہ ہمچو خسے دررہ آں کو
وکوچہ افتادہ بود والبتہ بحسب عزیمتے کہ او دارد از استعمال عزایم خالی نبود جادوے
کند افسونے خواند بلیۂ سوزد وطلسمے پردازد واز وجہ مقصودش اینست مگر
از درے فتح بابے شود والبتہ باکساں آں درودرگاہ مصاحبتے وملازمتے باشد
بایشاں درسازد ودراں کوشد کہ بایشاں آشنائی خاص پیدا آرد چہ ببذل نفس و
مال وچہ ببذل جاہ وجلال کمینۂ بندۂ آں درگاہ راکمترین غلاماں وکمترین
چاکراں باشد آرے اگر کارے سرزدہم از ایشاں بود بایں ہم خود را آراستہ دارد
لعلہ لایستقدمر ولایستنکف بل یحتمل یرغب ویطلب ہاں وہاں
تامل شافی واندیشہ کافی دریں بیان کن طالب باید کہ ہموارہ درمراقبہ وذکر و
فکر وتلاوت گذراند درہر حالتے کہ باشد بحسب آں حالت اورا فکرے وذکرے
ہست واز امیدے وبیمے خالی نباشد امیدوار دگر روزے روے مقصود
ومقصد بیند بترسد محبوب عظیم القدر راست نباید کہ دربارش حرماں برجان
طالباں او افتد وایشاں را از بدر واز دریادہ گرداند کہ گہے از جمال وبہاو

از جلال و کمال او بوہم و خیال خویش کہ نشانی دہد ۔ طالب را اگر جوئی جز در مسجد و گورستان کہنہ و بادیہ و گوشہ و کنج نیابی و با مشائخ اہل ارشاد و عرفاے امجاد صحبت و ملازمت باشد خود کار جز ایشان نسزد طالب ہرگز روے مراد نہ بیند تا رہبرش نبود بقدر وسعت و مکنت بذل خویش بکند عز و شرف و جاہ و مال را در حضرت ایشان در بازد ۔ بیت

تا در نہ زنی بہر چہ داری آتش ٭ ہرگز نہ شود حقیقت عیش تو خوش

با ایں ہمہ کہ گفتم مہم ترین کارہا آراستگی مرد باشد تخلقوا باخلاق اللہ و اتصفوا بصفات اللہ بقدر وقت او بود تا متصف بصفات او نباشد قابل نباشد کہ مشاہدۂ ذات تواند کرد اندیشہ کن بر عاشق در مجاز چہ صفت در تحریر رغبت و تقریر من کدام بیان را اثبات کردہ آہ دریغا یاران عزیز را نفسے بنفس ذلیل گشتہ است ۔

بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

دلہا برین راضی شدہ کہ خوار بزیند و مردار بمیرند و شرمسار بخیزند ۔

بیت

در چہ کارید در چہ مصلحتید ٭ اے فرو ماندگان بے مقدار
در جہاں شاہدے و ما فارغ ٭ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

جہاں مردا از سینۂ تو نمی خیزد و در دل تو نمی نشیند ۔ بیت

بعد ازین چنگ من و دامن دوست ٭ پس ازیں گوش من و حلقۂ یار

اے یار عزیز و برادر شفیق دست در دامن طلب زن و استوار قدم باست ولیکن تا رہبر را پس رو نباشی روے رہ کار نہ بینی و نشان منزل نیابی خواجۂ من فرمودہ است کہ بے پیر ہر کہ در رہ سلوک گشت تا بد مثال او مثال رسن تاب بود

ہر چہ پیشتر تا بد بستر رود طالب ہمہ وقت رعایت اوراد و وظائف بکند اشراقے و
چاشتے و تہجدے و اوابینے و فی زوالے و اوقات مرجوہ شام و صبح وغیر آں
نگاہدارد و این بجاے سحر و جادوے اوست بلے لاتدخلوا من باب واحد
وادخلوا من ابواب متفرقۃ ہمہ درہا را می کوبد تا از کدام باب فتح فتوح روح و
سوح تجلی کند بلکہ تحقیق اینست تا آں ہمہ رعایت در کار نباشد سرانجام روزگار
نشود اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضی ایں ہمہ اسباب ظاہرہ و مواہب
باطنہ بشرط شدت طلب و غلبۂ محبت است پیش از ہمہ کارہا ایں مقدم تر است
اے یار فہیم واے دوست ذہین بداں رہے کہ من دعوۃ کردم ایں تجارتے
است ہر چند دریں بازرگانی زیانے بیشتر خورند سود بیشتر باشد آں کدام جوانمرد
برخوردار است و از کدام پشت و شکم زادہ است کہ زیان ایں راہ خوردہ است
وانکہ سودمند است ۔ بیت

در وصف نیاید کہ چہ شیریں دہن است آں
ایں نیست کہ دور از لب و دندان منست آں

آں نظارۂ شوخے خنہ خنہ مرداں بر آب رواں معامی نویسند آرے
روے صواب روشن تر نخواہند دید باوہم خیال و امید توالد و تناسل را
عشق بازی میکنند اینک ببیں کہ بکعبۂ وصال نخواہند رسید در
شورستاں بامید وفا رسیدن کشت زار می سازند عنقریب برخوردار
خواہند شد وینہ را میخواہند امروز دریابند برلے آں می یابند آرے آرے
امر ممکن است بسہل و آسانی ظافر و فایز خواہند گشت۔ الحاصل اگر ترا نقدے
ازیں عالم بدست آمدہ است بیا بیا کہ نیکبخت ازلی و ابدی ورنہ مرد واے
واے ہزار واے بر آں بیچارہ کہ ازیں دولت محروم است زنہار دست از

لز نہ خواہند

دامن طلب بتنگی بطرفے لحظہ نکنی وجز ایں ہرچہ ترا باشد ہزل باشد ہزیان باشد
تراژ باشد خالی بے مغز باشد ہیچ پیاز باشد اے مولانا اسحٰق تا مسحوق نگردی بر
مثال سحقے کہ مرد کیمیا گر زیبق را کند در سلایہ اندازد چناں بدست ساید کہ ہیچش
از وے نماند ایشاں آں را جسم نامند وایم اللہ اگر تا سعادت محبت وکبریت
احمر معرفت دستت نہ دہد مس وجود تو زر نگردد تا ہموار او در ہاون ہویت ننہند
چنداں نش بسانید بکوبند چنانچہ طبیب چند دارو یکے بسازد طبیعتے دیگر شود ہمچناں
باید شد۔ بیت۔

تو او نشوی ولیک ار جہد کنی ۞ جائے برسی کز تو توئی برخیزد

اگر من زندہ باشم آں سو آمدنی ام۔ بیت

دست از دامنم نمیدارد ۞ خاک شیراز و آب رکناباد

اما آں عزیز را اگر مطلوب تحقیقے وتلقینے وتعلیمے ہست بہر طریق کہ باشد ایں سو
بیاید بالعجل والعجل الوحا الوحا اللیل حبلی والساعۃ حبلی الاحوال سجال و
الایام دوال ودعاء الحیوۃ ظل سحاب زائل وبرق سریع الزوال

بیت

دریاب اگر تو عاقلی شتاب اگر صاحب دلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

ومولانا سلیمان بسلام مخصوص باشد انچہ او را فرمودہ ایم ملازمت شرط
آں کار است بفوت شرط فوت مشروط باشد سید مسعود وقاضی منہاج الدین
وقاضی عماد الدین وباقی خلق جہہرہ از ما ہر یکے را سلام رسانند انچہ در تقریر و
تحریر آمد بہ نیکے باشد بکار برد۔ بیت

نصیحت کر دیکوساں اگر آزادہ بستانی ۞ وگر گوی کہ نستانم غلام قست بکوستانی

مکتوب بست ویکم

بجانب قاضی اسحق وقاضی سلیمان

فرزند دینی قاضی اسحق دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند اہم مطالب واعز مقاصد معرفت خداوند است تعالیٰ وطلیعۂ محبت مقدمۂ معرفت صورت نہ بندد محبت بر دو قسم باشد عامہ وخاصہ محبت عامہ عبارت از امتثال وامر نو محبت خاصہ کاسمہ خاصہ است وہب صرف است لطف محض است و ایں را علامتے واشارتے نمودار شدہ است تزکیۂ دوام و توجہ تام نشان محبان خاص است تزکیہ نفس باتفاق عبارت از چہار قاف است قلت الطعام وقلت المنام وقلت الکلام وقلت الصحبۃ مع الانام چوں بریں چہار قاف وقوف شود ارجو کہ تزکیۂ نفس دست دہد شرط کار است استقامت فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ہمبریں مصلحت تعلیم امت شدہ است توجہ تام بے تلقین پیر و مرشد میسر نشود اگر مرشد مستتر شد را توجہ حضور صورت خود فرماید دریں چند مصلحت باشد نخستیں مصالح جمع ہمت لنؔ ابتدائے غیب را تصور حضور مشکل باشد مرئی معلومے مشخصے را باحسن الہیأت واجمل الاشکال والصور تصور کند زود ترے میسر آید چوں دل جمع ہم اعتناق گیرد از انجا تواں پیشتر آسان وسہل ترتی کند بتصور حضور رعایتے رود وعنقریب بمراقبہ تواند شد۔ و دیگر پیر ہموارہ در مشاہدہ وحضر الہیأت است چوں دل مرید ہموارہ بتصور حضور پیر بود وقتے چنیں اتفاق افتد کہ بین القلبین محاذاتے درستے شود انچہ پیر بجہد ریاضت ومجاہدہ حاصل روزگار خویش کردہ است مرید را باہمہ ہواہا وگرفتار یہا نقد وقت او باشد۔ ہذا افضل عظیم مراد کمال حبیبیم مثالش چنیں بود کہ عکس آفتاب در آب صاف کہ محاذی آفتاب بود

لن ہم است

برآید و بر دیوار یکه محاذی آب افتاده است عکس عکس بر صفحه آں جدار پیدا آید
انچه بهمه عمر بهیر بهمه محنت و رنج حاصل داشت طالب راهم باول قدم بدست
افتد سخنے دیگر است اینجا که آں در حریم کتابت نگنجد و در مضیق گفتار درنیاید طالب
چوں ادراک آں دولت کند هم خود دریابد اما ابتدائے در فهم او نیاید نشنیدن آں
زباں کار او بود اما تلقین پیر بمکاتبه و مراسله چنداں سود مند نباشد اگرچه از
نفع مائی خالی نباشد حکایت از غسل دیگر باشد اما غسل در کام یکے کردن بدست
خود آں دیگر بود - آرنده صحیفه مولانا علاء الدین گوالیری را بهر حیز براه کرده ام او مرد
صادق است البته خیانتے و ظلمتے روا نخواهد داشت تلقینے که او کند هم از زبان
من بوده باشد اما اگر او من بغیر واسطه میسر شدے کارے بودے والموفق هو الله
والداعی هو النبی علیه السلام و انچه آں عزیز از احوال خود نوشته است نیکو چیزے
است صوفیاں اینچنیں گویند هذه خویدات تربی بها اطفال هذه الطریقه
ایں واقعه بشارت میدهد که اگر آں عزیز مداومت در کار کند و همه روز و شب
درین کار بسر برد امید باشد از الهیات هم نصیبه گیرد و هذا بشارت عظمیٰ و کرامت
کبریٰ - ترا همار ه در کار باید بود انتظار فتح باب امید باید داشت و انچه آں عزیز
التماس علق کرده است نیکو اتفاقیست در زمرهٔ دوستان خدا در آمدن
و خوردا بلباس ایشاں نمودن دلیل قبول ایشان و وصول نعمت خاصه باشد - دست
مولانا علاء الدین نائب دست من است زبان او نائب زبان من طاقیه
از سر خود براں عزیز فرستاده ام آں را در پیش دارند مولانا علاء الدین مذکور او را تلقین
کند انچه در اول بیعت من تلقین کرده بودم مولانا اسحٰق بداں وضعے و ملکتے که از من
قبول کرده بود همچناں قبول کند مولانا ے مذکور بر سر تو کلاه نهد و تو دوگانه بگذاری و
خورده که شرط کار است پیش مولانا بیارد بنهد انچه مولانا دراں وقت فرمایند

بدل قبول باید کرد و اگر تلقین ذکرے و مراقبہ مقصود باشد ہم مولانا تلقین خواہد کرد ۔
آں ہم فرمایش ہمین باشد با ایں ہمہ مثل عسل محقق و ممثل است اگر اینچنیں کارے
کہ جہانے سرگرداں است بحضرت پیر رسد دولتے و اثرے دیگر دہد کہ چشم دل بدآں
ہر چند بینا است بینا تر و روشن تر گردد۔ حدیث ۔ فرزند دینی مولانا سلیمان دعای
محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و محقق داند آنچہ براں عزیز بنشستن مطلوب بود آں جملہ در
فرمایش مولانا اسحٰق مکتوب شدہ است دوم بار بنشستن حاجت نہ باشد و آنچہ تو و آنچہ
نبشتہ بودی نیکو است امید وار بشارتے است اما دل براں بستن باز ماندن از
مقصود باشد مطلوب ما عزتے دارد کہ بہر زہ در کتابت نتواں آورد آہ تا بندہ
با خدائے یکے نگردد چنانچہ جز خدائے را نہ بیند و نداند و نشناسد نتواں گفت
بچیزے بجائے رسید و ایں کارے بس عزیز و اعز الاشیاء است ترا امید وار
شدہ است والسلام ۔

مکتوب بست و دوم

بجانب شیخ زادہ خوندمیر و برادران او

فرزند دینی خواجہ صدر الدین خوندمیر دعائے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند
نماز گذاردن و روزہ داشتن و حسنات و مبرات دیگر کار ہر بیوہ زنے است
مشغولی طالبان خدائے را کارے علیحدہ باشد این جنبہ بدرقہ پیر نتواں اشارت
کردن خود رسیدن بداں دولت چہ صورت نقش را تواں کرد و اسطی رح اگرچہ
بغیر واسطہ ہمہ وسایط از میاں برگرفت فرمود الهام راجعة الی الذات دون
النعوت والصفات اما آں دل کجا کہ فہمش کند و آں دیدہ کو کہ جمال این کلام را
تواند دید میوہ کہ نتیجۂ ایں درخت باشد آں را محبت خاصہ نامند ایں جا محل را

بے گم است ولہا درکتم عدم است جان ہا در حیرت و ہیجان است کجا افتادہ ام چہ می گویم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہ و فرزندم خوندمیر را شنیدہ ام بیشتر احوال در عبادت و طاعت می گذارند احسنت احسن اللّٰہ جزاک اما این قدر بدانکہ ہمہ عبادت ہا و طاعت ہا بے حضور اعتبارے ندارد و حضور آں چہ پیر توجہ فرماید کار ہماں باشد اگر بمکاتبہ و مراسلہ بسندہ نکند۔ مولانا علاء الدین کوالیری یارے عزیز است ازین جنس چیزے نامزد وقت او کردہ ایم اگر ہم از و چیزے بیاموزم رہ کارے باشد بارے عاری نباشی و اگر اصطحاب با ما میسر شدے زہے دولت کار امید واری بیش بودے رسول اللّٰہ فرمودہ است (صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) من صلی رکعتین ولم یحدث فیہا نفسہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ قبل ولم یحدث رہ اطلاق بگیرد و جز بحضور محقق است ہیچ عبادتے را عزتے نیست بے حضور دل و حضور دل امرے ممکن و میسر اگر بفرمان پیر کارے کند و انچہ مردماں گویند حضور امرے محال است محال نیست اما عسرتے دارد اجوبہ کار نیست انچنیں مستحیلے متعسرے بواسطۂ پیر سہلے و اسہلے گردد ممکن باشد ولیکن قریب الحصول۔ مصرع۔

ن الحضور

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی

حدیث ۔ فرزندم امیر چند دعائے محمد حسینی مطالعہ کند خبر است کہ میر چند کارہا گزیدہ نکند انچنیں روا نباشد امیدوارم کہ تو آں بکنی کہ چشم دل دوستانت روشن تر گردد کارے خوندمیر کند تو چرا ہماں نہ کنی با تو نیز استعداد آں مرکب است والدۂ خوندمیر را دعا خواند بیشتر احوال در عبادت و طاعت گذارند عورتے کہ کار مرداں کند او مرد لیست بر صورت عورت و اگر مردے کار عورتاں بکند یعنی ہوا پرست باشد او عورتیست بر صورت مرد بلکہ بدتر از آں۔

ن چندن

ن چندل

؟ میر

حدیث - امیر بدہ دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند از ان برادر عزیز متوقع است
کہ ہارہ در عبادت گذارند و با اقارب وعشایر زندگانی کہ باید ہماں کنند مارا
وشمارا ازین جہاں جز عمل نیک بردن چیزے صورتے ندارد۔ والسلام

مکتوب بست وسوم

نیز بجانب شیخ زادہ خوندمیر بعد نقل مخدوم زادۂ بزرگ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجازی امور بر حسب ارادت خالق الخیر
والشرور جاریست تو با رضا باش یا بسخط ہیچ وجہے صورت تحول وتبدل نباشد
انچہ او تعالی خواستہ است رو بنماید فرمان از طرف مرید قادر بریں جملہ صادر است کہ
تیغ بر فرق زنیم تو دم مزن جگرت بدریم تو آہ مکن دلت را پارہ پارہ کنیم تو از زنگ
در پیشانی میفگن آرے از غفور رحیم واز غفور کریم ہمیں متوقع ومنتظر آمدے گرفتار
ایں چہ گفت راست کن علی رسالک والزم علی حاذرک بندہ را جز بر آستان
بندگی سر نہادن چہ چارہ باشد۔ بیت

چہ چارہ باشد بیچارگاں در دِ ترا ❊ جز انکہ بر سر خاک درتو خوں بازند
انکہ چکنیم انکہ چکنیم ـ نظم

ن چہ گویم

برگذر زیں سرائے غرور فریب ❊ در گسل زیں رباط مردم خوار
تلبثہ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار
رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست ❊ بام سوراخ وابر طوفاں بار
ہرکہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ ماں و ماندہ سوار
رہ رہا کردۂ از انی گم ❊ عزم نا رستۂ از انی خوار
دولت آں امداں کہ دادندت ❊ پیش ابناے جنس استظہار

تا ترا دولت است یار نگہ ٭ در جہانِ خدا اے دولت یار
چوں ترا از تو پاک بستانند ٭ دولت آں دولتست و کار آنگار

خوندمیر بداند طاقیہ ملبوس چند گز جامہ کہ بر سر پیچیدہ میباشد براے ترا ارسال افتادہ آں را بشرط بپوشد و رعایتے کہ دراں باب آمدہ است نگہدارد۔ والسلام

مکتوب بست وچہارم

بجانب امیر سلیمان کوتوال ایرج و ملک تاج سلیمان و مولانا بدر سلیمان

فرزند دینی سلیمان شہاب دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند کدام دولت عالی تر و کدام نعمت شریف تر ازین کہ تو با خداے خویش بفراغت بے مزاحمت آیندہ و روندہ دوست و دشمن و آشنا و بیگانہ مستغرق باشی اے بیچارہ تو قدر فراغت چہ شناسی شنیدہ باشی۔ بیت

بفراغ دل زمانے نظرے بخوب روئے ٭ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر و ہاے ہوئے

ترا با صحبت مرداں چہ کار ترا با تعلم چہ نسبت انچہ لابدی دین است وضوے و نمازے و بد انچہ ہر نفسے مردم بداں محتاج است بکفایت رسیدہ باقی وقت غرق بیاد خدا باش آں روزے کہ بر تو کسے نیاید و تو روے کسے نہ بینی و کسے روے تو نہ بیند بدانکہ ترا معراجست کہ ہم نشیناں حضرت و مقرباں صمدیت ازاں حسرت ہا برند۔ رباعی

دل در تنگ و پوشند نکو شد کہ نشد ٭ جز بر تو فرو فشند نکو شد کہ نشد
گفتی کہ برنج ار نکو شد کارت ٭ دیدی کہ نکو فشند نکو شد کہ نشد

ن برنجم

مرداں بر نقش حمام با امید وصال خیال بازی سیکنند ہرگز بتوالد و تناسل نرسند در شورستاں کشت می سازند ہرگز بر نخواہند خورد بر آب رواں نقش

می نویسند ہرگز بر معنی مراد آشنا نخواہند گشت باید کار عشق می بازند و وفا را چشم داشتہ اند لحظہ ازاں روے نخواہند دید ہیہات ہیہات۔ **نظم**

برگذر زیں سراے غرو فریب ❊ درشکن زیں رباط مردم خوار

کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

رخت بردار ازیں سراے کہن ❊ بام سوراخ و ابر طوفاں بار

ہر کہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ واں و ماندہ سوار

رہ رہا کردۂ ازانی گم ❊ عز ندانستۂ ازانی خوار

دولت آں را مداں کہ داندت ❊ پیش ابناے جنس استظہار

تا ترا دولت است یار نۂ ❊ در جہان خداے دولت یار

چوں ترا از تو پاک بستاند ❊ دولت آں دولت است کار آں کار

لہ خرابہ

آں ساعتے کہ خطرۂ غیر از خدا در دل تو بود خود را مشرک و بت پرست دانی۔

ملک تاج سلیمان خاں زادہ را سلام و دعاے من برسانی و بگوئی شنیدہ ام بعد ہفتہ روے پیچیدہ در مسجد می آئی و ہجوم مردم دنبال تو مبارکت باد۔

بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ❊ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

والدۂ خود را دعاے من برسانی و بگوئی بداں چہ فرمودہ ایم ملازمت بکن و پسر خویش را دعا کن الہی فرزند ما را بخود مستغرق دار و دل او را از خطرۂ غیر حق باز آر۔ مولانا بدر الدین سلیمان دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند اشراق و چاشت تہجد و اوابین و فی زوال ملازمت کند و امید فضل من اللہ باشد۔

والسلام

مکتوب بست وپنجم

بجانب قاضی برہان الدین ساوی ایرجی و سید حسن امیر سلیمان

تقدیم تسلیم۔ از رسوم تعظیم احرار است۔ برادر دینی مولانا برہان الدین ساوی دعاے محمد یوسف حسینی بشرط محبت و اعتقاد مطالعہ کند کلمۂ چند کہ از لمحۂ ذوق عاطل نباشد و نکاتے چند کہ از پیرایہ تحقیق عاری نہ زبان وقت املا کرد بضرورت در صحیفۂ کتابت افتاد ہر چند کہ پے شکستہ و دم بریدہ است اما از جولانی و مجالی خالی نیست بحقیقت تواں دانست کہ محبت بر سہ قسمت منقسم می شود محبت عامہ کہ علماے تفسیر و احادیث و استادان فقہ برین متفق اند کہ محبت با خدا عبارت از امتثال امور باشد آرے عقل ہمیں فرماید و نفس ہمیں فہم برد برین استشہاد قول رابعۂ عدویہ و انشاد شعر انسبتے دارد۔ شعر

تعصی الاله وانت تظہر حبه ۞ ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعته ۞ ان المحب لمن یحب مطیع

و محبت خاصہ این نیز بر سہ حصہ نصیبہ می شود محبت افعال و محبت صفات و محبت ذات محبت افعال نظارۂ صنایع شود کہ چہ اعجوبائست وحدوثات را چہ حسان و ملاح است کہ مصنوعات را مفید ہر آئینہ صانع نباشد گر چنیں و چنیں کسے بدیں درستی و راستی نشود تا وحدہ لا شریک لہ نعت لازمی او نبود بضرورت میل بشری و طبع انسانی بمحبت او مبتلاے او گردد۔ بیت

ہمہ اطہار و انوار آفریدند ۞ نمودار رخ یار آفریدند

و دیگر محبت صفات کل جمیل من جمال اللہ ان اللہ جمیل یحب الجمال اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح رہنماے این محبت

کرده است وره برئ ره روان نموده است بسیار مجانین عقلا دریں سلسلہ گرفتار ماندہ اند وازین قید خلاص ایشان نشده آنکه ورایے این حجب واستار می بازدو درپردہ خالق ومخلوق می نماید چه گفتنی تمثل وتشکل کرده است بالغت لطف وجمال وصفت رحمت وکرم بدیں صورت نموده است۔ اللهم الهمنا رشدنا واهدنا الی سواء السبیل پس کبار را درین بادیه ره افتاده است بسیار روندگان را دریں ره بلا نا پیدا کرده اند اباحت و الحاد زندقه وانحراف یکے از شعب این طریق است ازین بالا جز بعنایت پیر نجاتے نباشد الکلام یطول والطبیعة عنه ملول غرض را با ثیم ۔سوم محبت اخص خواص است آں محبت ذات مطهر ومقدس عن کل عیب ونقص باشد این در گفتار وکردار مردم ابرار واحرار نیست دربیان مقفل زبان عقل مسلسل ومغلل است لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك اشارتے ازیں جمله نموده است العجز عن المعرفة معرفةٌ رمزے هم ازین حکایت ست هذا باب ۔ مصرع

ترا حکمن چنین دولت تو از بے دولتی غافل

هیچ میدانی که بچه حی رو دیهات فیهات پے روئی خدعۂ غول مکن که در تیه ضلال افتی در شورستان کشت مساز که برخوردار نگردی بر روے آب روان معما منویس که وجه صواب نه بینی بر نقش حمام بامید توالد وتناسل عشق مباز که هرگز بکعبۂ وصال نرسی۔ وهم وخیال وظن اصلے مشمر که بجسالے بحقیقت راه نیابی بر ره گذر سیل عرقه برمساز که نظاره بر سیل عیوق نشود جام صبوح را در غرقاب نوح میفنداز که جز آذنرکه الغرق مشاهده نباشد الغرض که میسرت هست که یک نفسے بر سر موسے رسی نرسے که توئی درنه ۔ رباعی

درچه کار یده درچه مصلحتید ☆ ای فرو ماندگان بے مقدار

ن کوئی

درجہاں شاہدے و ما فارغ ❊ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

آہ و دریغ باشد کہ ازیں جہاں ہر شوی و نقدے در ذیل خزینۂ تو بر بستہ نبود۔ بلکہ صد ہزار وزریغ۔ بداں ماند کہ یکے راسودائے تجارت در سرافتاد سرمایہ گم کرد۔ غم و رنج میخور درزہے مرد عزیز حمیۂ عاقل ہوشمند کہ اوست۔ غزل

برگذز زیں سرائے غرو فریب ❊ در شکن زیں رباط مردم خوار

کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست ❊ بام سوراخ ابر طوفاں بار

رہ رہا کردۂ ازانی گم ❊ عز ندانستۂ ازانی خوار

ہر کہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ واں وماندہ سوار

دولت آں را مداں کہ واندت ❊ پیش از ابنائے جنس استظہار

تا ترا دولت ست یار نہ ❊ در جہانِ خدائے دولت بار

چوں ترا از تو پاک بستانند ❊ دولت آں دولتست کارآں کار

یا اللہ وایم اللہ ترا روزگارے درپیش افتد کہ از ہمہ کارہا و کردارہائے خویش پشیماں باشی زینہار ہزار زینہار غافل مباش بے غم منشیں یعنے ترا با خدا بودن چہ زیاں باشد اگر در سلوک این راہ ترا زیانے نماید فرد اچنگ تو در دامن من رباعی

چہ بکونیں می شوی مغرور ❊ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

صورت خوب تو نسخۂ اوست ❊ بازخوان وببیں مقابلہ کن

عجب ترا این سودا زیانے کرد کہ شیئے مائی وہمی خیالی رفتنی نہ ائیلے وفائی بدہی با خدائے باشی مقابلہ آں خدائے ترا باشد آہ صد ہزار دریغ۔ بیت

نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس

بیا بیا ورآ ورآ ہنوز وقت باقی است ترسم کہ روزے پیش افتد ترا کہ
البتہ از پنجۂ ہستی پس آئی و رہا ز است درباں بیکار است ملک معزول است
رہ گذرے عامے کردہ اند مسکین تو محروم ماندۂ ارچہ کہ مسلمانان البتہ رہ خو گیرند
و از مقصود باز نمانند۔ حدیث۔ سید حسن اللہ امورہ وحسن اللہ خورہٗ وملک سلیمان
واصحاب دیگر کہ سکنۂ آں ولایت اند از ما تسلیمات وتحیات بحسب اتفاق
واعتقاد مطالعہ کنند چند سخن بر مولانا برہان الدین مہر بہن و محقق شدہ است
اگرچہ مخاطب مولانا است اما مقصود ما بر عامۂ مومناں بسیار است کہ بزرگے
را مخاطب سازند وہر کہ ہم سنگ وہم رنگ او ست بدلالت کلام او نیز
داخل باشد و آں کہ خود را بذیل آں بزرگاں بربندد او نیز نصیبہ از قسمت
ایشاں بگیرد۔ والسلام

ن خیورہ

مکتوب بست وششم

بجانب خواجہ ابراہیم بھروچی

خواجہ ابراہیم سلام و دعاے محمد یوسف حسینی استماع کند ہر کہ تنہا
باشد وتقلیل ماکل ومشارب کند بخاصیت این عمل نورے ونارے وصفائی
پیش آید ہرچہ خواب بیند درست باشد وہرچہ در خطرۂ او بگذرد موافق
تقدیر بود ایں عمل موجب آنست کہ مردم ہر جنس محب ومعتقد گردند ایں
نوع در طریقت اہل طلب عزتے ندارد ومقصود وراء من کل وراء است وآں
را جز بصحبت پیر و مرشد نتواں دانست وبجز ارشاد پیر مشفق نتواں بداں جا
رسید اگر آں عزیز را مقصدے کہ اعظم المقاصد است وہمتش بہ آں آوردہ کہ
نوعے بداں تواں رسید جز بملازمت صحبت واطاعت وانقیاد شیخ میسر نیاید

ہاں وہاں ۔ بیت

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی

باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

الوقت عزیزٌ والعمر قصیرٌ والغفلة من الجنون ہیچ معلوم ہست

کہ از چہ چیز فارغ و غافلی و نمیدانی ۔ بیت

در جہاں شاہدے وما غافل ٭ در قدح جرعۂ و ما ہشیار

باشد کہ آخر العمر ہم ایں دولت ترا دست دہد ۔ بیت

بعد ازین دست ما و دامن دوست ٭ پس ازین گوش ما و حلقۂ یار

زیادہ چہ نویسم خود گفتہ اند اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

طاقیہ کہ ملبوس ایں ضعیف است بحسب التماس آں عزیز بدست آرندۂ صحیفہ

ارسال شدہ تجدید وضو کند طاقیہ را پیش دارد و دست بر طاقیہ نہد و در دل

خویش ایں نقش منقش کند کہ پیر حاضر است و من دست بدست پیر نہادہ بیعت

میکنم و عہد کردم با خدائے خویش و با پیر و با پیر پیر و با مشائخ طبقات رضوان اللہ

علیہم اجمعین کہ چشم نگہدارم و زبان نگہدارم بر جادۂ شرع باشم ہمچنین قبول

کردم و طاقیہ بپوشد بعد ازاں برخیزد و دوگانہ بگذارد و بگوید نویت ان اصلی للہ تعالے

رکعتین و را عما سوی اللہ نیت کند و چوں دوگانہ گذاردہ باشد باید ہمانجا کہ

طاقیہ پوشیدہ بود سر بر زمین آرد و بر ینکہ پیر آنجا حاضر است و خوردہ ہا پیش دارد بہر

فقیرے کہ آں خوردہ دہد بمار سیدہ باشد این خیال بازی کہ گفتم اگر صفائی تقاضائے بدا حاصل

شدہ باشد پیر را بمشاہدہ بیند بعینہ و عجب تفاوتے بنود و مصلائے کہ بر آں نماز گذاردہ ام

براں عزیز ارسال شدہ است باید کہ فرائض و نوافل تو ہم برآں ادا شود اما ایں قدر

بداں و ایں بیت ورد حال خود ساز ۔ بیت

ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش ❊ تا در نہ زنی بہرچہ داری آتش

و باید کہ اشراق و چاشت و تہجد و اوابین و فی الزوال و تمام اوراد شیخ در
عمل باشد این خود وظیفۂ ہمہ طفلاں است کہ ہنوز دراں مرتبہ نرسیدہ اند
کہ ایشاں را طعام بچشانند ہزار بار درود و ہزار بار اخلاص ہر شب بعد از نماز
خفتن و سیپارۂ کلام اللہ ہر روز داخل اوراد وظیفہ است و پنج سورۃ بعد
ہر پنج فرائض یکاں سورۃ والسلام۔

مکتوب بست وہفتم

بجانب شیخ خوجن دولت آبادی

برادر دینی مولانا خوجن دعاے محمد حسینی مطالعہ کنند حکایتے از اختیار الدین شامی
مذکور شنیدہ ام جوانے را با کنیزک تاجر دل بستگی شد تاجر بحکم غیرت از اختلاط بیرونی
حبس کرد جوان مبتلا کہ تیر عشق شگاف دلش را دوختہ بود صاحب فراش شد
مادر و پدر او ہر دو ستے کہ از ان اوست تجسس و تفحص حال او مبالغتے کردند طبیب
از محۂ او دلیل مادۂ مرضے از معدہ او نکرد حکیم از تفرس خویش انکشافے ندید و
مردے کہ از تسخیر جنے و دیوے و شیطانے ادعاے کند دیوانہ وش استقامت
بر حالتے نکردند ہمہ باتفاق گفتند کہ در ظاہر و باطن او موجبے براے این حالت
نیست و این حالت او جز این معلوم نمی شود سینہ گرمے آہے سردے رخے زردے
لبے خشکے چشمے ترے گفتند امرے خارجی را تفحص باید کرد مادرش بدلداری
نشستہ او را دلداری داد و ولا ورکرد بسخناں نرم و تر باوے گفت کہ تو نا دۂ منی از کودکی
ترا بر آوردہ ام داشتہ ام شستہ ام چناں کہ مادراں با فرزنداں کنند ہر
خراشے کہ در سینۂ تست با من بگوے تا تدبیر و مرہم آں ریش کنم جواں دل یافت

حدیث حادثۂ دل خویش و قصۂ غصۂ جان بر ما در فروخواند ما درش گفت سہل کاریست
این خوند کارش تا جراست بہایش زیادت تر بدہم او را بتو رسانم پیغام اشتراکردند بہر
بہائے کہ او راضی شود البتہ غیرت دامن گیر او شد از مبایعت ممتنع شد آں
کنیزک نیز بمرض دق افتاد الغرض بعد چندے روز راضی بہ بیع شد خلق و اقارب جوان
بنظارہ جمع آمدند امروز آں کنیزک می آید ایں جوان با او چہ معاملہ کند گرد تخت آں
جوان نیکبخت مجمع شدند فجاءۃ بغتۃً یکے گفت آں فلانہ آمد جوان چشم باز کشاد
بہر دو دست اشارت کرد بحضار مجلس بدور باش اشارت کرد کہ ازاں اشارت ایں
عبارت تواں کرد کہ خلوا سبیلی وطریقی حتی اری جمال وجہ حبیبی بمجرد سے کہ
نظرش بر طلعت آں کوکب دری افتاد بہر دو دست را برسم اعتناق کشادہ داشت
ہر کس او را گرفتند بر سینہ اش داشتند او بہر دو دست گرد آورد و بر سینہ کشید
سینہ بسینہ سود ساعتے گذشت معشوقہ را از سینہ اش برگرفتند آں جواں مبتلا
جاں بجاناں سپردہ بود اکنوں ہیچ اندیشہ می آید آں کہ در سرش طلب تجلی خالق
کل جمیل و نہی باشد کمتریں ازیں بود ہیہات ہیہات ہیہات۔ بیت

داری سر ما و گرنہ دور از بر ما ٭ ما دست نشیم تو نداری سر ما

ما کہ دست علی العموم میدہیم ایں در حساب کار ما نیست ما مبعوث برائے
ارشاد طلابیم صیاد دام برائے صید مرغ زیرک فرا نہادہ است و دریں میاں
عصفورے و صعوہ و امثال ایشاں در دام او می افتند او را ازیاں نیست بلکہ
از نفع ہائی خالی نیست ما مقصود او ہماں مرغ زیرک است۔ بیت

چہ بجوئی ز ما شوی خسرو ٭ ہر دو عالم بدہ مبادلہ کن

آں کہ جاہ مانع تست آں جاہ را دہ جاہ افگن آں اعتبار دامن گیر تست
اعتبار بغبار سپار۔ بیت

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنین ایام را

اے عاقل غافل عقیلہ از قدم دقیقہ مگسل چگویم ترا اگر حرماں ندماں تو شدہ است یا ہجراں نصیب جاں تو آمدہ است آخر الزماں است اگر در مشرق ومغرب وجنوب وشمال مرشدا جویاں باشی نیابی درہا بستہ اند شر زک درے کشادہ ماندہ است اگر توانی بجہد جہید اکید بداں درآ واگر نہ روزے باشد دست آویزے وپا گریزے نیابی بر ورگرداب لابدمنہ ولاسبیل الیہ غرقہ مانی آنچہ حق کردار بود اصدار یافت والباقی امالک وعلیک السلام دستارچہ کہ دست مال ما بود وگاہ گاہے تنشیف آب وضو ہم کردہ شدہ برائے آں عزیز ارسال افتاد فرزندم مولانا عبدالرحیم سلام ودعا خواند برائے او طاقیہ ملبوس فرستادہ شد او شرایط پوشیدن طاقیہ میداند ہمچناں بپوشد۔ والسلام

مکتوب بست وہشتم

بجانب مولانا قطب بدر و یاران دیگر ساکنان گجرات

فرزند دینی قطب بدر دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند مصرع

عاقل ندہد سترا لطی بملاہی

ہر چہ جز کار خداے ویاد خداے باشد ہمہ ملاہی بود بلکہ مناہی چہ گمان می بری ہر چہ ترا از خداے باز دارد مناہی باشد یا نہ۔ بیت

چہ بکونین می شوی مغرور ❊ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

ہیہات فہیہات در آب رواں معمائے منویس کہ معنی روے صواب ترا رخ ننماید پیروی خلطۂ غول مکن کہ بتیہ ضلال ہلاک شوی در شورستان کشت مساز

که هرگز برخوردار نگردی با نقش حمام با امید توالد و تناسل عشق مباز که هرگز بکعبهٔ وصال
نرسی ازین به کاره امید وفا مدار که البته آزرده گردی در شب یلدا طلعت جمال
آفتاب را انتظار مکن جز به ظُلُمٰتٌ بَعۡضُهَا عَلٰى بَعۡضٍ نظاره نشود الغرض روے
بخدا آر پشت همه جهاں را بده و دل بحق درست ترکن از بهیر مدو بجوے متحقق باین
وآں مباش اگرچه تدبیر معاش لابدی است اما نه آنچنین که از خداے وشغل خداے
بازدارد استغفر الله حرام باشد کارے که از توجه حق واز طلب حقیقت بازدارد
چند سخنے مختصر نبشته شده است اگر همیں قدر بکار دار دخمیر مایهٔ همه سعادتها در دامن
خویش بربسته بود همه دولت هاے این جهانی و آنجهانی در غنچهٔ دامن و ذیل خرقه خود جمع نماید
نیک خواه و رهنما پندے دهد تا کدام صاحب سعادت و نیک بخت باشد
که بریں اقدام کند زنهار هزار زنهار این گمان با خود مبر که کجا من و کجا این کار یعلم الله که
هر واحدے و هر احادے لایق و قابل است اگرچه آنچه می فرمایم و پیراں فرموده اند
براں رو و جهانے پیش آید که هرگز چشم دل ندیده باشد و هرگز و هم خاطر آں سوزفته
بود عجب حالتے که من دارم از هر یکے توقع من این است واین توقع عین ناشی
از دلیلے است ازاں چه خنبے پر شراب در فوراں بجوشیدن است و بر ره گذریاں
سبیل نهاده اند و یکے استاده قدحے ازاں بر دست گرفته با آواز بلند تر هر چند و بانگے
هر چند لطیف تر فریاد بر می آرد که حی علی الراح والریحان نه آں که هر که ازاں میگذرد
وازاں قطرهٔ نمی نوشد حرمانے عظیم وخذلانے جسیم دارد فاغتنموا فاغتنموا پیراهنے ملبوس
منست وطاقیه هم ازاں قبیل است براں عزیز ارسال شده است بپوشد وهم
متصور خود تجدید بیعت کند و چیزے از اوراد خویش افزاید جز اں که در اول بیعت
تلقین شده بود و این بیست رکعت است صلوٰة الروح و شکر اللیل صلوٰة النور
وصلوٰة الکوثر براں زیادت کند سه دوگانه اشراق گذارد شکراً لله استعاذه

ق: فوق

استخارہ و یک چہار گانی چاشت و صلوٰۃ الخضر بعد اداے ظہر است۔ بیت

نصیحت ہمین ست جان برادر ٭ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی

مسبعات عشر بعد بامداد پیش از طلوع آفتاب و بعد العصر پیش از غروب و اگر ازین زیادت ترا مطلوب باشد زیادت کند آن ہم باجازت من باشد و داخل فرمایش من بود۔ ملک محمد و ملک بدرالدین مولانا عین الدین و سید نصیرالدین را و ہر کہ با ما تعلقے دارد دعاے من برساند و این مکتوب بدیشان نماید مخاطب آن عزیز است اما مراد من ہر کہ در کار من رغبتے نماید۔ والسّلام۔

مکتوب بست و نہم

بجانب بعضے مریدان

الوقت عزیز والعمر قصیر الوداع یا سیدی و مخدومی الوداع

معلوم راے حق پذیر باد تا چند درین تنگناے ظلمانی توان بود رخت ہستی کہ موہوم است بصحراے نیستی کہ عین الیقین است بر آریم و طبل یگانہ بشادی تخلیص از یار بیگانہ زنیم و علم نشانہ در ہاویہ ہا ہوتی کشادہ کنیم و آرا نگی ذرّ ہواے اطراف عالم پیدا آریم نزول و مسکن در ماوراے سازیم سلطان وقت خویش باشیم چیزے ارواحی با ارواحے خرستیم عروج ازین ہم کنیم یکے بیکے گردیم نشان یکے بیکے پے سپر کنیم خود بخود و با خود از خود در خود خود گوئیم و شنویم۔ والسّلام۔

مکتوب سی ام

بجانب بعضے مریدان معتقدان

الحمد للہ علی السراء والضراء والشکر للہ علی السراء والوحاء والصلوٰۃ

علی رسوله صفوة الانبیاء اسوة الاولیاء واصحابه الکرماء وعترته الاتقیاء
وبعد اصحاب زهد وارباب سداد محقق دانند مصدق شناسند اهم المهام واکرم المرام
محبت الله است تعالی عن الزوال والانصرام ومحبت را اسباب ومواجب
علی الانواع است مرد حکیم عاقل وشخص علیم فاضل فکرتے گمارد که عمر عزیز را در کدام
کار ودر چه مطلوب صرف باید کرد معلومش شده که همه در ورطهٔ زوال وفنا است
احسن الاشیا واجمل المطالب عبادت رب است سبحانه وآن نیز در ورطهٔ عدم
است امروز شخصے لله فی الله صلوة را که حسنةٌ بعینها است بحق شرائطها وارکانها
بجا آورد وآن را خداوند سبحانه وتعالی قبول کرد فردا آمنا وصدقنا جزاے آن دهد
اما صلوة در ورطهٔ خیال افتاد ولا اتحاد از انعام واکرام لادار تکلیف وتعنیف
اگر کسے گذارد یکے از ملذوذات ومرغوبات او بود اما نماز رفت برین قیاس هرچه
این جهانی است مال وجاه قوت وعیش وتمتع جز خیال بازی نیست وصلوة که
حسنةٌ بعینها است حال ومآل او گفتیم دیگر چیز را چه عزت باشد محبت الله سبحانه
بصفت ازل وابد است او ازلی وابدی است ودستی او کذالک پس مرد حکیم سلیم
همه را پشت داد ورو بے محبت او تعالی آورد حکیم سنائی می گفت . رباعی

گرت نزهت همی باید بصحرای قناعت شو ÷ که آنجا باغ در باغ است خوان در خوان و با در با
وزان رحمت همی ترسی که تا اهلان صحبت بر ÷ که از دام زبون گیران بعزلت رسته شد عنقا
مرا باری بحمد الله زراه همت وحکمت ÷ بسوے خطهٔ وحدت برد عقل از خط اشیا

حکیم سنائی چنین فرمود که حکمت وهمت این تقاضا کرد که جز خداوند سبحانه را طالب
نباشد وعمر جز براے او صرف نکند هاں وهاں بسوے کلام ما اصغاے کن وبا اهتمام
تمام ودر اعلی علیین همه خو بهشتش وثبت ساز که طالب محب وعاشق مبتلا وراے این
همه است بالقاء ملذات . روش طلب بوحے وقدوسے که وجودش وراے همه

وجودات است واز جملہ نسبت و اضافات بیرونست و استاد فقیہ وجیہ مذکر و مفسر محدث ناصح با وے پند دہد یا ابن الماء والطین ابن التراب رب الارباب واین الماء والطین من حدیث رب العالمین تو چیستی وکیستی قدم بر خط عبودیت استوار کن امید وار باش فرو اتر انجائے شوو اگر فوز درجات و دخول جنات ترا میسر آید ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ واین مسکین نیز با خود فکرتے گمارد کہ نصاح بحق نصیحتے کردہ اند تو ہیچ لی ہیچ لی مجھولی استغفر اللہ ترا با وے چہ نسبت برائے محبت را جنسیت شرط است۔ مصرع

ولا دامن فراہم کن کجا ما وکجا ایشاں

دل را از آں باز آرد ثانی حال بکارے بنازے تبلا وتے مشغول شود نظرے بدل گمارد چہ بیند کہ دل ہمانجا گرفتار است لا بد و لاحیلہ و لاجرم فریاد بر آرد کہ باہم انسے وجنسے۔ شعر۔

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ ◈ این بت پرست کہنہ مسلمان نمی شود

واین رباعی در دحال او باشد۔ رباعی

صوفی شوم وخرقہ کنم فیروزہ ◈ وردے سازم ز درد تو ہر روزہ
زنبیل بدست دل دیوانہ دہم ◈ تا از در تو در دکند دریوزہ

وخواجہ من این مصراع را کہ "تا از در تو در دکند دریوزہ" چند بار باز گردانیدہ وگفتہ "تا از در تو در دکند دریوزہ" مشتاقے مبتلائے اسیرے گرفتارے این بیت را با خود بسیار بار می گفت۔ بیت۔

محمد را ز حال او چہ پرسی ◈ گرفتارم گرفتارم گرفتارم

مطرباں وقوالاں این رباعی را طرانہ می گفتند۔ رباعی

جائے دیدی غریبکے لولیکے ◈ کو را نہ خبر نہ صبر نے سولیکے

نگذارندش بہ ہیچ کلبہ شبکے ٭ با این ہمہ مفلسی گرفتار یکے
محمد یوسف حسینی با خود ہمی گفت اہا فاہا آں عزیز بزرگوار منم۔ والسلام۔

مکتوب سی و یکم

ہم بجانب بعضے مریداں و معتقداں

الحمد للہ علی انّنی ٭ کضفدع یسکن فی الیم
ان ہی فاہت ملئت مالحا ٭ وان سکتت ماتت من الغم

بیت

محمد راز حال او چہ پرسی ٭ گرفتار است و گرفتار است گرفتار۔

رباعی

زمن میرس کہ از دست او دلم چونست ٭ از و بہ پرس کہ انگشتہاش پر خونست
اگر حدیث کنم تندرست را چہ خبر ٭ کہ اندرون جراحت رسیدگاں چونست

مصرع

مسلماناں مسلماناں مرا فریاد و فریاد

بگرداب عرقم کہ نہ دست آویز است و نہ پاے گریز تا بہ ہیچ پیوستم الی ساعتنا ہذہ حالے ندارم جز آں کہ تنم و توشد۔ بیت

ندانم بر چہ گردد آخر این کار ٭ مرا اول دلے شوقہ خود کہ اہم

بیت

حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ٭ سوختم و سوختم سوختم

مصرع

آرے دوزخ را حذر اتم کیرو گریز پائی

یاران عزیز برادران شفیق محقق و مقرر دانند کہ اہم المطالب واعز المقاصد محبت اللہ تعالٰے است و محبت بحقیقا جز بعد معرفت نباشد - بیت

همه چیز را تا بجوئی نیابی ❊ جز آن دوست را تا نیابی بجوئی

هرچہ با تواست نخواہد ماند اگر مرد عاقلی بزایل و فانی عمر چہ ضایع کنی بر آب روان معما چہ نویسی روے صواب نخواہی دید بر نقش دیوار بامید توالد و تناسل چہ عشق بازی کہ بکعبۂ وصال نخواہی رسید - شعر

برگذر زین سرائے عزو فریب ❊ درشکن زین رباط مردم خوار

کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرش چہ دہ چہ صد چہ ہزار

رہ رہا کردۂ ازانی گم ❊ عز ندانستۂ ازانی خوار

ہرکہ از چوب مرکبے سازد ❊ مرکب آسودہ وان ماندہ سوار

دولت آں را مداں کہ واندت ❊ پیش از انبائے جنس استظہار

تا ترا دولت ست یار ئہ ❊ درجہان خدائے دولت بار

چوں ترا از تو پاک بستانند ❊ دولت آں دولت است کار آں کار

ہاں وہاں ہیچ پت سر آں ہست کہ یک نفسے دریاد خدا و در کار خدا گذرانی واگر گوئی ہست غم زن و فرزند و مال و اسباب و عیش روزگار چہ معنی دارد - وایم اللہ خلیل اللہ را پرسیدند در دنیا بودی کرا دوست داشتی گفت خدای را اومرا خلیل اللہ خطاب کردہ است گفت اگر خدائے را دوست داشتی غم سارا خوردن چہ بود دروغ گفتن از بہرا و چہ معنی داشت اے جوانمرد - شعر

انگسند نیست ہرانچہ برداشتہ ایم ❊ بستر نیست ہرانچہ بر کاشتہ ایم

مردے بصورت عورتے نظارۂ مشتاقاں می کرد عورت پرسید چیست ایں کہ دنبالۂ من گرفتۂ و طرف من نظر تیز می کنی گفت من عاشق تو شدہ ام عورت گفت

پس من خواہر من از من بہتر می آید او سر پس کرد تا بہ بیند قفائے زد و گفت کہ اے مردک دعوے عشق من کنی و گمان می بری کہ از من دیگرے خوب تر باشد اندیشہ کن کہ آں روزے کہ ترا لحد آرند جز احد صمد وتر فرد دگرے باشد با تو یا نہ آیے جواں مرد ہش باش فکرتے کمار باکسے بساز کہ جز او با تو چیزے نخواہد ماند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در آخر الانفاس ہمیں نفس زد کہ الرفیق الاعلیٰ والحبیب الاوفیٰ

ن خوبتر

بیت

چند گوئی کہ بخانۂ کعبہ روم ⁂ کار باخصم خانہ افتادہ است

بخانہ

رباعی

ولا تا کے درین زندان فریب این و آن بینی ⁂ یکے زین چاہ ظلمانی بروں شو تا جہاں بینی

جہانے کاندرو ہر دل کہ یابی بادشاہ یابی ⁂ جہانے کاندرو ہر جاں کہ بینی شادماں بینی

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیت

سخن کوتاہ کن گیسو دراز را ⁂ محقق شد کہ محرم در جہاں نیست

الغرض اے دوستان عزیز و اے برادران دینی اگر ہیچ میسرتاں نیست بارے اقل این باید کہ بر طریقت شرع استقامت بود زمانہ آخر است اولیاے خدا گم شدہ اند و طالبان خدا کم ماندہ اند فالاقل من کل القلیل استقامت توبہ و عبادت ظاہر باید کہ استقامت باشد۔ والسلام۔

مکتوب سی ودوم

بجانب بعضے مریداں و معتقداں

وبہ نستعین تحیات نجیات حیات بخش احباب استحقاق شایشہ در جہ تصدر تقدم شد دوستاں صادق یاران موافق اخوان صفا خلان وفا بحقیقت دانند

این عالم را عالم مجاز خوانند و مجاز بدو معنی است مجاز مجوز است یعنے محل جواز حقیقت علاقتے بعالم حقیقت دارد و وجودش هم بموجب آن است و آنکه گویند المجاز قنطرة الحقیقه پل براے گذشت است یعنی ازین بگذرید بحقیقت رسید این جهان لذتے دارد و جمالے دارد صورت کمالے مینماید و ازیں لذت و ازین جمال و کمال قدم پیشتر نهند بکمل از عالم حقیقت چیزے بدست آید و هم ازین گفته اند۔ مصرع

تا گم نشوی گم شدهٔ خویش نیابی

تا از انچه هستی هواے و لذتے که اسیر ی تا ازین قید نرهی پاے تو از قید هستی تو کشاده نه شود روے آں عالم نه بینی۔ چنانچه سنائی گفته است۔ شعر

بر گذر زیں سراے غرو فریب ॥ در شکن زین رباط مردم خوار
کلبهٔ کاندرو بخواهی ماند ॥ سال عمرش چه ده چه صد چه هزار
رخت بردار ازین که هست ॥ بام سوراخ و ابر طوفاں بار

دوم معنی مجاز یعنے ره گذر جاز عنه اے تجاوز عنه یعنے این عالم گذرانست هر که بودهیں در گذر بود مادر و پدر مهمانی کنند که فرزند یکساله شد وندانند چند سالے که ازان اوست هر یکے برین منزل گهے است یکے میگذرد و دیگرے می آید تا بآخر رسد معلوم ندارند که یک سالے از عمرش کم شد چو ایں عالم گزران باشد پس هر که درین تدبیر است که استقامتے و ثباتے درین جهان بدست آرد جز ابلهے احمقے دیوانهٔ ره گم کردهٔ نباشد سکندر بر افلاطون اول رفت از و التماس نصیحتے کرد او گفت پند من چه سود مند آید آں کس را که خدا اے چیزے در اصل وجود زایل و فانی خراب آفریده است

او آں را خواہد کہ آباداں کند و خواہد کہ آں را بقاے باشد انچنیں در ماندہ و را پند چہ سود مند آید بریں ہر دو معنی کہ گفتیم مردم را باید کہ ہمہ وجود خود را انجم این جہانی ندہد این عالمے است مثالش بسراب ماند شنیدہ کہ سراب نیستی است ہست نما اکنوں چرا بہ تعقل و تفکر و تدبر خویش نظارہ نشود کہ این جہاں بوہم این کہ این سراب آب ست خود را تمام ضایع کردہ بدست تخائیل و ظنون سپردہ یک اندیشہ کن بتجربہ ترا محقق و معلوم است ہر چہ درین جہانے زوالے و ذبولے دارد افضل الاشیاء و اخیرھا درین جہان باجماع و اتفاق عبادت خداے است و اعلی مراتب علم و اجل و اعظم او افتاد و اجتہاد است فردا امنا و صدقنا حوراں را حیف نیست و فرشتگان را جناب نہ ۔ ہر مجتہد و مفتی اگر اجتہاد او للہ فی اللہ بودہ است و در حضرت قبول افتادہ است ثوابے بدہند او بلذت ثواب خود مشغول باشد اما ورق اجتہاد و افتا را پارہ کردہ قلم فتوی شکستہ مرد بیکار است اکنوں چہ گوئی ایں عالم راز دلے باشد یا نہ با تو چہ باقی ماند جز آں کہ اثر او و ثواب بتو دادند و دوم تعبد است و بہترین عبادات صلوات است کہ ہموارہ حسنہ بعینہا گویند مرد متعبد بحضور تمام باشد و با شرایط و ارکان آں تا از و صلوٰۃ قبول کرد خداوند سبحانہ بحسب اخلاص و قبول فرمودہ فردا آمنا و صدقنا ثواب یا بد بحور و قصور بحلوا و قلیہ مشغول باشد و از دوزخ نجاتے بود اما صلوٰۃ نماند انہا دار الکرام و انعام لا دار تکلیف و تعنیف و اگر کسے باختیار خویش نمازے گذارد چنانچہ اکل و شرب و جماع اوست ہمچناں بود باشد ہاں و ہاں اکنوں ہیچ اندیشہ می باشد کہ آں چہ چیز است دریں عالم کہ دل بدو دہند و عمر در پے او صرف کنند کہ آں تا تو باشی دریں جہاں با تو باشد و چوں روی برابر تو باشد و چوں در گور کنند با تو باشد و چوں بر کنند با تو باشد

و در عرصات آں جا کہ محاسبہ بود او قرین تو بود و آں جا کہ ترا ندا او با تو بود ۔
یعلم اللہ وایم اللہ این نیست مگر معرفت و محبت خدائے تعالیٰ اے عاقلان و اے
ہوشمنداں گفتۂ این حسینی فقیر بشنوید ہمہ چیز برائے دو چیز بگذارید کہ این ہر دو
بداں جا باز گردد کہ ہرگز وہم زوال و فنا صورت نہ بستہ است و نقش نیر نہ گرفتہ است
و دریغا ۔ رباعی

چہ بکونین می شوی مغرور ❊ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن
صورت خوب تو ز نسخۂ اوست ❊ باز خوان و ببین مقابلہ کن

اگر درین جہاں ازین دو چیز نقدے در خزینۂ وجود تو باشد فانت الغنی
باللہ وانت المستغنی عن کل غیر سواہ اگر ترا درین ہیچ و شراز یا نے در پیش
افتد فردا آمنا و صدقنا چنگ تو در دامن من ۔ ہر نبی و ولی کہ ازیں جہاں رفت
پشیماں شدہ رفت کہ افسوس قدر این جہاں و وجود ندانستیم چیزے نقدے
بود لہ ازاں برخوردن میسر نیامد بحق ذات پاک شیخ و حق خرقۂ او درین جہاں نقدے
ہست محروماں اگر دانند کہ حرماں ایشاں از چہ چیز است بتحقیق جگرہائے ایشاں
خون گردد و آبروے خود را ریختہ بیند و خود را خایب و خاسر دانند چہ کنم ہمت
حمیت من بریں میدارد کہ من این غطارا از چشم مردم برکنم حقیقۃ الامر حجابہ
ہست نمایم او تعالیٰ بید قدرت خویش درمیان واسطۂ واشتہ چنیں فرماید
نعیے کن و بس علے درمیاں آر دیگر چیزے نہ ہر کہ بشرط طلبے و سلوکے کند حجب
او پردہ ازین پردہا کہ نہادہ ایم برگیریم ورنہ ختم ناحکم است ہر کسے را کہ ازاں
بیروں بردن مستحیل و متغیر باشد ۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم و معنے را احتمال میکند
یکے ختمے کہ بر دلہائے کفار است غیر خدائے را در عبادت شریک کنند و ہمیں
میر ند و ختم دوم کہ بر دلہائے مومناں است اعتقاد کردن البتہ درینجہان انذ

ن حکم ماختم حکم

ازالہیات نصیبہ نیست برین عقیدۂ خود ماندہ خلق را برین دعوت کنند وآن را
اللذی اللہ تصور کردند اکنوں چہ میگوئی اگر ممکن و تائیج باشد کہ کسے دریں جہاں شاہ
باشد و از عالم غیب نصیبہ گیرد اکنوں منکر او ایں چنیں منکرے کہ خلق را براں دعوت
کند ایں علمائے ظاہر این فقہائے خود بین و جاہلاں خود را عالم نام نہادہ اند این
بچگان طفل خود را پیر دانستہ نہ آں کہ این مخادیم ہمہ مخاتیم باشند آہ صد ہزار
آہ۔ مصرع

تراممکن چنیں دولت تو از بید ولتی غافل

اے عزیزاں وائے دوستاں از کرم خدائے عزوجل ہمہ چیز وارید و وستے
پلاے وزنے و فرزندے اما ہمیں قدر است بحق الحقیقۃ از خدائے خویش
محروم آید ہمہ چیز ہست ہمیں قدر نیست کہ شما می گوئید ہمہ چیز ہست اگر یک
چیزے نشدے گو مشو گو بجاں سر من بحق حقیقت من و سخن استاد ابوالقاسم
قشیری لحظۂ نظارہ گر شو کہ چہ پردہ دری کردہ است و عروس حقیقت را چہ
جلوہ دادہ و طالباں صادق و عاشقان سوختہ را چہ رہنمونی نمودہ است۔
در تفسیر این آیۃ قولہ عزوجل۔ ھن قال اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ
فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ سئل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن شرح الصدر المذکور فی القرآن
ماھو قال علیہ السلام نور یقذف فی قلب العبد المومن فقیل وما امارۃ
ذلک النور یا رسول اللہ قال علیہ السلام التجافی عن دار الغرور
والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ پس آں سخن
شیخ خود فرمود والنور الذی من قبلہ سبحانہ نور اللوائح بنجوم العلم ثم نور
الطوالع ببیان الفھم ثم نور اللوامع بزوائد الیقین ثم نور المکاشفۃ

ن وواقع

ن الیقین

تجلی الصفات ثم نور المشاهدة بظهور الذات۔ ہاں وہاں اے مرونا داں چراغنت غافلی چرا راہ گم کردہ خوش می باشی و میدانی بگمان خو که بر سر راہ ام استغفر الله ھذا ظن فاسد ومتاع کاسد وبضاعة ردیة وفطرة خسیسة اگر این دولت بدست افتد فقد فاز فوزا عظیما ورنہ این سر بازے ورسر این کار شود ہر کسے را خیالے و امیدے و مطلبے مرادے و مقصودے چوں باشد اگر مقصد و مطلب تو ہوی و مراد تو خدا وند تو بود زہے کار اگر این سخن عاقلے طالبے بشنود او را برائے ارشاد و ہدایت کفایت بود والله الهادی الی الرشاد والقاید الی السداد و یارانے کہ با ما نسبتے دارند سلام و دعا با ہمہ امید سعادات و برکات خوانند و بدانند کہ البتہ خدائے را فراموش نہ کنند والسلام

مکتوب سی وسوم

بجانب بعضے مریدان چندیری و کالپی

تسلیمات مقدسہ سعادت عظمی است تحیات طلیعہ برکات و خیرات کبری است رتبت تقدم بحسب استحقاق گرفت باستجابت دعوات مرادات دوستاں عزیزاں و یاران شفیق محقق و انند کہ ہیچ یکے راہ بخدا نبرد تا از ہوائے ہستی خویش بدر نشود آنکہ او بکارے مستغرق است باعتبارے از ہستی ہوائے خویش قدمے پستر آوردہ است و چیزے از رہ کار پیشتر بردہ چہ گوئی در بارہ یکہ اکثر احوال او در بہترین کارہا صرف شود۔ از ہوائے خود چیزے بیرون آمدہ بود یا نہ تا مصطلح میان طایفہ صوفیہ از خود بدر شدن فنائے وہمی باشد۔ این وہم از پیش نہ خیزد تا پس روی رہبرے پیشہ نگیرد۔ خواجہ من می فرمود۔

قال عیسیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین الولادۃ ولادتان طبیعیۃ وحقیقیۃ الولادۃ الطبیعیۃ من العادۃ الجاریۃ وطبیعیۃ البشریۃ کما عرفت وشاهدت والولادۃ المعنویۃ البروز عن هذہ والخروج الی غیرها۔ ترا بطبیعت انسانی آفریدند وانچہ باقتضاے حیوانیت بضرورت از تو سر بر آوردہ و بہر جا کہ خوش آید بحسب تقاضاے خویش آں کند کہ خوش آمدۂ اوست چنانچہ غضب وشہوت واخوات ایشاں۔ ترا ازین بیروں باید آمد تا لطف او کہ باخص خواص اوست نظارگی باشد۔ این جا پوستے ومغزے ومعنی است قالبے وقلبے است آں قدر حسن کہ در تست او صورتے ومعنی دارد۔ صورت آں را تو نکو دانستۂ ومعنی او بر تو جلوہ نکند تا ازین صورت او بگذری۔ آں مقدار کہ صفت اوست بیکبار صفت ذہول وذہاب گیرد خلاصۂ او بر تو باز نہ گردد تا پوست بر نکنی بہ مغز نہ رسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام می فرمایند لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین خلاصۂ ہر چیز را ملکوت نامند چنانکہ گفتہ اند ملکوت کل شیٔ باطنہ ازین ولادت صوری و ولادت دوم آں کہ معنوی است آنگہ بداں رسی از احسن بگذری تا با حسن رسی گفتم ہر دو ہم اند ازیں صورت بگذر ازین پردہ بیروں آے تا بداں خلاصۂ خلاصہ برسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می فرمایند لولا الشیاطین یحومون حول قلوب بنی آدم لینظروا الی ملکوت السموات اگر خطرات وہواجس کہ از شیاطین خسیس بدبخت تر و مردود تر گردد لہا نہ گردند فرزند آدم ملکوت ہر چیزے را ببیند وخطرات وہواجس از ہواہاے انسانی وآرزوہاے حیوانی نیست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید اگر تو اتباع این ہوا نہ کنی پس روی شیطان ونفس را بگذاری ختنظر الی ملکوت السموات بخلاصۂ خود رسی۔ بہ حقیقت خود مطلع شوی۔ یا ایہا الذین

آمنوا علیکم انفسکم و ہمبریں حکایت می کند وہمی فرماید ۔ بیرون از تو کارے نیست و جز تو و بجز یارے نیست تو خود را کسب کن و ہر چیزے را باخود و در خود طلب بشرط طلب و شرط معلوم است باشارت و عبارت گفتہ ام تا از ہواہا بدر نشوی و از مرادات نفسانی قدم پیشتر نہی مقصودے و مطلوبے بدامنت نیاید و بکامت نرسد چہ گویم میان سائر حیوانات و انسان چہ تفاوت باشد اگر خداشناسی و خداپرستی و خدادانی و خدابینی در وے نباشد یک حیوانے بدو پای برو گوی و یک حیوانے بچہار پاے برو و گو درین تفاوت است و آں کہ خداے تعالی انسان را باحسن تقویم نسبت داد ہمبریں موجب و مقتضاے کہ او عبادتے و معرفتے خاصہ دارد کہ درین چیز او را ایکسے شریکے نداده است ہاں وہاں اکنوں تو در چہ کاری ترا چہ اتفاق افتادہ است خوار بزی و مردار بمیری و شرمسار بخیزی ہیہات ہیہات چرا خود را خود بزیاں میدہی چرا از قبول صافی بدرد قانع شدی چرا از وجدان بحرماں می آئی چرا از قبول بخسران می گرائی ۔ مصرع

ترا ممکن چنیں دولت تو از بیدولتی غافل

باخود اندیشہ کن آں قدر کہ عمر تو رخت و آں قدر ہواہا کہ در ایام گزشتہ راندی چہ آمد بدست تو وچہ نقدے در ذیل خزینہ تو بستند ۔ سبحان اللہ ترا امروز میسر و ممکن و قریب الحصول است کہ بخداے باشی و با خداے باشی و تو باختیار و رغبت خود برضاے و شادمانی بحرماں قانع شدہ آہ آہ افسوس ۔ رباعی

چہ بکونین می شوی مغرور ؛ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن
صورت خوب تو ز نسخۂ اوست ؛ باز خوان و بہ بین مقابلہ کن

ترا ازین مراتبہ و ازیں متاجرہ زیانے محسوسے مشاہدہ می شود اگر زائلے فانی خسیسے رذیلے شنیعے بگذاری بمبادلہ آں لطیفے شریفے عظیمے یابی ازلی ابدی است

آری انکو معلوم شد کہ مرد عاقلی دانستم کہ بہترین کار ہا آن ست کہ تو مکینی وحی گوئی سالم ترین راہ ہا آنست کہ تو میروی ای شرم تو باد اگر بعد از تحقق وتثبت این اشارات واین کلمات کہ با تو باز بہوا آئی وبرنفس گرامی سائر اصحاب گوالیر وچندیری سلام خوانند وبطرف مقال ما اصغاے کنند مرحبا انتہاے نصیب بر حال ایشان شود واللّٰہ یدعوا الی دار السلام والسلام۔

مکتوب سی و چہارم

بجانب بعضے مریداں ومعتقداں گجرات

تسلیمات ما یستحق بالاصحاب بمبالغہ بلیغہ تبلیغ یافتہ علی العموم معلوم ومفہوم یکب باد کہ مبناے سلوک بر دو مقدمہ است تخلیہ وتجلیہ۔ تخلیہ اعراض دل باشد عما سوے اللہ تعالیٰ۔ تجلیہ تزکیہ نفس باشد بما رضیہ بہ اللّٰہ سخن چیزے موجز بر طریقۂ اشارت وانموزج می نویسیم عاقلاں خواہند دانست بر مستفہماں و عوام مردم تعبیرے وتفسیرے نخواہند کرد ودوم مقدمہ تجلیہ است وتجلیہ عبارت از اقبال الی اللہ باشد بتوجہ تام ودیگر نفس را بانواع عبادات مشغول دارد وسر این ہر دو طلب وارشاد پیر است ہر کرا این گفتم بجمع آمد فایز سعادات دارین وظافر درجات منزلتیں گشت ہر کہ رہ زین یافت وبقربات ومواصلات رسید و از درکات نجات گرفت ہم بدانچہ اشارت ہم بدانچہ رہنمونی قدم بر قدم زد۔ رباعی۔

عیاراں را خار باشد مفرش ؛ عیارنہ پاے ازین راہ بکش
تا در نہ زنی بہرچہ داری آتش ؛ ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

ہر کہ را پیرے سند از مشائخ بدولت قربت حق وبحبت او بچہ رسیدی ہمہ

بیک زبان گویند و هم بیک کلمه باشند خلاف هوائے نفس کردیم و شبہا بہ بیداری بپاداوگذارسیدیم و روزہا بدوام صیام و تقلیل طعام بسر بردیم و توجہ پیر را ملازمت کردیم و ہرچہ او فرمود برآں رفتیم و بداں فضل حق ور آمدیم ببرکت اقتدائے پیر و پیروی او مرادات مارا بجذبہ وجود ما انتہا ذوند کلی این بود کہ بنشستیم جزئیات را برین تطلیس بدہ و ہرجا کہ سوا ایست پس انداز و ہرجا کہ آرزوئے ہست از پیش نظر خود بدرکن و نظارہ شو کہ ازین مکاسب ز مواہب چہ مواہب ترا دست وہد۔ بیت

نصیحت کردہ بکتوستاں اگر آزادۂ بستاں
وگرگوئی کہ نتوانم غلام تست مکتوساں

حدیث۔ سید موسی و سید میراں و ملک شیخ ملک و سید علاء الدین و مولانا نظام الدین مُدّہٗ و دیگر اصحاب کہ اسامی ایشاں در نقد وقت یاد نیامدند باجمعہم از ما سلام و دعا خوانند و برین چند سطرے بنشتم نظر شانی کنند۔ وَاللّٰہُ الموفق للھدایۃ والرشاد باید کہ جملہ یاران قدیم و جدید متوجہ باشند تا بعد ظاہری زیاں کار ایشاں نباشد والسلام۔

مکتوب سی و پنجم
بجانب بعضے مریداں

تسلیمات اخلاص آمیز با تحیات اختصاص بیز بجناب احباب باخطاب مستطاب بہمہ مبالغات بلیغہ تبلیغ شد اصحاب جد و اجتہاد و ارباب ود و ارتیاد بتصدیق و تحقیق دانند کہ مبنائے سلوک بر دو مقدمہ است تخلیہ و تحلیہ۔ تخلیہ عبارت از اعراض عما سوی اللہ کلمۂ ما عموم تقاضا کرد احاطۂ افراد وجودات کردہ است چنانکہ مال و منال جاہ و جلال عز و کمال و فر و وقار ہوا و نوال افتقار و غنا گفتار

موزون طبعی است ۔ بیت

ترک جاه و مال و بذل ننگ و نام ✽ در طریق عشق اوّل منزل است

پس آں تہذیب اخلاق اعتدال غضب و شہوت و اکل و شرب۔
غضب در امر دینی برای دین را بصفتے کہ تو از دست نروی تو با خود باشی برای
خدای را غضب رانی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سرب صفین تیغ زدے چشم بستہ زدے
بمراقبہ تیغ راندے و ہیچ وقتے جز بر خصم نزدہ است اعتدال شہوت
بعد چند غلبہ و فوراں بہ نیت دفع تعلق و بہ نیت ولد صالح ہم گفتہ اند برای
دفع تشویش خاطر ہم باشد شرطے کلیست کہ تذکار آں کار پریشانی بار آرد دل را
سیاہ کند خطرات و وساوس برایشاں بسیار شود بر خواب او اعتماد نباشد
در صحن دل او شیطان خیلے مجال جولاں گری کند اعتدال ما کل بر قدر قوام بینہ
اگر لطی دہ روز یا بست روز یا یک ماہ بنیہ قایم می ماند ہمیں مطلوب باشد اگرچہ
بعد چند روز چیزے باید خورد اعتدال شرب آں مقدار کہ دل را مضطرب نکند
اعتدال منام ہمہ شب ربعے شب خسپد یک ربع در نماز و تلاوت و اوراد و
ادعیہ باشد باقی ہمہ شب بذکر و مراقبہ گذراند گاہ استوا چشم را یک طاس
گرم کند اعتدال جد بحدے باشد کہ ہمتش بریں منحصر گردد کہ جمیع فضایل و معالی
بمرو مختلص بود و اعتدال حرص بقدرے کہ از عبادات و طاعات و ادراک مثوبات
و برکات حفظ علوم و دانستن دقایق علوم سیر نگردد و شیخ امساک از گفتار خود باشد
وکسے را بر نقد وقت خود اطلاع ندہد و در تعلیم اسباب وصول البتہ خالی از فضیلتے
نباشد ضنت ہمہ جا مذموم است ۔ گر در حق محبوب ۔ و حب اسرار از شیخ احتراز
نیست رشک و غیرت فضلے ہم از باب شیخ شمرند اما قلت کلام جز تلاوت
و قرات اوراد و اذکار نباشد اما سخن بشری جز بقدر ضرورت نبود و اگر

نصیحت بندہ فی اللہ کند ممنوع نباشد و از حکایت ہا کہ دل در خیال خویش کند جولانی
می بینی و ہر جا نبے بنشاطے گذران و نازان می گردد بدانی تحقیق کہ حق یا تو یار است
و تو سعیدی در علم نفسی کہ قابل تحویل نبود و اگر اجمال و توانائی و ضعف ہمت
رضا با ضاعت وقت و قناعت بحرمان از انواع عبادات احساس شود
فقد خسر خسرانا و فقد ضل ضلالا بعیدا لابد محروم و مخذول شقی و مردود
بود البتہ بہر باب و بہر نوع کہ در عبادت کشادہ یابی سر از آں بیروں ندارد۔
لیلاً و نہاراً اسراً و جہاراً بیاد حق بتوجہ پیر و بہ اوراد و اعمال و تلاوت و لطف
بہر عباد اللہ و احسان در حق ایشاں و فضل در حق عام و خاص و جفا کشی صغیر و
کبیر و عظیم و حقیر و بعید و قریب با غلام و کنیزک و دست ایذا از ہمہ کوتاہ داشتن
امرے سرمدی ابدی و کارے اصلی داند۔ بیت

صاحبا وقت عزیز است غنیمت دارش ❊ کاں کہ او چو نماز ہا قضا نتواں کرد

بیت

نصیحت ہمیں ست جان برادر ❊ کہ اوقات ضایع مکن تا توانی[1]

اے عزیز خواجہ باش یا ملک و سلطان باش یا گدا و غلام باش یا خواندہ
عالم شو یا جاہل یا فقیہ شو یا صوفی اگر این دو صفت داری نیکبخت ہر دو جہانی
والا بدبختی و پاکی نفس از لوث منہیات شرع و دلے متوجہ بیاد رب تعالیٰ و تقدس
یاد پیر ہم برائے اعانت یاد حق است کہ یاد حق جز بیاد پیر دست ندہد کہ موصل
بمنزل نردبان ہوا است کہ اگر ایں دو صفت داری ہمہ ارزی و الا نہ ہیچ نہ
ارزی نیز ازاں ہر علمے کہ داری خود را سر کہ ہیچی بلکہ ہیچ در ہیچ۔ المقصود عرضہ داشت
شما رسید و گذرانیدہ شد بمحل صالح طائفۂ متقین طاقیہ مرحمت شد کہ کم در بابِ
کسے شدہ و کیفیت پوشیدن ایں است کہ در مقام بالائے مصلا نظیف و لطیف

[1] در این شعر مصرعہ اول از شعرے و مصرعہ دوم از شعر دیگر است لیکن در ہر دو نسخہا منقول عنہا مثل دو مصرعہائے یک شعر نوشتہ شدہ است۔ ع ح

وخوب بیارایدو این کلاه بدارد و بعد ازاں خود درصف نعال بر دو سه جا سر بر زمین دارد و بیاید و دست بزیر کلاه نهد و ایں بگوید و زبان خود را نایب زبان پیر داند که عہد کردی با این ضعیف و با خواجۂ این ضعیف و با خواجۂ خواجۂ این ضعیف چشم نگہداری و زبان نگاہداری بر جادۂ شرع باشی بچنین قبول کردی بعد ازاں بگوید قبول کردم بعد ازاں بگوید که۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پس طاقیه بگیرد و تکبیر بگوید و بر سر نہد و دوگانه بگذارد و بیاید و چیزے در پیش آں مصلا بدارد و پس آں اگر بر پیر رسانید ن نتواند ہم آنجا براہ خداے خرچ کند و پنج سورۃ یا و کند سورۃ یٰسین و نوح و فتح و اذا وقعت الواقعة و تبارک الذی بیدہ الملک و چوں یاد کردہ باشد در حضرت عالیه بگذراند شبے پانصد بار درود اللّٰهم صلی علی عبدك و رسولك و نبیك و حبیبك و علی اٰله و پانصد بار سورۂ اخلاص بخواند بعدہ پا در بستر از بہر خواب دراز کند آنچه نبشته شدہ است عظیم در بیعت بداند و تلقین براے تجدید بیعت شدہ قدر آں ہر دو لے نداند اگر با کسے آں مستقیم شد او ہر ساعتے تجدید بیعت تواند کرد و عقد بیعت قابل فسخ نبود و یک لمحه از یاد پیر خالی نباشد و در جمیع امور ہم بیاد پیر باشد و نیاید که ہمه اوست دیگر ہمه ضایع است والسلام۔ حدیث۔ در قدیم الایام بزبان خواہر مولانا حسام الدین مذکور و ہار وال از دہلی بجانب مولانا ے مذکور نبشته شدہ بود دریا به ملفوظ حضرت اعلا علی الله تعالی الحاق افتاد که بداں ہمه اہل ظاہر را نظرے و ہم اہل باطن را فکرتے و ہم طلبگار را عبرتے و ہم فصحا را نزہتے تواند بود دریں وقت مولانا ے عزیز الوجود علاء الدین نصیر کالپوی که زبدۂ اصحاب و یاراں برگزیدۂ حضرت مخدوم جہانیاں است ادام الله تعالی ورعه و تقواہ و رزقه الله اعلی مقاصد القوم و مناہ بریں ضعیف رسانید بمجرد مطالعه سمند جولاں بشری بر جا ماند و غراب خیال عقل پیر بر انداخت خواسته و توی عقول و نہی بریں مجمع شدند که بضاعۂ نباید و پریشاں نمی شاید گذاشت و آں

مکتوب سی و ششم

شعر

بخوانی نامۂ دردم گر درمان من سازی ٭ دل مجروح من بینی علاج جان من سازی

مکتوب مخدوم زاده بزرگ سلمہ اللہ تعالیٰ برادرم خواجہ معظم یوسف بھائی آں را حدیث نفس خوانند بیشتر احتراز و احتما باشد کہ این سرمایہ ہمہ کدورت ہاست امّا تدبیر تعدیل نیشتر و میمہ ہم از تقلیل طعام و آب اصطحاب دست دہد دیگر مفوض برائے پیر باشد ہرچہ او فرماید ہماں کند ہرچہ گفتہ شد ہمہ تصفیۂ ظاہر بود امّا تحلیہ و تزکیۂ باطن ہیچ ہوائے و طلبے در دلش نباشد ممتلی بحضور حق بود چناں جامہ از غرقاب آب چو بر دوار و جز بالاہال باب نباشد ہر تارے بے بود آب نبود مقصود جز فرد حقیقی و واحد حقیقی نباشد گفتہ ام امّا احاطت افراد وجودات کردہ است فعلیٰ ہذا آنرا از جملہ طاعات و عبادات حسنات و سیئات اعراض می باید نمیگویم اعراض از اعمال خیرات فعلاً و قولاً میگویم مقصوداً و مطلوباً از ہمہ اعراض است ای عزیز مباشر اعمال مسلک قوم است سالک را از مسلک و سلوک چارہ نباشد امّا مسلک و سلوک و ہر حلہ را جائے اقامت نسازد اگر چنیں کند بشہر اقامت نرسد ہم در رہ ماند گفتہ اند استحلاء الطاعۃ ثمرۃ الوحشۃ من اللّٰہ۔ بیت

من نیستم ار دگر کسے ہست ٭ از دوست بیاد دوست خورسند

ایضاً

زہد و عمل و علم و تمنا و ہوس ٭ ایں جملہ ہست خواجہ منزل پنداشت

آں محقق و مدقق آں شیخ برحق آں صوفی معنوی و صوری ابوعلی عثمان ہجویری قدسی نقل کردہ است لو یعلم المشتغلون بذکری ما فاتھم عن النسی فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً ولو یعلم المشتغلون بالنسی ما فاتھم عن قربی لیبکوا دماً ولو یعلم المشتغلون بقربی ما فاتھم عنی لیقطعت اعوداجھم فنائے قدوسی و

حکم سبوحی فرموده هرچه جز احد الصمد و فرد الوتر باشد از آن اعراض و تخلیه واجب آید
تخلیه باتفاق فرضے لازم و واجبے لازمے است چنیں گویند چوں دل صاف شفاف
عکس پذیر شد آنکه هیچ چیزے ساتر او نتواند شد. الحق لا یستره شیء بصورت
عکس آن شخص در آئینه دل روشن تر نماید و جوگیان گویند که تخت بادشاه را آراسته
دار و او محل خود را خود شناسد و مشائخ اهل ارشاد و صوفیان هداة بعد ثبوت
تخلیه لابد تجلیه با تخلیه هم فرمایند دل بیکے نهاده هم انش در دل استقامت گرفت
مقام موطف ساخت ضرورة من الباقیات تخلیه دست داد و لیکن بسهل و سیر اینجا
تخلیه در ضمن تجلیه شد لطیفه دیگر چو تجلیه بدرستی درست شد محاذات مقابله شد
اینجا در خیال خود چنیں گوید. بیت

یعنی منم که می نگرم حسن روے تو ٭ یا خود توی که در بر من خویش غنوده

کار تا بدینجا کشد از تخلیه تجلیه باشد و از تجلیه تخلیه بارها گفته ام هر کو این
دو چیز بدست آمد در سلوک ثابت قدم استاد و خمیر مایه همه سعادتها در دامنش
بربستند یکے تزکیه نفس دوم توجه تام همه احوال و مقامات بنقد در خزینه او نهند
و از همه دامن افشاند اگر نورے و نارے یا سرورے و حضورے بیند یا صورة
اشکال بلیع پیش آید یا آواز غیب شنود یا کشف ارواح خلاصه باشد و کشف
قبور هم فرشتگان جز جبرئیل بروے آیند آوازے بے حرف و صوت شنود عروج در
سموات کند ارواح انبیا بروے مرحبا کنند خوارق بادے بسیار باشد دوزخ و
بهشت را بعین العیان بیند تا کارے بجائے کشد اتصاف بصفات شود بلکه
ظهور ذات بود ببصیرت طالب صادق از ابصار آن دیدار بصفت اغماض
باشد چه ایں جا همه تخلیه و اعراض مطلوب کلی است فی الغنا فی الصمدیه هر که
در جوف صاد صمد اول من نطق بالصاد هضم نشد یا عین لعینه نگشت در هاویه

سقوط الاسناد - بیت

کے بود ما زما جدا ماندہ ٭ من وتو رفتہ وخدا ماندہ

حدیث - اے براوران عزیز واے دوستان شفیق چند سطرے نبشتہ شد محیط جمیع احوال صوفیہ است نمی دانم تا از یں کہ برخوردار وے مقصود کہ بیند اما زمانہ آخر است امروز اگر کسے بقدر وسع و طاقت خود از انچہ ما گفتہ ایم مباشر شود از سوار واین قوم محروم نماند زینہار نا امیدی شرط کار نیست با خود این گمان نبری تا اینجا کہ رسید وکہ تواند رسید ہیہات ہیہات - انہ ظنٌ فاسدٌ و متاعٌ کاسدٌ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ چہ نشستہ برخیز دست در دامن مرشدے زن او را پیشوائے کار خود ساز ہر کارے کہ او فرماید بکن بہر زمین کہ بدرد و بعد از چند گاہ بلکہ باندک مدت وایم اللّٰہ مالک ملک و ملکوت وجبروت ولاہوت باشی واگر فرض کنیم در تو آں مد قابلیت والعیاذ باللّٰہ نیست بارے خالی نباشی واگر کارے کہ فرمائیم تو آں کنی زیادہ کسے نباشد واگر بمقصود نرسی فردا آمنا وصدقنا چنگ تو در دامن ما بود اے بیچارہ خدا بالتت تو چرا خود را از دور میداری چرا بحرماں راضی شدۂ - قطعہ

چہ بکونین می شوی مغرور ٭ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

صورتِ خوب تو نسخۂ اوست ٭ بازخوان و ببین مقابلہ کن

آہ دریغا جام بر دست و تو ہشیار افسوس معشوق در بر تو و تو فارغ و بیگانۂ اے دوست اے برادر ایں راہ آن نیست کہ شخص مائی دریں رہ زیانے خوردہ باشد جوانمردان جوانمرد بچہ کدام کس باشد کہ زیان این رہ خوردہ کہ این صد ہزار شرف وفضل بردہ برجملہ سودا ہا آہ - رباعی

دل در تگ ث پو نشد نکوشد کہ نشد ٭ جز بر تو فرو نشد نکو شد کہ نشد

گفتی کہ برنجم ازنکو شد کارت ﷺ دیدی کہ نکو نشد نکو شد کہ نشد
اے مرد ناداں تراخوش نمی آید کہ ہمنشیں خلیل اللہ و ہم کاسۂ کلیم اللہ و
ہم زانوے روح اللہ و در قدم حبیب اللہ باشی اے عزیز خم در فوراں و
غلیاں است کشادہ است و در رہ گذران سبیل راسبیل نہادہ اند و ساقی عنیت لن غیب
قدمے بر دست گرفتہ بہر چہ آواز بلند تر و آہنگ دلآویز تر ندامی کند حی علی الوجد
والوجدان حی علی الذوق والوجدان عجب ازیں رہ گذران لغم و کا ہش واندو
ستوہ دل نہادہ بحرمان قناعت کردہ آہ آہ۔ برادرم سید موسیٰ و سید میراں و ملک
شعلک و ملک نصیر الدین و فرزندان او و فرزندم شیخ ملک و ملک سالار خضر و
ملک جمال الدین و ملک محمود سالار و جعفر قاسم و علی عمر و مولانا علاء الدین و کل
اصحاب تسلیمات با ادعیہ مستجاب مطالعہ کنند ملک قطب الدین مخصوص بسلام
دعا است کہ مکتوب الیہ مرغوب فیہ ہمو است ازاں چہ ایں نبشتہ ملتمس آں
برادر بود جمیع یاراں دعا استماع کنند در ذکر و اوراد مشغول باشند تقصیر رہ
کار نیست۔

مکتوب سی و ششم

بجانب ملک محمد داود افغان پہاڑی

برادر دینی ملک محمد داود افغان دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کنند و ہر کہ
از فرزندان شما و اقارب بر ما نسبتے کردہ اند۔ ہر یکے را دعاے محمد یوسف حسینی برسانند
اے عزیزاں و اے دوستاں مردے بر سر دو راہ ایستادہ است یکے راہ
بر استاے اوست و یکے در چپاش مرحوم باتفاق باہمہ اجماع و اجتماع
رہ چپا می رو ند و این مرد بفریاد ند امیکند و باہتمام تمام با ایشاں میگوید

کہ اے دوستاں واے عاقلاں و ہوشمنداں این رہے کہ شما می روید رہے
خراب و مخوف است وادی ماراں وکژدماں و عمقہا و کوہہا و دریاہا است
ہر کہ رفتہ البتہ بسلامت بمنزل گاہ نرسیدہ است ہم درمیان رہ ہلاک
شدہ است وبخواری وزاری جان دادہ است ایں راہ دوم کہ راہ راستاں
من است رہے با امنے فراختے با خفتے وکشادگی با راحتے وسلامتے است
ہاں وہاں عجب ازین مردم کہ قول قائل را تصدیق می کنند و بتحقیق ایماں
براں می آرند و باہمہ آں ہے سر وے می زنند و ہم دراں می روند این بیچارہ
واقف قایل منادی و اعظ تنہا ایستادہ بیکس بی رفیق او نرفت چہ کند کہ تنہا درآں
رہ نرود بلکہ از خوف آں باسینہ کوباں ونعرہ زناں بتیغ موافق آیہ آہ آہ دوستاں
ما نفسے فکرتے کنند کہ ایشان از کدام طائفہ اند ازاں مردمانند کہ ایمان بجزاے
اعمال دارند و بعث وحشر را مقر و مومن اند و مع ہذا آں کنند کہ مستحق ملامت وبُعد
وخذلاں گردند شاید این چنیں باندیشید بازگردیدہ براہ راست روید پس باشد
از ہوا پرستی پس آئید خدا پرستی پیش گیرید باللہ العظیم روزگارے پیش تاں
آید کہ شما ازین چہ ہستید پشیماں گردید نعوذ باللہ منہا و من سوء العاقبۃ
و من شرور النفوس بہوش باشید۔ والسلام۔

مکتوب سی و ہفتم

بجانب قطب خاں

برادر دینی خان اعظم قطب خاں دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند
و از زبان خواجہ خود این حدیث شنودہ ام اغتنم خمسا قبل خمس
فراغک قبل شغلک اگرامروز خداوند سبحانہ تعالی براے خود را فراغتے

نصیبہ کرد۔ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ غنیمت شمرو چند روزے از عمر باقی ماندہ
است بارے بکارے رود کہ فردا عذر گذشتہا خواہد اغتنم فراغك فزبا
تمنا ه فلا تناله خوند خاں مرد عاقل است از کارہا بہترین کارہا پیشہ سازد
وہم بداں استغراق کند ہیچ ولی ونبی نیست کہ گاہ مردن پشیماں نمردہ است
باخود می گفت وجان بجاں آفریں میداد کہ افسوس قدر حیات ندانستم۔
ملک فریدالدین دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند ملک نصیرالدین سلام و
دعا خواند انچہ براے خوند خاں نبشتہ شدہ است شما در دخول اول اخلید۔

رباعی

برگذر زین سراے غرو فریب ٭ ورشکن زیں رباط مردم خوار
کلبۂ کاندرو نخواہی ماند ٭ سال عمرش چہ دہ چہ صد چہ ہزار

خواجہ شہاب الدین وعزیزان دیگر بدعا مخصوص اند والسلام۔

مکتوب سی و ہشتم
بجانب جلال خاں

برادرم خان اعظم خاقان معظم جلال خاں دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ
کند ہرچہ ہستیم ہستیم وآں چناں کہ باشیم باشیم وہر کجا کہ باشیم باشیم
باید کہ نفس پاکے دریاد خدا باشیم واگر آں باما بود خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا در دوامی
ما برستہ بود خداوند سبحانہ وتعالیٰ سعادتے کہ مبدا ومختتم اوہم بدین شود و
روزی ما گرداند وازان برادر عزیز خان اعظم ہمیں منتظر ومتوقع باشد انشاء اللہ
الکریم بہمہ برین رود مارا در دعاے خود تصور کند والسلام۔

مکتوب سی و نہم

بجانب سلطان فیروز شاہ گلبرگہ

اللّٰہم پادشاہ ما را و شاہزادگان ما را در حفظ و عصمت خود دار و مملکت و مکنت و دستگہ پادشاہ را بقدر ہمت وسعت ولرا بخش آں بلند ہمت ما را ہر جا کہ خصمے و دشمنے است پست بادوا د جو یل ابتیقن کہ تقدیر ازلی موافق دعاے ماست الحمد للہ علی ذالک والسلام

مکتوب چہلم

برادر دینی خواجہ یوسف بعائی دعاے محمد حسینی مطالعہ فرمایند احوال بخیر است یکے را پرسیدند چونی گفت۔ بیت

زمن مپرس کہ حال و لم از چہ خونست ❊ ازو بپرس کہ انگشتہاش پرخونست

قلم تقدیر بنام ہر یکے جاری بخیر است ولسان قضا بمقتضی گویا السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ بطن ام شکم ما درہم باشد چنانکہ علماے حدیث بدین معنی حدیثے دیگر آرند یکتب الاجل والرزق وانہ شقی او سعید یعنے فرشتہ را فرمان می شود کہ بنویسید عمر را و رزق و نیکبختی او را و بدبختی او را و اگر ازین بطن ام ام الکتاب مراد باشد کہ عبارت از علم نفسی است کہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب وھو العلم النفسی چوں صحابہ این معنی شنیدند گفتند افلا نتکل علیہ نبی مبعوث از بہر تتمیم مکارم الاخلاق علیہ السلام والصلوٰۃ فرمودہ اعملوا فکل میسر لما خلق لہ ای موفق لما خلق لہ یعنے از عمل باز نمایند کہ ہر یکے موفق بچیز یست کہ آفریدہ براے آں شدہ است یعنے اگر آفریدہ

برائے سعادت ذات با فعال سعادت موقوف است وکذالک العکس والعیاذ منہ پس عمل صالح دلیل آمد کہ او نیکبخت است در علم نفسی رب تعالیٰ و نیز دولت علیٰ و درجہ کبریٰ و لمثل ھٰذا فلیعمل العاملون و فیہ فلیتنافس المتنافسون یکے از خویلات نفس این ست کہ بدین تمسک کند کہ اگر توفیق عمل بخشند کنم و الا مرا قدرتے نیست آرے ہمچنین است اما این قدر تحقیق است اگر در خود عزمے تمام و قصدے باہتمام دل را راغب و ناشط در عبادات و افعال خیر می یابی و ہر ساعتے عنان ہمت را ہم بدین جانب مصروف می یابی و ہم در میدان عبادت خنگ عزیمت را میرانی و ہم و خیال وطن اصلی شمر کہ بجنبانی بحقیقت رہ نیابی بر رہ گذر سیل غرقہ برابارہ کہ نظارہ عیوق نشود جام صبوح وجود را در غرقاب نوح میندازکہ جز ذائقہ الغرق مشاہدہ نباشد الغرض اگر بصیرت ہست کہ یک نفسے بر سر ہوس رسی زین کہ توئی ور نہ ۔ بیت

در چہ کار ید و در چہ مصلحت ید ٭ اے فرماندگان بمیقدار

در جہان شاہدے و ما فارغ ٭ در قدح جرعہ و ما ہشیار

آہ دریغ بلکہ صد ہزار دریغ باشد کہ ازین جہان بدر شوی و نقدے در ذیل غنچۂ تو بستہ نبود بدان ماند کہ یکے را سودائے تجارت در سر افتاد سرمایہ گم کردہ و غم و رنج می خورد زہے مرد عزیز خہے عاقل ہوشمند کہ اوست غزل تکرار مذکور ۔ بار خت بردار ازین سرائے کہ ہست + تا آخر ۔ باللہ وایم اللہ ترا روز گارے پیش افتد کہ از ہمہ کارہا و کردارہائے خویش پشیمان باشی زینہار زنہار زینہار غافل مباش ہیچم منشیں یعنی ترا با خدا بودن چہ زیان باشد اگر در سلوک این راہ ترا زیانے نماید فردا چنگ تو و دامن ۔ من ۔ شعر

چہ بکونین حی شوی مغرور ٭ ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

صورت خوب تو ز نسخۂ اوست ٭ باز خواں و ببین مقالہ کن

عجب ترا این سودا از پائے عظیمے گردشی ہائی وہم خیالی و از زینتی زائلے فانی برہی با خدائے باشی مقابلۂ آن خدا ترا باشد آہ صد ہزار آہ۔ بیت

نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ ٭ نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس

بیا بیا در آ در آ ہنوز وقت باقیست ترسم کہ دورے پیش افتد ترا کہ البتہ از پنجۂ ہستی بر آئی درباز است دربان بیکار است بلکہ معزول است رہ گذرے عامے کردہ اند مسکین تو محروم ماندۂ ارجو کہ مسلماناں البتہ رہ فوز گیرند واز مقصود باز نمانند

حدیث۔ سید حسن احسن اللہ امورہ وحسن اللہ حبورہ و ملک سلطان و اصحاب دیگر کہ سکنۂ آں ولایت اند از ما تسلیمات و تحیات بحسب اتفاق و اعتقاد مطالعہ کنند۔ چند سخنے بر مولانا برہان الدین مبرہن و محقق شدہ است اگر مخاطب مولانا است اما مقصود ما بر عامۂ مومناں است بسیار است کہ بزرگے را مخاطب سازند و ہر کہ ہم سنگ و ہم رنگ اوست بدلالت کلام او نیز داخل باشد و آنکہ خود را بذیل آں بزرگاں بر بندد او نیز نصیبۂ از قسمت ایشان بگیرد والسلام

مکتوب چہل و یکم

بجانب شیخ علاء الدین

از محمد حسینی تحیات با دعوات صالحہ کہ بجمال حضور دل و حسن استجابت آراستہ و موصول باشد بمبالغات مدح تبلیغ کرد بباید دانست مواہب نتائج مکاسب است اگرچہ مکاسب ہم نوعے از مواہب است بلکہ

عین آن است ولیکن اعتبار صورت ظاہر را بہانے ہر چہ لازم پیشا کر بخشیدہ آمد
وعلیہ السلام عبارات بجمیلہا بلے ہر کہ بآب وصابون عملے کند جامئہ کہ
اوساخ درون آلودہ باشد ولیکن وے روے آورد وہ صاف وسفید گرددبا جہاد
والتزام بابواب حسنات وانواع مبرات باجمیع ہم وضم حواس تصفیہ دل شود
سبحان واہب العطایا تا کدام نیکبختے بود کہ بدین دولت مستعد شود بعزت القد
اکبر اگر این تحفہ نقد وقت وجملہ دل باشد بدان کہ خمیر مایہ سعادتہا در دامن او
بستند این نوع جز بدولت اصحاب حضرت مشائخ و ارباب تحقیق دست
ندہد یَا أَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ہم بدین دولت اشارت
میفرماید والسلام

مکتوب چہل و دوم

بجانب شیخ علاء الدین

مولانا علاء الدین بداند بر حکم گواہی توکہ براے چند نفرے کہ تزکیہ ایشان
توکردی طاقیہ فرستادہ شدہ است ہمراہ ان نمطے کہ من قبل نبشتہ بودم
ہمراہ امضا شود و اگر کسے میان ایشان رغبت بر زیادت عبادت نماید
علی قدرہ ووسعتہ نمازے ورودے فرماید چو بنیابت من است این نیز فرمودہ من
باشد اگر مولانا علاء الدین را آرزوے آں باشد کہ کار ما کند از صحبت ما چارہ
نباشد ساداتے مارا رساند ہر کہ درباب ایشاں رعایتے وعنایتے کند خاصہ در
حق ما باشد۔

وَالسَّلَامُ

مکتوب چہل و سوم

بجانب شیخ علاء الدین بعد نقل مخدوم زادۂ بزرگ

فرزند دینی مولانا علاء الدین کالپوی و عاے محمد حسینی مطالعہ کند زبان
از گفتار گنگ است و قلم از رفتار لنگ است چہ جام مراد ما بکام ما نہ پیوست
و مدخر صبوح ما در غرقاب نوح افتاد و دیگ جوش ما پختہ نشد ہواہاے این
سوختہ خام ماند با دصرصر راکند کان بنمند بودہ ام کہ شجر مشائخ چشت را
ازین درخت بہشت کہ او را نہال طوبی دانستہ بودم شاخے و برگے شود۔
گلے و بارے دہد جہانیاں ازین برخوردار گردند چہ گویم آفتاب از مطلع
غیب طلوع کرد واعجبا کما طلعت غربت گوئی این طلوع و غروب تواماں
بودہ اند معیت و جمعیت بیکبار بیک جنبے بیک شکم باہم زادہ بودند رونمودن
آں زماں ہماں و پردہ بر رخ کشیدن آں زماں ہماں العرش تکی ہبا زند۔
فی الکفر ع ل ت ن ق و علم اعجاز قرآن یعنے علم معانی و اللب معانی ع
ت ف ت ح ق و لب اللب و این علم صراط مستقیم و مکارم اخلاق است
این حروف ہمہ ہجارا در پلۂ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ سنگے نہد و پس و الراسخون
فی الفضل رنگے بدارند و برین علم طبقہ صوفیاں مخصوص اند و فرقہ فقرا منصوص

رباعی

جامے خوردم صفا ندارد ؛ یارے کردم وفا ندارد
ریشے رستہ است بہ نگرود ؛ دردے دارم دوا ندارد

درقدسی می گوید ما ترددت فی شئ تر ددی فی قبض روح عبدی المؤمن

اگر ماند و لابد منہ آنجا کہ او خود را خود بس نیاید ہم چوں مسکینے ضعیفے کجا بر آمد لاحول و لاقوۃ

۲ کتر ددی

کجا افتاده ام این سخن متشابه است وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ می باید دانست
اگرچه اَلرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ این جا دست و پاے زده اند اما در قبضۂ قدرت بضبط
نیاید اما حاصل سخن این مسکین دردمند سوخته زار برین گفتار آمد آنچه ما خواستیم خدا نخواست
ہاں ہاں این کلام جامع اسرار قدسیاں است ہماں را برخواں اِنَّا لِلّٰهِ وَ
اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ من مدعی صبر نه ام زیرا چه صبر با وے مبارزی است و چه جاے
شکر است که شکر با وے برابری است اے محمد یوسف حسینی گیسو دراز سخن را
کوتاه کن زبان زیر دندان نه دل را منقار اذکار گمار ہذا باب باید که ہر ساعتے
بکارے جدّے رو و وجد ہر یکے بحسب حال اوست ہر چه ترا از دید الحق فرو
کار بار دارد آن ہزل و ہذیان وقت تست الہوس فاته وقته فقدت خا
دیه سید محمد باقر گفته است درین آیت وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيَاۤؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ
کل ما اشغلک عن مطالعة الحق فهو طاغوتک باید که زن و فرزند و بعد
تو نشوند پابند ره حق نگردند آینده رونده ترا بخود مشغول ندارند در روز آمدن
شب را انتظار کن و شب البطلوع روز نظر مدار و فتوح غیب اخزانه گره بند
مساز زینهار ہزار زینهار ہر چه پیش آید در راه بداے پس افتاد روزگار خود مکن
آینده رونده آرنده برنده را بخدا اشمار وقت خویش را بغنیمت نه ـ

رباعی

نصیحت ہمیں است جان برادر ❊ که اوقات ضایع مکن تا توانی
چیاں میروی ساکناں خم اب سر ❊ ہمی ترسم از کاروان باز مانی

ہر چه ازاں عالم ترا روے نماید پس پشت نداز خود را بقدر خسے وزنے
نه نہی سبکبار باش اثقال گراں بر سر نگیر خود را خوار و زار گسسته شکسته انگار
دعاے که موجب صفاے و ہر درد را دواے باشد بر تو فرستاده ام

شرہا تلقیناتے کہ بجائے آری و تصور کنی کہ ملقن تو بربست زبان خود را ہمچوں شجرہ موسیٰ دانی و محقق داری کہ بر زبان تو ترا تلقین میکند چنانچہ با موسیٰ خداوند سبحانہ در پردۂ درخت سخن گفت۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا ہماں مثال را با خود راست گیر ہیچ می دانی کہ چہ فرمایش شدہ است مقابلہ ایں شکرانہا باید اما امیدانم تا از توجہ آید چہ زاید آرزو کہ این سرمن خاک وغبار زیر پاے مادر گیر و منتظر باشی عنقریب باشد شاید آرندہ صحیفہ تقریر خواہد کرد۔ والسلام۔

مکتوب چہل و چہارم

بجانب شیخ علاء الدین

فرزند دینی مولانا علاء الدین کالپوی۔ دعاے محمد حسینی مطالعہ کند سرمایۂ ہمہ سعادت انقطاع از خلق و توجہ برب البرایات است ثمرات و فواید آن را اندازہ نیست تا باشی ہم درین باش اگر از لاً و ابداً ہمہ عمر بودے بیک گوشہ نہا نیتے دیدہ نشدے افسوس ہزار بار افسوس آرندۂ صحیفہ شیخ مخلص یکے از غلامان حضرت اعلیٰ خواجہ ماست بدانچہ از خویش و از یاراں رعایتے بواجبی بکند بر ما منت خواہد بود۔ والسلام

مکتوب چہل و پنجم

بجانب فقیر ابو الفتح علاء الدین کالپوی بعد اذن خلافت

فرزند عزیز مولانا ابو الفتح علاء الدین کالپوی۔ دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند۔ مصرع

صاحبا وقت عزیز است غنیمت دارش

چہ باشد این ترا ہر روز از جاے بجاے انتقال۔ حاج بیت اللہ را ہمہ درجات و ثواب است امّا سرِ انور بردن و دل را رب البیت بکمال و تمام سپردن جہانے است کہ کعبہ با ہمہ شرف و فضلے کہ او راست از او میان باشد از ان شمہ نباشد این دل بیت المعمور است این دل مسکن خالق الظلمات والنور است این دل سر در ہر سرور است این دل از خویش ہجور است بمقصود متحد و محفوظ است اللہ اللہ بندگان خود را بخود رہ نمائی و از صفات و ذات خود نصیب بخشائی۔ برادرے ازان مولانا ابوالفتح ابوالفضل التماس او را دکردہ است نیکو التماس است این چیز نیست کہ خاطر ما را فرحتے و راحتے بخشد او را خواجہ را پیش گیرد ہر چہ بدان عمل کند آن بفرمایش من بودہ باشد رومال بجہت عورتے کہ التماس پیوند کردہ بود ارسال شد والسّلام

مکتوب چہل و ششم

بجانب ابوالفتح علاء الدین

فرزند دینی مولانا ابوالفتح دعاے محمد حسینی مطالعہ کند۔ آرندۂ صحیفہ ابوالغیث مخصوص آرزومند با تو براے پیوند قصد کردہ آمدہ بود باز در خانہ می رود براے خرچ راہ بدانچہ دست دہد رعایتے کند تا او با خرچ راہ و خوشی در خانہ برود۔ والسّلام

مکتوب چہل و ہفتم

بجانب ملک زادہ خضر ساکن پٹن

فرزندم دینی ملک زادہ خضر دعاے محمد حسینی مطالعہ کند و بداند تلقینے و شغلے کہ اورا فرمودہ شدہ است باید کہ مستغرق دراں باشد یک لحظہ و لمحہ خود را ازاں فارغ ندارد احیاناً انچہ اثر آں شغل و ثمرہ پیدا آید این جانب را علم دہد وبرائے چند نفرے کہ التماس پیوند کردہ بود باید کہ بنیابت من بوکالت من ایشاں را دست بہ بیعت دہد کہ عہد کردی باین ضعیف و با خواجۂ این ضعیف و با خواجۂ خواجۂ من و بامشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین بیشتر چنانچہ اورا معلوم است وبرائے آں عزیز کلاہ فرستادہ شدہ است باید کہ تجدید بیعت کند و از خدا حاجت خواہد۔ والسّلام۔

مکتوب چہل و ہشتم

بجانب مولانا اسحٰق گجراتی

مولانا اسحٰق۔ دعاے محمد حسینی مطالعہ کند التماس بیعت کردہ بود باید کہ پیش یارے ازاں ما کہ آں جا است چنانکہ ملک زادہ خضر بردو او بنیابت من ترا دست بیعت دہد و گوید عہد کردی باین ضعیف و با خواجۂ این ضعیف و با خواجۂ خواجۂ من و بامشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین چشم نگہداری زبان نگہداری و بر جادۂ شرع باشی ہمچنیں قبول کردی تو بگو قبول کردم او بگوید الحمد للہ دوگانہ بگذارد و روے بر زمین آرد و خوردہ پیش او بنہد آں خوردہ را بہر درویشے کہ دہد بمن رسیدہ باشد و بیشتر فرمایش اورا معلوم است والسّلام

مکتوب چہل ونہم

بجانب قاضی سیف الدین ساکن لکھنوتی

فرزند دینی سیف کبیر دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند و بداند معلوم ہر
منصوف است کہ مرید ہرچند در محضر پیر باشد عشق از الہیات بصفت کشف
وظہور روشن تر بحضور بود اگر سرا پرسند کہ نیکبخت کیست گویم آنکہ مرشد را
دریافت محبتش در دلش القا شد این موہبتے است کہ بہر نیکبختے بود محبوبے
مطلوبے ما مولے می باید کہ بدین دولت مشرف شود اگر ترا آمدن اتفاق
است بالعجل اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْہَا اگر بیائی نکو کارے کردہ باشی
دولتے در دامن تو افتادہ باشد ۔ والسلام ۔

مکتوب پنجاہم

بجانب مولانا نظام الدین پٹھانی

فرزند دینی مولانا نظام الدین یوسف مبارک پٹھانی ۔ دعاے محمد حسینی
مطالعہ کند چند کلمہ کہ بر وقت املا افتاد نبشتہ شد اگر بدان تمسک شود
جمعے از اسرار خداے آشکارا گردد اہم مطالب و اعظم مقاصد محبت خداوند
است تعالیٰ اگر عکس آفتاب محبت بر وے تافت نسیم بشارت وصول
وزید بلکہ روے قبول بعینہ نمود ۔ اللہم متعنا بابصارنا و اسماعنا واجعلہ ؛ واجعلہا
الوارث منا محبت آں شیئے نیست کہ او را جزوی و بعضی و کلی تواں گفت آید
باز نگر و زہیچ قوے و فعلے شنیدہ و قتے ۔ غزل

دولت عشق بر اہانت نیست ٭ عاشقاں ابجز بہ ہدایت نیست

ہر کرا حل شدہ است مشکل عشق ٭ داند آنکس کہ جز سعادت نیست
عشق چیزیست از برون بشر ٭ آب و گل مرو را کفایت نیست
عشق را بو حنیفہ درس نکرد ٭ شافعی را در و روایت نیست
بو العجب صورتیست صورت عشق ٭ چار مصحف از و یک آیت نیست

مرداں از طوائف صوفیہ عشق را عبارت از ذاتی کنند و عاشق و معشوق را اقتضائے آں ذات می دانی کہ چہ میگویند کہ عشق خواہد یا نخواہد عاشق و معشوق از و زاید علی ہذا بر مذہب ایشاں عشق را موجب بالذات نامند ۔ شعر

بلاست عشق من آں کز بلا نپرہیزم ٭ چوں عشق خفتہ شود من شہم برانگیزم
نمی رفتم بلا شد بوئے زلفش ٭ خراب اندر پے آں بوئے رفتم

ن: بلا چو خفتہ بود

ہیہات فہیہات عشق سلطانے است کہ بر سمت ربع مسکون خیمہ نزند جز در دل خراب گذر نسازد و جز برافتادہ خانماں قرار نگیرد و متوہمے بوہم دور اندیش خویش صورت ابلہ نادانے بیند مقربیئے از عالم بے عیب و جہاں لاریب در گوش جان او فرو خواند اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا چہ فساد شد وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً بیان آمد نفس ذلیل کہ بہیچ سبیل روئے عزت نداشت بہمہ وجہ خوار ترین خلیفہ است نگر کہ چہ خلعت پوشید بین کہ کدام لباس آراست کہ ذلیل خلیل شد شور انا من اھوی و من اھوی انا انگیخت شور انا الحق درمیان انداخت لاحول ولا قوۃ الا باللہ این نفس چہ خود بین کسے است تحفہ تر این است کہ این خود بین را خدا می فرماید عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ با توجہ سر درمیان آوردہ و کدام راز نہانی آشکارا کردہ است استغفر اللہ کجا افتادہ ام این چنیں دولتے دست ندہد کہ بہترین کارہا است و ستودہ ترین چیزہا است مگر بتوجہ تام و تزکیہ نفس۔ تو تبہ تام

که خطره غیر از خاطر تو منتفی شود و حضور وجود و مشهود و مطلب تصوراً و تحققاً۔ تزکیهٔ نفس تا انجا که توانی بدست و هر نفس را پاک مکن این مثال شکنبه است هر چند که بسیار بشوی لطیف تر باشد۔ اگر چه در جذبه طالب این دو چیز قرار گرفت خمیر مایهٔ همه سعادتها در دامن او بر بستند باستعمال این دو رکن دل او صفا پذیر گردد عکس عین حقیقت بر دل او متجلی شود و میدانی چه می گویم۔ ع

ترا محکن چنیں دولت تو از بیدلی غافل

؛ اگر در شنبه

شنیده

وعکس لاهوت در دل ناسوت تجلی کرد عکس عکس بر نفس افتاد شنیدی از نفس چه عربدها زاد و بدین تقدیر کلام ہمچنیں باشد جَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً اگر نسق ظاهر ظاهر عبارت کنیم سخن بر راه راست گوئیم روح با همه تعزز و کبریا با همه جلالت و مدح و ثنا نگر که سلطان عشق آنجا تاخت آن عزیز بر گوا چه گونه ذلیل خواهد شد۔ بیت

تا ظن نبری که هست این رشته دو تو ٭ یکتو است ز اصل و فرع بنگر تو نکو

اے خواں صفا و اے خداوندان وفا این سخن از سر صدق و صفا است

هر چند خود را از لجه بساحل اندازم هر زمان موج دریا که با وج آسمان رسیده آ لطمه زند در غرقاب اندازد وکا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ هر چه مولانا رانیت است نخست می گوییم اصل کار این است هر چه پیش آید از ان درگذشتن است۔ مقصود ورای وراء است۔ والسلام۔

مکتوب پنجاه ویکم

بجانب ملک عزیز الدین و ملک شهاب الدین ساکنان گلبرگه

فرزندان دینی هر یکے ملک عزیز الدین و ملک شهاب الدین۔ دعاے

محمد یوسف حسینی مطالعہ کنند این رہے است کہ بیک رہے و بیک سالے یا ہزار سالے نتواں بمنزل رسیدن تا این روح با این قالب متعلق است این کار بیک زمانے از من و تو بضعف و سستی نرود و جان عزیز را فدائے این راہ باید کرد و در ہر کارے کہ ہستی باش باید کہ با خدا باشی و بطلب مقصود خود باشی گفتہ اند۔ بیت

مرا و اہل طریقت لباس ظاہر نیست ۔ کمر بخدمت سلطان بند و صوفی باش

ترا کہ چاکری سلطاں و خدمت پدر و اداے حقوق متعلقاں زیان کار نباشد اگر دل تو با خدا و پیر متوجہ باشد ہر چہ بکنی بکنی مگر خلاف شرع نہ کنی ہمارہ ساعۃ فساعۃ ترا مزیدے البتہ باشد من می گویم کارے کہ شمارا فرمودہ ام بہر کارے کہ ہستید خدمت ملک یا بادشاہ یا رعایت حق پدر یا حقوق دیگر زن و فرزند با این ہمہ مقصود بداماں شما البتہ باشد تعجیلی شرط نیست شتاب کردن رہ نیست بتدریج تواں شد۔ بیت

اندک اندک علم گیرد وانگہے گویا شود ۔ قطرہ قطرہ جمع گردد وانگہے دریا شود

محمد یوسف حسینی شمارا آن نہ فرمودہ است کہ آں عمل ورآید و از مقصود محروم مانید پیش حضرت خواجہ یعنی پیر خود را ابتداے ارادت عرضہ داشت کردم کہ ہم از اول تعلم بکلی بگدازم و غرق فرمان شیخ باشم شیخ اجازت نکرد تا آنکہ از برکت فرمایش او در غرقاب این راہ افتادم الحمد للہ علیٰ ذالک شمارا نیز جز این سنت و سیرت کردن رہ نیست۔

العجلۃ من الشیطان

والسلام

مکتوب پنجاه و دوم
بجانب قدر خان

پهلوان دین احمدی سپه سالار ملت احمدی اعنی محفل سامی و محضر گرامی المخاطب من الله الخان الاعظم و الخاقان المعظم قدر خان ضاعف الله قدره و اقتداره و ضاعف الله مکنة و دولة سلام و دعاے محمد حسینی مطالعه کند

قال النبی صلی الله علیه واله وسلم حکایة عن الله تعالے ما ترددت فی امر کترددی فی قبض روح عبدی المومن یکره موته وانا اکره ولکن جری التقدیر علی ذالك ولا بدله منه خوشنود نه ام در کارے ہیچونا خوشنودی من در قبض جان بندهٔ مومن او دشوار میدارد بدی خود را من دشوار میدارم دشواری او را ولکن تقدیر بران شده که قابل تحویل و تبدیل نیست واو را ازان چاره نیست مقصود ازایراد حدیث این است او تعالی و تقدس بنا بر حکمت بالغهٔ خویش کارے کند که بدان رضاے او نیست و بدان خوشنود نیست میکند و ازان حکم متبدل نمی شود که تقدیر حکم رفته است کل نفس ذائقة الموت امرے لابدی شده اگرچه مرضی باری نیست در حق بنده یکے اندیشهٔ دیگر کن که مذهب اهل حق این ست که کفر و معصیت و تخلف وارادت مشیت و حکم و قضاے باری است با مرو رضاے او نیست و بے شبه که کفر و معصیت در جهان بیشتر از ایمان و طاعت است شاید که چون نمکے در آرد باشد ایمان و طاعت مرضی باری و کفر و معصیت مکروه و نا مرضی اما حکمتے بدو متعلق است و اجماع اهل حق و عقل همبرین است از ین مجموع مقالت مقصود این ست که چون حق تعالی مکروه و نا مرضی خویش بیشتر از مرضی محبوب خویش کند

بنا بر حکمتے است من و توجه طبع خام بر بندم که دائما رضاے ما خواهد کرد و مکروه و مسخوط ما بوجود نخواهد آمد زہے تمناے محال و زہے ظنے پر وبال و وہم فاسد و متاع کاسد آں که در رضا جوئی خود نیست رضا جوئی دیگرے که خواهد کرد پس رضا بقضاے او برگرون نهادن بفرمان خداے نفعاً و ضراً خیراً و شراً امرے لابدی باشد و کارے ضروری مرد عاقل ہشیار و متفکر و بیدار باشد تفزع تضجع و تفجع و توجع و تالم از حد عقل و دین بیرون برد که سعی در امر عبث و کشت در شورستان و خط بر آب و رکوب بر مرکب چوب کارے که باشد معلوم است علی الخصوص که مقابل آں صبر لابدی که گفتے جزاے وافر بے پایاں یابی ہر آئینه ہمیں شعار و دثار خود می باید ساخت بکل حال مصیبت دینی بر دنیاوی منضم نشود و مصیبت بر مصیبت نا فزاید والسّلام

مکتوب پنجاه وسوم

بجانب قاضی علم الدین و شیخزاده و دیگر یاران گجرات

تسلیمات ما لیق بجناب الاخوات والاحباب والاولاد والاعزة الانجاب تبلیغ افتاد احوال این جانب بجلتها واعزه باجمعهم بخیر و سلامت اند می باید دانست مطلب اہم و مقصد اعظم محبت خداوند است تعالی عن الزوال والعدم مرد عاقل دانا فهیم زہر چه طلوعے و افولے و زوالے و ذبولے دارد چشم خرد او آنسو لحظه ندیده است من ہیچ نمی دانم دوستان من در چه کارند و در چه مصلحت اند چرا که بر نقش خام بامید توالد و تناسل عشق باز ند ند اند که این معشوقه مهر و وفاے ندارد و پیشه او جز شیوه شعوه گری نباشد و ہرگز عاشق او بمراد دل نرسد چه چنیں نماید و بدین شیوه جانها رباید. ہیہات فهیہات

کم تسقط الی هذه الضرام تساقط البازی الی الحمام وکم تهوی الی هذا المقام هوی الصبی الی الطعام تفکروا وتدبروا ان تمسستکم هذا شمس قارون و فرعون طلعت علی قصورهم ثم طلعت علی قبورهم صبحو اعظاما خالیة ثم امسوا عظاما بالیة۔ رباعی

برگذر زین سرائے غرو فریب ❊ در شکن زین ربا مامردم خوار
کلبهٔ کاندرو نخواہی ماند ❊ سال عمرت و دہ چہ صد چہ ہزار

اے عزیز این گلزار اگر بسیر شدے گلے شگفتہ بچین ترسم کہ خار مرگ دامنگیر تو شود ترا ہیچ فرحتے نیست بوے ازین بمشام تو نرسد چہ خفتہ بیدار شو برخیز درپس کارے شو ترسم نباید کہ مرا روزگارے پیش آید کہ پس افتادہ براے خود نیابم ازین خزینہ ہیں دفینہ مقصود است لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادہ ام اے برادران محترم تا توانید ازین جہان فانی و ازین بنیاد بے مبانی چیزے بدامان خویش بربندید کہ توشہ راہ این سفر شما باشد و فردا موجب مراحم ربانی گردد۔ قاضی علم الدین و شیخ زادہ علم الدین و ملک زادہ خضر و قاضی مبارک و قاضی بدہ و شیخ نضا کو انانکہ پیوند دارند و چیزے نشانے فرستادہ اند براے ہریکے طاقیہ ارسال شدہ است بہ پوشند دوگانہ گذارند و شکرانہ پیش دارند و آن اگر بمن رسانیدن مقصر باشد بہر فقیرے کہ بدہند بجاے من رسیدہ بود خواجہ بڑہ خوند شاہ و خوند قاضی و مولانا رکن الدین و جمال سلیمان و مولانا شیخن و مشرو بہائی ظہیر و آنانکہ التماس پیوند کردہ اند بتجدید دعوت کنند طاقیہ پیش دارند و بنام پیر ر دبر زمین آرند و دست بر طاقیہ نہند و نام پیر بر زبان رانند و گویند با فلان عہد موثق کردیم و طاقیہ بپوشند و برخیزند دوگانہ گذارند و خردہ بجاے طاقیہ دارند اگر آن را بما رسیدن میسر نباشد بہر فقیرے کہ بدہند بما رسیدہ باشد و عورانے

ز این گلزار اگر گلے شگفتہ
ز براے
و بما

کہ التماس پیوند کردہ اند برائے ہر یک جامہ فرستادہ شد آں جامہ پیش نہند ہمیں ادب وہمیں روش نگہدارند نصیحت با مرداں این ست پنجوقت نماز بجماعت گذارند نماز جمعہ وغسل جمعہ فوت نکنند مگر بعذر شرع عذر شرع این ست کہ یا سفر باشد یا مرضے باشد در تن یا جائے باشد کہ جمعہ نیست وہر نماز شام بعد فریضہ و سنت شش رکعت نماز گذارند بیک سلام در ہر رکعتے بعد فاتحہ سہ گان بار اخلاص بخوانند ویک دوگانہ دیگر گذارند حفظ الایمان یعنے نگہداشت ایماں را در ہر رکعتے بعد فاتحہ ہفت بار اخلاص ویگان بار معوذتین بعد سلام سر بسجدہ نہند سہ بار بگویند۔ یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان۔ وبعد ہر نماز خفتن یک دوگانہ دیگر گذارند در ہر رکعتے بعد فاتحہ دہ گان بار اخلاص بخوانند وبعد سلام ہفتاد بار۔ یاوھّاب بگویند ودر ہر ماہے سہ روزہ دارند سیزدہم وچہاردہم وپانزدہم ایام بیض کسے کہ این مقدار برجا ندارد او در سلک صوفیاں منسلک نیامدہ باشد اے مرداں وانا مرد باید کہ ہمارہ در بر باشد واگر کار قلب افتد بر در واگر این قدر ہم نبود او را بیگانہ شمرند واو از کساں آں خانہ وآں سرائے نباشد۔

نصیحت ۔عورات پنج وقت نماز ناغہ نکنند مگر وقت عذرے کہ از خداوند برایشاں آمدہ است وباقی انچہ مرداں را فرمودہ ایم بایشاں ہماں است مگر جمع عورات ہزل وہزیان بسیار گویند بعد از ین این نباشد میان دو کلمہ یکے را ملازم گیرند ۔ یاوھّاب یاوھّاب ویا استغفراللہ واستغفراللہ وآں کہ شوہر دارد او در رضائے شوہر باشد مگر در ایام نامشروع وکنیزکاں را نرنجانند برائے بدخدمتی را ودزدی را وہر کہ چناں کند او از ان ما نباشد وآں عورت ہماں کہ نقصان عقل دارد برائے ما پیرایہ

ؔ جمیع

انگشت پایے فرستاده است آں باز فرستاده شده است و آں که او التماس جامه پیوند کرده بود آں برائے او فرستاده شده است. والسلام

مکتوب پنجاه و چهارم

بجانب مولانا محمد معلم و سیّد علاء الدین و مولانا میران شاه و دیگر مریداں بعد نقل مخدوم زادهٔ بزرگ

تسلیمات نامیه و تحیات زاکیه اصحاب ارادت و ارباب عقیدت بخطاب مستطاب مطالعه کنند. قوله عزمن قایل وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اشکالے باشکالیست این کلام قدسی ماترددت فی شئی کترددی فی قبض روح عبدی المؤمن یکره مساویه وانا اکره ولکن جری التقدیر علی ذالک ولابد من ذالک — هان وهان بعد ازین فهم جلی و خفی می شاید که من بناله و آه هر مسا و صباح بزاری و فریاد که مدخر صبوح من غرقاب نوح افتاد و در شب اں روز من در عرقاب بحر خضم با هر سنگریزه و خس مهره آشنا گشت بهار امید مراخزاں زد و گلبن وجود تازگی وجود مرالهب هفت درکهٔ دوزخ بیک تف بسوخت بسوزے گرفتارم که غزل نامه تیاب دوزخ میشنو بیند بجنب آں تعذیب دوزخ عین نعیم می نماید چوں باشد که دل عمرے بامید بسته بود و بلیح البصر ناچیز و نابود گردد انکه گر سر بگویم چه سود مند آید کتاب الله میفرماید وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ این باء بالله یا باستعانت بدار یا بامعیت یا بامقابله هرچه شد شد اما این درد را درمانے روے ننمود. مصرع

من ندانستم از اوّل که تو بے مهر و فائی

حدیث این حادثہ وقصہ این غصہ در حریم کتابت در نمی آید۔ اللہ
اللہ اللہ ہذا باب پیوستگان ما ہر یک مولانا محمد وعبید اللہ وپسران
سید علاء الدین وپسر سید عالم ومولانا شعیب ومیراں شاہ وباقی متعلقان
وپیوستگان بدانند کہ محمد اکبر من باختیار خویش از من اعراض کرد وسفر قدس
او را اختیار افتاد تقدیر مبرم بود او تعجیل بحکم ساخت ہر چند گفتم باز آئی کہ من
پیر سوختہ در دمند خواہم شد نشنود البتہ بحظیرۂ قدس بجز امید آنجا رفت
اگر ازاں حکایت کنم ہیچ گوشے استماع آں را تحمل نکند کہ گاہے در فہم وے
نیامدہ است حاصل این سخن این ست اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
کل شئی یرجع الی اصلہ اما مارا در وے مستقیم واندوہے مستدیم دامنگیر
دل شد۔ طاقیہ برائے مولانا محمد معلم وپسراں سید علاء الدین وپسر سید عالم
ومولانا شعیب ومیراں شاہ برادر وسید یعقوب وخواہر زادگاں و
نصیر او قاضی عبید اللہ ودیگراں کہ روش بدست دانیال فرستادہ
بودند ارسال کلاہ افتاد تجدید وضو کنند کلاہ بپوشند ودوگانہ بگذارند وشکرانہ
پیش نہند آں را باید کہ بدرویشاں بدہند واگر بتوانند اینجانب بفرستند
والسلام

مکتوب پنجاہ وپنجم

بجانب سید نصیر الدین

تحیۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً چند نفسے کہ از عمر باقیماندہ است غنیمت
شمرید وانس از غیر حق کہ رقم فنا براں کشیدہ اند قطع نظر کردہ۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ
فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ۔ بیت

دملا کی

با دوست کنج فقر بہشت است و بوستان
بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری

الاستیناس مع الناس دلیل الافلاس - بیت

دانی کہ یار چہ گفتہ است امروز * کہ ہر چہ جز یار است از دو دیدہ بدوز

الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا - شعر

سوف تری اذا انجلی الغبار * افرس تحتک ام حمار

عصمنا اللہ وایاکم من الاعراض عنہ والاشتغال بما لا یعنیہ
اعینونی رجال اللہ فان اللہ تنصرہ وکونوا فی الدین فعلیکم النصر بقیہ
مکتوب از لوح دل فرو خوانند یاران و مصاحبان ہر یک بدعا مخصوص اند والسلام

مکتوب پنجاہ و ششم

بجانب مولانا علم الدین بہروچی

فرزند دینی مولانا علم الدین دعاے محمد یوسف حسینی مطالعہ کند گاہے کہ عکس پرتو الہیت بر تو صدمتے زدہ است یا نہ و بود وقتے کہ عکس پرتو جمال آفتاب احدیت بر آئینۂ دل تو منعکس گشتہ است یا نہ اگر ایں چنیں دولت ترا روے نمودہ است زہے نیکبختے کہ توئی رمزے ازاں و اشارتے بر من بنویس تا حقیقت آں مرا معلوم شود نباید کہ از وہمیات و خویلات اشارتے باشد و اگر خود ایں نیست روا باشد کہ تو خوش خسپی و خوش خوری و فارغ و بے غم باشی آنکہ درچہ کارید و درچہ مصلحتید اے فروماندگان بے مقدار آہ اگر مشہود و مطلوب نیست در طلب ہم نیست اگر در طلب با تو است آہ سحرگاہ چہ شد و دم سرد و چشم نم کجا رفت بیقراری چرا رخت بربست -

بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس
نه یک دریغ که هر دم هزار بار دریغ

دلبر اول باید که در بر باشد و اگر قلب افتد بارے بر در و اگر در بر و مرد بهواے خویش ابتر هیهات هیهات انه ظن فاسد ومتاع کاسد اندیشه کن که چه گفته می شود همه روز بخلق شغل و شب بهواے خود خفتن ۔ استغفر الله ۔ بیت ۔

چه بکونین می شوی مغرور ٭ هر دو عالم بد و مبادله کن

آرے ایں سودا خوش نمی آید درین سودا سودے نیست ۔ اگر آشنا میدان صاف سر خوش میسر نیست بارے دُر و در و در کام وبلاس غم برشت وجه افتاد این وجه بلا زاد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ کجا افتادم مولانا علم الدین بداند که کسیکه اینجا نتواند رسید اورا بوکالت من دست دهد اما شرائط این نگاه باید داشت توجه تام و تزکیه تمام و اوراد و اذکار همارہ درکار والسلام ۔

مکتوب پنجاه و هفتم

بجانب سید علاء الدین بڑوده

فرزند دینی سید علاء الدین دعاے محمد یوسف حسینی مطالعه کند شنیده شده است آں عزیز البته دربند آنست که وقت عزیز خود را غنیمت میدارد اگر اینچنین ست خوش وقت تو ۔ بیت

نصیحت همین است جان برا در ٭ که اوقات ضایع مکن تا توانی

ہر کہ خود را بہ ماکل و مشارب و منام سپرد از مقصود محروم ماند جوانے را با عورتے عشق افتاد البتہ بینہما خلوتے میسر نشد عشقیہ گفت من فلاں فلاں شب اجازت از شوہر یافتہ ام کہ در خانہ پدر روم اگر تو دراں راہ انتظار کنی یحتمل بینہما خلوتے میسر شود جواں بتمنائے آں ہمہ شب نشستہ با نتظار می گریست واین رباعی می خواند۔ رباعی۔

در دیدہ بجائے خواب آبست مرا ❊ زیرا کہ بدیدنش شتابست مرا
گویند بخسپ تا بخوابش بینی ❊ اے بیخبراں چہ جائے خوابست مرا

اے آہ صد ہزار آہ اے بلا بر محبت و عنا بند براں تدبیر در قعر این فقیر افتاد کہ این جواں را غنودنی روے بنمود و ہماں ساعت آں بود کہ محفہ معشوقہ گذشت واے واویلا وامصیبتا۔ بیت

دردا کہ آہ گرم زبیماریم بسوخت ❊ تنہا نہ آہ گرم کہ دمہاے سرد ہم

باں مداں بو سعید تذکیر میفرمود شخصے از علامت عشق و محبت پرسید شیخ گفت چوں دریاے محبت در جوش آید بہ پرسید جو ابت خواہم گفت چوں سخن در محبت افتاد شیخ را غلبہ وقت شد دریاے عشق شورید تا موج باسماں رسید سایل برخاست ہم از انش پرسید شیخ گفت علامت عشق و محبت این است کہ عاشق را از بے وصلت معشوق خواب و خور بود آں مقدار کہ عاشق را خواب و خور بود ہماں مقدار از معشوق محروم ماند۔ اشارت بداں جواں شبانہ کرد گفت چنانکہ این جواں ہمہ شب انتظار معشوق نشست ہماں قدر کہ غنود موجب حرمان او بود جواں برخاست اضطرابے کرد بیفتاد و جاں بخیال معشوقہ داد۔ ہاں وہاں چہ بانقش حمام بامید توالد و تناسل عشق می بازی ہرگز بکعبۂ وصال نرسی چہ بروے آب دواں

معاملی نویسی که هرگز روے صواب نخواہی دید لاحول ولاقوۃ الا باللہ کجا افتادہ ام اے عزیز۔ بیت

اندرین رہ اگرچہ آں نہ کنی ❊ دست و پاے بزن زیاں نہ کنی

بلکہ جاں جاے دہ زیاں نہ کنی

الغرض دنیا بقاے ندارد می توانی کہ نقدے بذیل خرقہ وجود خویش بربندی تا بداں حضرت توانی شد۔ طاقیہ ملبوس براے آں عزیز فرستادہ شدہ است برآں شرطے کہ آمدہ است برسر نہد و روے بر زمین نہد و دوگانہ بگذارد خوردہ پیش نہد و روے بر زمین آرد و طاقیہ پوشیدن با خود تلقین کند و بہ پوشد و تلقین این ست کہ گوید عہد کردی با این ضعیف و از ین ضعیف مراد این سوے دارد و با خواجۂ این ضعیف و خواجۂ خواجہ من و با مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین چشم نگہداری زبان نگہداری و بر جادۂ شرع باشی ہمچنیں قبول کردی گوید قبول کردم و تکبیر گوید و طاقیہ بپوشد و باید کہ دست خود را دست پیر داند چناں کہ گفتہ اند الصدقۃ تقع اولا فی کف الرحمٰن کذلک دست معطی اولا صدقہ از دست رحمٰن جدا می شود و از دست معطی ظاہر بر دست مستحق می افتد ہمچنیں ملقن زبان را داند پیر بزبان او سخن می گوید۔ چنانچہ حق تعالیٰ وراے شجرہ با موسیٰ سخن گفت عظیم سرے در بیان رفتہ است فہمے باید کرد کہ رہ بداں برد۔ مخاطب در کتاب یکنفر است اما ہر کہ مطالعہ کند و فہم کند مقصود ما ست۔

والسلام

مکتوب پنجاہ و ہشتم

بجانب ملک شرف افلح کوتوال کالپی

فرزند دینی ملک شرف افلح و عاے محمد حسینی مطالعہ کنند خمیرمایہ

سعادت دارین دو چیز یست پاکی نفس و توجہ دل بحضرت حق ہر کرا این دو چیز بدست آمد سعادت دارین نقد وقت اوشد می باید کہ کارہاے کنند کہ بداں خدا و رسول خدا راضی و خوشنود باشد و ہمیشہ با بندگان خدا معاملت نیک کنند و درباب ایشان احسان و اکرام پیشۂ خود سازد و وظائف و اوراد کہ ما نوشتہ ایم بداں ملازمت نماید و ہرچہ ازان شاغل افتد قطع آں کند در ہیچ حالے صحت و مرض سفر و توانائی تقصیر در خود جاے ندہد مزید دارین را متنظر و متوقع باشد طاقیۂ تبرک فرستادہ شدہ است ہم بر ادب قدیم بپوشد و ہمراں رود۔ مولانا علاء الدین ابقاہ اللہ دعا مطالعہ نماید۔ وقت ضیق بود سبب آں مکتوبے علحدہ نوشتہ نشد مارا در دعاے خود تصور کند و با خود داند ملک رکن افلح بسلام و دعا مخصوص است والسلام

مکتوب پنجاہ و نہم

بجانب شیخ منور نبیرۂ شیخ الاسلام فرالدین صاحب سجادہ اجودہن

دعاے محمد حسینی کہ رقبہ اخلاص در رقبۂ عبودیت حضرت شیخ فرید الحق والشرع والدین مسلک میدارد تمناے بردیا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَهُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا۔ چہ روشن دیدہ است کہ خاک آں آستاں کحل بصیرت دست ہر چشمے کہ مستفیض و مستنیر بنور اوست وجہ اللہ ذی الجلال والبہا ست۔

عجب از ساکنان مکہ جهاں سرگرداں کعبہ وآں غافلاں از ہمہ آثار او دست کوتاہ داشتہ پاے در بستر غفلت دراز کردہ بخواب حرماں و نعاس انتعاس قانع و فارغ ماندہ نعوذ باللہ من شوم امثال ھذا الرجال ہمانا کہ سنائی گفتہ است ؎

گرفتہ جنبیاں احرام مکی خفتہ در بطحا

الحق اگر کسے را آبرو خدا دادہ بود آتش بر روے جهاں خاکی زند سراز سدہ علیاے شیخ الاسلام فرید الحق والشرع والدین بر نیارد چہ گویمت اگر افلاک سبعہ صد چند رفعت خویش زر پائے سازد خواہند تا پایۂ کرسی مسعود محمود و مودود بوسہ زنند اگر میسر شاں شود زہے سرافرازی کہ ایشاں را دست دادہ باشد و خہے عرش عظیمے کہ مقعد مجلس ایشاں گردد آں رسے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ مخدوم زادہ شیخ منور نور اللہ قلبہ بنور معرفت دعا مطالعہ کردہ محقق دانند۔ رباعی

چہ بکونین میشوی مغرور ﴿ ہر دو عالم بدو مہبا ولہ کن
صورت خوب تو ز نسخۂ اوست ﴿ باز خواں و بہ بین مقابلہ کن

اگر نوع انسان از جنس حظوظ بشری و از حد اغذیہ حیوانی در نگذشت فضلے از سائر دواب ندارد ہر اکبر و اصغر داند کہ امتیاز بشکل و مثل نتیجہ حقیقی ندہد عقبیٰ ہم رفعت اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ماندہ اں دہاں بحظ حاضر و از ظاہر بہ نفس راہ مدہ درحال و مال حرماں نقد جیب تو باشد و جز بحسرت و افسوس وجود ت مالا مال نبود چو درحال بر خصلت خرو ستور رفت در مآل ہماں پیش آید اگر بفضل اللہ الکریم بصفت سبوحی و قدوسی برآ آں نزاہت ہماں شود متنزہ نماید۔ سبوح قدوس ربنا و رب

الملائکة والروح۔ نظم

دولت آن را مدان کہ دادندت ❊ پیش از اِبنای جنس استظہار
تا ترا دولت است یار نہٗ ❊ در جہاں جز خدائے دولت یار
چوں ترا از تو پاک بستانند ❊ دولت آں دولتست کار آں کار

ہر یکے را منصب نفس خویش باید بود چنانچہ من خود را شناسم تو خود را	دو مکتسب
دیگر برین مطلع نباشد اندیشہ کنیم کہ با خود چہ داریم وکدام دیگ سودا
پختہ ایم با وہم وخیال عشق میبازیم بامید توالد وتناسل رسے کہ بکعبۂ
وصال عنقریب رسیم کعبہ را پشت دادہ بسبب افعال انتقال ماست
مینماید بیت اللہ مقر و ما واے ما باشد در مزبلہ مسجد بیت الحرام ساختہ ایم
آرے فروا آنہا پاکتر کہ بود واز ما عاقل ترکرا شمارند در شورستاں کشت گندم	ن انما
پرداختہ ایم لا نزاع فیہ برخوردار ہم شد ہیہات ہیہات انہ ظن فاسدٌ
ومتاعٌ کاسدٌ از مخدوم زادہ متوقع است کہ نفس را پاکتر دارد ودل را
متوجہ بخدائے خویش نزد یکتر اللّٰھم کار بجائے رسد کہ دولت قربت بجلے
کشد کہ فریاد انا من اھوی ومن اھوی انا بر آید لاحول ولا قوۃ الا باللہ
کجا افتادہ ام۔ بیت

گفت برمن تو عقل دل کن
مبلغ کن گنگش منزل کن

درچہ خیال اید و کدام گماں باخود میبرید ہرچہ قرار گرفتہ
اید ہیچ فکرت دامنگیر نمیگردد آہ کہ۔

سہ در ہر نسخہ این شعر ہمچنیں است۔ رع ح۔

مکتوب ششصتم

بجانب شیخ سعدالدین نبیرۂ شیخ فریدالدین ساکن اجودہن

دعاے محمد حسینی کہ روے دل و حسین جاں را بر سمت راہ روندگان قبۂ
مبارک شیخ الاسلام فریدالدین بیساید و آرزوے می برد کہ غیرت دلش
بے غبارے کہ بچشم جانش افتد صورت انجلا جلوہ نماید کہ عین کحل بصیرت
بصائر مبصرات است روشن دلاں دانند دیدہ وراں ہر کار شناسند
در کلام چہ لحظہ در نظر می آید قولہ عز من قایل قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ
امتیازے و اشتراکے می فرماید محقق است ما بہ الامتیاز غیر ما بہ
الاشتراک باشد علی و معاویہ را در یک پلہ سنہ شیخ فریدالدین را با صوفیا
دیگر بیک سلک منہج کہ او فقیرے گرانست و زرہے دیگر وار و ہم سنگ
او تہنگ و پلنگ باشد نہ کلنگ لنگ و لیکن۔ بیت

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس
نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

بسیارے باشند گان آنحضرت بداں مانند کہ دیدہ بو دم از نظارہ
نور آفتاب مردمک معتزلی از رویت جمال رب الارباب۔ ہمچنیں گویند۔

توگنج رحمتی بیچارہ محروم ٭ توشمع عالمی بیچارہ محجوب

فرید وحید باشد فرید تنہائے است کہ بسیار جانہا فداے این
تنہا باد کہ نظیر وقت خود بود و ما من نبیّ الا ولہ نظیر فی امتی فرید
از بے نظیران عالم است یعلم اللہ و کفی بہ علیما اگر فضل در باب
فضل شیخ فریدالدین تحقیق تمیق کنم کتابے مجلد مضخم شود۔ اگر

اگر ملی او تعالی بودی مشتمل بنده با آں ہم جزوے از جلدے نبندے از قائمے ورقے از دفترے سطرے از صفحۂ حرفے از سطرے نباشد غریقاں دریاے معرفت دانند شناوران بحار وحدت شناسند که کَنَفِدَ الْبَحْرُ کدام درِّ شهوار راتلویحے می کنند کَلِمٰتُ رَبِّیْ ہمیں دوستاں خدا یند عیسی کلمۃ اللہ بکدام معنی است ہماں صورت اینجا متصور است غایت ما فی الباب در صورتے ظاہر را نظر شدہ است و فِی مَوْضِعٍ حکم باطن میکند ۔ مخدوم زادہ سعد الدین اسعد اللہ فی الدارین معلوم و مقرر دانند کہ دل پیر آئینۂ دل مرید است و دل مرید آئینۂ دل پیر مرید در دل پیر خود را بیند ۔ ن خدا را فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ ہمیں اشارت کردہ است و پیر در دل مرید خود را بیند ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ نمودارے ہم ازیں اسرار است براے توجہ معنی را وجود صورت ظاہر شرط نیست اندیشہ کن چند قرن باشد کہ مصطفی علیہ السلام بہ تتق عزت محتجب است و بحجب غیرت مستتر با این ہمہ بسر چہ کارہا پیش بروند و بار وجود را تا بکدام منزل فرود آوروند آرے آن آستانۂ حضرت رسالت است شاید کہ جز بعض انبیا را نبودہ است رب شیئ یثبت ضمنا ولا یثبت قصدا بشرف و فضل اتباع او ناطق است تو کریمی ترا کریمے مہماں طلبیدہ بود ہر آئینہ طفیلی کہ برابر باشد نہ آں کہ او در ماکل و مشارب و در مراح و مفارح اشتراک بر دمتابعان حضرت خاتم انبیا ہم بریں قیاس اند اکنوں ترا متوجہ شیخ باید بود چہ گلہا چینی ازیں بوستان و تا چہ حد برخوردار گردی کہ ثمرات آں ہر کہ از چشتیان چیزے چشید ہمبرین عمل بود و مذہب خواجگان ما را کہ بر سایر صوفیہ بحکم ارشاد و تعلیم فضل است ماخوذ بد انچہ الحق والزم واثبت و اصوب بود اشارتے

نمودیم اما نمی دانیم تا کدام منجوت باشد که برین سوے اقتدا میکنند و ہر کارے لا اقدامے کند بسر برد و عمر عزیز را بخواری نگذراند چہ فرمایند علما باللہ و عرفاے واصل مقربان حضرت و ہم نشینان مقعد صدق آنکہ خود را نشناخت خدا را نیافت بسبب خویش قدم در ہلاکت و تضییع خود نہاد یا نہ بعرفان اتفاق و باجتماع اجماع یک کلمہ گروند بیک زبان یک سخن گویند آرے اگر قیس رہبان و اگر ہادیان و مقربان بلکہ علماے ہمہ ادیان نے نے بلکہ صغار و کبار ایشان بصحت عقل و سلامتی فہم اصح الجواب بمثل نگینہ بر انگشتری دل نقش کند چہ می گوئی ہیچو من و توے کرا کسے عاقل نامند و ہیچ کیے از ما ہمہ ضایع و واماندہ تر بود لا واللہ اگر جدا از مطلوب نیست در طلب چہ شد اگر در معرکہ مردان جولان گری میسر نیست نعرہ دہ مردہ کجا رفت اگر حقیقت وصال نیست وہم و خیال چہ شد و اگر نیکو تر شناس در طلب خوشتر از درمان وجود مقصود و خواہیم ما سرور ما پیشواے ما مقتداے ما یعنی فرید الدین مسعود نور اللہ مرقدہ قدس اللہ روحہ بہر کہ خاطرش خوش شاب فرمودے خداے ترا درد خود روزی کند. والسلام

مکتوب شصت و دوم

بجانب بعضے مریدان و معتقدان آنحضرت نیندیری و چترہ وایرج

دعاے محمد حسینی مطالعہ کنند تسلیماتے کہ ضمیر قلوب احباب را تحیات حیات بخشد احباب بصورت تقدیم مختص و مخصوص اند کلماتے چند ذوق آمیز در اسرار حسینیم لفظ نیا بدا ماند و شد بقدر فہم مخاطب و درک مقترشد

تعالی و تقدس عجب اشکالے محدث تواں کرد و یا ازاں دم تواں زد و سخن نسبت
را چه قسمت گفتار یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ مرد فقیه تاویلے کند اما اطلاق لفظین از
من تعیّنے دارد که فیض قدوسی و سبوحی از عالم گذراں و از طرفے لحظه کناں
چشمے بدیں گون نهاده اناحاسب ۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
ترا مردماں را نصح میباید کرد این چه سخن است محبت بے معرفت صورت
نه بندد و معرفت هر دو طرف قسمت شود یکے معرفت عامه حالی شود ۔ انه
سبحانه له الجمال الکل والبهاء الجمل و گفته اند الاذن تعشق قبل العین
احیانا ازین معرفت صورت هوسے روے نماید بحیثیل از بس توجه و یاد کردن
نکتهٔ از عالم محبت هم لقد وقت او شود دیگرے باشد کسیکه با اهل محبت
مصاحبتے و مجالستے و صفت ملازمت کند ازین تخم امید هم باشد که
حبّت حب بروید تا بجائے رسد که مرد را لقب حب شود و جیے له بود هم
نظارهٔ آیات از قدرت بالغه و حکمت عالیه رسته است فکرے افتد
آنکه او را این قدرت و این حکمت است تا چه جمال و تا چه جلال و
تا چه کمال دارد برین قدر هم جنس طرف طلب شود و آں را که ما طالب باشیم
اوکسے است هر چه دریں جهاں بود هر نیک و بد سے که بگذرد و هر تخفیفے
و هر هیبتے برائے آں و با او کنند طلبش زیاده تر و روش نزدیک تر باشد حکایت
او برین جمله است بارها در وقت خویش خود گویه است قلی ظلماتی اے
محدث ربانی ترا با جناب حضرت عزت در بحالی مایزال چه نسبت
نه که بے ادبی شوخی نه که بے شرمی مکاری استغفر الله [illegible]
و صد گونه استغفار کند و گوید [illegible]
والطين من [illegible]

نایم

مکاری

باز ما نیم مسکین بیچارہ دردمند بعہد وسوگند تو بطلب وعشق ومحبت گروثانی
حال بہ نمازے وتلاوتے وبا کسبے وکارے متعلق شد ازاں طلب غافل و
خودبین گشتہ لبغتۃً سوفجاۃً نظر بردل افتاد چہ احساس کند ہم اوراہمی طلبد
ہماں را میجوید بروفق حال او این بیت وردا وشود ۔ بیت

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ
این بت پرست کہنہ مسلمان نمی شود

فقیہ طعنہ میزند محدث پند میدہد مفسر توہم وخیال خویش دیگر سودائے
می پزد واین ہمہ خصمان آن مسکین وبیچارہ اند با این ہمہ این شیفتہ آشفتہ و
این گرفتار زلف وخال یار ہمہ تجاسر وتوقع فریاد بر می آرد ۔ رباعی

مجنون عشق را دیگر امروز حالت است
کاسلام دین لیلیٰ دیگر ضلالت است
جز یاد دوست ہرچہ بری عمر ضائع است
جز سر عشق ہرچہ بجوئی بطالت است
یعنے ؎ علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

میگویند اگر با این ہمہ درد دوستی در دوزخ برند لخ لخ وان یزید
عیوبا علی العیوب رقص کناں ہماں سو روم و دوزخ را چوں عروس نوکا
خیر کردہ بہزار آرزو دربرگیرم ۔ بیت

عشق وشراب ناب وخرابات وکافری
ہر کس کہ یافت شد ہمہ زاندوہا بری

واگر بہ بہشت اوراکشد لیسعیٰ نُوۡرُهُمۡ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ سابق وفائز او
باشد با این ہمہ بند دوستی از پا گسلد دست آویزے بغیر دوست نمی بود ؎

اگر بے تو بود جنت بر کنگرہ نہ نشینم

حکایت ثوبان و محبت او با رسول اللہ مشہور است و مذکور ہاں و ہاں اکنوں تو درچہ کاری مگر می خواہی شورستان را کشت زار سازی بامید بار و بر ہرگز برخوردار نخواہی شد یا می خواہی بانقش حمام بامید توالد و تناسل عشق بازی ہرگز بکعبۂ وصال نرسی یا بر آب رواں معما می نویسی بسیار معانی و اسرار فہم تو خواہد شد شاہد بازی و پارسائی بہم نیامیزد۔ بیت

بگیر جامۂ صوفی بیار جام شراب
کہ پارسائی و مستی بہم نیامیزد

اے دوست واے برادر واے یار اگر عشق نبودے سبزہ نروییدے واگر عشق نبودے ہیچ حیوانے بچہ را نہ پروریدے واگر عشق نبودے فلک نگردیدے واگر عشق نبودے ہیچ وجودے درجہاں خداوند تعالی نیافریدے حدیث قدسی است فاحببت ان اعرف شنیدہ باشی واگر تو باخود گماں بری ہوسے است در دل و تمنائے آں منضم آنگہ چہ شود۔

بیت

علم و عمل و زہد و تمنا و ہوس ٭ ایں جملہ رہست خواجہ منزل پنداشت

پیراں نود سالہ را بپرس ہر شب ہر روز زحمتے کردند و ہمہ شب بقیام و روز بصیام گذرانیدند و ازیں کہ بنشانی گفتہ ام توجہ میدانی وقتے در خطرۂ ایشاں گذشتہ باشد لا واللہ ابواب بر وحسنات مستفیض و شایع است ہر کہ کند نیکم دو نیک کار باشد سلوک کار طالبان حق است تا براں طریق سلوک نکنند نزول در منزل وصول میسر نیاید قولہ تعالی عز من قایل قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ محب آں زد دید یا کہ ہم محبوب گردم و میسر نیست قبول ہیچ طریق مگر کہ محبوب و

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را فرماں رسید بگو ہر کہ آرزوے آں دارد کہ محبوب محبوب گردد یا مستعد بدولت وقبول شود اتباع من کن یعنی بداں راہے کہ من سلوک کردہ ام و بمنزل مقصود مرا نزول شد ہر کہ بداں راہ سلوک کند ہمانچہ مقر و مستقر من است با من ہم زانو و ہم قدم گردد تو گوئی یا رسول اللہ کہ برابر شود آرے کہ با او برابر شود ولیکن ہم ازاں سے کہ او دریاہا آشامید قطرۂ بکام چکانند دیگر فضل متبوع و ذل تابع و شرف سابق و خست مسبوق مبرہن و متیقن است اکنوں قد لکت الکلام روا باشد۔ غزل

ن وصول

درجہاں شاہدے و ما فارغ ؎ در قدح جرعہ و ما ہشیار

بعد ازیں دست ما و دامن دوست ؎ پس ازیں گوش ما و حلقۂ یار

رہ رہا کردۂ ازانی کم ؎ عزندانستۂ ازانی خوار

دولت آں راداں کہ دادندت ؎ پیش از ابلاے حنبش استظہار

تا ترا دولت است یار نہ ؎ درجہاں جز خدلے دولت یار

چوں ترا از تو پاک بستانند ؎ دولت آں و دولت کار آں کار

والسلام۔ حدیث برادرم مولانا برہان الدین محمد ساوی و مولانا کمال الدین و مولانا کبیر الدین و سید السادات اکرام دا حسن و شیخ میراں بدہ و خوند میر و میر چنپدہ و مولانا اشرف الدین و سادات کرام متمنات بخدمت سید معین الملۃ ؟ والدین و اصحاب و یاراں و مولانا نظام الدین بہر کہ گرد ملک معظم و یار عزیز و ملک قیام الدین و مولانا معظم اسحاق و مولانا منہاج و مولانا عماد و سید السادات منبع السعادات سید مسعود لازال کا سمہ مسعود و امیر فضیل و ملک ابراہیم ظہیر و محمد ظہیر و اصحاب و عزیزاں از [illegible] و ہر کہ با ما نسبت و پیوندے دارند [illegible] الی الحد

جا ببلیتوبہ مطالعہ فرمایند و مولانا سلیمان کوتوال ایرج دعا خوانند شب و روز را بوقت خویش دبور و خوش و منور دارد و اگر خیر الدنیا والاخرۃ باشد شرط کار عقل نیست زینہار نخواہم کہ خود را شیخ و مجاز واصل کنی و من ترا کارے فرمودہ ام چنانکہ بحضور تو شخصے التماس پیوند خواہد کردہموں را وکیل کردم تا از جہۃ من تلقین کند خود بیشتر ازین قدرے قدمے نداند شنیدہ ام با مرداں می نشینی و حکایت و کلمات می گوئی خود را ضایع مکن عمر عزیز ایستادہ کردن نمونی ہست زینہار تا ازاں غافل نباشی۔ بیت۔

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحبدلی
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

اللہ اللہ۔ رباعی

نامرد مباد ہیچ فردے ٭ بے درد مباد ہیچ مردے
بے درد مباد ہیچ وقتے ٭ بے وقت مباد ہیچ وردے

مولانا اسحاق تجدید دعا خوانند بسیار تشویش طرف ماست از جہت تو کہ ترا بے تربیت رہا کردہ ام ترا جز مجرد پیوندے نشدہ است اکنوں زیر پردہ ام ملک تاج الدین نیز خواہد گفت گر بر ما بہی انچہ توانم درباب تو تقصیر نخواہد رفت والامر بیدک والسلام

مکتوب شصت و دوم
بجانب اصحاب گجرات

تسلیمات مایستحق بہ الاصحاب مبالغہ بلیغ تبلیغ یافت علی العموم معلوم مفہوم ہر باب باد کہ بنائے سلوک بر دو مقدمہ است تخلیہ و تجلیہ تخلیہ اعراض

دل باشد عما سوی اللہ و تزکیہ پاکی نفس باشد بما رضی بہ اللہ سخن چیزے موجز
بر طریقہ اشارت دل نمود آں موجزے چہ می نویسم عاقلاں خواہند دانست
بر ستفہماں و عوام مردم تعبیرے و تغیرے خواہند کرد و وم مقدمہ تجلیہ عبارت از
اقبال الی اللہ باشد بتوجہ و دیگر نفس را بانواع عبادت مشغول دارد و سر این
ہر دو طلب و ارشاد پیر است ہر کرا اینکہ گفتیم جمع آمد فایز بسعادات دارین شد
وظائف درجات منزلین گشت ہر کہ رہ دین یافت و بقربات و مواصلات
رسید و از درکات نجات گرفت ہم بدانچہ اشارت رفت ہم بدال
رہنمونی کردم قدم بر قدم زد۔ رباعی

تا در تزکی بہر چہ داری آتش ٭ ہرگز نشود حقیقت عیش تو خوش
عیار اتر از خاز باشد مفرش ٭ عیار نہ پائے درین راہ مکش

ہر کرا پرسند از مشائخ کہ بدولت قربت حق و محبت او بچہ رسیدی
ہمہ بیک زباں گویند و ہم بیک کلمہ باشند خلاف ہوائے نفس کردیم
و شبہا بیاد او بہ بیداری گذرانیدم و روزہا بدوام صیام و تقلیل طعام بسر
بردیم و توجہ را ملازمت کردیم و فضل حق در آمد بہ برکت اقتدائے پیر و پس
روی او مرادات ما را انجذبہ وجود ما نہادند کلی این بود کہ نوشتیم جزئیات را
برین تطبیق بدہ ہر جا کہ ہوائے است پس انداز و ہر جا کہ آرزوئے است
از پیش نظر خود بدر کن نظارہ شو کہ ازین مکاسب چہ مواہب ترا دست
دہد۔ بیت

نصیحت کر و بکتو ساں اگر آزادہ بستاں
اگر گوئی کہ نستانم غلام تست بکتو ساں

خدمت سید موسیٰ و سید میراں و ملک شیث و سید علاء الدین و مولانا نظام الدین

بدہ و دیگر اصحاب کہ اسامی ایشان در نقد وقت یاد نیامد با جمعهم از ما سلام و دعا خوانند و برین چند سطرے کہ نبشتم نظرے شافی کنند واللہ الموفق للهدایت والرشاد باید کہ جملہ یاران قدیم و جدید متوجہ باشند تا بعذظاہری زیاں کار ایشاں نباشد۔ والسّلام

مکتوب شصت وسیوم

بجانب قاضی برہان الدین

فرزند دینی حاکم شرع دعاے محمد حسینی مطالعہ کند نبشتۂ او رسید مضمون معلوم شد والحمد للہ علی کل حالٍ الا احوال معلوم باد ہیچ کارے و کسبے مانع طلب حق نیست در ہر کارے کہ باشد باشد چوں این دو چیزیکے پاکی نفس دوم توجہ تام یعنے دلے در یاد خدا ہرگاہ کہ این دو چیز دست داد سرمایہ نعمت ہمہ سعادتہا در دامن تو بربستند ہموارہ در یاد خدا باشد دل را در یاد خدا دارد ہماں سو توجہ دل باشد و نفس را پاک دارد سرمایۂ تصوف جناں تصوف ہمبرین است اما کارہاے دنیاوی انتم اعلم بامور دنیاکم باید کہ در جملہ کارہا پیروی پیر را مد دے دارند و استمداد از پیر طلبند در ہیچ کارے درماندگی نباشد و آنکہ از جہت کفش و جامہ تلقین ذکر التماس کردہ بود تلقین ذکر بحضور تعلق دارد انشاء اللہ تعالیٰ وقتے کہ ترا دست دہد براے آمدن بیائید اگر نصیب باشد می شود و تلقین کردہ آید و کفش ہم در تلقین ذکر دادہ میشود و کذلک جامہ ملبوس انشاء اللہ ہمدراں وقت نصیب شود طاقیہ براے آں عزیز ارسال شدہ بتجدید وضو کند طاقیہ ہم پوشد و دوگانہ نماز گذارد و از خدا حاجت خواہد و دیگر از جہت پنج عورت التماس پیوند کردہ بود

برائے ہر یکے رومال ارسال شد قاضی برہان الدین بنیابت من این
عورات رابیعت کنند بدین طریق کوزۂ پرآب درمیان نہد یک طرف
کوزہ آن عورات باتمام اندام خود بپوشد سر انگشت کشادہ دارد و دیگر طرف
کوزہ بنہد و دیگر طرف کوزہ سرانگشت شہادت بنہ و بنیابت من زبان تو
تائب زبان من بنیابت من بگو عہد کردی با این ضعیف و باخواجۂ این
ضعیف و باخواجۂ خواجۂ من و بامشائخ طبقات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین چشم نگہداری زبان نگہداری برجادۂ شرع باشی ہمچنین قبول کردی
آن عورت گوید قبول کردم تو دستار پیچہ پیفشان تکبیر بگو در سراو بنہ و بگو برو
دوگانہ نماز بگذار و بعدہ چیزے خوردہ پیش تو بیارد و آنکہ آن را بہر درویشے
وہدبین رسیدہ باشد و بگوید کہ پنج وقت نماز ناغہ نکنید. مگر بعذر شرع و بعد از
نماز شام شش رکعت نماز بگذارد بسہ سلام بخواند در ہر رکعتے بعد فاتحہ اخلاص
سہ بار بعد سلام سر بسجدہ نہد و بخواند کلمہ تمجید سہ بار یا پنج بار و یک دوگانہ
دیگر برائے حفظ ایمان بخواند در ہر رکعتے بعد فاتحہ اخلاص ہفت بار و معوذتین
یکبار بعد سلام سر بسجدہ نہد سہ بار یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان گوید و بعد
نماز خفتن یک دوگانہ گذارد و بخواند در ہر رکعت بعد فاتحہ اخلاص دو بار
و بعد سلام یَاوَھَّابُ ہفتاد بار بخواند در ہر ماہے سہ روز روزہ دارد سیزدہم
چہاردہم پانزدہم ایام بیض این قدر ناغہ نکند و در رضائے شوہر باشد و جہان
خالی از شادی و غم نیست در غمی باید چنانچہ رسم عورات است نوحہ کردن
کلہ کندیدن بدن جہیدن بعد ازین این چنین نباشد ہر کہ این چنین کند از دائرہ پیوند بیرون
آمدہ باشد۔ کاتب حروف خادم درویشان سراج شہریار محمد منشی سلام
دعا تعریف کردہ نمود انشاء اللہ یکبار چیزے جامۂ ملبوس حضرت مخدوم جہانیان

جہد کردہ فرستادہ آید وقتے کہ نفرے دیگر مخصوص بیاید بادوش و اما تلقین بغیر حضور ممکن نیست تا معلوم گردد و انشاء اللہ دست وہد والسّلام۔

مکتوب شصت و چہارم
بجانب مولانا سلیمان

فرزند دینی مولانا سلیمان دعاے محمد حسینی مطالعہ کند و محقق داند انچہ برآں عزیز نبشتن مطلوب بود آں جملہ در فرمایش مولانا اسحٰق مکتوب شدہ است و دوم بار نبشتن حاجت نباشد و آں چہ تو واقعہ نبشتہ بودی نیکو است امید وار بشارتے است اما دل برآں بستن باز ماندن از مقصود باشد مطلوب ما عزتے دارد کہ بہ ہرزہ در کتابت نتواں آورد آہ تا بندہ باخداے یکے نگردد چنانچہ جز خداے را نہ بیند و نداند و نشناسد نتواند گفت چیزے و بجاے رسید و ایں کارے بس عزیز و اعز الاشیا است ترا امیدواری شدہ است۔ والسلام۔

مکتوب شصت و پنجم
بجانب امیر چیندہ

فرزندم امیر چیندہ دعاے محمد حسینی مطالعہ کند۔ چہ است کہ مرد چیدہ کارہاے گزیدہ نکند اینچنیں زود نباشد امید وارم کہ تو آں کنی کہ چشم و دل دوستانت شاد گردد کارے کہ خوندمیر کند تو چرا ہماں نکنی با تو نیز استعداد آں مرکب است۔ والدہ خوندمیر دعا خواند بیشتر احوال در عبادت و طاعت گذارند عورتے کہ کار مرداں کند او مردے است بصورت عورت

واگر مردے کار عورتاں می کند یعنے ہوا پرست باشد اور عورتے است بر صورت مرد بلکہ بدتر ازاں۔ حدیث۔ خواجہ امیر چندہ دعاے محمد حسینی مطالعہ کند ازاں برادر عزیز متوقع کہ ہماں در عبادت گذرا ندبہ قاز وعشا یرزندگانی کہ باید ہماں کند مارا وشمارا ازین جہاں جز عمل نیک بردل چیزے دیگر صورت ندارد۔ والسلام

مکتوب شصت وششم

حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب سید محمد حسینی گیسو دراز نور اللہ مرقدہ بجانب مسعود بک

میگوید ضعیف محمد حسینی وفقہ اللہ تعالی علی طریق الصواب کہ انبیا علیہم السلام نخست از خداوند تعالی تقدس مقام ولایت کہ عبارت از قرب حق و معرفت خداے واطلاع برحقایق است باقصی الغایات کہ وراے آن ولایت درجتے ومکانتے نباشد یافتند۔ پس آں ہر کرا ازمیاں این اولیا حق تعالی بعنایت بجایت براے نبوت ودعوت خلق را برگزیدہ۔ وہم ازین جا گفتہ اند کہ انتہاے مقام ولایت ابتداے مقام نبوت است پس ہیچ نبی نباشد کہ اول بدرجہ ولایت باقصی الغایات نہ رسیدہ بود پس آں درجہ دولت نبوت یابد وبعضے صوفیاں متالہہ کہ ایشاں اولیاے امت محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برانبیاے سابق فضل نہند بدو وہم یکے آں کہ گویند اصل ولایت قربت است ومعرفت واطلاع برحقایق است نبوت کاریست برخلق خدا بندہ را میفرستند ازین جا معلوم نمی شود کہ تفضیل ولی بر نبی کردہ اند کہ این رکنے است بمناے نبوت برآں رکن است

چناں کہ گفتیم آں اصل کار نیست۔ درمیان این مردمان این وہم رفت کہ مگر تفضیل ولی بر نبی می کنند و دوم وہم میان متکلمان علی العموم است۔ ہر کہ نبود و نہ نام خواندہ باشد ربّ شئ یثبت ضمناً ولا یثبت قصداً بسا چیزے بود کہ بضمن ثابت شود باصالت ثابت نشود چنانکہ گویند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر آل صلی اللہ گفتن نتواں اما بضمن روا باشد اگر این معنی فہم کردی اکنون بداں کہ صوفیان متالہ می گویند بعضے از امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از دولت اتباع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں دولت یابند کہ شاید انبیاے من قبل را نبودہ باشد چنانکہ مہتر موسیٰ علیہ السلام گوید اللھم اجعلنی من امۃ محمد وبداں کہ دراں شب کہ عزیز بر من آمد و از ولایت و نبوت سخن گفتہ ام و میگویم و ہر کہ این سخن خواہد پرسید ہمیں خواہم گفت این را دستگیر ہر کرا خواہی بلنما اگر مردماں گویند کہ ولایت بر نبوت فضل مید ہد بگویم سخن این است ھذا مذھبی ومعتقدی وعلیہ الیٰ وجدی والسلام

مکتوب مسعود بک رح

جواب نامہ رقعہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ حضرت محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ روحہ

الحمد للہ الذی رفع درجۃ النبوت علی الولایۃ باقصی الغایات والصلوٰۃ علی نبیہ محمد افضل الانبیاء بالختم والنھایات وعلی آلہ من الاولیاء الذین حقھم بتشرف المتابعۃ والھدایات اما رقعہ آں عزیز رسید مضمون مفہوم کشف فرمودند کہ ولایت عبارت است از قرب حق و معرفت خدائے۔ واطلاع بر حقایق باقصی الغایات انبیاء دارند درین شکے نیست پس گفتہ اند

بعد آں حق تعالیٰ ایشاں را دولت نبوت روزی گرداند وہم ازین جا
مشایخ گفتہ اند نہایت درجہ ولایت بدایت درجہ نبوت است
این معنی دلالت می کند در آں مراتب کہ در نہایت ولایت حاصل آ
بدایت در نبوت باشد اما نہایت نبوت در ادراک یکے از اولیا نیاید
کہ آں را غایتے نیست چناں کہ در تعرف از خواجہ بایزید مرویست اول
احوال الانبیاء آخر نہایت الاولیاء ولیس لنہایت الانبیاء علیہم السلام
غایت مدارک پس نبوت مجرد تبلیغ شرایع نباشد کہ نبوت بمعرفت واستعلا
است یعنے پایۂ قدر آں مقام ولایتے کہ داشت رفیع شد در مرتبۂ رسید کہ ہیچ
یکے را غیر انبیا با ولیا دراں گذر نبود و آں انبیاء حق است در نفس نبی بتائید
وحی این بیان غایت قربت و اطلاع بر حقایق است کہ نبی منبیٔ مشتباہ
عن اللہ تعالیٰ است و این اثبات بر حقایق بود کہ اصل نبوت است ولہٰذا
منبی للخلق و این اثبات و دعوت و تبلیغ شرائع باشد کہ فرع آنست پس قربت
و معرفت باقصی الغایات در مقام نبوت باشد و ہر شخصے را کہ آں مرتبہ
باصالت داوند پس اگر آں مرتبہ را کہ عبارت از قربت است چو تائید
ندارد و در وبعد را گنج بود زیرا کہ قربتے کہ تائید نبوت ندارد در وبعد را گنج
بود ہمچناں معرفت و اطلاع بر حقایق بے تائید نبوت محقق نگر دو و آنکہ انبیا
علیہم السلام واجب العصمت اند بتائید نبوت و آنکہ ایشاں را پیش ازاں کہ
مبعوث بنبوت شوند از گناہ معصوم میدارند اثبات آں معنی نیز بعد ثبوت
نبوت است پس آں عصمت را اثر نبوت باشد کہ اصل نبوت نوریست
از عالم الٰہی بار واح تافتہ وایشاں را منور گردانیدہ عصمت ایشاں ہم بداں
نوراست کہ اول ما خلق اللہ نوری و کنایت ازاں مقام است در

حجۃ الاسلام این جزرا بیان نور نبوت داشتہ است و این قول در کنوز الجواہر است
چون قالب معنوی محی گردد و عقل کامل شود آن نور بر ایشان تجلی میکند و ایشان
آن را تائید وحی در می یابند و روا باشد کہ پیش از نزول وحی و بلاغت دریابند
چنانکہ در باب حضرت یحیی علیہ السلام گفت یَا یَحْیَىٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَآتَیْنَاہُ
الْحُکْمَ صَبِیًّا و مراد از ان حکم نبوت است و در باب عیسی علیہ السلام نیز فرمودہ
در ولایت او طعن کردند صدیقہ رضی اللہ عنہا اشارت بحضرت عیسی الا کرد ایشان گفتند
کودک چگونہ در گہوارہ سخن گوید عیسی علیہ السلام گفت إِنِّي عَبْدُ اللَّہِ آتَانِيَ
الْکِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِیًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَکًا ازاں جا معلوم شود کہ نبوت انبیا
بہ وحی است ہمہ وقت دارند اما دعوت ایشان موقوف ست باذن اللہ تعالی
ہر وقت کہ او باشد بکند چنانکہ در باب مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و داعیا
باذن اللہ مصطفی گفت کنت نبیا و آدم بین الماء والطین این حجت است
از مقام نبوت در عالم روحیت پس بر حکم این حدیث روشن گردد کہ اصل
نبوت معاملہ ایست با حق در غایت قربت و رفعت و تبلیغ شرائع فرع
چون آں است این معنی ثابت شد ہمہ حال نبوت از ولایت چہ در نفس نبی و چہ در نفس
غیر نبی افضل باشد ہم بر قول آن عزیز و انبیائے پیشین آنانکہ مبعوث بنبوت
شدند باتفاق مشائخ و علما ولی بودہ اند پیش کہ از درجہ ولایت بمرتبہ رسیدہ اند
و آن از دو حال بیرون نیست یا بر سبیل ترقی یا بر سبیل انحطاط و در حق انبیا انحطاط
جایز نیست ماند ترقی و آں خود اثبات تفضیل نبوت بود بر ولایت ہم در
نفس ایشاں اگر ولایت را بر نبوت فضل و ہند انحطاط بر انبیا لاحق شود و
آن کفر است نعوذ باللہ منہا و این معنی کودکے کہ شناسائے حرف شدہ باشد
فہم تواند کرد دلیل دیگر آنکہ انبیا پیش ازاں کہ مبعوث بنبوت شوند عصمت

ایشاں از ذنب صغیرہ وینز و یک بعض از کبیرہ ہم ہست روا باشد از ایشاں
بزاید و لعد وصول بدرجہ نبوت از صغیرہ و کبیرہ معصوم اند عصمت ایشان بیان قربت
است کہ با وجود اتیاں ذنب کمال تحمل قربت باشد پس این معنی ولایت
میکند بر قربتے کہ اورا در مقام نبوت حاصل باشد در مقام ولایت بنودہ باشد
و این فضل نبوت باشد بر ولایت ہم در نفس او حق تعالیٰ در اصل خلقت بعض
بر بعضے فضل نہادہ است و ہر یکے درجہ عالی تر نیست قولہ تعالیٰ مَنَّ اللّٰہُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ و این آیت بیان فضل انبیا است بر اولیا ایات اللہ
نبوت ایشاں و مشہور انبیا بواسطۂ حق تزکیۂ نفس ایشاں از حق و تعلیم
با ولیا از ایشاں و تعلیم انبیا از حق مراد از کتاب تبلیغ شرایع است و از
حکمت اطلاع بر حقایق و نبوت آنرا جامع است کہ نہایات مقامات است
چوں ثابت کردیم مقامے کہ مفضول وارد در فضائل ہست امامفضول بمقام
فاضل نرسد در انبیا و صفت آمد ولایت و نبوت کہ او بداں تخصیص
یافتہ است روا باشد کہ ہمہ انبیارا ولی تواں گفت چنانکہ ہمہ انساں را
حیواں تواں گفت اما ہیچ یکے از حیواناں را انسان نتواں گفت پس ہر کہ
ولایت در نفس نبی از نبوت افضل گوید چناں باشد کہ حیوانیت در نفس
انسان از انسانیت افضل گفتہ باشد و این اقرار بود بحیوانیت و اَعْرِضْ
عَنِ الْجَاهِلِينَ و آں کہ آں عزیز گفت صوفیاں منالہ کہ ایشاں بعض ولیای
امت محمد را صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را فضل نہند بر انبیا بدو وہم یکے آنکہ اصل
ولایت قربت و معرفت و اطلاع بر حقایق است نبوت کاریست بر
خلق خدائے بندہ را میفرستد این قول ہمیں مقدمۂ آں عزیز است کہ

بالا ذکر رفت پس گفت ازین جا معلوم نشود که تفضیل ولی بر نبی کرده اند عجب
ازین سخن و گرچه معلوم شود یعنے بتاویل که کرده اند درست چنانکه بران سخن دلیل
امامت کردند آں رکنے است که بناے نبوت برآں رکنے است معنی
ولایت چناں که گفتیم که آں اصل کار است پس ازین معنی اثبات دلیل آں
متالهه بود و تفضیل ولایت بر نبوت ازینجا معلوم شود که اعتقاد آں عزیز آں
قول است و ایں بجہ ثابت شود که ولایت اصل کار نیست پس نبوت
رکنے است زایده بود چنانکه اقرار نیست تصدیق که آں بعضرورت می خیزد
و این خود ہیچ قسمے نگوید که نبوت از ہر دو سبب معلوم نوم و بعد موت و در آخرت
او نبی باشد که آنجا تبلیغ شرایع موجود نیست و این خلاف مذہب سنت و
جماعت است بلکه او در نوم و یقظه و موت و حیات و بدنیا و آخرت نبی است
و آں که آں عزیز گفت که درمیاں مردماں این وہم رفته گر تفضیل میکنند
ازین بیان که از جہت متالهه گفته اند ہر که بشنود او را یقین گردد که بداں وہم
تفضیل ولایت بر نبوت می کنند و آں عزیز تباویل ثابت میدارد راست
کہ این اعتقاد سواے وہم بیش نیست که ایشاں را در غلط افگند چه ازین سخن معلوم
شود که ایشاں نبوت را کارے زایده میدارند موجب بود که حق تعالی بخلق
مشغول می کند بل چنانستے که می گویند ولی را که آں بود نیست افضل باشد ازانکه
آں بعد دارد یعنی نبی الا از جہت ولایت ہر دو در استاوی گفته اند پس وہم
تفضیل جز این نبود و این به اتفاق مشایخ و علما کفر است بل دعوت انبیا
مثبت قربت است و اینجا نگفته است که تکلم بحق در مقام قربت اعلی تر
ازان است که تکلم با حق کما حکی النبی صلی اللہ علیه وسلم عن اللہ
تعالی ما زال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احبه فاذا احببته

کنت له سمعاً و بصراً و یداً و لساناً فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی ینطق و این بیان دعوت بود در عین قربت پس با حق گفتن لی مع اللّٰه وقت چه اینجا شعور اثنینیت باقی است و آں جا در باقی آں جا مقبول قول حق است و او بصفت حق قایم و این جا مقبول قول اوست و او بصفت خود قایم پس بحق گفتن و با حق گفتن افضل بود که بیان قربت بداں گردد و این دعوات الی اللّٰه باللّٰه که خاصۂ انبیا است اولیا را بمتابعت ایشاں این جا توے ہست چناں که حق تعالیٰ از مقام دعوت مصطفیٰ صلی اللّٰه علیه و آله وسلم خبر میدہد وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی و جاے دیگر گفت وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی تا بداند که قول و فعل انبیا بحق است با خلق و این اعلیٰ مقام است از مقامات قربت و اطلاع بر حقایق باشد اگر در حالت تبلیغ نفی قربت از ایشاں بر انبیا لاحق شود و این باجماع کفر است چناں که آں ہمه بروش معکوس قرب را عین بعد میدارند و ایشاں در دعوی خود نیز کاذب اند چه زیرا که روش وہم بود قربت و اطلاع بر حقایق او نیز وہمی و تصوری باشد و وہم خود ہیچ چیزے اثبات نکند و این از اں قبیل باشد وَمَا یَتَّبِعُ اَکْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا وَاِنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا. عزیزے گوید. بیت

خواجه پندارد که دارم حاصلے ٭ حاصل خواجه بجز پندار نیست

پس آں عزیز که ایشاں را صوفیه نتا لہه گفت و اگر وہمیه گفته بودے بہتر که ایشاں را تمیز صفات نبود پس فضل خود از دیگرے چوں کند تمیز فاضل و مفضول از عالم عقل بود و آنکس که دلیل خود ہم وہم اقامت کردند رب ستی یثبت ضمناً ولا یثبت قصداً و آں را نیز نظیرے آوردند صلی اللّٰه مر آل مصطفیٰ را قصداً نگویند اما ضمناً صلی اللّٰه علیٰ محمد و علیٰ آله توان گفت از ین تقاضا کنند

اولیاے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را انبیاے من قبل قصداً افضل نہ بنہد اماضمناً
تواں گفت یعنی نتواں گفت کہ اولیاے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
افضل اند از انبیا و این تواں گفت کہ محمد و اولیاے امت او افضل اند از انبیا
و این عقاید نیز خلاف مذہب سنت وجماعت است بل مخالف نص و
خبر و اجماع کما قال اللہ تعالیٰ فی تفضیل الانبیاء علی سائر الناس وکلاً
فضلنا علی العالمین وہر کہ ہست از اولیا در عالمین داخل بود ورسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز در اثبات این معنی گوید واللہ ماطلعت
الشمس ولاغربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر و در خبر
ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین
والمرسلین ونقل این ہر دو خبر از تعرف ست پس ہیچ ولی بہ تفضیل و درجہ
ابی بکر رضؓ و بعد ابی بکر رضؓ بدرجہ عمر رضؓ نرسد از انبیا چوں فاضل تواند بود کہ
انبیا بحکم نص وخبر نیز از ابی بکر رضؓ افضل اند در غایت فضل و بدین قول کل مشائخ
صوفیہ وعلما را اجماع است و این نیز در تعرف مذکور است واجمعوا علی
ان الانبیاء علیہم السلام افضل ولیس یوازی الانبیاء لاصدیق
ولاولی ولاغیرھم وان جل قدرہ وعظمتہ پس ہر کہ از ان جمع نبود
باجماع از اولیا نباشد اگر ولی ہم گویند از وہم بود کہ وہم تختگاہ شیطانست
قولہ تعالیٰ اولیاءھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمات
الوھم وادخلنی بنور الفھم پس آنکہ بوہم اولیاے امت محمد را از جہت
متابعت او درجہ تصور کند کہ در انبیاے من قبل نباشد درست بود در مرتبہ
کہ متابعت رسید آن مقام او نباشد پس فضل بر انبیا علیہم السلام محمد را کہ
متبوع است و اولیا را کہ تابع اند ہیچ وجہ تفضیل نباشد اما از جہت شرف

متابعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او را فضل بود بر امم انبیاے دیگر چناں کہ در کلام مجید
است کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ اُخرِجَت لِلنَّاس و نظیر این باشد کہ آئینہ مقتبس از
نور ہلالیت و ادوار دیگر قمر است اما ہیچ نوع آئینہ افضل از قمر نباشد
اگر بدر بتجلی نور قمریت از ہلال و از کل ادوار دیگر افضل بود این را نیز نص شاہد
است تِلكَ الرُّسُلُ فَضَّلنَا بَعضَهُم عَلىٰ بَعضٍ اما از روے آں کہ ہمہ انبیا
از یک نور اند کہ آں نبوت ست فرق از میاں ایشاں نفی کردہ لَا نُفَرِّقُ بَينَ اَحَدٍ
مِّن رُّسُلِهٖ چنانکہ بدر و ہلال و ہمہ ادوار دیگر قمر یک نور اند ہیچ نظیر در اثبات
فضل انبیا بیکدیگر کردہ نفی فرق بینہم و افضل امت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم از
امم ماضیہ بہتر ازین نباشد و آں کہ براے ثبوت دلیل ایشاں قول مہتر موسی
علیہ السلام نظیر آرند کہ گفت اللھم اجعلنی من امة محمد از ین فضل اولیاے
امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر وثابت نشود بل این سخن غایت خلق بود از و
چنانکہ رسول صلعم در حق او گفت لا تفضلونی علی اخی موسی و جاے دیگر
در حق یونس گفت لا تفضلونی علی یونس ازین معنی کہ محمد فاضل از موسی و یونس
نباشد فالحال اصل نبوت غایت رفعت است عند اللہ کہ بداں مقام
ہیچ یکے از اولیا نرسد اما مقامے کہ پیش از نبوت داشت روا بود کہ ولی
را بحکم متابعت دراں گذر بود آں حفظ ولایت است چنانکہ ایشاں را نیز
پیش ازاں کہ مبعوث شوند باتفاق از کفر عصمت است و این اول
مقامے است از مقامات نبوت کہ آں را ولایت خاص گویند اگرچہ
حفظ ولایت اولیا با شہادت او موقوف است اما عصمت انبیا از حق
است بیواسطہ پس نہایت ولایت ایشاں اول پایۂ نبوت باشد۔
ہم ازاں مشایخ گفتہ اند کہ یکقدم صدق بہتر است از کل مقامات اولیا

چنانکه در معنی قول بایزید است که در صدر صحیفه ذکر رفته است یعنے
مقامے که اول احوال انبیا بود آخر نهایت اولیا باشد این طائفه در امعراج
نیز هم گویند که هر آن ذکر کرده است سر من از کل مقامات که متعارف میان
اولیاست درگذشت چون در نهایت نظر کردم سر خود زیر پاے یکے از انبیا
دیدم علیهم السّلام وکسے از تبع تابعین آن دم نه زده است که مقول این
صورت است پس صوفیه متالهه از و برتر بود که گوید اولیاے امت
محمد را صلی الله علیه وآله وسلم آن مقام بمتابعت شود که انبیاے من قبل را نبوده
باشد ازین جا معلوم شود که سخن بد مذهبان بر اولیا می بندند شیخ محمد کالا بادی
در شرح معرف ذکر کرده است یعنے ملاحده که نتوانستند الحال خویش پیدا
کردن خود را برین طایفه بستند باز درین چیزها که ایشان را بدین خواستند
نمودن یکے از سخنان ایشان اینست که مقام ولایت افضل است از
مقام نبوت پس بحکم اجماع این قول ملاحده است درین تاویل گفتن و آنرا
قبول کردن بد مذهبی باشد و این همه متعلمان را روشن است مسئله که از کسے
استفسار کند یا لا ادری گوید یا یجوز و لا یجوز و لا ادری درین رقعه که فضل ولایت
بر نبوت میگویند مذکور نماند یجوز اما مع التاویل و آن نیز باطل است اے
عزیز دلیل کتاب از حق الیقین است و دلیل آن وهمه تصوری وهمی که غایت
وهمی در تصوری کشد و آن خلاف یقین است باطل بود که یقین منزل وهم
است نه منزل یقین هر که او را یکے از نود و نه نام باری تعالی تحقیق شود این
چنین وهم در حق انبیا نبرد و این که گفت هذا مذهبی و معتقدی و علیه الی وجدی
اگر این اشارت عاید بسوے آن وهم است نعوذ بالله من اعتقاد السوء
مبحث و مدعا کلمات فصوص الحکم بود که مبناے عقاید او بر نحو تحقیقا است

که از اصل نبوت منکر اند و آنکه فضل ولایت بر نبوت می نهند تلبیس ایشان
است و در هیچ کتاب از کتب مشائخ سلف نیست بل این قول را بالحاد
ذکر کرده اند و بعضے نصوص دین افتاده بروے بازاریل و در میخانه پیش هر فاحشه
و امردے سجده میکنند و میگویند این تجلی حق است و تصور کرده اند که در معاصی
تعذیب نخواهد بود و کفره و موبده در جهنم نباشد بل کفر و ایمان یکے است
پس عذاب جهنم کرا بود و خلد نعیم کرا اگر همه اشخاص خدا است این را عشق و
دلوله نام کرده اند سئول این درویش اهم این بود آں را ذکر نه کرده اند۔
همیں و هم صوفیه متالهه بیان فرموده اند بارے در هیچ کتابے از کتب مشایخ
و خلف صوفیه متالهه کسے ذکر نکرده است مگر امرداں را صوفیه این وقت
خواهد که خود را از آه بے سوز و نعرهٔ بے درد و گریهٔ بے اشک بستم می نمایند و
بعض عوام را از دست می برند که ناله از باب نه عقل است و استعمال آن
برائے تکلف است و اهل تصوف بریٔ عن التکلیف کما قال النبی صلی اللہ تعالی
انا و اتقیاء امتی بریٔ عن التکلف اے برا نہ آں که ابجد شرح خوانده
بود در موضع وهم ذکر اب و جد نکند که در وهم غلبه خطا است و احتمال صواب
اگر صواب است خود اعتقاد آں عزیز پسندیده بود اگر خطا است چناں که
ثابت کردیم خود این ظن سو یکه باز گردد و مردم بفهم صواب از وهم خطا
باز آید اما اموات گردند باز گشت ایشاں لا یمکن پس بهمه حال دریں معنی ذکر
اب و جد لغو بود این قول بجائے کشد که بعضے روافض علی کرم اللہ وجهه را
بوهم از رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم فضل می نهند که مظهر ولایت بود
و این مطلع نبوت و ولایت مردود داں که فضل است تا از نبوت چناں که ناصر
خسرو گوید مصرع

در قبیلۂ محمدؐ مقصود علی بود

و بعضے از ایشاں ہم بدیں و ہم علی را از ابی بکر افضل گویند کہ ولایت خاص از نبی بدو رسیدہ است و بعضے گویند ایشاں از غایت ریاضت بحد اتحاد می یابند آں قربت را ولایت گیرند نبوت کار نیست زایدہ پس ولی حقیقت بصفت حق قایم بود و نبی بصفت خود و بعضے از ایشاں بدین و ہم علی را خدا گویند و موت از و نفی کنند یعنی الولی اسم اللہ است و در مذہب سنت و جماعت اوہام باطل است و ایشاں ہمہ از دین بیدین بے حاصل کہ ہرگز حادث بصفت قدیم موصوف نگردد چنانکہ قدیم بصفت حادث و میان وجود واجب و ممکن اتحاد ممتنع است و لبطلان ایشاں در سبق اثبات کردیم و آں را نص و خبر و دلیل آوردہ است۔ واللہ اعلم بالصواب والسلام۔

دوازدہ مکتوب مخدوم زادگان قدس اللہ ارواحہم

مکتوب اوّل

(مخدوم زادہ بزرگ)

بجانب شیخ علاء الدین کالپوی

بیت

اے پیک نامہ بر کہ تو حرفے بری بدوست
اے کاشکے بجاے تو من بودمے رسول

یار عزیز دوست بے نظیر محب مخلص مولانا علاء الدین کالپوی ضوعف قدرہ وزید بقاءہ ودولتہ دام عزہ وتمکینہ سلام وافر و دعاے متکاثر محمد محمد حسینی مطالعہ کنند احوال بخیر است اعزہ بصحت اند والحمد للہ علیٰ ذلک

بیت

آنہا کہ خواندہ ام ہمہ از یاد ما برفت
الا حدیث دوست کہ تکرار میکنم

گر بپرسی از محمد چونی چگونۂ ❊ بیچون چگوں چہ گوید چونم چگونہ ام

بسیار بیندیشیدم کہ چیزے بنویسم اما چیزے دست یا ونیامد باقی مکتوب از صحیفۂ دل خود خوانند قرار ہر دو کہ نصیب باشد جز بعد مرگ دیگر نمی بینم امانند

چندروزے نمی دانم شب کجا خواہم ماند چہ نویسم۔ والسلام

مکتوب دوم

از اں مخدوم زادۂ بزرگ

بجانب شیخ علاء الدین کالپوی

برادر عزیز شفیق مولانا علاء الملۃ والدین سلام و دعاے محمد محمد حسینی

مطالعہ کند احوال بخیر است اعزہ بصحت اند الحمد للہ علی ذالک مقصود کلی مطلوب اصلی لطف و مرحمت پیر است خمیر مایۂ سعادت ہمیں است فقط و آں کمال و تمام حق تعالیٰ بغیر طلب و سبب براے آں برادر مہیا کردہ۔ حکایتے میگویم از اں مقصود مکتوب معلوم شود۔ راے قنوج آب حوض کیتھیل کہ موازنۂ دولت کردہ باشد میجوز دے۔ عاشقے بود در کیتھیل و معشوقہ در قنوج۔ برابر شتر از آنکش کہ روز در رہ می برد و آں عاشق پیغام میگفت ؎

قصۂ عشق را نہایت نیست

و نبال گرفتہ می آمد تا بحصار قنوج رسید درون شد تقدیر اللہ ز دلست مقصود قرب و بعد شست ہمیں اعتبار کردہ اند۔ ملک اسمٰعیل یحییٰ این جا رسیدہ کیفیت آمدن آں برادر و نیت آمدن گفت دل نیک خوش شد حق تعالیٰ عنقریب ملاقات آں برادر میسر گرداند بنہ و کرمہ طاقیہ مخدوم مرحمت ارسال افتاد بشرایطے کہ معلوم شدہ است بپوشند۔

والسلام

مکتوب سوم

ازان مخدوم زادۂ بزرگ ہم

بجانب شیخ علاء الدین

یار مخلص محب محقق مولانا امامنا علاء الدین لازال کاسمہ علائی اللدین
دعاے متکاثر وثناے متوافر محمد محمد حسینی مطالعہ کند احوال بخیر است اعزہ
بصحت اند والحمد للہ علی ذالک غرض صحیفہ درین معنی آنکہ مولانا بدرالدین
آرندۂ صحیفہ بست و پنج سال باشد کہ شرف پیوند حضرت بندگی مخدوم دارد
بیشترے اوقات ملازم درگاہ می باشد چنانکہ بارہا ہم شما در خانقاہ دیدہ باشید
درین وقتہا کہ شورشدہ مولانا مذکور درجہان پناہ مانند شیخ زادہ فخرالدین نبسۂ
سید جلال بخاری کہ در ظلم و بیدادی نامور شدہ و از جملہ ظلمہ قدم پیشتر کردہ
وہمہ راعلیہ الرحمہ گویا یندہ چنیں شہرت شد کہ شیطان چندیکے اوباش
مسکین مولانا را بناحق گرفتہ چنداں لت وشدت کردند پوست اندام او
برآمد مسلمانے درمیاں درآمد دویست تنکہ داد مولانا را با زن وبچہ برما
آورد آں شخص دویست تنکہ میطلبد وحالت شہر وملوک این مقام ہم شمارا
معلوم است اگرچہ چنیں است تدبیر مبلغ مذکور نشد مخصوص ہم بجہت آں حال
کہ آں مسکیں ازجہت مولانا داؤد وآں مرد را زن وبچہ گروگاں گرفتہ
بجانب شما فرستادہ شد بدانچہ توانند درکار آں مولانا سعی جمیل نمایند
از توزیع واز تقسیم واز خزانہ چنانکہ دست دہد تقصیر ننمایند بر ملک کوتوال
و بر ملک نائب کوتوال و بر ملک نصیر سالار و فرید خاں بدرہ وازہ کافرد
مسلم ازہر کہ بدانند کہ غرض حاصل خواہد شد کیفیت این مسکین باز نمایند

کہ زن و فرزند این مسکین در بند افتادہ اند رہا کنند اگر عزیز می توانید ہرچہ در باب
آن مسکین از عنایت و رعایت رود خاصہ منت آں بر ما باشد خداوند تعالیٰ
جزاے وافر فی الدارین روزی کند مطلوب تو بدامن مراد تو رساند بر مولانا
علاء الدین مارا اعتماد تمام است زیادت نبشتن مصلحت نیست دراں کوشند
کہ وجہ بیاقی شود تا ما شرمندہ نشویم و آں مرد بے غرض باز نگردد کہ جز مردن
دیگر حیلہ نباشد و بعد از بذل مجہود ہرچہ باشد مطلوب ہمانست والسلام

مکتوب چہارم

ہم ازاں مخدوم زادہ بزرگ

بجانب شیخ علاء الدین

برادر عزیز یار شفیق دوست مخلص محب مختص مولانا علاء الدین لازال
کاسمہ علاء عالیا متعلیا علی العالمین دعاے وافر و ثناے متکاثر محمد محمد حسینی
مطالعہ کند احوال بخیر است اعزہ بصحت اند می باید دانست کہ ایام رضاع
است و ایام فطام جدائی۔ ارام در وقتے مہلک بود و در وقتے زیاں کار
نباشد اگرچہ از کمال باز دارد این معنی بمشاہدہ معلوم است چنانکہ باشند
و فیہ اشارۃ و قیل نظر الشیخ نفاح یتربی بہ المرید الرضیع و اذا قوی
یتربی بہ المرید العظیم قال اللہ تعالیٰ ان الی ربک المنتہی و لا نہایت
رب العلی الاعلی فلا نہایت للسیر و السری فکل سالک
واصل و کل واصل طالب مرید شمس امس طلعت الیوم
علی الشخص فہو فی غلط من الحسبان فہ الظل امر العکس فلیتوھم اجود
الغد لبعد الغد فی النفس کلا بل ہو اللہ الواحد القہار و ما

و للرب

سواہ ہمس نحن رمس وطمس فی طمس المقصود انہ بغیر الصحبۃ و دوامہا لا یحصل مقصود ولا ہوس شنیدہ شد رعایت مولانا بواجبی کردند جزائے آں مزید دارین متوقع است اورا ایں سو روانہ دارند فرزندان او نیک متعلق از و السلام۔

مکتوب پنجم

از اں مخدوم زادہ بزرگ

ہم بجانب شیخ علاء الدین

برادر عزیز یار شفیق مولانا معظم علاء الملۃ والدین سلام و دعاے محمد محمد حسینی مطالعہ فرمایند احوال بخیر است اعزہ بصحت اند والحمد للہ علی ذالک مدت سال نزدیک کہ ازاں برادر عزیز جدا شدیم ہیچ از حال او معلوم نیست سبب اں خاطر نیک متعلق می باشد و ما التی والیتا از قصبہ ساوہ در بروودہ رسیدیم مغلظ بروودہ ملک آدم سلیماں و خیلخانہ او ہمہ و خلق قصبہ جملہ کمر بندگی محکم بستند ما درماندہ بودیم و کوفتہ راہ بودیم سبب آں ہمانجا قرار گرفتیم مدت چہار ماہ است درین قصبہ ہستیم اما امروز باز حوادث از جوانب عالم سر باز زدہ سبب آں نیک متعلق بودہ می آید چوں روزے چند بگذرد بجانب پٹن و گجرات رفتہ شود و ما ہر جا کہ ہستیم و خواہیم بود ما را از ہیچ جنس بنگے نیست اما عجب این است کہ آں عزیز ہیچ عرضداشت نہ فرستادہ می باید کہ اوقات را معمور دارید و بلکہ با ما باشید و ما را از خود دور نداند فرصت نہ بود کہ بیشتر چیزے نبشتہ شود و وقت اجازت بکر وحق املا بغیر بود ما را معذور میباید داشت. ملک رکن الدین و ملک شرف الدین و سادات

جملہ و یاران کل از ما سلام و دعا خوانند خدمت برادرم سید یوسف دعا رسانیدہ و در ذکر محامد شما حی باشد مولانا شیخو نیز سلام و دعا رسانیدہ است در خانہ بود والا مکتوب بے علیحدہ می نبشتے والسلام ۔ و خدمت برادرم سید ابن رسول و سید بضع رسول و سید پسر رسول و سید سالار و یاران ہمہ دعا رسیدہ اند والسلام

مکتوب ششم

ازان مخدوم زادہ بزرگ

بجانب شیخ علاء الدین

برادر عزیز یار شفیق دوست مخلص یار محقق مولانا علاء الدین کالپوی دام ورعہ و زید تقواہ بہ سلام و دعاے محمد محمد حسینی مطالعہ فرماید احوال بخیر است اعزہ بصحت اند والحمد للہ علی ذلک صحابہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نالیدند نافقنا یا رسول اللہ فسالھم رسول اللہ عن ذلک فقالوا السنا کما نحن بین یدیک اذ کنا غائبین عنک فقال علیہ السلام لو کنتم عندی ابدا لصافحتکم الملئکۃ فی السلک اگر شما دایم بصفت حضور من باشید شما را ملک در کوچہا مصافحہ کنند یعنے حضور پیر محاذات شمس حقیقت است چشم دل را بنور آفتاب حقیقت کہ دل پیر است مستنیر می شود و ھو غالب علی غیرہ تجی ما سواہ عند مسطوع برھانہ آں را نہ بینی کہ چشم چوں مقابل آفتاب می افتد ہیچ نور جز آفتاب در نظر نمی آید ہمہ مقارن کشف شود کشفے کہ قابل استتار نبود و صور علوی را باہم ملائکہ اگر خوانند ہم درست تر باشد الاسم مختلف والمسمی واحد اینجا چند سخنے نبشتم اما وقت و فا نکرد ہیچ ازاں مکتوبات کہ گفتہ شدہ بود

وبر راہ کردہ شدہ بود نرسید موازنہ یکساں بلکہ زیادہ ازاں گذشتن گوفت مانع بخیر باد و کیفیت خدمت ملک الاسارا بندگی مخدوم مولانا خواجگی اطال اللہ عمرہم معلوم نشد و ازاں قصبہ باید ہیچ کیفیتے نیامد آرے دیگراں چوں بزند تو چناں شستہ بخاطر کہ چوں جاں در بدنی ہر عباد تے کہ کنی بکن جز حضور پیر ہمہ بے تدبیر باشد و فایدہ ندہد ع

ہیچ ناوردی یاد میدار این فراموشی

المقصود جاروب داون مقام پیر بہتر از ہمہ عبادتست ہر عبادتے کہ باشد کہ طشت خانہ پیر پاک کردن بہتر است

خود کلاہ و سرت حجاب تواند ✽ تو میفزاے بر کلہ و ستار

ہر چند کہ آن عزیز نہ ازین جملہ مقصود است اما عَبَسَ وَتَوَلّٰی آن جَاءَہُ الْاَعْمٰی مرشدے عظیم است و معلمے جسیم خاک مارا در زمین دہلی بسپار مارا زندہ و مردہ بجاے دیگر مگذار بحرمۃ النبی و آلہ الاطہار والسلام

مکتوب ہفتم

ہم ازان مخدوم زادہ بزرگ

بجانب شیخ علاء الدین

یار چیدہ و دوست برگزیدہ صوفی با صفا عارف با وفا مخلص بے ریا دوست بے ہمتا مولانا علاء الدین اعلاہ اللہ دائما فی الدین والدنیا سلام وافر و دعاے متکاثر محمد محمد حسینی مطالعہ کند احوال بخیر است اعزہ ن بے مثال بصحت اند والحمد للہ علی ذلک اے یار عزیز واے دوست پر تمیز زمانہ آخر شدہ کارہا ہمہ حبط گشتہ توانیں ہمہ مضمحل اندر سوم ہمہ ناپدید شدہ از کارہا جزا

نمانده واز اسم ماہم رسمے بنو ده علی الخصوص ما در دیارے افتاده ایم که وصف
آں دیار در قلم نیاید و در بیان نگنجد شطیۂ ازاں مطالعہ آں برادر شده است
وچیزے ازاں خوند پیر ہم معائنہ کرده یومًا فیومًا ساعةً فساعة
اقبح واشنع میشود ولا بدی ولا حیلةً که در ہر زمانے و ہر زمینے قسمتے از ہر چیزے
رفته است ہمراں می رود واکنوں عزم مصمم می نماید که آں سوے باز مراجعت
شود الحبیل یدی یسّر والله یوفق اما علایق وعوائق چنداں است که در تحریر
آں قلم عاجز و زباں گنگ است المقصود برگزیده از میاں اصحاب
ہمہ توی توئی برچیده از جملۂ اصحاب ہم توئی توئی و جملہ جز
بر مسند مشائخ عظام و احیاء سنت حضرت پیر
بالجد والالتزام دیگر ہیچ راہے نہ و ہیچ سبیلے نہ ظاہراً و باطناً جز معاملات
پیر خود ہیچ التفاتے بچیزے نکرده واگرچہ فرض کنیم مطلوب مطلوب
آنجا پیدا بر آید که آں ہمہ غرور باشد ہر چہ که جز راه پیر بود ہمہ ضلال و
وبال چند سالے وچند گاہے تحمل نامے ہم بجہاں تا یم ماند من کبر سواد
قوم فهو منهم باشد بایزید آمد شرح مفتاح رسانیده اما سخت سقیم بود۔
احوال و اخبار آں جانب آنچہ باشد تا آنچہ باشد متواتر در قلم آرد فذالک
الکلام باید که ترک تجرید و فقر و فاقہ اختیار باشد تا آنچہ آید من الله مبارک بود
بگوشۂ خانہ با قطع صحبت مردم دنبال مراقبہ وذکر و زباں گرد آورده با صد
حاصل و با صد کرامت یک سخن بگوید و باکس نفس نگوید که نفس شوم باشد
واین راه خواجہ مانیست و ہر که کند عاقبت شرمنده باشد و قطع صحبت
مردم واگر اژدحام شود بے اختیار مبارک باشد فرزنداں خود۔ السلام و
دعا برساند بندگی مخدوم لطف بے قیاس براں برادر دارند بباطن پاک و

ظاہر صاف وخوش باشد کہ این حاجز معاملت نیز ز و تسبیح ارسال افتاد باکل باکل الکل بگوید و در ہر ذرہ نظر کند کہ آن قول بالفعل باشد۔ للّٰہ الحمد دائما والسلام

مکتوب ہشتم

(مخدوم زادۂ خرد)

بجانب شیخ علاء الدین گوالیری

بیت

بسیار خواستم کہ نہان عشق بازمے
بوالفتح خودستائی گواہ از زبان تست

(کالپوی) محب وافر ومخلص قدیم برادر دینی مولانا علاء الدین نصیر گوالیری لازال کاسمہ عالیاً فی الدین والدنیا سلام ودعا از محمد اصغر بن محمد حسینی استماع فرمایند معلوم باد ہیچ کارے بالاتر ورفیع تر از توجہ پیر نیست علی الخصوص مرد صوفی را کہ او جز توجہ پیر کارے ندارد ونخواہد کہ باشد مریدی پیر پرستی است وزنار در پیش داشتن است قاضی عین القضاۃ در تمہیدات چنین میفرمایند مرید در جان پیر خدا ے را بیند پیر در جان مرید خود را بیند۔ رباعی

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر ؛ گفتا کہ دولی ز راہ برگیر
چون نیک بدیدم این نکو بود ؛ من واد و بپیر ہر سرا و بود

و پیر آنچہ فرماید از اوراد و اذکار و مراقبات ملازمت شرط کار است باہتمام وکوشش تمام تا آثار و ثمرات مشاہدہ معائنہ شود گفتم المشاہدات مواریث المجاہدات۔ تذکرۃ اولیا چنین میفرمایند

شیخ ذو النون مصری را مریدے بود سی سال شیخ را خدمت کردہ بود بدانچہ شیخ
فرمود ملازمت نمودہ و ہیچ رہ روی این کار با وے نکشودہ روزے پیش شیخ
آمد عرضداشت کرد اے شیخ سی سال است انچہ تو فرمودی من آن کردم صوم
و اطعام بر خویش حرام کردہ ام و شب را خواب ہیہات ہیہات ہیچ رہ روی
مقصود و مطلوب پدید نمی آید ترسم عمر من چندین سال با ضاعت گذشت
نباید کہ بیشتر با ضاعت بگذرد شیخ ہاے ہاے بگریست پس آن فرمود اے
عزیز امشب نماز خفتن نگذاری پاے دراز کن بخسپ ببین خدا را چہ پیش
آرد مرید ہمچناں بکرد ناگاہ مرید ہمدراں شب خداے را در خواب دید
خوشاں و خورماں پیش شیخ آمد گفت یا شیخ امشب خداے را در خواب
دیدم مرا گفت ذو النون را بگوے چہ رہ زنی دوستان من میکنی انگہ من کہ
ترا پیش ہر درے فضیحت و رسوا گردانم و در ہر فضیحتے و رسوائی کردن او را
مزیدے و دولتے بود این بازیہا و کارسازیہا و عشق بازیہا میان این
کارکنان بود واللہ علیم حکیم کہ اشفاق و الطاف حضرت بے نیازی بندگی
مخدوم جہانیاں بر مولانا ے ما آن قدر است کہ در تحریر و تقریر نیاید
او فرزند حقیقی است قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لن یلج ملکوت
السموات والارض من لم یولد مرتین رموزے ہم بداں است
و ما نعرہٗ ھل من مزید بر می آریم و دعاے اللّٰھم زد ولا تنقص فرو نخوانیم
و مولانا اسحاق آراستہ کس است ہر آنچہ در حق ایشاں میکنند و ہر آنچہ در
حق ایشاں بندگی مخدوم جہانیاں کردہ اند آن نیز بر محل است ۔

والسلام

مکتوب نہم

ہم ازان مخدوم زادہ خرد

بجانب شیخ علاء الدین

بیت

این توانی کہ نیائی بر سعدی ہرگز ٭ لیک بیرون شدن از خاطر او نتوانی

محب وافر مخلص قدیم برادر ما مولانا علاء الدین نصیر کالپوی کا نزال کاسمہ عالیا فی الدین والد نیا سلام و دعاے محمد اضعف بن محمد حسینی استماع فرماید معلوم باد شفقت و لطف بندگی مخدوم جہانیان ساعۃً فساعۃً لیلاً ونہاراً مزید بر مزید است ما نعرۂ ھل من مزید بر می آرم و دعاے اللھم زد ولا تنقص فرو میخوانیم مولانا را میگویم بیشتر اوقات دریاد خدا و دریاد پیر باشد و التفات بدین جہان و بدان جہان نکند و اگر کسے بد بختے و شیطانے تشویش در وقت و یادگار تو شکے و شبہے پیش می آرد آن روز بد خویش است کہ می کنند گفتہ اند کہ الحسود لا یسود تو خدا را باش اگر ہمہ عالم دریا است بخدا اے کہ سر موے قدمت تر گردد این زمانہ آخرین است ایچنین حوادث بسیار پیش آید اما بلکہ لا حول بیک فف بزن ہمہ بیکباعت نیست و نابود خواہند شد مولانا را میگویم اصلاً و راساً وجود کسے را در جہان تصور نفرماید زیرا کہ ہمہ ہیچ اند و نیست اند و نابود اند و این ضعیف این ہنگام بیشتر پیش حضرت بندگی مخدوم جہانیان می باشد ہر وقت کہ کسے سخنے فرد بالا میگوید چنان سزا دادہ می شود کہ یادگار می ماند نمی تواند کسے پیش بندگی مخدوم جہانیان سخنے فرد بالا تواند گفت و گفتہ ما را منتظر ملاقات خویش تصور فرماید امروز یا فردا ما بشما خواہیم رسید معاملہ خانہ

بندگی مخدوم جہانیاں آں برادر نیکو میدانند کہ با ما چہا کردہ اند اما از برکت حضرت مخدوم ہمہ مخذول و مقہور اند و ہر روز این بشری می شود اللهم سلط علیہ کلبا من کلابک جانهم در کار راست مولانا میگویم اصلا التفات بچیے نکند با خدا خوش باش چوں ترا دارم ہمہ دارم دگرم ہیچ نباید۔ والسلام والاکرام

مکتوب دہم

از آں مخدوم زادہ خرد

بجانب شیخ علاء الدین

برادر عزیز دوست خاص مولانا علاء الدین صوفی با صفا پیرو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعاے محمد اصغر بن محمد حسینی مطالعہ فرمایند آرندۂ عریضہ مولانا بدر الدین کیفیت او روشن کنند از مکتوب خدمت برادرم سید حسین او را حسب مطلوب وحصول غرض بازگردانند زیادہ نبشتن برہیچو توے بغیر فائدہ افتد دا ہتمام مخدوم زادہ بزرگ و بندگی مخدوم درین کار بیشتر است بجد تمام وجہد بلیغ سعی نمایند از خود و از جملہ آشنایان چنانکہ بحصول غرض بازگردد و شکر آں بر ما واجب آید کن للہ کان اللہ لک والسلام

مکتوب یازدہم

آں مخدوم زادۂ خرد

بجانب فقیر ابوالفتح علا بعد نقل حضرت مخدوم قدس سرہٗ

برادر دینی مولانا امام ہمام عالم عارف سالک ناسک صاحب الکشف والیقین خلیفہ قطب العارفین ابوالفتح زید فتحہ وفتوحہ دعاے

محمد اصغر بن محمد یوسف حسینی مطالعہ کند خبر ناگوار شنیدہ باشد رحلت ایشان
بعد اشراق روز دوشنبہ شانزدہم ماہ ذی القعدہ بود وہیہات فہیہات چہ
تواں کرد جز صبر چہ چارہ الغرض فقیرے اسمہ جلال بادو پسر از پایان شیخ الاسلام
نظام الدین از غیاث پور قصد کردہ بجہت پیوند حضرت قطبی آمدہ بود سہ دختر
وسہ نبسہ دارد میگوید کہ برین سبب آمدہ شدہ بود وچیزے قرض بسیار ہم
میگوید ہمچنان حضرت قطبی را نیافت حصول غرض او چیزے نشدہ مولانا
بدانچہ دست دہد از یاران توزیع کردہ اورا بخوشی رواں کند وخدمت
برادر دینی خواجہ بدہ را دعا برسانند اورا بسیار ازین فقیر برسد وبگوید کہ این
آیندہ را بطریق بہتر رواں دارد احیانا مکتوبے باخبر سلامتی خود ارسال فرماید
والسلام

مکتوب دوازدہم

قاضی سراج الدین خادم مخدوم

بجانب فقیر ابو الفتح بعد نقل حضرت مخدوم

برادر دینی مولانا امام ہمام بارع وارع محب عارف صاحب الکشف
والکرامات شیخ ابو الفتح کہ موصوف بصفات اللہ ومتخلق باخلاق اللہ است
خدمت ودعا از بندہ واماندہ پس افتادہ از ادبار خود ہیچ رہ روی ندیدہ
سراج شہر یار مطالعہ فرمایند واگر دست رسے باشد دستگیری کنند والحمد للہ
کہ حق تعالیٰ فرزند دینی شایستہ حضرت قطبی را ہمچنیں برگزیدہ تباثیر نظر قطب
المشائخ کہ بود او نام را قایم داشت۔ بیت

زندہ است کسیے کہ در دیارش ٭ ماند خلفے بیادگارش

المقصود واقعہ صعب نزاد شانزدہم ماہ ذی قعدہ اول وقت چاشت
روز دوشنبہ سنہ خمس وعشرین وثمانمایۂ حضرت قطبی بحضرت اعلیٰ رجعت
فرمودند جز صبر چہ چارہ وادیلا مصیبتا گو این مصیبت وین است اینجانب
مخدوم زادہ خرد ومیاں سیف اللہ ومیاں ید اللہ وجملہ اعزہ دیگر بصحت
وسلامت اند حضرت قطبی قدس سرہ میاں خرد را در مقام خویش بجاے
خود نصب کردند ایشاں ہم درخانقاہ بجاے مخدوم می باشند بعیت میدہند
ومیاں سیف اللہ مجاورت حضرت قطبی میکنند ہم درحظیرہ متبرکہ سکونت
کردہ اند باقی اصحاب گرد میاں خرد می باشند وجملہ یاراں مولانا بہاء الدین
ومولانا قطب الدین وشیخ حمید ومولانا نورالدین ویاراں ہمہ بصحت و
سلامت اند سلام ودعا رسانیدہ اند مولانا سالار غریب یار عزیز است
سالہا بحضرت مخدوم ملازم خانقاہ در مطبخ دکن دوری یاری دادے
بجہت دیدن پدر میرود بہ انچہ دست دہد در رعایت او تقصیر نخواہند کرد
چنانچہ رسم پسندیدہ است اِنَّ ولی اللہ است۔ والسلام

ن میاں ید اللہ را خود



خلافت نامہ

خدمت شیخ علاء الدین از حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ

کتب ھذہ الحروف باذن عبد اللہ الاصغر من عند اللہ الاکبر الاذن منی والتوفیق والاتمام من اللہ الوھاب الجلیل والرفیق والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تفرد بالوحدانیۃ الازلیۃ وتوحد بالفردانیۃ الابدیۃ واکمل بعنایتہ ابھۃ الدین القویم واظھر برعایتہ الشارع الصراط المستقیم واسس قواعد الارشاد باولیاءہ واحکم مبانی الرشاد باصفیائہ وخص اھل الوداد بالفضل العظیم وفتح علیھم بحظ جسیم نحمدہ علی الوسع والامکان ونستعینہ علی وجدان اسباب الرضوان ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ شھادۃ دعت صاحبھا الی جنان الوجدان وخفضت قائلھا عن نیران الفقدان ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی علا بہ سلالیم الاسلام وقوی بہ ایمان الایمان وارتفع شرف الشرف وامتلاء قدور القدر ووصل ارحام الرحمۃ

ن: مشارع

وطلع شفق الشفقة وغاب فجر الفجور ونصلي عليه وعلى الاٰلة الذين
لم تستر اقمار دينهم بغمام الشك والبلاء ولم يحجب انوار
يقينهم بالمام البدعة والهواء صلوة تكون جزاءً لفضلهم ن تكفيه
ومكافاتا بعلمهم ما طلع في الخضراء نجم ونجم في غبراء طلع ـ

اما بعد فقد جرت سنت الله ان لا طريق لاحد اليه
ولا سبيل لواحد بان يقف بين يديه الا بابتغاء الوسيلة ن ان
وجعل الامام الامام يضاهين عليه نصب الوصي ما ما السادات
القوم حتى بقيت تلك الطريق الى اليوم حتى تسلسلت السلسلة
فيه الى الشيوخ حتى اليوم والنصب بالشيخ الامام قدوة
الانام قائد الكرام داعي العظام نصير الحق والدين محمود
بن يوسف الاودهي ثم الجشتي قدس سره ونور ضريحه و
اشار باشارة خفي ورموز مني وذالك ان كان اشارة
ورمز الكسر تلك الاشارة وذلك الرمز ليس مما يمر البتة
والغمز بل كان اظهر من الصريح وابين بينهم من التنبيه لعدان
كان فوق لاصريحا وكلاما صحيحا واشار ايضا الى ان عليك ان
ترشد القابل وتوصل الطالب الناهل ـ اللهم الزمان زمان الفترة
والاوان اوان النقصة كنت مترددا وبقيت مترصداً اهل
بتيسره الى ان امضى هذا الامر بقولي وحالي حتى رايت شخصا
نتنسم شيئا من نصيبنا هذا حيث يصح ان يقول هو الذي
ولد من سري ونتيجتي الذي برز من ضري صالحا تاركا هذا المتعبد
يلابس الخرقة لقابليها وليفق الطريقة لموالبها بشرط ان يفهم

التعریفات الالھیة ولیطلع علی الامور الاخرویة کشف القبور وصحبة الارواح والعلم بالصراط والحوض والنجاة من النار ودخول الجنة والفوز وان لا یختلف علی اهل الدنیا الا ان یطلعهم بالقهر والغلبة اوالمصلحة لمرات کالنصح والعظة وان لا یرکن الی اسبابهما واحبابهما ویکون فارغا لوقته مشغولا بمصلحته وان یغتنم لیلة الفاقة وان نزل نزل ولیس عنده شیء ولیضیف بقلیل ویغتنم تلک الحالة کل الاغتنام کما هو دأب سادات الانام یا علاء بن النصیر علیک ان یکون لبریة القدیر هادیا ومرشدا بوصف النذیر والبشیر بتوفیق الله ان فعلت کما امرت فانت خلیفتی علی المسلمین والا فالله خلیفتی رب العلمین بالحق الیقین والصلوة علی رسوله سید العارفین وقائد المحبین والسلام

ن: الا ان یطلعهم
ن: والمصلحة

خلافت نامہ ابوالفتح علائی کالپوی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله المبدی المعید الفعال لما یرید ذی الفضل السدید والبطش الشدید والصلوة علی رسوله محمد الحمید المبعوث الی خیر الامم انهم یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر بالجهد الجهید والسعی الاکید ثم بالوعد والوعید واصحابه القائمین بالسنة واوامر الرشید وآله وعترته الدعاة

المهداة الى الواحد الفريد ـ وبعد فقد اجتمعت الاديان واتفقت
الاذهان ان اجل المقاصد واعز المطالب معرفة الله تعالى
عن العيب والنقصان والمعرفة معرفتان معرفة بالفكر
والاستدلال بالنظر والتقليد على السماع والخبر ومعرفة
معاينةً بالعيان ومشاهدة بنعت البيان هذا هو الاصل في الباب
والمطلوب عند الارباب ولا يحصل ذلك الا بارشاد المرشد
وبهداية الولى المويد الواصل بكوامن الاسرار الفايز بتجليات الواحد
القهار وهو العارف المعارف والسالك لها لك والواصل
الفاضل والقايم العامل ومع ذلك كلمة الهمة ربه وامر شيخه
مرشده الا ان يبسط اليد لطالب رب الارب والتايبين
ايضا ليتحققوا به من حيث اللطف من الله التواب فاما الطالب
فهم الذين يسلكون مسالك القوم ويكتفون من الدنيا بما هو اقل
من المطعم والشراب واما التايبون فهم الذين من ارباب العادات
المتمسكون بذيل هولاء السادات فخرقة المبركة مبذولة
لكل طالب وخرقة الارادة ممنوعة الا عن السالك الناسك
الذى عرف نفسه عن الدنيا واهلها وارباها واحبائها فلتعلم
ايها الولد الذى ولد من سرى ابو الفتح كبير الدين ابن علاء الكالپوى
ان انت تسلك مسلكي وتصير مضرحي ولا تختلف على اهل الدنيا وارباها
ولا تخطر ببالك غير الرب تعالى وانت خليفتى ان يبسط اليد للبيعة
وتجلس على تكرمة الشيخوخية والا فالله خليفتي على المسلمين وارجو
اطوفيك ان تقا[illegible] تحفظ ما نهى [illegible]

ن والتعليم
ن المسالك
ن التبرك
ن عن الدنيا
ن فلتفهم

تلقن الذکر والمراقبہ الا من عرف عن الدنیا وصغر نفسہ وھواہ باذل ھیئۃ وتشرع فی تقلیل الطعام والشراب ثم یتدرج الی الخلوۃ عن صحبت الخواص والعوام وتقلیل الکلام وابدا ان یکون یداہ ولسانہ ومقلتاہ ناکسون الی المضغۃ الصنوبریۃ المعلقۃ فی الجانب الایسر المسمی بالفواد والقلب۔ ایھا المسترشد خذ ما ارسلت الیک وامض الی ما اشرت تکن من القوم واحتسب من الغد والامس والیوم اللھم ھذا الدعاء ومنک الاجابۃ ومنی الجھد وعلیک التکلان ولا حول ولا قوۃ الا بک وصلی اللہ علی محمد و ذریتہ واتباعہ اجمعین والسلام۔

عز

وکان

اتیک

خلافت نامہ عام برائے یاران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی علی انی اطلعت علی خفایا الالوھیۃ واقفت علی اسرار الربوبیۃ بحسب العبادۃ وطاقۃ العبودیۃ والصلوۃ علی رسولہ صاحب لواء الحمد ومالک مقام الوسیلۃ بالطاقۃ الشرعیۃ وعلی الہ وعترتہ ذوی الاخلاق السنیۃ المرضیۃ واصحابہ المتصفۃ بالانوار القدسیۃ المشتملۃ بصفات النزاھۃ السبوحیۃ۔

اما بعد فایھا العباد لیس الطریق الی اللہ الا بابتغاء الوسیلۃ والاتصاف بالاوصاف الربوبیۃ والتقدیم بالاقدام علی محو الاثام

لۃ

والخصال الدنية وتلقين شيخ مرشد كامل مهذب واقف على
تنوع طرايق الوصول تبلات العتبة العلية والتلقين مفوض الى راى ن طرق
شيخ العالم الواقف بالعلوم اللدنية لهذا باب فيما يبدأ له من عالم
الغيب بالظهور في عالم الشهادة من الالوان المتلونة كالصفرة
والحمرة والخضرة والزرقة والبياض والسواد ثم الرأس ثم الانوار
لا يحس فيها لون وشكل وجهة من القبلية والبعدية ثم الهواتف ن والبعدة
واستماع الاصوات الخارجة عن جنس الحروف من المخارج والاسنان ن حلد
واللهجات فيها الكلمات فيها التعليمات فيها الاشارات لا يتعرف
عليها الا هؤلاء السادات ثم كشف الارواح والقبور بخاصيت
دوام التوجه ولزوم الحضور ثم الصور التي مما يناسب ويوافق
طباع البشرية حتى يظن فيها الظانون على فهم تلك المضغة ح
الصنوبرية ثم اللوائح ثم الطوالع ثم البوادة ثم الحقايق ثم المعارف ن البوارق
ثم الصناعات ثم اللوامات ثم المشافهات ثم البوادي ثم الفلوا ن المقامات
ثم المشاهدات ثم المعاينات ثم المحاضرات ثم المعاتبات ثم ن المكاشفات
المنازلات ثم المراسلات ثم المواصلات ثم المحاديات ثم المسامرات
ثم المتعلقات ثم المعانقات ثم الاتصالات ثم الدلالات ثم المعاودات
ثم الاجمالات ثم التفصيلات ثم الاطلاقات ثم المراجعات ثم الحيرة
ثم العشرة ثم الحيوة لا مزيد هنا ولا حيرة في الحقيقة فان الحيرة۔
هذه هي نفس ما فيه الحيرة۔ كل هذه شرط اقسام الولايات ن شطر
ثم يقال هو مما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب
بشر اي لم تبق عين حتى ترى ولا اذن حتى تسمع ولا قلب حتى تخاطر

ولا انس ولا جن ولا ملك ولا نبي ولا رسول ثم بلا أشطبة من
حقايق الصمدية وههنا لا فقد ولا وجد ولا قرب ولا بعد ولا فصل
ولا وصل فاذا تحققت العبودية برزت الانية فاذا تحققت
الانية ظهر الرب بكل العبد ففني ما بقي وبقي ما فني فني ما فني وبقي
ما بقي وهذا الواصل الفاضل وهذا العالم الناهل وهذا العالم
الرباني المطلع على كيفية على المتشابهات الواقف على الخفيات
والعارف على كيفية سر التخليق والتكوين يرى انه يصورهما
يصور المصور بيده ولكن بدون المباشرة والملاقات فان كان
يرى هكذا فانه من صفات التشكلات والتمثيلات هذه
بالنسبة الى الرائي والمرائي وانه سبحانه منزه عن النسب
والاضافات فاما من اراد الله يرقيه على درجات الانبياء
ويجعله على صفات الاصفياء يبعثه لدعوة الخلق الى الحق و
يجلسه مجلس الصدق ويقربه مقر العين فيكون عينا بلا
عين ولا يلحقه شين فهو اللاحق الحاذق وهو اللاحق السابق
ثم العلامات الظاهرة والمعاملات المشاهدة ان لا يركن الى
الدنيا وارباها ولا يتعلق باثقالها واسبابها وان لا تختلف
على اهل الدنيا ولا يتردد ولا يود ويكون بالشرائع كثيرها
وقليلها حقيرها وجليلها متشبثا حق التشبث متعلقا حق
التعلق بحيث لا يفوت عن سنة من سنن النبي صلى الله
عليه وسلم وسيرة من سيرته الا لضرورة اختيارها
الفقهاء وبنى عليها العلماء وهو من سير السلف الصالح و

ن عن

ن فهذا

ن على المتشابهات

ن المباشرة

ن اجازتها

سنة النبی الفاتح فیقول الملقب بگیسو دراز محمد بن یوسف الحسینی بالتحقیق الحقیقی والعلم الیقینی اللهم من کان من تلامذتی ومسترشدی یتصف بصفتی هذه ومضی علی سیرتی وسریرتی هذه وسیلک ضیعتی وضیعتی هذه فهو ولدی الذی ولد من سری وابنی الذی برز من ضری هو قرتی وقریبی و خلیفتی ومن لم یکن فانا والله تعالی وشیخی براء منه والله خلیفتی علی اهل ملتی

والسلام

تمت

المکتوبات حضرت قطب الاقطاب عاشق شهنشاہ سرافراز خواجه صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق جعفر ثانی مخدوم جهانیان سید

محمد حسینی گیسو دراز

رضی الله عنه

مولوی نذر محمد خان صاحب مولوی فاضل

صدر مدرس مدرسہ روضتین و مہتمم اعزازی
کتب خانۂ روضتین نے

دفتر

کتب خانۂ روضتین گلبرگہ سے
شایع کیا

ملنے کا پتہ
مہتمم صاحب اعزازی کتب خانۂ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت
ایک روپیہ بارہ آنے علاوہ محصول ڈاک
عہ ۱۲آ

[illegible]

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

اردو

مُرتبہٗ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

فرخندہ بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر

زیر برکاتِ عہد عثمانی من جانب کمیٹی کتب خانہ روضتین منورتین

و کمیٹی اشاعت تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نواز رح گلبرگہ شریف

مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد دوکن

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اردو

مرتبۂ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

(فرخندہ بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر)

از برکاتِ عہد عثمانی منجانب کمیٹی کتب خانہ روضتین منورتین و کمیٹی اشاعت تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ روضتین گلبرگہ شریف

مطبوعہ

انتظامی پریس حیدرآباد دکن

عرض مترجم

(۵)

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات جو کمیٹی نشر و اشاعت تصنیفات حضرت خواجہ صاحب رح کے حسن سعی سے ۱۳۶۲ھ میں جناب صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف کی سرپرستی میں طبع ہوئے تھے ان کا یہ خلاصہ ہے جو مترجم نے اردو زبان میں پیش کیا ہے اسے خلاصہ اس لئے کہا ہے کہ مکتوبات میں جس قدر تعلیم کا جزو تھا صرف وہی لیا ہے اور دوسری خانگی باتیں ترک کر دی ہیں اور جو تشریح اوراد و وظائف و بیعت غائبانہ اور حضرت کے تبرکات مثلاً طاقیہ و ملبوس مبارک کے پہننے کے آداب وغیرہ ہیں وہ صرف ایک بار درج کی ہیں اور تکرار جو متعدد مکتوبات میں متعدد بار آئی ہے اسے چھوڑ دیا ہے اور بجائے لفظی ترجمے کے مکتوب کے مفہوم کو قابل فہم اردو زبان میں حتی المقدور صحیح ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ناظرین کرام اس میں کوئی غلطی پائیں تو اصل سے مقابلہ کر کے درست کر لیں اور اس کا ذمہ دار مترجم یا مطبع کو سمجھ کر عفو سے کام لیں ؎

برگ سبز است تحفہ درویش　　　چہ کند بے نوا ہمیں دارد

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

تہدیہ

یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ العزیز کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والوں کی خدمت میں ہدیۃً پیش ہے تاکہ پڑھیں اور حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے فوائد سے فیض حاصل کر کے اس نعمت بے غایت میں سے اپنا حصہ لیں۔

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

عرض حال

منجانب کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف (درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہٗ)

یہ کتاب "فوائد" نامی خلاصہ ترجمہ ہے حضرت سیدنا قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہٗ کے مکتوبات مبارکہ کا۔"

حضرات اکابر کے ملفوظات گرامی کو جو اہمیت حاصل ہے اُن سے زیادہ اہمیت مکتوبات کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ مکتوبات میں تمام تعلیمات کا لب لباب اور خلاصہ منظم طریقہ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز کی یادگاروں کو تازہ کرنے اور آپ کی تعلیمات مقدسہ کو زندہ کرنے کے لئے ایک نہایت ہی مفید ترین کتاب ہے۔

یہ ترجمہ اور خلاصہ مکتوبات اس قدر بہترین طریقہ سے جناب مترجم نے ترتیب دیا ہے کہ گویا یہ ایک مستقل تصنیف کی ہی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت شگفتہ زبان میں گویا کہ اردو کی ایک بے نظیر تصنیف کا اضافہ ہے جس کے لئے ہم لوگ جس قدر بھی مسرت کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ ہمارے محترم اور فاضل مترجم عالیجناب نواب معشوق یار جنگ بہادر مدظلہم العالی کی ہستی نہ صرف حیدرآباد دکن بلکہ ہندوستان کی ادبی و علمی دنیا میں کوئی غیر معروف ہستی نہیں ہے۔ آپ نے ہی الرحیق المختوم جیسی بے نظیر کتاب کا نہایت سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور آپ نے ہی تمام بزرگان دین کے حالات کو جمع کر کے منصّہ شہود پر پیش کیا ہے۔ ہم موصوف کی اس علمی و مذہبی خدمت پر دلی جذبات تشکر گزاری پیش کرتے ہوئے مقبولیت اور جزائے خیر کی دل سے دعا کرتے ہیں۔

نواب صاحب موصوف کا مدعا یہ تھا کہ یہ کتاب اگر طبع ہو تو کتب خانہ

روضتین کے موازنہ پر اس کا بار نہ پڑے۔ چنانچہ نواب صاحب موصوف کی
نیک نیتی اور حسن توجہی کی بنا پر عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باتقابہ نے
اپنی اقتداری رقم میں سے ازراہ علم دوستی و اشاعت تصانیف عالیہ مبلغ دو
ہزار روپیہ کی رقم کثیر کتب خانہ روضتین کو مرحمت فرمائی اور چنانچہ اسی عطیہ گرامی
کے ہی ایک حصہ سے کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کے مشورہ اور عالیجناب
نواب سید حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف و صدر نشین مجلس کتب خانہ
روضتین کی دلچسپی کے تحت یہ کتاب سراپا فوائد ہی فوائد شائع کرنے کی عزت حاصل
کی جارہی ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اس حکومت ابد مدت کو زیر سایۂ
عطوفت پناہ فلک دستگاہ اعلحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔
اور اس کو فیوض علمی کو زیادہ سے زیادہ مفید و نافع بنائے۔ آمین۔ اور ہمارے نواب
سر صدر اعظم بہادر باتقابہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ صاحب معزنے ایک نہایت
ہی بہترین منفعت بخش سلسلہ کے احیا میں حصہ لے کر ارکان کمیٹی کو ممنونیت کا
موقعہ مرحمت فرمایا ہے اس طرح ان جمیع معاونین کرام کا بھی شکر گذار ہوں جو
اس کار خیر میں کسی نہ کسی حیثیت سے حصہ لے کر اس بارگاہ معلیٰ کے ادارہ جات
علمیہ سے تعاون فرمارہے ہیں فقط ۱۵ ر ذیقعدہ ۱۳۶۵ ف

فجزاھم اللہ عنھم احسن الجزاء

محمد حامد صدیقی چشتی قادری

معتمد اعزازی دار العلوم و کتب خانہ

روضتین گلبرگہ شریف

فہرست مضامین

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فائدہ (۱)

حُسنِ خاتمہ[1] کے بیان میں

حُسن عاقبت و خاتمہ بالخیر ہونا تمام مہموں میں اہم ترمہم اور تمام مرادوں میں عزیز ترین مراد ہے۔ جس شخص کا جو حال و مقام ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کے خاتمہ کا اچھا ہونا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً عام علماء اگر شرک سے محفوظ اور کفر جلی کے دائرہ سے باہر رہیں اور اسی حال پر ان کا آخری سانس ٹوٹے تو کہا جائے گا کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہوا اور جنت کی امید بندھ گئی **الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن** ان کا ورد ہوگا۔ الٰہی بحق حضرت خاتم الانبیاء و اہل بیت اصفیاء ہمارے ہر کام کا انجام بخیر کر۔

مگر اہل طلب و ارادت کا بہترین حال یہ ہے کہ ہر روز اور ہر رات دریائے شوق موجیں مارتا رہے اور درد طلب بڑھتا رہے اور ہر سانس عشق و محبت کے سوز و اندوہ میں نکلے جیسی کہ ان کی طلب ہے اگر محبوب پہلو میں آ ملا تو زہے نصیب اور اگر یہ دولت نصیب نہ ہوئی اور دربدری میں عمر گذر گئی تو بھی زہے

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض مریدوں اور معتقدوں کے نام تحریر فرمایا گیا تھا۔

دولت۔ لیکن اگر نہ یہ نصیب ہوا اور نہ وہ تو معاذ اللہ ایسی بلائے عظیم کو آسمان و زمین بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ ان اہل طلب کے درد دل میں ذری سی کمی بھی ہو جاتی ہے تو اپنے تئیں کافر اور جہنمی سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً ایک بندۂ خدا ہے عمر دراز ملی۔ ہمت بلند عطا ہوئی۔ سوائے خدائے عزوجل کے جو اس کا مطلوب حقیقی ہے نہ کسی شئے کی خواہش رکھتا اور نہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن عالم قرب و قدس کا دروازہ اس کے لئے ذرا سا بھی نہ کھلا اور رفع باب کی صورت ہی نہ دیکھی۔ بایں ہمہ ہزاراں ہزار نیاز و سرافگندی سے یار کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہے اور نہیں اٹھاتا۔ نہ قبول کی طرف التفات کرتا ہے اور نہ وصول کی طرف۔ یہ شخص سید الفقرا اور جوانمردوں کا جوانمرد ہے اپنے سوز و ذوق میں اُسے وہ لذت آرہی ہے کہ نہ معلوم واجد واصل کو بھی نصیب ہے یا نہیں۔ اے عزیز یہ شئے ایسی نہیں ہے جس کی طلب میں کوئی نقصان یا خسارہ ہو۔ نقصان و خسارہ کا تو سامان ہی اٹھ گیا اور نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ ایسی تجارت میں جتنا زیاں بیشتر ہے اسی قدر فائدہ بڑھ چڑھ کر ہے ؎ با دل گفتم مرا مبر بر در او کو محتشم است و من ندارم سر او دل گفت کہ ایں حدیث بیہودہ مگو ؛ یا در بر او کشند یا بر در او = ایسے حال و مقام میں وصل وہم و خیال ہے اور درد اندوہ و فراق نقد حال۔ ایسے شخص کا خاتمہ بالخیر یہ ہے کہ اس وقت دم ٹوٹے جب کہ دریائے شوق و شورش جوش و شور میں ہو اور اپنے بارگاہ قدس و وصال کے دروازے ہی پر عشق کے اس موج در موج سمندر میں اسے غوطہ دیں اور اسی حالت میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا وہ اس جہاں سے رخصت ہو جائے۔ یہ ہوا تو بس اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن کو تو نے نعمتیں عطا فرمائیں۔

اہل تحقیق کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ دنیا و آخرت اور نہ دوزخ و بہشت۔ نہ کشف و کرامت۔ نہ زیادتا و نقصان اور نہ رد و قبول کسی کی خبر نہیں ہوتی ؎ آنجا کہ منم نہ لاست نے جائے نعم تو زیراکہ ہمہ یکے است افزونست نہ کم ۔ ایسا شخص فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے اور ازل و ابد دونوں جگہ اللہ جل شانہ کے امان میں ہے لاتبقی ولا تذر اس کی صفت قرار پاتی ہے پھر ان اہل تحقیق میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو تجلیات قہر و جلال اور تجلیات لطف و جمال میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ تجلی جلال یہ ہے کہ بندہ مالک حقیقی کے عزت و عظمت، ہیبت و کبریائی کی آنچ میں تپتا رہے۔ تجلیات قہر وہ ہیں جنہیں اگر صورت دی جائے تو مکروہات شرعی یستور و خر۔ مار و گزدم۔ شیر و گرگ کی صورت میں نظر آئیں انہیں نعمت قہر کہتے ہیں۔ تجلی جمال ان سب اشیاء میں پائی جاتی ہے جو ملیح و خوبصورت ہوں ناز و کرشمے۔ غنج و دلال ان کی رگ رگ میں ہوں اور تجلیات لطف لقائے یار و ایصال راحت اور اثبات کرامت میں پرتو افگن ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت قہر و جلال بھائی بھائی اور لطف و جمال بہنیں ہیں جلال جمال میں مندرج ہے اور جمال جلال میں مندمج ہے ایسے خدا پرست کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ تجلی جمال پر سانس ٹوٹے۔ ان تجلیات کو اختیاری نہ سمجھنا حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کا جب آخر وقت آیا تو روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے مالک کے روبرو جا رہا ہوں جسے کبھی نہیں دیکھا۔ اس بارگاہ معلیٰ سے ہر وقت نئی تجلی ہوتی رہتی

ہے اور بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ معلوم بندہ کے آخری وقت وہ کس صفت پر متجلی ہوا ور اس کی علم نفسی میں کیا ہے کسی کو معلوم نہیں۔ ان تجلیات کی نہ نہایت ہے نہ تکرار اور نہ دو شخصوں پر ایک سی تجلّی ہوتی ہے ؎ نہ دانم ہیچ گردد آخر این کار ٭ مرا دل وا لہ و معشوقہ خودکام =

تیسرا بیچارہ و مسکین وہ ہے جسے کبھی ایک جھلک سی دکھا دیتے ہیں اور کبھی مدہوش کر دیتے ہیں۔ کبھی پردہ اٹھا دیتے ہیں اور کبھی پردہ گرا دیتے ہیں۔ کبھی سامنے بلا لیتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ کبھی بار یابی عطا فرماتے ہیں اور کبھی دور باش کہتے ہیں۔ کبھی نوازتے ہیں اور کبھی گداز کرتے ہیں۔ یہ مسکین سوختہ افروختہ۔ ریختہ بیختہ۔ دردمند۔ مستمند عاجز و مسکین بیچارہ درماندہ خوف و ہیبت سے لرزتا رہتا ہے۔ ڈرتا رہتا ہے کہ دروازہ بند کا بند رہے اور کہیں غیرت میں آکر محبوب دور باش نہ کہہ دے شب و روز اسی خوف میں رہتا اور آہ و بکا کرتا رہتا ہے ؎

تا چہ خواہد کرد برمن دور گیتی زین دو کار   دست او در گردنم یا خون من در گردنش

ایسے بزرگوار کی حُسن عاقبت اس میں ہے کہ آخری دم تجلّی ذات و عیان و صفات پر نکلے ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیٔ قدیر۔

ان کے علاوہ ایک اور شخص ہے جو اپنے آپ سے بیزار جان و تن سے سیر ہے۔ بس ایک اللہ جل شانہٗ سے لو لگائے بیٹھا ہے کہ جس صفت پر چاہیں اسے رکھیں نہ کسی طرف نگاہ ڈالتا ہے اور نہ رُخ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کے دو رُخ ہیں۔ ایک ظاہر جس کے اندر رحمت ہے اور ایک باطن ہے جس کے سامنے عذاب ہے۔ بہشت اس کے سامنے نیست

ہیں نہ دوزخ کے پھیر میں وہ ہے اور نہ جنّت کے۔ ایسے شخص کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ اسی ایقان پر وہ آخر دم تک جما رہے۔

اب آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ کیا شئے ہیں؟ کس صفت سے تعلق رکھتے ہیں اور کس قماش کے ہیں؟ اور کس جماعت میں آپ کا شمار ہے؟ آپ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ ایسی بےغم بیٹھے ہوئے ہیں کہ گویا فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس   نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

ان تمام حالات و مقامات کو سننے اور سمجھنے کے بعد یہ سوال کیوں نہیں کرتے کہ آخر کونسا عمل کیا جائے۔ جو حُسن عاقبت کی امید ہو۔ یاد رکھو کہ بس ایک عمل ہی جو گو نازک ترین اعمال ہے مگر بہت آسانی سے اکتساب کیا جا سکتا ہے یعنی خطرات کو دفع کرو اور یہاں تک توجہ میں استغراق حاصل کرو کہ سوائے خدائے عزّوجلّ اور اس کے حضور و شہود کے تمہارے دل میں غیر کے لئے گنجائش نہ رہے اور نفس کو یاوہ گردی سے پاک و صاف کرو۔ مختصر یہ کہ ایک نفس پاک اور دل متوجہ پیدا کرو۔ جس کسی کو یہ نعمت نصیب ہوگی اسی بیس میں سے انیس درجہ حُسن عاقبت کی امید رکھنا چاہیئے اور ایک درجہ جو چھوڑ دیا گیا وہ تقدیر ازلی کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ جب کہ تمہارا منہ سب طرف سے ہٹ کر خالق حیات و ممات کی طرف ہو گیا ہے اور اس کی منزل امن و اماں میں تم نے اپنا رخت وجود رکھ دیا ہے تو پھر بس امید ہی امید رکھنا چاہیئے ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

فائدہ (۲)

غمِ عاقبت و دیدارِ الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ جس طرح اپنے بندوں کی ذات کا خالق ہے۔ اسی طرح ان کی افعال کا بھی خالق ہے اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ یعنی سعید اور شقی دونوں ماں کے پیٹ ہی سے سعید و شقی پیدا ہوتے ہیں تو یہ اللہ جل شانہ کے علم نفسی کی طرف اشارہ کرتا ہے رہا واقع نفس الامری وہ یہ ہے کہ جو سعید ہے وہ غمِ عاقبت رکھتا ہے اور اس سے حسنات و مبرات ہی ظاہر ہوتے ہیں اور جو شقی ہے وہ انجام سے غافل ہے اور اس سے منہیات و سیئات سرزد ہوتے ہیں۔ پس ذرا گریبان میں منھ ڈالکر اپنے تئیں دیکھو اور اپنے افعال پر نظر کرو کہ وہ کس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ و بہشت اور اہل دوزخ و اہل بہشت سب کی توضیح فرمادی اور تم بے غم و خرم بیٹھے ہو۔ یاد رکھو کہ عذاب کے چند قسمیں ہیں۔ ایک عذاب حسی ہے جسے سب کوئی جانتے ہیں مگر ایک عذاب تنہائی و قلق و اضطراب ہے۔ دوسرا شہود جمال رحمٰن سے محروم رہنے کا عذاب ہے اسی طرح نعیم بہشت ہیں۔ وہاں آرام و قرار ہے وہاں رب جل و علیٰ کے جمال جہاں آرا کا ہر ساعت ایک نیا شہود بھی ہے یہ توضیح سنکر تمہیں رغبت طلب تو ہوتی ہے مگر حصول مقصد کے اسباب کہاں ہیں۔ اضطراب کہاں چشم نمناک کہاں۔

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا محمد معلم و بعضے یاران دیگر گجراتی۔

آہ سرد کہاں! ہائے۔ اس کلام میں دردمندی اور سوز و ساز کی طرف ایما فرمایا گیا ہے مگر ایسا شخص چاہیے جو کار افتادہ اور گرفتار بلا ہو تاکہ اس کلام سے کچھ ریزہ چینی کر سکے۔

ہمیشہ اپنے احوال کا تجسس و تفحص کرتے رہو اور اپنے مزید نفع و نقصان سے غافل نہ رہو۔ اگر مقصود سے دامن خالی ہے تو خیر درد طلب ہی سے دامن پُر کر لو اگرچہ نامردوں کی طرح معرکہ میں حملہ آور نہیں ہو سکتے تو خیر مردوں کی طرح نعرہ ہی مارو۔ اگر گریہ نہیں آتا ہے تو خیر رونے والوں کی سی صورت ہی بناؤ۔ گر بیا رنمی کند قبولت ؛ خود را بہ ستم بہ زلف او بند۔ اگر کار برعکس ہے تو بھی ہمت نہ ہارو اسی کے دروازے پر ڈھئی دے کر بیٹھ جاؤ۔ بت پرست کو نہیں دیکھتے کہ بیچارے کا محبوب گم ہو گیا ہے مگر ایک پتھر سے صورت محبوب تراش کر اپنی وہم میں محبوب ہی کو حاضر و شاہد تصور کر رہا ہے تم بھی کیوں نہیں ایک وجدان پیدا کرتے اور اپنے محبوب کو حاضر و ناظر جانتے جس طرح سے بُت پرست پتھر کی مورت سے فیضیاب ہو رہا ہے تم بھی ضرور بالضرور اپنے تصور یار سے مستفید ہو گے۔ درحقیقت اس تصور سے بھی ایک فیض پہنچتا ہے جو عالم حقیقت ہی سے نازل ہوتا ہے۔ حسین منصورؒ نے انا الحق کہا اور بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ نہ وہ حق تعالیٰ تھے اور نہ ذات سبحانی لیکن آفتاب و ماہتاب حقیقت اور شمع انوار الوہیت کا ایک پرتو پڑا تھا جو ایسے کلمات بولنے لگے۔ اسی طرح کا ایک پرتو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی پڑا تھا جب کہ کوہ طور پر تجلی ہوئی اور حضرت موسیٰ کی نظر اس پر پڑی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے فخر موسی صعقا۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تبت

الیک گوا سے دیکھا نہیں اور عکس ہی عکس کے مشاہدہ پر ہوش میں نہ رہے مگر رجوع اسی طرف کیا اور ہر شئے کو وہاں سے دور کر کے اسی کے ہو رہے۔

یاد رکھو کہ اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو کیا ہوا وہ تو تمہیں دیکھتا ہے ان لم تکن تراہ فانہ یراک، اگر تمہارا بھی وہم دوری دور ہو جائے اور قرب حقیقی کا تصور جم جائے تو عجب نہیں کہ تم بھی اپنے دل کو ماسوی سے خالی کر کے اوسی کے ہو رہو اور تبتل الیک کے مصداق بن جاؤ۔ کسب یہی ہے اور راہ وصول یہی ہے۔ یہی سنت اللہ ہے جو عام راستہ ہے اگرچہ اس کے علاوہ ایک موہبت کا بھی راستہ ہے۔ مثلاً تم نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا، پیاسے کو پانی پلایا۔ تمہارا یہ عمل قبول فرمالیا گیا اور بارگاہ وہاب العطایا سے بلا کسب ایک نعمت نصیب ہوگئی تو بھی یہی تصور و تخیل دل میں متمکن کیا جائے گا اور اس سے فیض پہنچیگا۔

قیامت میں جب اہل جنت داخل جنت ہو چکیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ اور بھی کوئی آرزو ہے۔ وہ کہیں گے جس قدر ہم چاہتے تھے اس سے بہت زیادہ مل گیا۔ اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ نہیں ابھی ایک تمام نعمتوں کی نعمت باقی ہے یعنی میرا دیدار۔ یاد رکھو کہ معشوق خود عاشق کا خواہاں ہوتا ہے۔ مگر اس کی غیرت یہ چاہتی ہے طلب عاشق ہی کے طرف سے ہو۔

یہ مسلمہ ہے کہ بندہ اللہ جل شانہ کو خواب میں دیکھ سکتا ہے۔۔ رویۃ اللہ فی المنام جائزۃ سب علماء یہ پڑھتے اور جائز سمجھتے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ مسائل حیض و نفاس کی تحقیقات میں وہ بہت بڑا وقت صرف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں مگر رویت محبوب کا ادروہ

کبھی انہیں بے قرار نہیں کرتا اور اس آرزو میں سوتے وقت کبھی آنکھ نہیں موندتے نہ آہ سرد ان کے منھ سے نکلتی ہے اور نہ ایک آنسو ان کی آنکھ سے ٹپکتا ہے
انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

فائدہ (۳ و ۴)

انوار غیبی طلب و محبت الٰہی کے بیان میں

جب آئینۂ دل طبیعت کے زنگ اور بشریت کی ظلمت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں انوار غیبی کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے ۔ شروع شروع میں یہ انوار تجلّی کی چمک کی طرح آتے جاتے ہیں پھر جتنی جتنی قلب میں صفائی بڑھتی جاتی ہے ان میں قوت آتی جاتی ہے اس کے بعد چراغ شمع اور آگ کے شعلوں کی طرح یہ چمک نظر آتی ہے ۔ یہ سب ارضی انوار ہوتے ہیں جن کے بعد ستاروں چاند اور سورج کی چمک کی طرح کچھ انوار نظر آتے ہیں ۔ یہ علوی انوار ہوتے ہیں ۔ ان میں کبھی کبھی ایسی روشنی ہوتی ہے کہ ہزاروں چاند اور سورجوں کی روشنی ان کے آگے ماند ہوتی ہے ۔

جو نور کہ بجلی کی چمک کی طرح ہوتا ہے وہ اکثر و بیشتر وضو اور نماز کی برکت سے ظاہر ہوتا ہے اور جو چراغ و مشعل کے نور کے مانند ہوتا ہے ۔ وہ یا تو ولایت شیخ یا نبوت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رونما ہوتا ہے ۔ قندیل یا مشکوٰۃ کی طرح جو نظر آئے تو وہ بھی یہی نور ہے لیکن

ماخوذ از مکتوبات (۳ و ۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو قاضی علم الدین بہروچی کے نام ہیں

جو نور کہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کے طرح ہوتا ہے وہ روحانیت کا نور ہے جس قدر دل میں صفائی ہوتی ہے اسی قدر اس نور میں تابش ہوتی ہے۔ اگر ماہ تمام نظر آئے تو سمجھنا کہ آئینہ دل صاف ہو گیا۔ جتنی چاند میں کمی ہوگی اسی قدر صفائی قلب میں کمی ہوگی اور اگر سورج نظر آئے تو سمجھنا کہ یہ روح کے نور کا عکس ہے اور اگر دونوں ایک ساتھ نظر آئیں تو گویا قلب و روح دونوں منور ہیں لیکن نور روح ابھی تک حجاب میں ہے۔ صورت خورشیدی ایک حجاب کی دلیل ہے ورنہ نور روح بے شکل و بے صورت ہے۔

کبھی کبھی صفاتِ خداوندی کے انوار بھی ان حجابات روحانی اور قلبی کے آڑ میں لمحہ افگن ہوتے ہیں۔ یہ انوار خود بتاتے ہیں کہ کس عالم کے ہیں۔ جان میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور یہی ذوق ان کی معرفت کے طرف رہنمائی کرتا ہے۔ الفاظ میں یہ شئے ادا نہیں ہو سکتی صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ صفاتِ جمالی کے انوار منور کر دیتے ہیں اور صفات جلالی کے انوار میں سوزش ہوتی ہے یہ محرق ہوتے ہیں نہ کہ مشترق۔ اگر تمہیں یہ انوار کچھ نظر نہ آئیں تو بھی روا ہے مزے کرو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب دل پورے طور پر مصفا ہو جاتا ہے تو بمقتضائے سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم اگر آدمی خود اپنے اندر نظر ڈالتا ہے تو اسے سب حق ہی حق نظر آتا ہے اور اگر باہر نظر ڈالتا ہے تو بھی سب حق ہی حق نظر آتا ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ کا نور مبارک روح کے نور پر عکس افگن ہوتا ہے اور مشاہدہ بھی ذوق کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جب بغیر امتزاجی و قلبی حجاب کے نور حق تعالیٰ مشہود ہوتا ہے تو بے رنگی و بے کیفیتی۔ بے حدی۔ بے مثلی۔ بے ضدی نمایاں ہوتی ہے۔ تمسک و

تمکین کا لوازمہ ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں طلوع ہے نہ غروب نہ یمین ونہ یسار نہ فوق ونہ تحت۔ نہ مکان نہ زماں نہ قرب ونہ بُعد۔ نہ شب ونہ روز نہ عرش ونہ فرش اور نہ دنیا ونہ آخرت۔ یہاں پہنچکر قلم ٹوٹ جاتا ہے۔ زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ عقل خبط اور فہم وعلم گم ہو جاتے ہیں۔ دیکھو عُجب وخود بینی سے بھاگتے رہنا۔ مقام بُعد میں رہ کر حسرت نایافت میں گھلنا بہتر ہے مگر مقام قُرب میں پہنچکر عُجب یافت میں مبتلا ہونا بہتر نہیں۔ اس لئے کہ عُجب مقدمۂ زوال ہے خبردار اس مقام کی دوری اور ہولناکی سے خاطر میں کوئی فتور ونفور پیدا نہ ہونے پائے کہ تم چھوڑ چھاڑ کر راہِ فرار اختیار کرو۔ یہ خوف صرف لکھنے اور کہنے میں آتا ہے درحقیقت مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

نومیدی کسی حال میں جائز نہیں۔ یہاں کار بے علّت ہے۔ بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنہیں بت کے سامنے سے اُٹھا کر طرفۃ العین میں حتیٰ کہ بت کے سامنے سجدہ گاہ ابھی گرم ہی تھی کہ تمام ملک وفلک سے انہیں اتنا آگے پہنچا دیا ہے کہ جن وانس وملک انہیں لوٹانا چاہیں تو کچھ نہ کر سکیں اور حیران رہ جائیں اور کہیں ان کا نشان بھی نہ پائیں اور کہیں کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ کارساز حقیقی فعال لما یرید ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ کوئی اس سے جواب طلب کرنے والا نہیں۔ اس بارگاہ میں نہ چوں وچرا کی گنجایش ہے اور نہ سبب وعلّت کو دخل ہے۔

اے برادر حق تعالیٰ تمہیں اپنا طلبگار بنائے۔ وہی صاحب دولتوں کی منتہا اور مرجع ہے شروع ہی میں الست بربکم کا تم سے عہد لے کر اس ہی نے تمہاری طینت وروحانیت اور ذرہ انسانیت پر اپنے نور

کی بارش فرمائی اور جرعہ جام الست پلا کر تمہیں ایسا مزہ چکھا دیا کہ وہ کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اسی مزے میں تمہاری حیات ہے۔ وہ نور مبارک ہمیشہ اپنے مرکز اور معدن کے طرف رجوع ہوا کرتا ہے اور اس عالم سے الفت نہیں رکھتا ہے

عشاق تو از ازل چو مست آمدہ اند سرمست ز بادہ الست آمدہ اند

پروانہ صفت عشاق بڑے جانباز ہوا کرتے ہیں۔ روز الست ہی ان کی گردن میں جذبہ الوہیت کی کمند ڈالدی گئی ہے اور اب تو پر و بال لا کر سرادقات جمال اور شمع جلال کے گرد اگرد اپنی پرواز کرتے نظر آتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً ایک جذبۂ حق نے جس کی شان یہ ہے کہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین انہیں کنار وصل تک پہنچا دیا ہے اور یہ آواز آرہی ہے کہ تو کب تک ہماری ہوائے ہویت میں ان پروبال سے طیرانی کرتا رہے گا۔ اب آشیانہ والذین جاھدوا فینا میں قرار لے تاکہ سنت لنھدینھم سبلنا کے مطابق اپنے انوار کے شعلے سے ہم ایسے پروبال کرامت فرمائیں کہ سر یھدی اللہ لنورہ من یشاء تجھ پر کھل جائے۔

اے برادر زینہار بد دل نہ ہونا کیونکہ ہوائے لطف چل رہی ہے اور وہ افتادہ لوگوں ہی کے تلاش میں رہتی ہے۔ تم نے کیا یہ نہیں سنا کہ سات سو ہزار برس مملکت سجادہ و اطاعت کے سالکوں اور خانقاہ عصمت و صلاحیت کے تکیہ نشینوں نے متکئہ عزت سے کمر کو سہارا دیکر یہ کہنا شروع کیا تھا کہ "کار ما داریم" ہم نے خدمت کی ہے۔ "...؛ لطف

چلنے لگی اور آب وخاک کے ڈھیر کو جو قدموں تلے پڑا ہوا تھا اٹھا کر کھڑا کر دیا اور ندا دی کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ملائکہ نے عرض کیا ہمیں اس کے فتنہ وفساد جھیلنے کی طاقت نہیں ارشاد ہوا لیس فی المحب مشاورۃ ہمیں اس سے الفت ومحبت ہے اور الفت ومحبت میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ع با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نہ ۔ تمہارے دروازے پر بھیجیں تو تم رد کر دینا تمہارے ہاتھ فروخت کریں تو تم مت خریدنا۔

اے جان برادر طلب میں محکم ومستقل رہو۔ اس راہ میں اپنے گناہوں پر نظر ڈالنا اور مایوس ہونا نہایت بُرا کام ہے مگر ان میں مبتلا ہونا بھی سخت شنیع ہے۔ جس کسی سے عداوت ہوئی ہے تر دامنی سی ہوئی ہے۔ یہ بھی سمجھ لو کہ دستار خواجگی سر پہ رکھ کر یہ کام کسی سے نہیں ہو سکتا خود اپنے باپ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو۔ چلہ کی ابھی صبح ہی ہوئی تھی کہ آنکھ کھلتے ہی اور جمال عشق پر نظر پڑتی ہے۔ یہ نگاہ عشق جنت میں بھی انہیں آرام لینے نہیں دیتی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قدم جو مسافرانہ اور سالکانہ ہے بہشتی میں رہ کر گرفتار بندش نہیں رہ سکتا اور عشق ومحبت کا یہ سر پُر خمار جو ہمیں ملا ہے وہ تاج کا بار نہیں اُٹھا سکتا۔ ہمیں الف کے کے مانند قد عطا ہوا ہے اسی طرح ہمیں آزاد رہنا چاہیئے۔ علل واسباب اور حشم وخدم کو آگ میں جھونک دینا چاہیئے۔ یہ کہکر ایک عاشقانہ نعرہ مارتے ہیں اور لبیک کہہ کر ہشت بہشت کو وداع کرتے ہیں جب تک جنت میں میں رہے تاج بر سر وخلعت در بر مقربان بارگاہ کی طرح رہے۔ جب وہاں سے نکل کر عشق وعاشقی کے راہ اختیار کی تو ستر عورت کے لئے بھی درخت کے پتوں کے سوا کچھ نہ ملا مگر آدم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ نعرہ عشق بلند تھا۔

اے قبلۂ حقیقی بنمائے رُخ کہ مارا　　بگرفت دل بکلی زیں قبلہ مجازی

ہاں بہشت کے درختوں کے زیرسایہ عشق کے سبق کے تکرار نہیں کی جاسکتی اس کے لئے شارستان ابتلا میں گھر بنانا چاہیے اور دبیرستان بلا میں عمر بسر کرنی چاہیے۔ محبت میں بلا ایسی ہی ہے جیسے کہ دیگ میں نمک۔ بغیر اس کے مزہ ہی نہیں معلوم ہوتا۔

جو صاحب جمال کہ اپنے عشق پہ ناز کرتا ہے وہ داد جمال نہیں دیتا داد جمال دینا تو یہ ہے کہ کل جب یہ خطاب آئے کہ ہماری طرف نظر کرو تو یہ کہے کہ ایسے جمال مبارک پر مجھ جیسے کا نظر ڈالنا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہاں میری نظر کہاں یہ جمال جہاں آرا!!

اے برادر جس روز کہ بساط محبت بچھائے اسی روز تمام مرادوں کو آگ لگادے۔ سالک اول حضرت آدم صفی صلوات علیہ نے سو برس خون جگر منھ پر ملا۔ حضرت نوح جیسے برگزیدہ بارگاہ کے جگر پہ یہ تیر اڑا کہ انہ لیس من اھلك خلیل اللہ جیسے پیغمبر پر جیسے خلعت خلت عطا ہوا تھا نمرود طاغی کو مسلط فرمایا گیا۔ یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازاروں میں چار سو پھرا کر غلاموں کے صف میں کھڑا کر کے چند کھوٹے درہموں پر بیچ ڈالا۔ زکریا کو آرہ سے دو پارہ کیا۔ ایوب کو سالہا مرض سرطان میں مبتلا رکھا۔ حضرت موسیٰ جیسے کلیم اللہ کو لن ترانی کا چرکا لگایا۔ یہ سب کچھ عشق و عاشقی میں سزاوار ہے اور ہوا کرتا ہے ؎

حسن را قاعدہ جوراست بُتاں می دانم　　باکہ کردی کہ بہ مسعود وفا خواہی کرد

اے برادر یہی مقصود ہونا چاہیے۔ مرد کو چاہیے کہ یہ کہے یا جان جائے یا مقصود ہاتھ آئے ؎

یا بدست آریم سرے یا در اندازیم سر یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

یہ مقصود گوہر شب چراغ ہے اور اس کی قیمت اسی لئے زیادہ ہے کہ دریائے خونخوار کے موجوں میں یہ موتی ملتا ہے۔ اس گوہر نایاب کے لاکھوں طالب ہوتے ہیں جو اس کے لئے جان فدا کرتے اور قعر دریا میں کے بل جاتے ہیں کہ اس کی کہیں سے مہک اور خوشبو ہی مل جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص غافل وار یہاں قدم رکھے۔ صد ہزار بحر جلال کی مچھلیاں منھ کھولے منتظر ہیں کہ اگر کوئی غفلت و تر دامنی کرے تو اسے نگل لیں تاکہ اس کے آنے جانے کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے۔ کوئی غافل جب اس سمندر میں تر دامن رہ کر قدم رکھتا ہے تو وہ لعین نہنگ قعر دریائے جلال جو اس بارگاہ کا دربان ہے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا تو مجھے شاید نہیں جانتا۔ میں وہ ہوں کہ آسمان اول کے سکان مجھ سے تسبیح کے ادب سیکھتے تھے اور آسمان دوم کے سکان تہلیل کے آداب مجھ سے حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح تمام دیگر آسمانوں والے میرے لئے مسند درس تدریس بچھاتے تھے لیکن ان سب دولتوں پر میں نے لات ماری اور لعنت کا قشقہ پیشانی پر کھینچکر شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی میں آ بیٹھا کہ کسی تر دامن کو یہاں دھنسنے نہ دوں اب تو اگر جانا چاہتا ہے تو اخلاص کا تاج سر پر رکھ اور چلا جا ورنہ میرے شکار بند میں تیری جگہ ہے اے برادر یہ لعین کسی ایرے غیرے کم ہمت کمینہ خصلت کے لئے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کرتا۔ بڑا غرور اور ہٹے والا ہے۔ جب تک کہ کوئی صدیق اس مملکت میں قدم نہیں رکھتا اور کوئی کھرا پاکباز ادھر نہیں آتا یہ لعین اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرتا۔

فائدہ (۵)

غفلت سے بچنے کے بیان میں

ایک گلخن تاب بادشاہ کے جمال جہاں آرا پر عاشق تھا۔ بادشاہ کو بھی اس کا علم تھا۔ ایک روز اس کی طرف سے بادشاہ کا گزر ہوا۔ عشق کی خلش اندر چھیڑ کر رہی تھی۔ بادشاہ نے باوصف علم دولت وسلطنت گلخن تاب کو دیکھنے کے لئے اس کے مکان پر نظر ڈالی مگر وہ حاضر نہ تھا۔ یہ نظر جب خالی گئی تو بادشاہ خجالت سے عرق عرق ہو گیا۔ پس اے غافل دعویٰ عشق مت کر یا تو اُسی کا ہو رہ۔ حاضر باش بن اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل مت ہو یا پھر لاف زنی نہ کر۔ مرد حازم بن اور احتیاط برت۔ تو نہیں جانتا کہ ایک صیاد ایک تالاب پر سے گزر رہا تھا۔ وہاں اسے کچھ مچھلیاں نظر آئیں۔ اس نے کہا آؤ انکا شکار کریں۔ کچھ مچھلیاں جو محتاط تھیں تاڑ گئیں اور پہلے ہی سے بھاگ گئیں جو غافل تھیں وہ جال میں پھنس گئیں۔ حزم سے اُنہیں کو فائدہ ہوا جنہوں نے غفلت نہیں کی تھی۔ پس بندہ کو بھی چاہیئے کہ غفلت کو راہ نہ دے ورنہ دشمن کے پھندے میں پھنس جائے گا اور ہلاک ہو گا۔ یاد رکھو مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور کھوٹا کھرا۔ غافل و حازم سب ظاہر ہو جائیں گے لیکن قبل اس کے کہ مَیں آ آئے خدائے عزوجل نے دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے۔ یہ دنیا عروس بیوفا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو بعض مریدوں کے نام

اور فریبندہ لابقا ہے۔ مرد عاقل و حازم کا شیوہ یہ ہے کہ اس طرف مُنہمک نہ ہوا ورحق الحقیقۃ ہی کے طرف نظر رکھے اور زہد اختیار کرے۔ زہد ہی یار باوفا اور ہمنشیں باصفا ہے پس اگر بندہ حزم و زہد اختیار کرے گا اور اپنے خالق سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوگا تو بس کامیاب ہوگا۔ **فقد فاز فوزا عظیما** اور اگر اس کے برعکس ہے تو پھر اس کی بلا کی وگرفتاری لازمی ہے اعاذنا اللہ منہا

فائدہ (۶)

عقل و عشق و اتباع شریعت و سنت نبوی صلعم کے بیان میں

عقل مردوں کے لئے ایک بیش قدر چیز ہے مگر عشق وہ شئے ہے جو بڑے بڑے قلعے اور پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آناً فاناً میں فتح کر دیتی ہے۔ عقل کہا کرتی ہے کہ خطرہ میں مت پڑو مگر عشق کہتا ہے کہ تم پرواہی نہ کرو۔

یہ عشق ہے اور یہ عقل۔ جن کی صفتیں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بیان فرمارہے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کا بھی یہی قول رہا ہے عشق ایک سہ حرفی لفظ ہے جس میں کوئی حرف علت نہیں۔ پس عشق جیسا ظاہر لفظ میں ہے ویسا ہی باطنی معنی میں علت سے خالی ہے۔ عشق کو علت سے کیا تعلق جیسے کہ دیوانہ کو اس کی دیوانی حرکتوں سے پہچانتے ہیں اور شاعر کو اس کی ترکیبوں اور استعاروں سے اسی طرح عاشق کو اس کے احوال سے

ماخوذ از مکتوب ملا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بعض مریدوں کے نام ہے ۱۲

شناخت کرتے ہیں۔ مجنوں سے کسی نے کہدیا کہ لیلیٰ مرگئی۔ بوجہ جنسیت عشق اس کے دل پر ایک تیر تو لگا مگر وہ لیلیٰ کے دروازہ پر آکر لیٹ گیا گویا کہ قیلولہ کررہا ہے۔ اس کی لیلیٰ نہیں مری تھی اس کے فکر اور اندیشہ میں وہ اسی کے پاس موجود تھی۔ اسی طرح تم بھی فکر و اندیشہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو درحقیقت تمہیں بھی ایسا ہی نظارہ نصیب ہوگا۔ ؎ تا چند دلا بہ این و آں ویزی؎ زنگاہ کہ مرد شوی زبہا خیزی۔ یعنی اے دل تو کب تک این و آن میں مبتلا رہے گا جب اس سے دست بردار ہوکر صرف اسی کے واسطے الگ کھڑا ہوجائے گا تو اس وقت تو مرد ہوگا۔ قیامت میں جب حشر کا میدان ہو گا تو عشاق مستانہ وار خوش خوش نظر آئیں گے عقل کا اس وقت کہیں ٹھکانہ نہ ہوگا۔ جمال ازلی کا طالب اپنے محبوب کے طلب میں اِدھر اُدھر تلاش میں ہوگا کہ ناگاہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تجلّی جمال فرمائے گا۔ اسر گرفتار و مبتلائے عشق پر جس خیال میں کہ وہ ہوگا اسی کے مطابق جمال کے تجلی ہوگی پھر اس کی حالت ہوجائے گی جو ہوجائے گی۔ میں نے ایک طالب عاشق کو اپنے کانوں یہ نالہ و زاری کرتے سُنا ہے کہ الٰہی اوس ذات مقدس کو جو کہ عزت و کبریائی کے پردوں میں مستتر ہے اپنے لطف و کرم سے مجھے ایک نظر دکھادے پھر اس کے بعد دوزخ کے ساتوں طبقوں کو مجھ پر جھونک دینا کچھ پروا نہیں۔ میں نے اپنے حضرتؒ پیر و مرشد کو یہ رباعی بار بار پڑھتے سنا ہے ؎ صوفی شوم و خرقہ کنم فیروزہ ؛ ورد سازم زدرد تو ہر روزہ

زنبیل بدست دل دیوانہ دہم ؛ تا از در تو در دکند دریوزہ

یعنی ماسوائے اللہ سے دل کو پاک و صاف کرکے اور ایک فیروزی رنگ کا خرقہ پہن کر فقیروں کی صورت بنا کر روز تیری عشق و محبت کا راگ گاتا رہوں

لہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز

اور اس دیوانے دل کے ہاتھ میں ایک جھولی دیدو ل کہ تیرے دروازے پر دُہائی دے کر عشق و محبت کی بھیک مانگتا رہے۔

اب عقل کی شگوفہ کاری دیکھو۔ حزم و احتیاط اس کا جزو ہے۔ اس حزم نے مچھلیوں کو جو حازم تھیں کیا فائدہ پہنچایا۔ ماہی گیر اپنا جال ٹھیک کر رہا تھا کہ حازم مچھلیاں تاڑ گئیں اور مردہ صفت بن گئیں۔ صیاد نے گندہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ پس تدبیر کو جو تقدیر کے ساتھ ہم رشتہ ہے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے رہا اگر کوئی شخص بے خود ہوا اور ایک طرح کا نشہ اس پر سوار ہو تو اس پر کوئی جواب دہی نہیں۔ حتیٰ کہ ایک مثال ہے کہ ایک شخص تھا جو مویز کی شراب تیار کر کے بہت سی پی گیا۔ جب نشہ غالب ہوا تو اسی ترنگ میں ایک مردہ عورت کو سمجھا کہ اس کی عروس ہے۔ یہ سب مستی و بے خودی کی کیفیتیں ہیں مگر وہ دیوانہ جو اپنے سے بیگانہ اور محبوب سے یگانہ ہے اس کی شان اور ہے ؎ ہاں اے دلِ دیوانہ بخرام بمیخانہ ؛ کاندر خم و پیمانہ تنہا ہمہ و دیدم کہا جائے گا کہ یہ سب حکایتیں بے اصل اور موضوع بیہاں ہوں گے مگر جو معنی ان میں ہیں انہیں دیکھنا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی فرد بھی اس عالم میں جناب باری تعالیٰ کے فیض احدیت سے خارج نہیں۔ ہر مخلوق اپنے نفع اور ضرر پہنچانے والے کو جانتے پہچانتے ہی اور سب اس آیت پاک کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ **اعطی کل شی خلقه ثم هدی** ایک حکایت ہے کہ چوہوں میں ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ موٹا تازہ تمام چوہے دور دور جا کر چرتے ہیں لیکن یہ ایک معزز مقام پر رہتا ہے اور سب اس کے سامنے دانہ چارہ پیش کرتے ہیں اور جب یہ بڈھا بیکار ہو جاتا ہے تو مار ڈالتے ہیں۔ یہ ایک نظام ہے۔ آخر یہ کہاں سے آیا؟ یہ

اسی فیض احدیت کا نتیجہ ہے یعنی اعطی کل شی خلقه ثم هدی
اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اندھا۔ آبادی سے بہت
دور رہتا ہے۔ جنگل سے بستی کے اندر بعض باغوں میں آتا ہے اور وہاں
کی بعض اشیاء پھول پتی سے آنکھیں ملتا ہے اس سے اس کی آنکھیں روشن
ہو جاتی ہیں۔ یہ کس نے اسے سکھلایا کہ تیرے لئے یہ شئے نافع ہے۔ یہ سب
اسی فیض باری نسیم کے شگوفہ کاریاں ہے۔ ان مچھلیوں نے جو حازم نہ تھیں
ماہی گیر کو دیکھ کر ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا اور ماہی گیر نے جب جال ڈالا
تو اسمیں آگئیں اور پھنسکر ہلاک ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنے ضرر کو دیکھ لیا
تھا مگر چونکہ عقل سے کام نہ لیا اور حزم نہ رہا اس لئے ہلاک ہوئیں۔ یہ تدبیر
کو تقدیر سے ہم رشتہ نہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان کہانیوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے
اے دوستو اے بھائیو وقت کے یکایک آجانے اور تقدیر کے دفعتہ
ظاہر ہو جانے سے غافل نہ ہو ایاکم عن فجاءۃ الاجل وبغتۃ
التقدیر۔ میں نے بہت دیکھا ہے کہ لوگ غفلت میں سوتے کے سوتے
رہ گئے ہیں اور تقدیر کا لکھا یکایک ان کے سامنے آگیا ہے۔ اب ایک
حکایت اور سنو۔ طیفور شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نور حضور اور اللہ جل
شانہ کے شان بندہ نوازی اور تربیت شکر گذاری سے کافی حصہ ملا تھا
ایک بار ان پر فیض قدسی کا دروازہ کھلا تو التماس کیا اللھم ارحمنی
واغفرلی۔ الٰہی مجھ پر رحم کر اور بخش دے۔ حضرت عزت تقدس و تعالیٰ
سے ندائے بے صوت آئی کہ اذھب فقد غفرت لک جا ہم نے
تجھے بخش دیا۔ طیفور کے لئے یہ فرحت و انبساط کا وقت تھا اور ادھر در
فیض و بخشش وا تھا دعا کی الٰہی سب کو بخش دے۔ ارشاد ہوا "بخش دیا"

اب بے باکی ہو کہلاتے ہیں اور عبودیت کے مقام سے قدم اٹھا کر مقام فضول
ہیں قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابلیس کو بھی بخش دے۔ اس پر ڈانٹ
پڑی کہ وہ آتشی ہے۔ آتش کی تاب لا سکتا ہے تو خاکی ہے۔ اپنا غم کھا
دیکھو فضولیات میں پڑنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تم اس سے بچتے رہو۔ میں نے چند
سالکان عارف اور فنا فی اللہ کو دیکھا ہے کہ ان کے بعض کلمات سے اسلام
کو نقصان پہنچا ہے۔ مثلاً مولانا فرید الدین عطارؒ۔ مولانا جلال الدین رومیؒ
اور شیخ محی الدین ابن العربی وغیرہ ان سے بعض مسائل میں ایسے کلمات
قلم سے نکل گئے ہیں جن سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے یعنی عوام ان کی
حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور بہک جاتے ہیں۔ اے عزیز اب سچے طالب
نظر نہیں آتے اور مجاہدہ وریاضت اور مواجب دینداری باقی نہ رہی۔
زمانہ خراب ہے حقیقت کو جاننے والے نہیں رہے۔ اتحاد جس کا صوفی ذکر
کیا کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ دو وجود ایک ہو جائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ
یا یہ کہ سالک ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔ بمصداق کل شئی ھالک الا وجہہ۔
محمد حسینی بھی اسی خیال میں تھا مگر جب حقیقت ظاہر ہوئی تو پردہ اٹھ گیا۔ شریعت
غرا کو جسے صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی محنت و مشقت سے
رائج کیا تھا ایسے کلمات سے حک نہ کرنا چاہیئے یہ مناسب نہیں اللّٰھم
الھمنا رشدنا وارزقنا اتباع حبیبك ونبیك وصفیك
برحمتك یا ارحم الراحمین اتباع شریعت ہی میں سلامتی ہے
ہاں مگر عشق یہ ایک دوسری ہی شئے ہے ؎ عشق آمد و خانہ کرد تاراج
ما نیز نہیم دل بہ تاراج۔ مجنوں ہر نماز عصر کے وقت مستانہ و والہانہ جو عاشقوں
کی رفتار ہے کوئی لیلیٰ میں آتا اور جہاں لیلیٰ رہتی تھی اس کی کھڑکی کے

نیچے جاکر ایک پتھر پر لیٹ رہتا۔ لیلیٰ کی بھی نظر اس پر پڑتی۔ رقیبوں کو بُرا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مار پیٹ سے یہ شخص نہ مانے گا آؤ پتھر کے نیچے آگ جلائیں اور اُسے خوب گرم کریں جب مجنوں لیٹے گا تو اُسے حال معلوم ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اُدھر وہ دیوانہ فرزانہ۔ از خویش بیگانہ اپنے وقت پر آیا۔ پتھر پر جو ہمہ تن آگ ہو گیا تھا بیٹھا اور لیٹا اور جل بھن گیا اور بدن سے دھواں نکلنے لگا۔ رقیب دوڑے کہ ارے دیوانے تو جل گیا۔ اس نے کہا تن جل گیا تو کیا ہوا دل عرصہ ہوا کہ جل بھن چکا ہے

اس سرو قد لالہ رخ۔ پستہ لب سے اس کے سوا اور کیا حاصل ؎

حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست　　سوختم و سوختم و سوختم

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے اپنے دوستوں کی تعریف کی کہ ہم نے بارہا ان کے دل پر بلائیں نازل فرمائیں مگر وہ ان سب کو اس طرح پی گئے جیسے مصری کے گھونٹ اور ان بلاؤں پر فخر و ابتہاج کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں بھی ایک جوش آیا اور عرض کیا کہ ایک بلا مجھ بھی نازل فرما۔ بارگاہ عزت کے پردے سے ندا آئی کہ تمہیں اس کی طاقت نہیں کہ ہمارے پیکان کے زخم کو سہ سکو مگر حضرت داؤد علیہ السلام نے استدعا کی چنانچہ درخواست قبول ہوئی اور ایک امتحان میں ڈالے گئے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک روز وہ بیت المقدس میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا جس کا جسم زر خالص کا اور چونچ مروارید کی تھی پاس نظر آئی آپ نے جلدی سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے ایک کھلونا ہاتھ آئے گا۔ مگر چڑیا اُچک کر آگے گئی۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو وہ زینہ پر پہنچ گئی حضرت داؤد

اٹھے اور اس کی طرف چلے وہ اور اچکتی ہوئی بالاخانہ پر پہنچی - آپ بھی پیچھے پیچھے گئے وہاں کوٹھے پر ایک مکان کا منظر نظر آیا کہ صحن بام پر ایک عورت ماہ پیکر - سرو قد - پستہ لب - بادام چشم نہا رہی ہے - غیر مرد کو دیکھ کر اس نے سر کو جنبش دی اور بالوں کا جوڑا کھلکر سارے جسم پر آگیا اور لمبے لمبے گھنے بالوں سے تمام بدن چھپ گیا - حضرت داؤدؑ کے دل پر عشق کا ایک تیر لگا اور آہ سرد کھینچکر بیٹھ گئے - یہ زن اُوریا تھی جسے آپ نے جہاد پر بھیجا چنانچہ میدان جنگ میں وہ مارا گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی اسی قصّہ کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت داؤد کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے ایک کہتا تھا کہ اس کے پاس ننیانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے پھر بھی اس نے میری ایک بھیڑ چھین لی - حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے تنبیہ ہوئی اور بارگاہ الٰہی میں توبہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے - فَخَرَّ سَاجِدًا وَّاَنَابَ -

یہ ہیں عشق کے کارستانیاں ؎

عشق آمد و خانہ کرد نالی   برداشتہ تیغ لا و بالی

کسی کا شعر ہے ؎

من از عشق تو خون خوردن گرفتم   تو دیری زی کہ من مردن گرفتم

یعنی تیرے عشق میں خون جگر کھانے لگا ہوں خدا تیری عمر دراز کرے میں نے اپنجان ہی دیدینے کا قصد کر لیا ہے - حضرت خواجہ صاحبؒ یہ شعر لکھ کر فرماتے ہیں کہ اے احمق یہ کہاں کی شکایت و حکایت نکالی - مرنا چاہتا ہے تو مر جا - ابدی عمر نصیب ہوگی - قیس عامری کی یہ دعا ! در کہہ -

یارب تو مرا بروے لیلا ؛ ہر لحظہ بدہ زیادہ میلی = اللھم زد فزد

فائدہ (۷)

ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں

زبان سے ذکر کرو تو وہ لقلقہ کہلاتا ہے۔ اور دل سے ذکر کرو تو وسوسہ
دل کے ذکر کو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اس میں دل ہی دل میں ذکر کر کے دل پر
ضرب لگاتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک میں ظاہر کی رعایت
کرتے ہیں یعنی گو ذکر دل ہی دل میں ہوتا ہے مگر ظاہر میں بھی جسم کو کچھ حرکت
دی جاتی ہے اور دوسرے میں ظاہر کی بالکل رعایت نہیں کرتے یعنی ظاہر
جسم کو کوئی حرکت نہیں دیتے صرف حس کے ساتھ دل پر ضرب لگائی جاتی
ہے۔ اس میں بہت اثر ہے۔ پھر ایک ذکر روحی ہوتا ہے جسے مشاہدہ
کہتے ہیں یعنی ذکر کرتے وقت ذاکر سمجھتا ہے وہ حضوری میں ہے اور
سامنے بیٹھ کر ذکر کر رہا ہے۔ اسے ذکر روحی اس لئے کہتے ہیں کہ روح
اسے دیکھتی ہے اور اس ذکر کے ساتھ خود بھی ذکر کرتی ہے۔ اس کے
علاوہ ایک اور ذکر ہے وہ ذکر سِر کہلاتا ہے۔ جسے معائنہ کہتے ہیں معائنہ اور
مشاہدہ میں فرق ہے۔ مثلاً ایک شئے کو صبح تڑکے دیکھو۔ پھر اسی کو دوپہر
کو دیکھو۔ ان دونوں اوقات کے دیکھنے میں بہت فرق ہوگا۔ صبح کے وقت
جھٹ پٹا سا ہوتا اور کچھ اندھیرا باقی رہتا ہے لیکن دوپہر کو سورج
کی روشنی ایسی جگمگاتی رہتی ہے کہ کوئی شئے چھپی نہیں رہتی۔ مشاہدہ

ماخوذ از مکتوب نمبر (۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بعض مریدوں اور معتقدوں کے نام ہے ۱۲

بعض اوقات صاف نہیں ہوتا کبھی اس میں ہلکا سا حجاب ہوتا ہے اور کبھی واضح تر اور کشادہ تر مشاہدہ ہوتا ہے نیز ایسا بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ آفتاب کا عکس پانی یا آئینہ میں۔ لیکن دوپہر کو جس طرح صاف ایک شئے نظر آتی ہے اسے معائنہ کہتے ہیں اس میں کوئی حجاب یا دھندلاپن نہیں ہوتا اسی کو کشف حقیقت کہتے ہیں امام ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اَنْوَارُ الْمُکَاشِفَۃِ بِتَجَلِّیِ الصِّفَاتِ وَاَنْوَارُ الْمُشَاھِدَۃِ بِظُھُوْرِ الذَّاتِ یعنی مکاشفہ کے انوار کا خزانہ صفات ربانی کی تجلی ہے اور مشاہدہ کے انوار کا قیام ظہور ذات سے ہے تجلی اور ظہور میں بہت فرق ہے۔ مثلاً معشوقہ لب بام آتی ہے اور عاشق صحن خانہ یا کہیں گلی میں ہوتا ہے اور نظارہ کرتا ہے اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ لیکن ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ عاشق معشوقہ سے ہم زانو یا ہم بستر ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے دل کے باتیں کرتے ہوتے ہیں یہ معائنہ ہے اور ظہور ذات۔

ذکر خفی میں مغائبت ہوتی ہے یعنی ذاکر مذکور میں گم ہو جاتا ہے مگر مذکور کی شان یہ ہے کہ کسی شئے کے واقع ہونے سے نہ اس کی ذات میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ صفات میں پس اوس سے اور گم ہونے سے کیا تعلق۔ ہاں ذاکر جو وجود و صفات دونوں اعتبار سے فانی ہے وہ بیشک باقی نہیں رہتا اور گم ہو جاتا ہے اور انوار صمدیت اسے گھیر لیتے ہیں اس کے بعد نہ قرب رہتا ہے اور نہ بُعد اور نہ گم ہونا اور نہ ملنا اور نہ فصل و نہ وصل ؎

تو او نہ نشوی ولیکن ار جہد کنی   جائے برسی کز تو توئی برخیزد

کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا فرماتا ہے لمن الملك اليوم آج کس کی حکومت ہے پھر خود ہی جواب دیتا ہے لله الواحد القهار یعنی اللہ کی جو یکہ و تنہا اور ہر شئے پر غالب اور چھایا ہوا ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ میں کیا

کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی وہ آسمان
زمین اور ہر شئے کا اجالا اور ہر شئے پر محیط ہے۔ پھر جب وہی سب پر چھا گیا
تو کونین کا وجود کہاں رہا کونین اس میں فنا اور گم ہو گئے مگر شکر کا نام اور
صفات سننا اور بات ہے اور شکر کھانا اور بات ہے پھر شکر کی حقیقت اور
اس کے مبدا اور معاد پر آگاہ ہونا دوسری بات ہے اور پھر خود شکر ہو جانا
کچھ اور ہی بات ہے خدائے پاک ہمیں تمہیں سیدھے راستے پر رکھے اور جن
باتوں کو وہ پسند نہیں کرتا ان سے بچائے اور کجروی اور لغزش اور خطا سے
اپنی پناہ میں رکھے۔

فائدہ (۸)

چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیعت غائبانہ کے بیان میں

حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِی الْھِمَمِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَھَا
یعنی اللہ جل شانہ بلند ہمتوں اور اونچے ارادوں کو پسند فرماتا ہے اور حقیر اور
پست ہمتوں اور رذیل ارادوں کو پسند نہیں کرتا دنیا کے جاہ و دولت اور مال
و مکنت اک بجلی کی چمک اور بادل کے چلتے پھرتے سایہ کی طرح ہے۔ بجلی کبھی
چمکی کبھی ڈوبی۔ کبھی آئی۔ کبھی گئی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسی وہمی چیز سے
کیا دل لگایا جائے کھاری مٹی میں کیا بویا جائے۔ پانی پر کیا نقش جمایا جائے
اس میں نہ بھلائی کی امید ہے اور نہ کامیابی کی۔ ایک سوکھی لکڑی کا گھوڑا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا نظام الدین محقق رح
عہ وسائل الوصول مصنفہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی میں یہ حدیث موجود ہے مگر معالی الھمم کی جگہ الامور ہے

بنانا ہے جس کا نہ قدم اٹھ سکتا ہے اور نہ اس سے منزل طے ہو سکتی ہے۔ آخر کار عاجز ہو کر بے دست و پا بیٹھ جانا پڑتا ہے مگر اس عاجزی اور منزل طے نہ کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ افسوس صد افسوس بھلے آدمی ؎

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست　　بام سوراخ و ابر طوفاں بار

بادل گھرا چھایا ہوا ہے اور مکان کے چھت میں سوراخ پڑے ہوئے ہیں اس گھر سے جلد اپنا بوریہ بدھنا سنبھالو۔ مقصود یہ ہے کہ اس زندگی کو چندروزہ مگر بہت غنیمت سمجھو اور جو سانس چل رہی ہے اسے بڑی نعمت جانو اور خدائے عزوجل کے جو طاعت وعبادت کر سکتے ہو کرو اور اس کی یاد سے ہر وقت اپنے دل وجان کو مالا مال رکھو اور اس کے سوائے اور کسی طرف دل نہ لگاؤ اور اس جہاں کے کام کو اُس جہاں کے سپرد کر دو۔ پس اگر ایک ایسا نفس جو نامرضیات سے پاک وصاف ہے اور ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے تمام شرطوں کے ساتھ جیسا کہ حق ہے تمہیں نصیب ہو جائے تو شکر کرو۔ پھر گو تم دنیا میں رہو گے مگر سارے کام ٹھیک ہوتے رہیں گے جب دل میں خدائے عزوجل کی لو لگ گئی اور نفس میں پاکی آگئی تو ضرور بالضرور درجات میں ترقی اور مرفہ الحالی شروع ہو جائے گی خبردار خبردار ایک سانس بھی غفلت میں نہ نکلے۔ ؎

نصیحت ہمین است جان برادر　　کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے بھائی جہاں تک ہو اوقات ضائع نہ کرو جو کچھ کرو خدا کے لئے اور خدا کے دیدار کے لئے کرو خدا داں ہو جاوگے۔

اس فرزند شائستہ کے لئے جس کی درخواست حصول بیعت تم نے بھیجی تھی اپنی پہنی ہوئی ایک ٹوپی بھیجتا ہوں۔ خدا اسے دل خدا شناس اور نفس حق پرست دے۔ تمہیں اپنی طرف سے وکیل کرتا ہوں اس سے

کہنا کہ مولانا نظام الدین کے ہاتھ کو ہمارا ہاتھ سمجھے اور ان کی زبان کو ہماری زبان اور جو تلقین کہ لکھتا ہوں اسے سمجھے گویا کہ میری زبان سے سُنی ہے اس سے کہنا کہ مولانا کو صدر میں بٹھانا اور ان کی طرف منہ کر کے تین جگہ زمین پر سر رکھنا اور سمجھنا کہ تمہارا منھ ہماری طرف ہے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور سمجھنا کہ ہمارا ہاتھ ہے اور ان کی زبان کو ہماری زبان سمجھنا اور ان کی اس بول کو منا کہ تم نے عہد کیا اس ضعیف سے۔ اس ضعیف کے پیر سے اور پیر کے پیر سے اور تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آنکھ کی اور زبان کی نگہبانی کرنا اور جادہ شریعت پر رہنا اور جب مولانا پوچھیں کہ تم نے قبول کیا تو کہنا ہاں قبول کیا۔ پھر وہ کہیں گے الحمد للہ اور قینچی لے کر سر کے دونوں طرف سے تھوڑے بال کاٹ دیں گے اور تکبیر کہتے جائیں گے اور اپنے ہاتھ سے میرے نائب بن کر جو ٹوپی میں نے بھیجی ہے تمہارے سر سر پر رکھ دیں گے اور اس وقت بھی تکبیر کہتے جائیں گے پھر دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے ہدایت کریں گے۔ جب نماز پڑھ چکنا تو ان کے سامنے اس طرح آنا جس طرح پیر کے سامنے آتے ہیں اور کچھ نذر پیش کرنا جو اگر ہو سکے تو ہمارے پاس بھیجدینا ورنہ وہیں راہِ خدا میں خرچ کر دینا۔ جب مولانا نظام الدین یہ کہیں کہ تم نے اس ضعیف سے عہد کیا تو ضعیف سے یہ سمجھنا کہ وہ خود "ہم" ہیں۔ اسی طرح ہر قول کو سمجھنا۔ پھر ہمارے اس ارشاد کو جو وہ نیا بتا اپنی زبان سے کہیں گے ہمارا سمجھنا۔ یعنی پانچ وقت نماز باجماعت گذارنا۔ جمعہ کی نماز اور غسل کو ناغہ نہ کرنا۔ ہاں اگر کوئی شرعی عذر مانع ہو تو مضائقہ نہیں۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے چھ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا۔ اس نماز کے بعد

دو رکعت اور سلامتی ایمان کے لئے پڑھنا اور اسے ہمیشہ اس طرح پڑھتے رہنا کہ ہر رکعت میں سات سات بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ دونوں سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کریں اور تین مرتبہ یہ دعا مانگیں یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان یعنے اے وہ ذات جو زندہ و پائندہ ہے ہمارے قدم ایمان پر جمائے رکھ پھر عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور پڑھیں جس کے ہر رکعت میں دس دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا ہوگا اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ یا وہاب کہنا ہوگا۔ اس طرح پر کہ "ھ" جس پر تشدید ہے سینے کے اندر سے نکل رہی ہے اور ہر ماہ میں چاند کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کو جو ایام بیض کہلاتے ہیں روزہ رکھنا ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو اسی ماہ میں پھر رکھ کر پورا کرلیں اور سفر و حضر کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔

فائدہ (۹)

یاد محبوب اور وقت کی معموری کے بیان میں

اللہ جل شانہ فرماتا ہے انی جاعلک للناس اماما میں تمہیں آدمیوں کا پیشوا بناؤں گا۔ اے فرزند یہ کار عظیم تمہیں دیا گیا ہے اس کے حق کی ادائی ضروری ہے انبیاء بھی اس کے بوجھ تلے دبے جاتے تھے شرط کار یہ ہے کہ خلق خدا کی خیر خواہی اور نصیحت ہر وقت پیش نظر رہے اس کی جفا اور قفا پر صبر کرے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت کی

[1] ماخوذ از مکتوبات ذیل از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا علاء الدین گوالیاری ثم کالپوری۔ مطبوعہ مکتوبات (۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶)

پروا نہ کرے۔ شکستگی اور بیچارگی کو اوڑھنا بچھونا بنائے بلکہ اور بڑھاتا رہے اور جس شئے میں نقصان وزیاں کا ڈر ہو اس سے دور بھاگے۔ جن و انس کو پیدا کرنے سے مقصود صرف عبادت اور بندگی ہے۔ محبت کی بات ہو یا معاشرت کی۔ دوستی کی بات ہو یا معاملہ کی اگر وہ خدائے عزوجل کے لئے ہے تو کیا کہنا۔ یہ کام جو تم نے اپنے سر لیا ہے اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ بندہ بذل وایثار سے کام لے۔ اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ کرے اور دوسرے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر ترجیح دے اور اگر کل کے لئے کچھ نہ بچے تو کوئی اندیشہ نہ کرے۔ بھر ظاہر کے ساتھ اتنا نہیں بلکہ معانی کے ساتھ بہت زیادہ دل کو مشغول رکھے۔ دنیا کی وجاہت اور غلق خدا کے آمد وشد کے لئے صورت بنانا کہ لوگ اسے دیکھیں اور ہجوم کریں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے بالکل اس طرف خیال نہ کرے اور جو کچھ پیش آئے آئے صرف اپنے کام میں یکطرفہ ہو کر مشغول رہے ؎ فارغ چہ بود ز خود گذشتیم ؛ ما را نہ غمے نہ غمگسارے۔

بہرحال جو سامنے آئے آئے تم اس طرف متوجہ بالکل نہ ہو نہ دائیں طرف دیکھو اور نہ بائیں طرف۔ سیدھے منھ اٹھائے صراط مستقیم پر چلے جاؤ ؎ در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ؛ وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش وبہ براز دو کون ؛ وز سود وزیاں ہر چہ شود گو شو گو۔

اے فرزند ہم نے جو بتایا ہے اسی پر قائم رہنا اور قدم پیچھے نہ ہٹانا! اگرچہ تم ہم سے بہت دور ہو اور گو صحبت اور نور حضور سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں دور اور دفع ہوتی رہتی ہیں تاہم لیک تدبیر ہے کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اسے کرتے رہو اور تمام معاملات میں اسی [illegible] ہم

پر چلو۔ سرسری طور پر نہیں بلکہ توجہ دل کے ساتھ تو گو مشرق و مغرب کا فاصلہ درمیان میں کیوں نہ ہو۔ ہمارے ہم زانو کہے جاؤ گے یہ ایک کلیہ اور اصل اصول ہے اپنے اوقات کو اوراد و اذکار سے معمور رکھو اور تمام اعمال و اذکار میں اس کلیہ پر عامل رہو ۔

نصیحت ہمین است جان برادر   کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

من فات وقته فقد فات ربه جس نے اپنے وقت کو کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔ دنیا کے اشغال ہر سالک راہ کے مزاحم ہوا کرتے ہیں لیکن طالب خدا کو چاہیئے کہ اگر پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی دوڑنے سے باز نہ رہے۔

یاد رکھو کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یہ ہادی مرشد ہے۔ مرشد کا جب دامن تھا تو اس سے چپٹ جاؤ ذکر و مراقبہ تخلیہ و تجلیہ جو کچھ وہ بتائے اس پر عمل کرو لا الٰہ تخلیہ ہے اور الا اللہ تجلیہ ہے مراقبہ کی حالت ہو یا اجتماع کی دونوں صورتوں میں دل میں آنے جانے والی باتوں کو روکو اور نہ آنے دو اور جو خدشات اور توہمات ان باتوں سے پیدا ہوں ان سے انکار کرو اور دفع کرو اس سے تجلیہ و تخلیہ حاصل ہو گا اگر ایک ہادی کی پیروی تمہیں میسر ہو گئی تو یہ بڑی نعمت ہے اس کے بڑے اثر دیکھو گے۔ اس باغ سے جتنے معرفت کے پھل تمہیں نصیب ہوں گے اتنی ہی نعمت زیادہ ہو گی۔ کسی دین میں ان دو حقیقتوں کے بغیر سلوک طے نہیں ہو سکتا سوائے اس طالب کے جو عزم و ہمت کی شدت کے ساتھ ہو اور بجز اس تزکیہ نفس کے جو کمال حضوری کے ساتھ ہو اس معشوقہ تک لے جانے والا اور کوئی نہیں ۔ اگر حضوری بکمال کو تم

تخلیہ وتجلیہ کا نام دو تو بھی جائز ہے۔ لوگوں سے صحبت کم رکھنا اور کم کھانا پینا لازمہ حال ہے۔ عاشقوں سے پوچھو کہ معشوق کے بغیر ان کا کیا حال ہوتا ہے محنت و بلا اور معشوقہ کی یاد عاشق کی غذا ہے اگر مواجہہ یار ہے تو تجلیات حسن کی بجلیوں سے اضطراب ہے اور اگر درمیان میں پردہ آگیا ہے تو عدم حضوری سے بیقراری ہے کھانا پینا کہاں۔ خواب و خور کہاں۔ غیر یار سے صحبت کہاں ؎

با غم تو الفت و ہم خانگی   از دگراں وحشت و بیگانگی

عاشق صادق نہ سوائے دوست کے اور کسی کو دیکھتا ہے اور نہ سوائے اسی کے ذکر کے اور کچھ پسند کرتا ہے۔ اس کے منھ سے جب نکلتا ہے تو دوست ہی کا نام نکلتا ہے اسی کے خیال میں مستغرق ہے اور کچھ گفت ہے اور نہ شنید۔ یہ منزل گم شدہ اور بیخود لوگوں کی ہے نہ کچھ اپنا خیال کرو اور نہ رشتہ داروں کا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی خلق کے رد و قبول پر نظر مت ڈالو ورنہ دیدار دوست سے محروم ہو جاؤ گے نعوذ باللہ منہا اور اسے ضائع ہونے مت دینا اور نوافل و فرائض میں مشغول رہنا لِاَنَّ مَنْ فَاتَ وَقْتَہٗ فَقَدْ فَاتَ رَبَّہٗ اس لئے کہ جس نے اب وقت کو ہاتھ سے کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔

فائدہ (۱۰)

مجاہدہ و ریاضت و تعمیل حکم پیر کے بیان میں

ہمارا یہی مطلوب و مقصود ہے کہ جو لوگ ہم سے تعلق پیدا کریں وہ

ماخوذ از مکتوبات ۱۷، ۱۸ و ۱۹ از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب شیخ ابو الفتح علاء ...

ما سوی اللہ سے منقطع ہو کر اپنا وقت تنہائی میں گذاریں اور مدام شغل میں بسر کریں۔ خواجہ نظام الدین احمد بدایوانی نے اپنے پیر و مرشد سے ایک مرتبہ استدعا کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ ہرجائی نہ بنوں۔ شیخ رح نے فرمایا ایسا ہی ہوگا مگر مجاہدہ شرط ہے۔ پس آپ نے بتقلید شیخ صوم دوام اختیار کیا۔ پس تم بھی مجاہدہ اور ریاضت کو آخر وقت تک لازم کرلو۔ سب سے کہدو کہ جو مرید کہ فاصلہ کے لحاظ سے پیر سے دور ہے مگر اس کے فرمان پر قائم۔ اور جو اسے حکم دیا گیا ہے اس پر عامل ہے اور رضائے پیر کا خواہاں اور ہر وقت یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہے وہ دور نہیں بلکہ قریب ہے اور ہم زانوئے پیر ہے اور جو اپنے شیخ کے فرمان پر نہیں چلتا تو عیاذاً باللہ گو اس کا مکان بہت قریب ہے مگر وہ اتنا دور ہے جتنا مشرق سے مغرب۔

فائدہ (۱۱)

عشق و وصول و ذکر و قرب کے بیان میں

اس دنیا میں سب سے بہتر کام طلب خدائے عزوجل اور اس کا وجدان و عرفان ہے۔ گو کل موجودات کیا حجر کیا شجر کیا فرشتہ کیا جن کوئی اس کی معرفت سے خالی نہیں لیکن انسان کو ایک خاص عرفان و وجدان نصیب ہوا ہے جس سے بہت ہی کم مخلوق آگاہ ہے۔ یہ عرفان خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیرؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۰) خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی اسحٰق و قاضی سلیمان

معرفت کے لئے یہ ضرور ہے کہ یہ خیال بطور دوام جگہ کرلے کہ وہ معشوق کی خدمت میں حاضر اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب یہ توجہ بطور تام حاصل ہو جائے گی تو طالب یا تو اس کے دروازہ پر پڑا رہے گا یا اس کے کام میں رہے گا۔ اس کے لئے لازم ہے کہ ماسوائے اللہ سے دل کو پاک وصاف کرکے اخلاق کی درستی اور تزکیہ کی کوشش کرے دل میں سوائے اس کے اور کسی کا خیال نہ آئے۔ تصور میں بس اسی کی صورت اور زبان پر بس اسی کا ذکر رہے جب بات کرے تو اسی کے لطف و کرم کی اُسی کے وفا و جفا کی۔ اُسی کے بخشش و عطا کی۔ اس میں کبھی یہ ہوگا کہ غلبہ حال میں معشوق کے ناز و کرشمہ و لب و رخسار کی باتیں بھی منھ سے نکلنے لگیں گی مگر یہ سب پرکار محبت کی گردشیں ہونگی۔ معشوق کے کوچہ میں جس بہانہ سے ہو آتا رہے۔ بلکہ مسکین و عاجز و خستہ وار اس کی گلی میں ایک تنکہ کی طرح پڑا رہے طرح طرح کی تدبیریں کرے طرح طرح کی ٹونے ٹوٹکے کرے کہ کسی طرح حصول مقصد نصیب ہو۔ کوئی ایک دروازہ کھل جائے۔ اسی کوشش میں اُس کے دروازے اور درگاہ کے بیٹھنے والوں اور اس بارگاہ کے رہنے والوں سے ملاقات اور دوستی پیدا کرے تاکہ معشوق تک رسائی کا سامان ہو۔ بلکہ یہاں تک کوشش کرے کہ آشنائی خاص حاصل ہو جائے اس کوشش میں خواہ جان صرف کرنی پڑے خواہ مال۔ خواہ جاہ کام آئے خواہ عزت و جلال۔ اس درگاہ کے کمترین بندوں کا کمترین غلام بن جائے انہیں لوگوں سے کام نکالا کرتا ہے اس لئے انہیں سے موافقت، پیدا کرنا ضرور ہوتا ہے۔

طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ ذکر و مراقبہ اور فکر و تلاوت میں مشغول رہے

جس حال میں رہے اسی کی مناسبت سے فکر و ذکر کرے اور امید و بیم میں رہے یعنے یہ امید رکھے کہ ایک دن مقصود ضرور حاصل ہوگا اور معشوق و مطلوب کے حضور تک پہنچ جائے گا۔ لیکن ڈرتا بھی رہے کہ محبوب مرتبہ والا ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بے ادبی سے دھتکار دیا جائے اور آغوش سے ہٹا کر دروازہ کے باہر اور در سے ہٹا کر یا وہ گرد نہ کر دیا جائے کبھی اس کے بہا و جمال میں وارفتہ اور کبھی اس کے کمال و جمال میں مضطرب و آشفتہ رہے۔ طالب یا تو مسجد یا گورستان میں یا جنگل و ویرانے میں رہتا ہے یا ان مشائخ اہل ارشاد اور عارفان امجاد کی خدمت میں رہتا ہے جن کی ملازمت کے بغیر کام نہیں چل سکتا یعنی جب تک کوئی اس کی رہبری نہ کریگا وہ ہرگز مراد کو نہ پہنچے گا۔ پس اے بھائی جو کچھ پاس ہے سب ان پر سے تصدق کر دو اور جو عزت و شرف حاصل ہے سب ان پر نثار کر دو اس لئے کہ سب سے اہم کام اخلاق کی زینت و آراستگی ہے **تخلقوا باخلاق اللہ وتصفوا بصفاتہ** اللہ جل شانہ کی سی اخلاق سیکھو اور اسی کی سی صفت اختیار کرو جب تک کہ اس کی صفتوں سے متصف نہ ہوگے اس کی ذات کا مشاہدہ نہیں نصیب ہو سکتا۔ افسوس کہ یاروں نے نفس ذلیل سے انس پیدا کر لیا ہے اور اللہ کی طرف سے فارغ و بےغم ہیں ؎

درچہ کارید و درچہ مصلحت اید — اے فرو ماندگان بے مقدار
درجہاں شاہدے و ما فارغ — در قدح جرعۂ و ما ہشیار

اے جوانمرد یہ آگ کیوں تیرے سینے سے نہیں بھڑکتی اور تیرے دل میں کیوں نہیں جگہ کرتی! ہائے یہ کیا ہوگیا ہے۔ اے یار عزیز و برادر شفیق طلب کرو طلب! اور اس راہ میں جما کر قدم رکھو لیکن جب تک کوئی

رہبر نہ ہوگا اور اس کی پیروی نہ کروگے راہ مقصود دکھائی نہ دے گی اور منزل کا نشان نہ ملے گا۔ میرے خواجہؒ[عـــہ] فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بغیر پیر کے جلدی سلوک طے کرتا جائے گا اس کی مثال اس رسی بٹنے والے کی طرح ہے جو جس قدر اور آگے بڑھے گا اسی قدر پیچھے کھلتا جائیگا اور سب سے پیچھے چلے گا۔ طالب کو لازم ہے کہ ہر وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہے اشراق و چاشت تہجد و اوابین کی نمازیں۔ فی زوال (سایہ ڈھلنے کے وقت) کی نماز۔ اوقات مرجوہ (یعنے جب قبولیت کی امید ہے اس وقت) کی نماز شام کے وقت ہو یا صبح کے وقت انہیں برابر پڑھتا رہے۔ یہی سب ہمارے ہاں کے ٹونے ٹوٹکے ہیں۔ ایک دروازہ سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے اندر داخل ہو۔ ہر دروازے کو کھٹکھٹاؤ پھر دیکھو کہ کس دروازہ سے فتوح روح ہوتی اور عروس روح تجلّی فرماتی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ جب تک یہ سب کام نہ کرتے رہوگے کامیابی کا منھ نہ دیکھوگے اور یہ سب ظاہری اسباب یا باطنی نعمتیں اس وقت تک نصیب نہ ہوں گی جب تک کہ طلب میں شدت اور محبت میں غلبہ نہ ہو۔ یہ شئے سب پر مقدم ہے جس راہ پر کہ میں بلا رہا ہوں اس میں ایسی تجارت ہے کہ جتنا زیادہ نقصان ہوگا اتنا ہی فائدہ زیادہ ہوگا۔ وہ کون خوش نصیب جوانمرد اور کس باپ ماں کا جایا ہے جو اس راہ میں نقصان برداشت کرنے اور نفع کمانے پر آمادہ ہے۔ لوگ آب رواں پر نقش کاڑھنا اور اس سے عشق بازی کرنا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ اس طرح کبھی کعبۂ وصال تک نہیں پہنچ سکتے۔ شور زمین میں کاشت کرتے اور فصل پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر [illegible] کوئی نقد شئے تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے تو زہے بخت ورنہ وائے

عـــہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز۔

محرومی اُس بیچارے پر صد ہزار افسوس ہے جو محروم رہا۔ خبردار طلب کا دامن
مت چھوڑنا اور اِدھر اُدھر نظر مت ڈالنا۔ اس نعمت کے سوا جو کچھ ہے
وہ ہزل و ہزیان ہے جس طرح کیمیاگر پارے کو کھرل میں ڈالکر گھوٹتا ہے
تم بھی جب تک اس طرح گھونٹے اور رگڑے نہ جاؤگے کام نہ بنے گا۔ پس
اس راہ میں بھسم ہو جاؤ واللہ جب تک کہ محبت کی چنگاری اور معرفت الٰہی
کے سرخ گندھک تمہیں نہ ملے گی تمہارے وجود کا تانبا کبھی سونا نہیں بن سکتا

نصیحت کرد بکتوساں[1] اگر آزادہ ایستاں وگر گوئی کہ نستانم غلام نست بکتوساں

فائدہ (۱۲)[2]

معرفت الٰہی کے بیان میں

وہ شئے جس کی طلب سب سے زیادہ کرنی چاہئیے۔ اور وہ مقصود مراد جو سب سے زیادہ پیاری اور اہم شئے ہے وہ معرفت الٰہی ہے یہ نعمت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ [illegible] کی دو قسمیں ہیں ایک عام اور دوسری خاص۔ جب پہلی جلوہ گر ہوتی ہے تو بندہ امتثال اوامر یعنی بجا آوری احکام کی طرف دل لگاتا ہے اور دوسری یعنی خاص قسم جیساکہ اس کا نام ہے ویسے ہی اس کی حقیقت ہے یہ شئے لطف محض اور اللہ تعالیٰ کی [illegible]

---

[1] بلتوساں ایک بزرگ شاعر کا نام ہے ۱۲

[2] ماخوذ از مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز [illegible]
[illegible] سلیمانی

نہیں ہو سکتی - اس کی علامت تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے جسے یہ دو نعمتیں نصیب ہوئیں تو سمجھو اُسے محبت کی نعمت بھی عطا ہوئی ۔

۱ تزکیہ نفس کم کھانے - کم سونے - کم بات چیت کرنے اور کم ملنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے - استقامت شرط کار ہے مگر توجہ تام بغیر پیر و مرشد کی تلقین کے میسر نہیں ہوتی اگر پیر و مرشد اپنی صورت کے تصور اور حضوری کے لئے کہے تو اس میں مصلحتیں ہوتی ہیں - آدمی بن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کر سکتا ہے - شیخ کی صورت اس کی دیکھی بھالی ہوتی ہے - اس کا تصور ممکن ہے اور جلد یہ بات حاصل ہو جاتی ہے - اس طرح جب دل جمعی پیدا ہوئی تو مرید آسانی سے آگے ترقی کر سکتا ہے تصور حضور میں جو بات پیدا ہوتی ہے وہ گو مراقبہ کرنے پر بھی حاصل ہوتی ہے لیکن پیر و مرشد کی حضوری میں ہر وقت اپنے تئیں تصور کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتفاق سے کبھی کبھی دونوں کے قلب ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ جایا کرتے ہیں اور محاذات ٹھیک بیٹھ جاتا ہے پھر پیر کے قلب سے مرید کو براہ قلب فیض پہنچتا ہے وہ بھی ایسا فیض کہ جو کچھ پیر نے سو ریاضتوں میں حاصل کیا تھا وہ مر[illegible] وہ اس کے گو ناگوں کمتیاز کے بہ آسانی حاصل ہو جاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ [illegible] کا عکس اُس پانی میں پڑ رہا ہے جو اس کے محاذی [illegible] - اس پانی کے سامنے ایک دیوار ہے اس پر بھی یہ عکس پانی پر سے چھپ کر پڑ رہا ہے جسے عکس کا عکس کہنا چاہیئے - یہی حال مرید کے قلب پر عکس پڑنے کا ہے جو کچھ پیر نے ساری عمر میں طرح طرح کی محنت و مشقت [illegible] کیا تھا طالب کو پہلے ہی قدم میں حاصل ہو جاتا ہے - یہ نعمت [illegible] بیان نہیں

ہو سکتی - طالب کو جب اس کا ادراک ہوتا ہے تو پہلے پہل اس کی سمجھ میں نہیں آتا مگر تلقین پیر جس قدر بالمشافہ مفید و موثر ہوتی ہے - غائبانہ طور پہ خط و کتابت سے اتنی مفید و موثر نہیں ہوتی - گو اس کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے - یہ کہنا کہ شہد ایسا ہوتا ہے اس کا مزہ ایسا ہوتا ہے اور بات ہے اور پیر کا اس کے چند قطرے منھ میں ڈال دینا اور بات ہے - پیر و مرشد کے حضور میں یہ کام بنتا ہے اور جو دولت اور اثر تعیب ہوتا ہے وہ اور ہی بات ہے - دل کی آنکھ اگر بینا ہے تو بینا تر ہو جاتی ہے - اس کام میں مداومت کی بہت ضرورت ہے فتح باب کا انتظار کرنا اور امید رکھنا چاہئیے تا وقتیکہ بندہ خدا کے ساتھ ایک نہ ہو جائے یعنے جدہر دیکھے خدا ہی کو دیکھے - جانے پہچانے تو صرف اسی کو جانے پہچانے نہ اس کے سوا اور کوئی نظر آئے اور نہ سوائے اس کے کسی اور کی واقفیت و شناخت باقی رہے - اگر یہ بات نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں - امید وار رہو داتا بہت سخی ہے -

فائدہ (۱۳)[1]

محبت الٰہی و حضوری دل و رضا بالقضا کے بیان میں

نماز پڑھنا روزے رکھنا - خیر خیرات کرنا یہ کام تو بیوہ بڑھیا بھی کر لیا کرتی ہے - طالبان خدا کے کام اور ہیں جو بغیر پیر کی مدد کے نہیں ہو سکتے اس درخت کا پھل محبت الٰہی ہے - یہاں عقل گم اور دل دیوانہ مدہوش اور جان حیرت و ہیجان میں ہے -

[1] [illegible]

یاد رکھو کہ بغیر حضوری قلب کوئی عبادت عبادت نہیں اور کوئی طاعت طاعت نہیں اور حضوری قلب صرف پیر کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اس کے لئے سامنے رہنے کی ضرورت ہے ۔ غائبانہ خط وکتابت سے کام لینا کافی نہیں ۔ ہاں اگر پیر کے حکم پر عمل کیا جائے تو حضوری دل بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے ۔ لوگ اسے محال کہتے ہیں مگر یہ کوئی محال شئے نہیں ۔ مشکل بے شک ہے ۔ مگر عجب بات ہے کہ ایسی مشکل شئے پیر کے واسطے سے سہل بلکہ سہل ترین ۔ ممکن اور قریب الحصول ہو جاتی ہے ۔

یہ مردوں کے کام ہیں ۔ اگر عورتیں بھی انہیں کریں تو وہ بھی مردوں میں شمار ہونگی اور اگر مرد پست ہمتی کریں اور عورتوں کے سے کام کریں اور ہوائے نفس کی غلامی میں گرفتار رہیں تو وہ مرد عورت ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ۔

زندگی ہمیشہ عبادت الٰہی میں گزارنا چاہیئے اور اگر دور ونزدیک کے عزیز رشتہ دار ہوں تو ان کا حق ادا کرنا اور جیسے کہ چاہیئے اچھی زندگی بسر کرنا اور اس جہاں سے صرف نیک عمل لے جانے کی کوشش کرنا چاہیئے ۔

سُن لو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ۔ وہ خالق خیر و شر ہے جیسا وہ کرے اس پر راضی رہو اور ہر گز ہر گز ناخوشی کا اظہار نہ کرو تمہارے غم و غصے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور وہی ظاہر ہوگا جو اللہ شانہ کی مرضی ہے ارادہ اسی کا ارادہ ہے علم اسی کا علم ہے وہ قادر مطلق ہے ۔ اگر کہے کہ ہم سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں تو دم مت مارو سر جھکا دو اگر کہے کہ جگر کو پارہ پارہ کرتے ہیں تو خبردار آہ تک مت نکالو اگر وہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کردے تو پیشانی پر شکن تک مت لاؤ ۔ مگر ہاں وہ غفور رحیم ہے

بڑا عفو فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے اس سے ہمیں مغفرت و رحمت عفو و کرم ہی کی توقع ہے بندہ کو سوائے اس کے آستانہ پر سر رکھ دینے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے چہ چارہ باشد بیچارگان درد ترا بجز آں کہ بر سر خاک در تو خوں بازند = یہی مردوں کے کام ہیں

فائدہ (۱۴)

فراغت دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں

اس سے بڑھ کر کونسی دولت ہو سکتی ہے کہ تم فراغت کے ساتھ آنے جانے والوں۔ دوست دشمن۔ آشنا و بیگانہ سب کی مزاحمت سے محفوظ اپنے خدا کی یاد میں مستغرق رہو ؎

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ خوب روئے ‏ ‏ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے و ہوئے

تمہیں لوگوں کی صحبت سے کیا کام۔ تعلیم و تعلم سے کیا نسبت۔ وضو و نماز اور جو کچھ لازمات دین ہیں انھیں کافی جانتے ہو اب خدائے عز و جل کی یاد میں مستغرق رہو۔ جس روز کوئی تمہارے پاس نہ آئے نہ تم کسی کا منھ دیکھو اور نہ کوئی تمہارا منھ دیکھے۔ اس روز تمہاری گویا معراج ہے جو لوگ حمام کی تصویروں سے امید وصال او [illegible] سے کھیتی [illegible] کی توقع رکھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ [illegible] سے [illegible] کر کے امید و فا رکھتے ہیں انھیں [illegible]

جب تمہارے دل [illegible] غیر خدا کا خطرہ آئے [illegible] نہیں [illegible]

[illegible] از ملتو سالمہ (۲۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب [illegible] [illegible]

وبت پرست سمجھو۔

فائدہ (۱۵)

محبت الٰہی کے بیان میں

محبت تین قسم کی ہے۔ ایک محبت عامہ ہے۔ تمام علمائے تفسیر و احادیث اور استادان فقہ متفق ہیں کہ خدائے عزوجل کی محبت سے مراد اس کے احکام کی فرمانبرداری ہے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے۔ نفس بھی یہی جانتا اور سمجھتا ہے۔ چنانچہ رابعہ عدویہ کہتی ہیں ؎

تعصی الہ وانت تظہر حبہ — ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لوکان حبک صادقاً لا طعتہ — ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتے ہو اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے اس سے محبت ہے یہ عجیب بات ہے۔ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ضرور اس کی فرمانبرداری کرتے۔ اس لئے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہمیشہ اطاعت کیا کرتا ہے۔

دوسری قسم محبت خاصہ ہے۔ اس کی بھی تین حصے ہیں۔ محبت افعال محبت صفات اور محبت ذات۔ محبت افعال میں صانع کے مصنوعات کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت ان مصنوعات ہی کی محبت میں بندہ مبتلا ہو کر نہ رہ جائے۔

دوسری محبت صفات ہے۔ جتنے حسین و جمیل ہیں وہ سب جمال

ماخوذاز مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی برہان الدین ساوی ایرجی و سید حسین و امیر سلیمان رح

الٰہی ۔ سے اکتساب جمال کرتے ہیں۔ خود اللہ جل شانہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے ۔ اللہ نور السموات والارض۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا اُجالا ہے ۔ اس کے نور کی مثال چراغ کی سی ہے (آخر آیت تک پڑھ جاؤ) یہ آیت ہے اور وہ حدیث واقوال ہیں اور محبت صفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی زنجیر میں بہت سے مجذوب وسالک گرفتار رہ گئے ہیں اور قید سے خلاصی نصیب نہ ہوئی ۔ ذات جو اس پردہ کے پیچھے ہے اس کی طرف نظر نہ گئی اور جس ذات نے نعت لطف وجمال اور صفت رحمت وکرم کی صورت میں جلوہ فرمایا ہے ادھر نگاہ نہ اٹھی ۔ بہت سے بڑے بڑے لوگوں کو اس میدان میں رہ جانا اور بہت سے راہ چلنے والوں کو یہیں گرفتار بلا ہونا پڑا ہے اور ملحد و زندیق ہو گئے ہیں۔ اس گھاٹی سے جان بچا لینا سوائے پیر کی عنایات کے ممکن نہیں ۔ محبت ذات اسی کی عنایت وتوجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور بس ۔

تیسری قسم محبت اخص الخواص ہے وہ ذات مقدس ومطہر کی محبت ہے ۔ ابرار واحرار کی زبان وقلم سے اس کا بیان نہیں ہو سکتا ۔ یہاں بیان کا دروازہ بند اور عقل کی زبان پر گرہ لگی ہوئی ہے اللھم لا احصی ثناء علیك انت كما اثنیت علی نفسك یعنی اے بارالٰہا تیری تعریف کا احصی ہم نہیں کر سکتے تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کر کے فرمایا ہے اسے ایک اشارہ سمجھو العجز عن المعرفۃ معرفۃ (یعنی معرفت الٰہی سے اپنی عاجزی اور بیچارگی کو جاننا بھی ایک معرفت ہے) جو ایک رمز ہے اس پر غور کرو۔ خبردار دھوکہ دینے والوں کے دھوکے میں مت آنا اور ان کی پیروی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور یہ نعمت نہیں نصیب ہو سکیگی ع

"ترا ممکن چنیں دولت تو از بے دولتی غافل" ۔ مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہوس نفس کے پھندے میں نہ پڑنا کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس جہاں سے چلے جاؤ اور اس دولت نقد میں سے کچھ بھی تمہارے حصہ میں نہ آئے ۔ ایک وقت ایسا آئیگا کہ اپنے تمام کئے پر پشیمان ہونا پڑے گا ۔ پس غافل اور بے غم مت بیٹھو۔ آخر تمہیں خدا کے ساتھ رہنے میں کیا نقصان ہے اگر کسی بے حقیقت خیالی و فانی شئے کو دے کر اس نعمت کو خرید لو اور ایک ذلیل شئے کے بدلے خدا تمہارے ہاتھ آئے تو کیا یہ کوئی نقصان و زیاں کی بات ہے ۔ چلے آؤ چلے آؤ ابھی وقت باقی ہے ۔ دروازہ کھلا ہوا ہے دربان مزاحم کار نہیں اور راہ گذر عام ہے تم ہی کیوں محروم رہو امید ہے کہ سب مسلمان اپنے اپنے راستہ پر ہولیں گے اور مقصود سے محروم نہ رہیں گے ۔

فائدہ (۱۶)[1]

ضرورت صحبت ارشاد پیر و محبت الٰہی کے بیان میں

جو کوئی تنہائی میں زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں کمی کرے اس میں نور اور صفائی قلب پیدا ہو جائیگی ۔ جو خواب دیکھے گا صحیح اترے گا جو بات اس کے دل میں آئے گی تقدیر کے موافق ہوگی ۔ اس عمل سے ہر قسم کے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور معتقد ہو جائیں گے مگر اہل طریقت کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں ۔ مقصود جو ہے اس سب سے بہت دور ہے

---

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر (۲۶ و ۲۷) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بنام خواجہ ابراہیم ہروی و شیخ خوجن دولت آبادی

اور وہ بجز پیر کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مشفق پیر کے ارشاد کی بہت ضرورت ہے اس کے بغیر اس مقصد تک جو سب سے زیادہ بڑا۔ سب سے زیادہ اہم ہے پہنچنا دشوار ہے پس پیر کی ملازمت صحبت و اطاعت اختیار کرو۔ وقت بہت قیمتی ہے اور عمر تھوڑی رہ گئی ہے اور غفلت جو طاری ہے ایک جنونی کیفیت رکھتی ہے۔ جانتے بھی ہو یہ غفلت کس چیز سے ہے ؎

در جہاں شاہدے وما غافل　　در قدح جرعہ وما ہشیار

کوشش کرو۔ گو عمر اخیر ہے مگر ممکن ہے اب بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہو گیا۔ اس غم میں گھلتے گھلتے وہ بیمار پڑ گیا سب طرح کے دارو درمن، ٹونے ٹوٹکے کئے گئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ماں نے پوچھا۔ پوت تو میرا گوشت و پوست میرے جگر کا ٹکڑا ہے بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب حال بیان کر دیا۔ ماں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ سوداگر کے یہاں پیام بھیجا کہ لونڈی کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے انکار کیا۔ ادھر اس کنیزک کی حالت بھی خراب تھی اپنے آپ گھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ اسے دق ہو گئی۔ سوداگر نے یہ دیکھ کر سودا کر لیا اور کنیزک اس گھر میں آئی۔ نوجوان کے اعزا سب آ گئے اور بتدریج اسے محبوبہ کے آنے کی خبر دینی شروع کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہو جائے غرض جب وہ سامنے آئی لوڑکے سب کو ہٹا دیا کہ راستہ خالی کرو تاکہ میں اس جمال جہاں آرا پہ ایک نظر ڈال سکوں۔ جس وقت نوجوان کی نظر اس کو کب دری پہ پڑی دونوں ہاتھ بغلگیر ہونے کے لئے پھیلا دیئے لوگوں نے لڑکی کو سینہ پر ڈال دیا۔ دونوں کا سینہ سے سینہ ملا اور لڑکا

جان بحق تسلیم ہوگیا - یہ عشق کی ایک کمترین تجلی تھی۔ پس اُس تجلیّ اور نعمت کا کیا پوچھنا جو جمال و جمیل دونوں کی خالق کی تجلی ہو۔ جب اس بھید کے طلب سر پر سوار ہوگی تو کیا حال ہوگا ۔ اب سنو کہ ہم جو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور مرید کر لیتے ہیں تو اس لئے کہ ہم اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں کہ اس بھید سے لوگوں کو آشنا کریں۔ ہماری مثال ایک شکاری کی سی ہے جس نے جال بچھا دیا ہے اور مرغ زیرک کا انتظار ہے اس اثنا میں چھوٹی موٹی چڑیں بھی جال میں آجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر جاہ تمہارے لئے مانع ہے تو اسے کوئیں میں ڈالو اور اگر کوئی اور شئے دامن گیر ہے تو اس پر بھی مٹی ڈالو اور آؤ ادھر آؤ ۔

چہ بکونین می شوی مغرور ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

فائدہ (۱۷)

ترک ماسوی اللہ اور حصول قرب الٰہی کے بیان میں

خدا کی یاد اور اس کے کام کے سوا جو کچھ بھی ہے سب خرافات ہے لہو و لعب ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔ کیا جو شئے خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ ممنوع نہ کہی جائے گی؟ ایسے باتوں میں خبردار مت پڑنا۔ کہیں آب رواں پر کوئی نقش بنایا جا سکتا ہے۔ شور زمین میں کھیتی کرنے سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ اندھیرے راستے میں آفتاب عالمتاب کا انتظار

ماخوذ از مکتوبات نمبر (۲۸ و ۲۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا قطب ... و دیگر ساکنان گجرات و بعضے دیگر مریدین ۱۲

مت کر دیب کو دل سے دور رکھو اور صرف خدا کو اس میں جگہ دو ۔ پیر سے مدد لو اور ابن و آن ہیں دل مت اٹکاؤ ۔ اس میں شک نہیں کہ تدبیر معاش لابدی شئے ہے مگر اس میں اتنا انہماک نہ چاہیئے کہ بندہ خدا کو بھول جائے اور اس کی یاد میں غفلت کرنے لگے ۔ استغفراللہ ۔

جو شئے کہ خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ حرام ہے اس میں کبھی برکت نہیں ہوتی ۔ اس تھوڑے کو بہت سمجھنا خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ کہاں میں اور کہاں یہ کام ۔ ہر شخص میں خدائے وہاب نے اس کی استعداد و قابلیت رکھی ہے ۔ جو میں کہتا ہوں اور جو پیروں نے کہا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو تو سہی ۔ ایسا جہاں نظر آئے گا کہ کبھی نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی وہم کا اُدھر سے گذر ہوا ہوگا ۔ ہماری بھی عجب حالت ہے ہر شخص سے چاہتے ہیں کہ ادھر آئے ۔ ہاتھوں میں شراب محبت الٰہی کا خُم لئے کھڑے ہیں ۔ شراب جوش مار رہی ہے اور راہ گیروں کے لئے سبیل رکھی ہوئی ہے ایک شخص اس میں سے قدح بھر کر صدا لگا رہا ہے حیّ علی الراح والریحان ۔ یہ لو رحمت و رزق الٰہی کے پیالے پیو لیکن لوگوں کی یہ بے پروائی ہے کہ کوئی ادھر رُخ ہی نہیں کرتا اور ہماری صدا پر لبیک ہی نہیں کہتا ۔ کب تک آخر اس اندھیری کوٹھری میں رہنا ہے آخر ایک دن سب سامان اٹھا کر صحرائے عدم میں بستر لگائیں گے ۔ بیگانوں سے خلاصی حاصل کرنے کی خوشی منائیں گے اور اپنے نشان کا علم میدان ہا ہوتی میں نصب کریں گے اور اطراف عالم کو آراستہ پیراستہ کریں گے اور جہاں اپنا ملجا و ماوا اور جائے قرار ہے وہاں گھر بنائیں گے ۔ اپنے وقت کے خود مالک و سلطان ہوں گے ۔ کچھ روحانی اشیاء روحانی عالم کے

باشندوں کو تحفہ دیں گے اور پھر اس سے آگے اور اونچے اڑیں گے۔ حتیٰ کہ
ایک کے ساتھ ایک ٹوٹ جائیں گے یہاں تک کہ اپنا نشان بھی باقی نہ رہے گا
خود ہی اپنی باتیں۔ خود اپنے سے۔ اپنے ہی حال کی اپنے ہی نفس سے کریں گے
والسلام۔

فائدہ (۱۸)

محبت الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ کا ہر حال میں شکر ہے آرام میں بھی تکلیف میں بھی۔ نرمی میں بھی گرمی
میں بھی اور سب تعریفیں ہر حال میں اسی کے لئے ہیں پھر درود نا محدود بھیجے
اس ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو تمام انبیاء کے سردار
اور آپ کے اصحاب و اولاد و عترت پر۔

تمام اہل تحقیق کے سامنے یہ مسلمہ ہے کہ تمام کاموں میں سب سے بڑا کام
اور تمام مقصدوں میں سب سے اہم مقصد محبت اللہ جل و علیٰ ہے۔ محبت
کے اسلوب کے اسباب و وجہات طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عقلمند
آدمی یہ سوچتا ہے کہ جب کہ ہر شئے فنا ہونے والی ہے تو عمر کو کس کام
صرف کرنا چاہئے۔ سب سے بہتر اور عمدہ شئے عبادت الٰہی ہے مگر اسے بھی
فنا ہے۔ آج ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بہترین طریقہ پر تمام شرائط
پورے پورے ادا کر کے پڑھتا ہے۔ کل قیامت کے روز اسے اس نیکی
کا پھل ملے گا۔ لیکن نماز کہاں ہوگی؟ صرف ورطۂ خیال میں۔ جنت انعام

[illegible]

واکرام کی جگہ ہے مشقت وتکالیف کی جگہ نہیں۔ وہاں یہ ریاضتیں کہاں اور اگر کوئی
پڑے گا تو جہاں اور بہت سی لذیذ و مرغوب اشیاء وہاں ہونگی لذت لینے کے لئے
وہاں ایک یہ شئے بھی ہوگی یعنی ملذات میں اس کا بھی شمار ہوگا مگر نماز نہ ہوگی جب
اس کا یہ حال ہوگا تو اس جہاں کے اور اشیاء یعنی مال وجاہ و قوت و عیش تمتع
کا کیا ذکر لیکن محبت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو دوام ہے وہ رہے گی وہ ازلی وابدی
ہے۔ جب محبوب خود ازلی و ابدی ہے تو اس کی دوستی بھی ایسی ہوئے پس
جس کو قلب سلیم عطا ہوا ہے وہ سب کو پس پشت ڈالکر صرف محبت الٰہی کی طرف
رُخ کرتا ہے۔ حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ حکمت وہمت کا یہی تقاضا ہے کہ سوائے اللہ
جل شانہ کے اور کسی کی طلب میں عمر عزیز صرف نہ کیجائے۔ ہاں ایسا ہی ہے
مگر میری بھی بات سن لو طالب جس میں محبت کا مادہ بھر دیا گیا ہے اور عاشق
جو سوز و گداز عشق میں مبتلا ہے وہ دوسری ہی شئے ہے وہ اس سب کے
پرے ہے اس کا باطن اس ذات قدوسی و سبوحی کی طلب میں منہمک ہے
جو تمام وجودات کے پرے اور جملہ نسبت و اضافات کے ورے ہے ناصح
مشفق یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اے حیض والی کے نیچے کہاں مٹی کا ڈھیر اور
کہاں سب کا پالن ہار۔ کہاں میلا کچیڑا اور کہاں تمام جہانوں کا پروردگار اور اس
کی باتیں۔ تیری ہستی ہی کیا ہے اپنی جگہ پہ قائم رہ اور خط بندگی کو درست کر
اور امیدوار رہ کہ کل تجھے بھی نجات مل جائے گی اور جنت میں رہنے کو جگہ ملیگی
یہ غریب بھی سوچتا ہے کہ ہاں یہ لوگ نصیحت تو ٹھیک کر رہے ہیں۔ محبت
میں یک گونہ جنسیت چاہیئے۔ مجھ میں اور اس میں کیا نسبت اس خبط سے الگ
باز رکھ اور بس نماز روزہ و تلاوت وغیرہ میں مشغول رہ۔ یہ سب ہے۔ پہلے تو
دل کی حالت اور ہی نظر آتی۔ تب وہ اپنے گھر ... [illegible] ... ورنہ تیرا

نہ چھوٹنا چاہتا ہے ؎

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ — ایں بت پرست کہنہ مسلمان نمی شود

محمد حسینی اپنے دل میں کہتا ہے۔ کیا خوب۔ یہ گرفتار بلا تو میں ہی ہوں ؎

محمد را نہ حال او چہ پرسی — گرفتارم گرفتارم گرفتار

ایک بھنور میں پڑا ہوا ہوں۔ نہ کوئی شئے ہے جسے ہاتھ سے پکڑوں اور نہ اتنی سکت ہے کہ کہیں بھاگ جاؤں۔ بس ایک شیخ کا دامن ہے جو کہ ہاتھ میں ہے۔ اس وقت تک یہی حال ہے۔ قد دوہرا ہو گیا ہے مگر دل ویسا ہی دلِ وشیفتہ ہے ؎

ندانم ہر چہ گردد آخر ایں کار — مرا دل والہ و معشوقہ خود کام

پس اے برادر میری بات مانو کہ محبت الٰہی سبھی کچھ ہے اور پوری محبت اسی وقت ہوتی ہے جب کہ پہلے معرفت حاصل ہو چکی ہو۔ جو کچھ تیرے پاس ہے کچھ نہ رہیگا اگر کچھ عقل ہے تو عمر ضائع مت کر۔ کچھ وقت یادِ الٰہی اور خدا کے کام میں بھی صرف کر۔ زن و فرزند اور مال و اسباب اور عیش و روزگار کی فکر کب تک۔ ایک شخص ایک حسین و جمیل عورت کی طرف گھور رہا تھا۔ عورت نے بیزار ہو کر پوچھا میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے اور کیوں گھور رہا ہے اس نے کہا میں تیرا عاشق ہوں۔ عورت نے کہا دیکھو یہ پیچھے میری بہن ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا۔ عورت نے سر پہ ایک دھول رسید کی اور جھڑکی دی کہ اے مردک دعوئ عشق کرتا ہے اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ سے بھی کوئی خوب تر ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جس روز تمہیں قبر میں لٹا دیں گے اس وقت سوائے اس ذات واحد کے جو احد و صمد و وتر و فرد ہے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہوگا؟ کوئی نہیں۔ پس اے جوانمرد کچھ اس ذات کے

ساتھ بھی مشغول رہ جس کے سوا اور کوئی شئے تیرے ساتھ نہ ہو گی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن آخری الفاظ کو یاد کر کہ الرفیق الاعلی ۔ اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو خیر کم سے کم جادۂ شریعت پر قائم رہ زمانہ اخیر ہے اولیا اللہ گم ہو گئے ہیں اور طالبان حق بہت کم ہیں ۔ تمام گناہوں سے توبہ کرو اس پر قائم رہو ۔ ظاہری عبادت پر قائم رہنا ہی توبہ پر قائم رہنا ہے ۔ والسلام

فائدہ (۱۹)

معرفت و محبت خدائے عز و جل اور دنیا کی قدر

اس عالم کو عالم مجاز کہتے ہیں اور مجاز کی دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ یہ عالم محل جواز حقیقت ہے ۔ عالم حقیقت سے ایک علاقہ خاص رکھتا ہے اور اسی کے بموجب اس کا وجود بھی ہے ۔ مشہور ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنی یہ عالم مجاز عالم حقیقت تک پہنچنے کا ایک پل ہے ۔ اسی پل پر سے گذر کر وہاں پہنچتے ہیں ۔ پھر اس عالم میں لذتیں ہیں جمال ہے اور کمال کی صورت ہے ۔ آدمی ان رکاوٹوں سے نہ رُکے ۔ اور انکی طرف سے بے پروا ہو کر چلا جائے تو امکان ہے کہ عالم حقیقت سے کچھ اس سے مل جائے ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مجاز بمعنی رہ گذر [illegible] آتا ہے وہ گویا رہ گذر ہیں آتا ہے ۔ ایک چلتا ہوا راستہ [illegible]

[illegible]

آدمی [illegible]

[illegible]

ہے۔ سراب کو پانی سمجھنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن بایں ہمہ بے ثباتی
اس جہاں میں سب سے افضل شئے کہتے ہیں کہ عبادت الہٰی اور علم ہے
علم کے مراتب اعلیٰ ہیں۔ علم میں بھی افتاء و اجتہاد سب سے اعظم شے ہے مگر
یہاں سے گذر جانے کے بعد نہ عبادت رہتی ہے اور نہ علم۔ صرف اس کا
اثر اور ثواب رہ جاتا ہے جس کے بدلے جنّت ملتی ہے۔ پس یہ افضل شئے
بھی فانی اور زائل شدنی ہوئی۔ اس شئے کے بعد تعبد کا مرتبہ ہے۔ اس میں
صلوٰۃ یعنی نماز سب سے بہتر ہے۔ اگر کوئی پوری پوری شرائط سے اسے
ادا کرے تو خدائے عزوجل اس کے اخلاص کے بموجب قبول فرماتا اور
ثواب عطا فرماتا ہے۔ حور و قصور جنت کا ملنا اور دوزخ سے نجات اس کا
ثمرہ ہے۔ لیکن مرنے کے بعد پھر نماز نماز نہیں رہتی اس لئے کہ دوسرا عالم
جس میں بندہ منتقل ہوتا ہے انعام و آرام کی جگہ ہے نہ کہ مشقت و تکلیف
کی۔ پس جب یہ چیزیں سب کے سب سایہ کی طرح زائل ہو جانے والی ہیں تو پھر
کس چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ ایسی جسے ثبات و قیام نصیب ہو۔ ایسی جو
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ جب تک تم اس عالم میں رہو تمہارے ساتھ
اس عالم میں رہے اور جب تم اس عالم سے جاؤ تو بھی وہ ساتھ ہی ساتھ
وہاں رہے۔ جب تک قبر میں رہو وہ بھی تمہارے ساتھ قبر میں رہے اور جب
قیامت میں اٹھو تو وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھے۔ یہ چیز بس معرفت و محبت
خدائے جل و علی ہے۔ محمد حسینی کا کہنا مانو اور ان دو چیزوں کے واسطے تمام
دوسری چیز سے دست بردار ہو جاؤ۔ انہیں نہ زوال ہے نہ فنا۔ اگر ان
دونوں میں سے کچھ بھی تمہیں یہاں ملگیا تو بس تم اللہ کے ساتھ رہکر غنی اور
تمام ماسوا سے مستغنی ہو گئے۔ جتنے نبی اور ولی یہاں سے گئے سب اس لحاظ

سے پشیمان گئے ہیں کہ افسوس ہم نے اس دنیا کی قدر نہ جانی۔ ذات پاک و خرقۂ شیخ کی قسم اس جہاں میں ایسی نقد نعمت ہے کہ اگر محرموں کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو اپنے جگر خون کر دیں اور اپنے تئیں خائب و خاسر جانیں۔ حمیت و ہمت تو یہ کہتی ہے کہ میں پردہ اٹھا دوں اور حقیقت کھول کر رکھ دوں لیکن واسطہ تقدیر الٰہی بیچ میں آ جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ نصیحت کرو خیر خواہی کرو۔ علم سکھاؤ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جو کوئی اس راہ میں آئے گا اور تمام شروط کے ساتھ طلب و سلوک میں قدم اٹھائے گا اس کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ہم ان پردوں کو اٹھاتے جائیں گے ورنہ ہماری مہر لگی ہوئی ہے اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ ختم اللّٰہ علی قلوبھم اس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافروں کے دلوں پر جو غیر خدا کو عبادت میں شریک کرتے ہیں۔ مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ اسی حال پر وہ مرتے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ بعض مومنوں پر مہر لگا دی گئی ہے کہ وہ اس اعتقاد پر جم گئے ہیں کہ اس جہاں میں الٰہیات سے کچھ ہمیں نصیب نہیں ہو سکتا اسی عقیدہ پر رہتے ہیں اور اسی پہ لوگوں کو بلاتے ہیں اور اسے للّٰہ فی اللّٰہ تصور کرتے ہیں۔ ان علمائے ظاہر و خود بیں فقیہوں پہ افسوس ہے

اے دوستو اے عزیزو۔ خدائے عزوجل کے کرم سے تمہارے پاس سب چیزیں ہیں۔ ہاتھ پاؤں، زن و فرزند سب ہی کچھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ سب کچھ تو ہے ایک شئی نہ ہو نہ سہی۔ خدا کے لئے ذرا استاد ابو القاسم قشیری رحؒ کی کی یہ بات سنو وہ کہتے ہیں کہ آیت فمن شرح اللّٰہ صدرہٗ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللّٰہ کیا وہ شخص جس کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے اور وہ اپنے پروردگا

کی بھیجی ہوئی روشنی پر چلتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں میں پڑا ہے افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یاد خدا سے غافل ہو کر سخت ہو گئے ہیں) جب نازل ہوئی تو صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرح صدر کے معنی پوچھے جس کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو بندۂ مومن کے قلب میں ڈالدیا جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ اس نور کی علامات کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ یعنی اس دھوکہ کے گھر سے اعراض کرنا اور اس میں دل نہ لگانا اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے کے پہلے اس کے لئے تیاری کر لینا۔ اس قدر لکھ کر استاد ابوالقاسم توضیح فرماتے ہیں کہ وہ نور جو بارگاہ حق سبحانٗہ تعالیٰ سے آتا ہے وہ نور لوائح ہے جو علم کے تاروں سے جانبی چھپٹکا تا ہے پھر نور طوالع ہے جو اسرار کے فہم میں آنے کے بعد دلکو منور کرتا ہے اور ادراک و فہم کے ساتھ پر تو افگن ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور لوامع ہے جو ایقان کی زیادتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر نور مکاشفہ ہے جو تجلی صفات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور مشاہدہ ہے جو [illegible] ذات کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔ پس اے مرد نادان تو کیوں غافل سو رہا ہے۔ [illegible] بھٹک کر اس پر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں برسر راہ ہوں استغفر اللہ اگر یہ نعمت نصیب ہو جائے تو زہے قسمت بڑی نعمت [illegible] ورنہ اس کام میں اگر سر بھی جاتا رہے تو کچھ پروا نہیں [illegible] شخص کا ایک مقصد و مطلب ہوتا ہے [illegible] خدائے عزوجل سے ہے تو [illegible]

اس قدر بس کافی ہے۔ والسلام

فائدہ (۲۰)

ترکِ ہوائے نفس میں

کوئی شخص خدائے عز و جل کا راستہ اس وقت تک طے نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ اپنی ہستی و خواہشات میں گرفتار رہا ہے۔ جب ان سے نجات حاصل کی تب وصال محبوب کی راہ ملی ہے۔ جو شخص اس مقصد سے کسی ایک کام میں مستغرق رہا وہی ایک اعتبار سے اپنی خواہشات ہستی سے چند قدم پیچھے ہٹا ہے۔ اور اس راہ میں چند قدم آگے بڑھا ہے۔ مگر ایک شخص ہے کہ اکثر اوقات بہترین احوال میں صرف کرتا ہے۔ اس کے حق میں اصطلاح صوفیہ کے بموجب ہوائے ہستی سے باہر آنا اس وقت تک نہ کہا جائیگا جب تک کہ وہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر اس گرفتاری سے باہر نہ نکل آئے اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ کسی رہبر کی پیروی اس نے نہ کی ہو اور اس کے حکم پر نہ چلا ہو میرے خواجہ[ع] فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص دو بار پیدا نہیں ہوا وہ ہرگز آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت میں اربابِ نہیں ہو سکتا۔ یہ دو ولادتیں درحقیقت یہ ہیں۔ ایک طبعی۔ دوسرے حقیقی۔ طبعی وہ ہے جو انسان کی

ماخوذ از مکتوب (۳۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب بعض مریدان چندیری و کالپی۔

ع حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی رح۔

عادت جاریہ ہے۔ اور حقیقی وہ ہے جس کو اس طرح سمجھو یعنی انسان بوجہ اس کے کہ وہ بھی ایک حیوان ہے اور حیوانیت کے جذبات مثلاً غضب و غصہ و شہوات نفسانی وغیرہ وغیرہ جو جانوروں کے صفات ہیں اس میں بھی پیدا کئے گئے ہیں اسکے لئے انکو روکنا۔ حد اعتدال میں رکھنا اور نفس کے لئے انہیں ترک مطلق کر کے خدا کے لئے حسب ضرورت کام میں لانا ان صفات حیوانی سے باہر آنا ہے۔ یہی ولادت حقیقی ہے۔ جب یہ ولادت نصیب ہوتی ہے تب خدائے جل و علیٰ کا وہ لطف جو اخص خواص کے ساتھ مخصوص ہے اس پر بھی ظاہر ہوتا ہے۔

تمہیں جو حسن عطا کیا گیا ہے اس میں ایک حسن صورت ہے اور ایک حسن معنی۔ حسن صورت کو تم جانتے ہی ہو مگر حسن معنی اس وقت تک جلوہ گر نہیں ہوتا جب تک کہ حسن صورت سے قطع نظر ملکوتی صفات بھی تم میں نہ ہوں جتنی حیوانی صفتیں ہیں وہ سب زائل ہو گئی ہوں اور ملکوتی صفات باقی رہ گئی ہوں جب تک چھلکا دور نہیں کیا جاتا مغز نہیں ہاتھ آتا۔ صفات حیوانی پوست کے مانند ہیں اور صفات ملکوتی مغز کے مانند اس لئے حیوانیت کو دور کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہر چیز کے خلاصہ کو ملکوت کہتے ہیں کہ **ملکوت کل شی باطنہ** یعنی ہر شئے کا باطن اس کا ملکوت کہلاتا ہے۔ ولادت معنوی سے اسے ملکوت کی راہ ملتی ہے یعنی جب تک کہ آدمی خسیس اور رذیل خواہشات کو ترک کر کے صفات حسنہ نہیں پیدا کرتا آسمانوں اور زمینوں کے خلاصہ تک جو ان کا باطن اور سر ہے رسائی نہیں ہوتی حدیث شریف میں ہے کہ **لولا الشیاطین یحومون۔ یرمون حول قلب بنی آدم لینظروا**

الی ملکوت السمٰوٰت یعنی اگر شیاطین انسان کے قلب میں خطرات اور رکیک ارادے نہ ڈالتے رہتے تو وہ آسمانوں کے خلاصہ اور باطن کو دیکھ سکتا۔ خطرات وہوا جس نفسانی خواہشات اور حیوانی آرزوؤں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان خواہشات اور آرزوؤں کے آدمی پیچھے نہ پڑے تو شیطان ونفس کی پیروی سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آسمانوں کا باطن اُسے نظر آ سکتا ہے اور اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم (یعنی اے ایمان والو اپنے نفس سے آگاہ وخبردار رہو) کے یہی معنی ہیں۔ بہرحال نہ تم سے باہر کوئی کام ہے اور نہ تمہارے سوا کوئی دوسرا یار ہے۔ تم اپنے آپ کو کسب کرو۔ اور ہر شئے کو اپنے ہی ساتھ اور اپنے ہی اندر تلاش کرو۔ شرط طلب تمہیں اوپر بتا دی گئی ہے یعنی ہوائے نفسانی سے نجات حاصل کرنا اور مرادات نفسانی کو ترک کرنا جب تک کہ یہ شرط جو مطلوب ہے پوری نہ ہوگی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیوانوں اور انسانوں میں یہی فرق ہے۔ انسان میں خدادانی۔ خداشناسی۔ خداپرستی اور خدابینی ہونی چاہیئے۔ ورنہ وہ دوپاؤں کا ایک جانور کہا جائے گا۔ انسان کو احسن تقویم سے نسبت اس لئے دی گئی ہے کہ اسے عبادت ومعرفت خاص حاصل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اب تم بتاؤ کہ کس کام میں عمر بسر کر رہے ہو۔ چاہو تو خوارجیو مرداً مرو اور شرمسار رہو۔ آخر اپنے تئیں کیوں نقصان میں رکھتے ہو۔ اچھا پانی چھوڑ کر گدلا پانی پی رہے ہو۔ قبول ووجدان کے بعد اب محرومی اور خسران میں پڑ گئے ہو۔ ع ترا ممکن چنیں دوست تو از بید ولتی غافل

اس قدر عمر بیکار گذر گئی۔ نفس کی خدمت جو کرتے رہے اس سے
کیا نقد نصیب ہوا۔ آج سب کچھ تمہارے لئے ممکن اور قریب الوصول
ہے کل یہ بات نہ ہوگی۔ جس قدر ہو سکے تمہیں خدائے عزوجل کے ساتھ
مشغول رہنا چاہیئے مگر تم ہو کہ اس نعمت سے محرومی پر قانع ہو۔ کیا اچھا
ہو کہ ایک رذیل و شنیع چیز کو چھوڑ کر لطیف و شریف چیز اختیار کر لو۔ اس
تجارت میں بس نفع ہی نفع ہے۔

فائدہ (۲۱)

سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیان میں

سلوک کی بنیاد تخلیہ و تجلیہ پر ہے۔ تخلیہ سے مراد ہے۔ اللہ جل
شانہ کے سوا اور سب طرف سے دل کو ہٹا لینا اور تجلیہ سے مراد ہے
نفس کا تزکیہ اور جلا۔ توجہ تام کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہونے
اور نفس کو طرح طرح کی عبادتوں میں مشغول رکھنے سے جلائے باطن حاصل
ہوتی ہے جس نے یہ دو نعمتیں پالیں اسے دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں
خدائے عزوجل تک جو لوگ پہنچے ہیں وہ ہوائے نفس کے خلاف
عمل کرنے۔ اللہ کی یاد میں راتوں کو جاگنے۔ دن میں روزے رکھنے
اور کھانے پینے میں کمی کرنے اور دوام متوجہ رہنے سے اس مرتبہ پر
پہنچے ہیں۔ اس نعمت کے حصول کے لئے پیر کی توجہ کی ضرورت ہے
ہم سے جو پیر نے فرمایا! ہم اس پر چلے اور ان کی اقتدا کی برکت سے فضل

[illegible]

الٰہی ہمارے شامل حال ہوا اور تمام مرادیں مل گئیں۔ یہ ایک کلیہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں جزئیات کو اسی پر تطبیق دے لو۔ جہاں ہوائے نفس ہو اسے ترک کر دو جہاں کوئی آرزوعہ ہو اسے نظر سے دور کر دو۔ دیکھو تو پھر کیا کیا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔

تخلیہ میں جہاں اعراض عما سوی اللہ شرط ہے اس سے مراد ہے تمام مال و منال جاہ و جلال عز و کمال۔ فخر و وقار۔ ہوا و نوال۔ افتقار و غنا وغیرہ ان میں سب آ گیا وہ ایک کلیہ ہے اس کی تفصیل ہر شخص خود سمجھ لیا کرتا ہے اسی طرح تخلیہ بھی ایک کلی کلمہ ہے۔ جس میں تہذیب اخلاق۔ اعتدال غضب و غصہ شہوت و اکل و شرب سب آ گیا۔ غصہ اگر آئے تو دینی امر میں چاہیئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لڑائی میں شان ہوتی تھی۔ اعتدال شہوت سے اگر یہ نیت ہو کہ نکاح سے دفع تعلق و تشویش کیا جائے یا ولد صالح کی توقع کی جائے تو اس کا رخ بھی بدل جاتا ہے اور برائی سے نیکی کی طرف آ جاتا ہے۔ کھانے پینے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ صرف اس قدر کھائے جو کہ جسم کو قائم رکھے اور صحت و تندرستی کے لئے ضروری ہو اور قلب میں اضطراب نہ پیدا ہو۔ سونے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ تمام رات میں ایک ربع سوئے۔ ایک ربع نماز و تلاوت و اوراد کے لئے رکھے۔ باقی حصہ ذکر و مراقبہ میں گذارے۔ اعتدال اس حد تک رکھے جس قدر کہ اس کی ہمت و طاقت ہو۔ اعتدال حرص سے مراد ہے صرف اس قدر رعایت کرنا کہ طاعت و عبادت سے جی نہ گھبرا جائے خاموش رہنا اور زیادہ باتیں نہ کرنا بہتر ہے۔ اپنے اس حال کو دوسروں سے کہنا نہ پھرے۔ کلام اتنا کرے جس قدر کہ ضرورت بشری کے لئے لازمی

عہ آرزو سے مراد ہیں شیخ چلی کی سی تمنائیں یعنی ناروا خواہشات پر تلا ہوا اور ہو اور ہوس انکی بنیاد ہو۔ ۱۲

ہو۔ تلاوتِ کلام مجید و اوراد وظائف میں مشغول رہنے سے خود بخود گپ شپ میں کمی ہو جاتی ہے۔ لِتَذکیٰ اللہ نصیحت کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر ان حکایتوں سے جو دل اپنے خیال میں رٹتا رہتا ہے۔ دل کو نشاط اور جولانی معلوم ہو تو تحقیق جانو کہ حق تمہارا یار ہے اور اس کے علم نفسی میں جس میں تحویل و تغییر نہیں تم سعید ہوا ور اگر اہمال و سستی۔ تضیع اوقات پر رضامندی و قناعت اور عبادتوں سے محرومی ہے تو بس سمجھو کہ نقصان و گمراہی و شقاوت ہے۔ خدائے عز و جل اس سے پناہ میں رکھے۔ بہر حال جس عبادت میں کہ دل کو متوجہ اور خوش پاؤ اور دل میں گرہ نہ پڑے اسے کرتے رہو۔ پیر کی توجہ کے ساتھ۔ اوراد و وظائف کی پابندی کے ساتھ رات دن آگے پیچھے یادِ حق میں لگے رہو اور بندگانِ الٰہی کے ساتھ لطف و مہربانی۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور عام و خاص سب کے ساتھ احسان کرنا۔ چھوٹے بڑے عظیم و حقیر۔ بعید و قریب۔ غلام و کنیز۔ سب کے جفا سہنا اور بدلہ نہ لینا۔ انکی ایذا دہی پر صبر کرنا اصلی کام ہے ؎

نصیحت ہمین است جانِ برادر   کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے عزیز خواجہ ہو یا سلطان۔ گدا ہو یا بادشاہ۔ غلام ہو یا آقا۔ عالم ہو یا جاہل۔ فقیہہ ہو یا صوفی اگر یہ دو صفتیں یعنی تخلیہ و تجلیہ تم میں ہیں تو دونوں جہاں کی نیک بختی تمہارے نصیب میں ہے۔ نفس کو منہیاتِ شرع سے پاک رکھنا۔ اور دل کو یادِ حق تعالیٰ میں مشغول رکھنا یہی تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے۔ یاد رکھو پیر کی یاد بھی ضروری ہے جو یادِ حق میں معین ہوتی ہے بلکہ بغیر یادِ پیر کے یادِ حق حاصل ہی نہیں ہوتی کیونکہ یادِ پیر ایک سیڑھی ہے جو مقصودِ حقیقی یادِ حق تک پہنچاتی ہے۔ جس شخص میں ان

دو صفتوں میں سے کوئی صفت نہیں اس کی کوئی قدر وقیمت نہیں۔

یہ پانچ صورتیں یاد کرلو یعنی سورۂ لیٰسین۔ سورۂ نوح۔ سورۂ فتح سورۂ واقعہ اور سورۂ ملک روز پڑھ لیا کرو اور بستر خواب پر جانے کے قبل پانسو مرتبہ یہ درود شریف اللھم صل علیٰ محمد عبدك و رسولك ونبیك وحبیبك وعلیٰ آلہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد پلنگ پر قدم رکھو۔ تجدید بیعت جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے کر لیا کرو اور اس کی بڑی قدر کرو اور ایک لمحہ کے لئے بھی یاد پیر سے خالی نہ رہو اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں پیر کی یاد مقدم رکھو۔ یہی سب کچھ ہے۔ باقی سب بیکار ہے۔

یہ چند سطر جو میں نے لکھی ہیں اچھی طرح پڑھو۔ جو کوئی اپنی وسعت وہمت کے مطابق ہمارے کہے پر عمل کرتا رہے گا۔ وہ یقیناً محروم نہ رہیگا خبردار نا امید مت ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا یہ بدگمانی اچھی نہیں۔ سوائے کفار کے اور کوئی رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہوتا۔ پیر کا دامن تھامو۔ ہر کام میں اسے پیشوا بناؤ جو حکم دے اس پر عمل کرو جہاں لے جائے جاؤ۔ چند ہی مدت میں ملکوت وجبروت ولاہوت سب کے مالک ہو جاؤ گے۔ اگر فرض کرو کہ تم میں اس حد تک قابلیت نہیں ہے بارے فائدے سے خالی نہ رہو گے۔ اگر ہمارے کہنے پر عمل کرو گے تو کچھ کمی نہ ہوگی اور بالآخر مقصود تک پہنچ جاؤ گے تم کیوں دور دور بھٹکتے پھرتے ہو اور اپنی مفروضہ محرومی پر راضی ہو گئے ہو۔

افسوس کہ ہاتھ میں جام ہے اور تو ہوشیار ہے معشوقہ تیرے

ساتھ ہے اور تو بھولا ہوا ہے۔ اے برادر اس راہ میں کوئی نقصان نہیں جس نے اس میں زیان اٹھایا اس نے بھی تمام منافعوں پر صد ہزار شرف و بزرگی حاصل کی۔ اے نادان تجھے کیا اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ہمنشین خلیل اللہ اور ہم کاسہ کلیم اللہ اور ہم زانوے روح اللہ اور قدم بہ قدم حبیب اللہ ہو۔ اے عزیز خم جوش مار رہا ہے اور یہ راستہ چلنے والوں کے لئے رہگذر پر سبیل لگا دی گئی ہے اور ساقی غیب ہاتھ میں قدح لے کر بلند آواز سے صدا دے رہا ہے کہ حی علی الروح والریحان حی علی الذوق والوجدان لوگو آؤ اور رحمت و رزق الٰہی اور ذوق الٰہی اور ذوق و وجدان لاتناہی کے پیالے پیو۔ مگر حیرت ہے کہ راہ چلنے والے اُدھر رُخ ہی نہیں کرتے اور اپنی حرماں پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔

فائدہ (۲۲)

صراط مستقیم پر چلنے اور فراغ دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں

اے عزیز ایک شخص سر راہ کھڑا ہوا ہے تاکہ راستہ بتائے۔ ایک راستہ دائیں طرف جاتا ہے اور دوسرا بائیں طرف لوگ ہیں کہ جوق درجوق بائیں طرف چلے جا رہے ہیں۔ یہ مرد فریاد کر رہا ہے۔ اے غفلت زدو جس راستہ پر تم جا رہے ہو یہ خراب و خطرناک ہے جو اس طرف سے گیا ہے سلامتی کے ساتھ کبھی منزل پر نہیں پہنچا اور درمیان

ماخوذ از مکتوبات نمبر ۳۶، ۳۷، ۳۸ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب ملک داؤد شاہ افغان۔ قطب خان و جمال خان۔

ہی میں ہلاک ہو گیا اور خواری و زاری کے ساتھ جان دی ہے۔ یہ دوسرا راستہ جو دائیں طرف ہے امن و امان و راحت و فراغت کا راستہ ہے اس میں سلامتی اور نفع ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس شخص کو سچا تو سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں اور اسی بائیں طرف والے راستہ پر جو خطرناک ہے چلے جاتے ہیں۔ یہ بیچارہ راستہ بتانے والا تنہا کھڑا سمجھا رہا ہے مگر کوئی اس کے کہنے پر عمل نہیں کرتا۔

اے میرے دوستو ذرا سوچو تو سہی کہ ان دونوں میں سے تم کس جماعت میں ہو۔ بائیں طرف جانے والے ایمان رکھتے ہیں۔ جزائے عمل کے قایل ہیں بعث و نشر پر انہیں اقرار ہے لیکن پھر بھی ادھر جا رہے ہیں جہاں نشانہ ملامت بنیں گے اور بُعد مطلوب اور ذلت و خواری میں گرفتار ہوں گے۔ شاید یہ سب سوچ کر سیدھے راستہ پر آ جائیں اور ہوا پرستی سے باز آ کر خدا پرستی بالآخر ... اختیار کریں۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے کہ اُس روز اپنے کئے پر سب پشیمان ہونگے مگر اس سے کچھ اُس وقت حاصل نہ ہوگا۔

پانچ[ع] باتوں کو پانچ باتوں کے قبل غنیمت سمجھو۔ ان میں سے ایک فراغت بھی ہے جو آج نصیب ہے۔ کل ممکن ہے کہ نہ رہے۔ کوئی نبی و ولی نہیں ہے جو موت کے وقت پشیمان نہ رہا ہو کہ ہائے ہم نے اس زندگی کو غنیمت نہ سمجھا اور اس کی قدر نہ جانی۔

جس حال میں ہو رہو۔ جہاں ہو وہیں رہو مگر اک پاک نفس کے

ع یعنی جوانی کو بڑھاپے کے قبل۔ تندرستی کو بیماری کے قبل۔ تونگری کو محتاجی کے قبل فراغت کو مشغولی کے قبل اور زندگی کو موت کے قبل غنیمت جانو ۱۲

ساتھ یادِ خدائے عزوجل میں مشغول رہو اگر یہ بات تمہیں نصیب ہو جائے تو سمجھ لو کہ تمام سعادت مندیاں اور نیک بختیاں تمہیں مل گئیں ۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ ایسی سعادت جس کا مبدا ر وہی ہو اور منتہیٰ بھی وہی ہمیں تمہیں نصیب کرے والسلام

فائدہ (۲۳)

عمل کرنے اور مشغول بخدا رہنے کے بیان میں

تقدیر الٰہی کا قلم جاری ہے اور قضائے الٰہی کی زبان گویا ہے کہ سعید وہی ہے جو ماں کے پیٹ سے سعید پیدا ہوا اور شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے شقی پیدا ہوا۔ یعنی بچہ ابھی شکم مادر ہی میں تھا کہ قضا و قدر نے لکھ دیا یہ شقی ہے اور یہ سعید السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ بطن ام کے دو معنی لئے گئے ہیں ایک ماں کا پیٹ دوسرے ام الکتاب جس سے مراد ہے اللہ جل شانہ کا علم نفسی ۔ اول الذکر معنی لئے جائیں تو یہ حدیث تائید کرتی ہے اکتب الاجل والرزق وانہ شقی وسعید یعنی فرشتہ کو یہ فرمان ہوا کہ بندہ کی عمر۔ رزق نیکبختی اور بدبختی سب لکھ اور اگر ام الکتاب مراد ہے تو یہ آیت ہے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب ام الکتاب سے یہاں مراد علم نفسی ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور اللہ جل شانہ جس شئے کو محو فرماتا یا قائم رکھتا ہے اسے علم نفسی کے موجب رکھتا ہے غرض کہ جب صحابہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ عمل کرنے سے اب کیا فائدہ ہمارا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۴۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ بجانب خواجہ محمد یوسف

انجام تو لکھا ہی جا چکا ہے اسی پر بس بھروسہ رکھیں آپ نے فرمایا نہیں عمل کرو۔کسی کو نہیں معلوم۔وہ شقی پیدا ہوا ہے یا سعید۔صرف عمل ہی سے ایک اشارہ ملتا ہے جس انجام پر بندہ پیدا کیا گیا ہے اسی کے مطابق اس سے عمل ہوں گے یعنی اگر سعید پیدا ہوا ہے تو اعمال سعادت کی اسے توفیق ہوگی بس عمل صالح ایک طور پر اس نتیجہ کے لئے ایک دلیل بن گیا کہ بندہ نیک بخت ہے اور اللہ جل شانہ کے علم نفسی میں اس کے لئے بڑا درجہ رکھا گیا ہے۔لہذا عمل صالح کی ریس ہم سب کو کرنا چاہیئے اور نفس کے ان تشویشات شیطانی میں نہ پڑنا چاہیئے کہ اگر خدا نیک عمل کی توفیق دیگا تو کریں گے ورنہ نہیں۔یہ حق ہے کہ نیک کام توفیق الٰہی سے ہی ہوا کرتے ہیں۔لیکن تحقیق یہ ہے کہ اگر تم اپنے دل میں ایک عزم مستقل اور مضبوط ارادہ پاؤ اور اس طرف اہتمام کے ساتھ قصد بھی ہو اور دل بھی راغب اور خوش ہو کہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور اعمال حسنہ میں جس قدر ہو سکے کوشش کی جائے تو یہ حالت بتلائے گی کہ تم کو توفیق نیک حاصل ہوئی اور تمہاری تقدیر کا لکھا گیا ہے اگر اس تحقیق کا اعتبار نہ کروگے اور دل میں وہم اور شک لاؤ گے تو کبھی حقیقت کا راستہ نہیں مل سکتا۔اپنے وجود کو طوفان نوح میں مت غرق کرو۔اگر ہو سکتا ہے تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو کتنا افسوس ہوگا کہ اس جہاں سے تم چلے جاؤ اور تمہیں کوئی نقد نعمت نہ ملے یہ تو ایسا ہی ہے کہ سر میں تجارت کا سودا ہے اور سرمایہ گم ہو گیا ہے۔سرمایہ کے فراہمی کے لئے کوشش نہیں کی جاتی اور تجارت نہ کر سکنے کا غم ہے اے برادر غافل اور بے غم مت بیٹھو۔آخر خدائے عزوجل کے ساتھ کچھ مشغول رہنے میں کوئی نقصان ہے اگر اس سے

نقصان ہو تو قیامت میں میرا دامن پکڑنا۔ آؤ۔ اب بھی آجاؤ وقت باقی ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دربان بیکار اور معزول ہے۔ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ رہ گذر کو عام بنا دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ تو ہی بس محروم ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور مقصد حاصل کر لیں گے۔

فائدہ (۲۴)

مواہب الٰہی اور مشغولی وفا کے بیان میں

یاد رکھو کہ مواہب وعطایا کسب اور کمائی کے نتیجے ہوتے ہیں اگرچہ کمائی بھی ایک قسم کا عطیہ اور وہی شئے ہے لیکن ظاہر صورت کو دیکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ کسب و عمل کرو اور جو کچھ حاصل ہو اُسے فضل اور نعمت الٰہی سمجھو جو خود دراصل ایک وہبی شئے ہے۔ صاف بات ہے کہ جو کوئی صابون استعمال کر کے کپڑے دھوئیگا اوسی کے کپڑے صاف ہوں گے۔ خدائے عزوجل نے باوجود اپنے ہاتھ میں ہر طرح کی قدرت رکھنے کے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے عطا وہی کرتا ہے لیکن سبب کو ایک ذریعہ بنا دیا ہے کہ لوگ اسے اختیار کریں اور بیکار اور اپاہج نہ بن جائیں۔ طرح طرح کی نیکیاں کرنے اور عبادت الٰہی کی جو مختلف صورتیں ہیں انہیں اختیار کرنے سے تصفیہ دل ہوتا ہے اگر یہ نعمت

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر(۴۱-۴۲-۴۳-۴۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا علاء الدین گوالیری ثم کالپوری روانہ فرمائے۔

نہیں حاصل ہو جائے اور جملہ افکار و تعلقات و انہماک قلبی سب اللہ جل
شانہ ہی کی طرف ہو جائیں تو کیا کہنا ایسے شخص کو گویا سب سعادتیں حاصل ہو گئیں

ہر ساعت کسی نہ کسی شئے کا پیش خیمہ ہوتی ہے **کل یوم ھو فی
شان** - ہر شخص کی جد و کوشش اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے پس تمہاری
آرزو و تمنا تمہارے لئے باعث تضیع اوقات ہے وقت ضائع مت کرو
جس نے اپنا وقت کھویا اس نے اپنے آپ کو کھویا۔ تمہارے بال بچے اور
آنے جانے والے دوست احباب راہ حق میں کسی طرح مزاحم نہ ہونے چاہئیں
کہیں تم اللہ جل شانہ کے مشغولی چھوڑ کر ان کے ساتھ مشغول و منہمک نہ ہو جاؤ
دن کا کام دن ہی میں کر لو۔ رات کا انتظار مت کرنا اور رات کا کام رات
ہی میں کر لو دن کا انتظار مت کرنا اور غیب سے جو ظہور میں آئے اس میں
تشویش کو راہ ہرگز نہ دینا مگر یہ کہ اپنا وقت ضائع مت کرو۔ آنے جانے
والوں۔ لانے۔ لے جانے والوں کو خدا کے سپرد کر دو اور اپنا وقت
برباد کرنے سے بچو ؎

نصیحت ہمین است جان برادر — کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

جو کچھ اس عالم سے رونما ہوا سے پس پشت ڈال دو اور اپنے تئیں
ایک تنکے سے زیادہ وزنی مت سمجھو اور خدا کے سامنے اپنے کو خوار و زار و
گستہ و شکستہ تصور کرتے رہو۔

یاد رکھو کہ خلق اللہ سے دلکو پوری طرح ہٹا لینا اور رب البرایا
سے دل لگانا تمام نعمتوں کا سرمایہ ہے اور اس کے فائدے بے اندازہ ہیں
جب تک عمر وفا کرے اسی حال میں رہو اور آنکھ کے کونے سے بھی ماسوی
اللہ کی طرف نظر نہ کرنا۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا

یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔

قاعدہ (۲۵)

محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں

حج بیت اللہ کرنے والوں کے لئے اس میں شک نہیں کہ بڑے درجے اور بڑا ثواب ہے مگر زانو پر سر رکھ کر دل کو رب بیت کے سپرد کرنا ایک ایسے بڑے شرف و فضل کی چیز ہے کہ ملاج اس کے سامنے کچھ نہیں۔ یہ دل بیت المعمور ہے۔ یہ دل ظلمت و نور کے خالق کا گھر ہے۔ یہ دل ہر سرور کا سرور ہے۔ یہ دل اپنے سے مہجور اور ذات واحد سے متحد و محفوظ ہے۔ اے اللہ اپنے بندوں کو تو ہی اپنا راستہ دکھا اور معرفت ذات و صفات سے کچھ حصہ عطا فرما۔

مرید جس قدر پیر کے حضور میں رہے گا اسی قدر زیادہ اس پر علوم الٰہی کا شوق و ولولہ پیدا ہوگا اور عشق الٰہی کا اثر مکشوف و روشن ہوگا مجھ سے کوئی پوچھے کہ نیک بخت کون ہے تو میں کہوں گا وہ شخص جسے پیر جیسی نعمت نصیب ہوئی اور پیر کی محبت اس کے دل میں ڈالی گئی۔

اس طائفہ صوفیہ کے بعض مرید عشق کو ذات اور عاشق و معشوق کو اقتضائے ذات سمجھتے ہیں ایسا کہ خواہ عشق چاہے یا نہ چاہے۔ عاشق و معشوق دونوں اس سے دوچار ہوتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک عشق

ماخوذ از مکتوبات (۴۵۔۴۹۔۵۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا ابوالفتح علاء کالپوی و قاضی سیف الدین و مولانا نظام الدین کی مکتوبات (۴۶۔۴۷۔۴۸) کا مضمون دیگر مکتوبات میں آگیا ہے اس لئے انہیں ترک کر دیا گیا ۱۲۔

کو موجب بالذات کہتے ہیں۔ بہر حال عشق ایک ایسا بادشاہ ہے جس نے سوائے ایک شکستہ خانماں خراب دل کے اور کہیں رہنا پسند نہ کیا جہاں کوئی گرا پڑا۔ جلا بھنا۔ ٹوٹا پھوٹا اور سارا گھر لوٹا ملے گا وہیں اس سلطان عالم بے عیب کا مسکن ملے گا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا یعنے بادشاہ جب کسی قصبہ و قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب ویران کر دیتے ہیں یعنے جعلوا اعزۃ اھلھا اذلہ اس کے بڑے لوگوں کو گرا کر خوار و ذلیل کر دیتے ہیں چنانچہ نفس ذلیل جیسے کوئی عزت نہ تھی اور خوار ترین خلیقہ ہے دیکھو کہ اسے کیا خلعت نصیب ہوتا ہے اور کس لباس سے آراستہ ہو کر ذلیل کے درجہ سے عروج کر کے وہ خلیل بنتا ہے اور آفتا مَنْ اَهْوٰی وَ مَنْ اَهْوٰی انا کا نعرہ مارتا ہے اور انا الحق کہنے لگتا ہے اور اُدھر سے یہ حکم ہوتا ہے کہ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ یعنے تم پر اپنے نفس کا حق ہے۔ یہ بھی عجیب بھید ہے۔

مگر یہ نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک کہ توجہ تام و تزکیہ نفس کی دولت ہاتھ نہ آئے۔ توجہ تام یعنے دل سے تمام خطرات فنا ہو جائیں اور وجود ذات کے سامنے حضوری اور جو مطلوب و مقصود ہے اس کا شہود تصور میں ہو یا حقیقت میں محقق ہو جائے۔ تزکیہ نفس یعنے جہاں تک ہو سکے نفس کو نامرضیات سے پاک و صاف کرو۔ اسے جتنا زیادہ صاف کرو گے اتنا ہی زیادہ لطیف ہوتا جائے گا۔ اگر یہ دو نعمتیں تمہارے دامن سے باندھ دی گئیں تو سمجھ لو کہ ہر قسم کی سعادت تمہیں مل گئی اور عین حقیقت کا عکس دل پر جلوہ فرمانے لگا ع ترا ممکن چنیں دولت تو از سید ولیکن غافل

عالم لاہوت کے عکس نے دل پر جو عالم ناسوت سے تعلق رکھتا ہے تجلی
فرمائی اور اس عکس کا عکس نفس پر پڑا۔ نفس شوخیاں کرنے لگا۔ اور
جَعَلُوا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّه کا مصداق نظر آیا یعنی روح تمام عزت و
جلالت اور مدح و ثنار کے باوجود جو اس کے حق میں ہے جب سلطان
عشق کے زد میں آئی تو کس قدر ذلیل و خوار ہوگی ہے

یکتو است ز اصل و فرع بنگر تو نکو
تا ظن نہ بری کہ ہست ایں رشتہ دو تو

یہ گمان نہ کرنا کہ ایک ڈوری کے یہ دو دھاگے ہیں نہیں بلکہ اگر خوب غور سے
دیکھو گے تو اصل و فرع دونوں لحاظ سے سب تمہیں ایک ہی دھاگہ نظر
آئے گا۔ اے بھائیو سچ کہتا ہوں کہ ہر چند کہ اپنے آپ کو بھنور سے نکال کر
دریا کے کنارے لا ڈالتا ہوں مگر دریا طلاطم میں ہے اس کی ہر موج جو آسمان
سے ٹکر کھاتی ہے تپانچہ مار کر پھر غرقاب میں ڈال دیتی ہے۔ ربنا لا
تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوھاب۔ پروردگار ہدایت دینے کے بعد اب ہمارے دلوں کو ڈانواں
ڈول مت کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما تو در حقیقت بڑا
بخشش و عطا فرمانے والا ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ میں نے کہا وہی اصل کار
ہے جو کچھ تمہارے آگے آئے اس سے گذر جاؤ اور کوئی توجہ نہ کرو۔
مقصود اس کے بہت پرے ہے

فائدہ (۲۶)

در بیان سلوک و خدمت سلطان و متعلقان

یہ وہ راہ ہے کہ جب تک روح اس قالب سے متعلق ہے ایک ماہ کیا ایک سال بلکہ ہزار سال میں بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتے اگر ہیں نے یا تم نے ضعف و سستی کے ساتھ تھوڑی دیر کچھ کام کر لیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس راہ میں جان عزیز فدا کرنی چاہیے۔ بہر حال جس کام میں ہو لگے رہو کوئی ہرج نہیں لیکن خدائے عزوجل کے ساتھ ہر وقت مشغول اور اپنے مقصود کے دُھن میں رہو ؎

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش

نہیں بادشاہ کی نوکری۔ باپ کی خدمت اور متعلقین کے حقوق ادا کرنے ہیں اگر تمہارا دل خدا اور پیر کی طرف متوجہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں جو کچھ ہو کرو مگر ہاں خلاف شرع مت کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہاری ترقی ہوتی رہے گی۔ البتہ جو کام میں نے کرنے کے لئے کہا ہے اس میں فرق نہ آئے۔ ملک اور بادشاہ کی خدمت یا باپ اور متعلقین کے حقوق کی رعایت۔ زن و فرزند کی خبر گیری۔ یہ سب کچھ ہی پھر بھی مقصود و مطلوب ضرور حاصل ہو گا۔ ہاں جلدی مت کرو۔ یہ راہ جلدی

ماخوذ از مکتوب (۱۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب ملک عزیز الدین و ملک شہاب الدین ساکنان گلبرگہ ۱۲

طے کرنیکی نہیں ہے۔ بتدریج آہستہ آہستہ قطع ہوا کرتی ہے ؎

اندک اندک علم گردد انگہی گویا شود　　قطرہ قطرہ جمع گردد انگہی دریا شود

ابتدائے کار میں میں نے بھی اپنے شیخ قدس سرہ العزیز سے عرض کیا تھا کہ اگر فرمان ہو تو پڑھنا لکھنا سب چھوڑ دوں اور فرمان شیخ کی تعمیل میں پوری طور پر لگ جاؤں۔ فرمایا نہیں۔ اس کی اجازت نہیں دی مگر ان کے حکم کے تعمیل کی برکت سے آخر کار وہی ہو کر رہا اور ہم اس راہ میں انجام کار غرق ہی ہو گئے۔ اس سنت و سیرت کے سوا تمہارے لئے بھی اور کوئی راستہ نہیں۔

فائدہ (۲۷)

قضائے الٰہی و رضا بہ قضا کے بیان میں

ایک حدیث قدسی ہے کہ ما ترددت فی امر کترددی فی قبض روح عبدی المومن یکرہ موتہ وانا اکرہ مساءتہ لاکن جری التقدیر علی ذلک ولا بد لہ۔ جتنا میں اپنے بندۂ مومن کی روح کے قبض ہونے میں متردد رہا کسی میں نہ رہا وہ موت کو پسند نہیں کرتا ہے اور میں اس کی دشواری و ناخوشی نہیں پسند کرتا لیکن تقدیر یہی ہے اور اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل شانہ بھی اپنی حکمت بالغہ سے بعض ایسے کام کرتا ہے جنہیں پسند نہیں فرماتا۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ کفر و معصیت

ماخوذ از مکتوب نمبر (۵۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ بنام ... اعظم قدرخان)

تخلف واردات اسی قسم کے دیگر مکروہات وجود میں آتی ہیں اور یہ سب قضا و قدر الٰہی سے اس لئے کہ علم الٰہی میں یہ ہے کہ یہ سب ظہور میں آئیں لیکن باوجود ان کے خالق ہونے کے اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا دنیا میں کفر و معصیت زیادہ ہے اور اطاعت و ایمان کم۔ طاعت سے وہ خوش ہوتا ہے اور معصیت سے ناخوش مگر پھر بھی انھیں خلق فرماتا ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بڑی حکمت ہے جب وہ ایسے امور بھی جو اسے ناپسند ہیں اور جن میں اس کی رضا نہیں اپنی حکمت کے تقاضے سے خلق فرماتا ہے تو پھر ہم اور تم کہاں رہے جو یہ خام طمع کریں کہ جو کچھ ہمارے نزدیک اچھا ہے وہی اللہ جل شانہٗ ہمیشہ کرتا رہے۔ جس میں ہماری رضا ہے وہی وجود میں آئے اور جس سے ہم کراہت کرتے اور ناپسند کرتے ہیں وہ ظہور میں نہ آئے۔ یہ ایک تمنائے محال اور فاسد گمان ہے اپنی کھوٹی پونجی جب وہ خود نہیں پسند کرتا تو دوسرے کی رضا جوئی کیا کرے گا پس جو رضائے الٰہی ہو اس پر سر رکھ دینا چاہیئے۔ نفع ہو یا ضرر۔ خیر ہو یا شر۔ عقلمند آدمی ہوشیار اور صاحب فکر ہوتا ہے۔ اُسے نامرضیات کے ظہور میں آنے سے رنج و الم کرنا نہ چاہیے اور سوائے صبر و خاموشی اور رضا بہ قضا کے اور کچھ دل میں لانا نہ چاہیئے۔

فائدہ (۲۸)

تحریص بر محبت الٰہی و مشاغل مرداں و زناں

جاننا چاہیئے کہ سب سے زیادہ اہم مطلب اور سب سے بڑا مقصد

ماخوذ از مکتوب نمبر (۵۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی علم الدین شہزادہ و دیگر یاران گجرات ۱۲

محبت خداوند عزوجل ہے۔ عقلمند آدمی جس شئے میں قیام نہیں دیکھتا
اور جس شئے میں طلوع و زوال ہے یعنی بقا نہیں اس پر کبھی نگاہ بھی نہیں
ڈالتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے احباب کس کام میں لگے ہوئے اور کس
فکر میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھو کہ جس شئے میں ثبات نہیں اس سے دل کو اٹکانا
مناسب نہیں۔ یہ دنیا ایک ایسی معشوقہ ہے جس میں کوئی مہر و وفا نہیں۔
اور نخرے کرنے اور ٹھنکنے کے سوا اس کا کوئی اور کام نہیں۔ اس کا عاشق
کبھی بامراد نہیں ہوتا۔

برگذر زیں سرائے غرو فریب | درشکن زیں رباط مردم خوار
کلبہ کاندرو نخواہی ماند | سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

اے عزیز محبت الہٰی ایک گلزار ہے اگر ہوسکے تو اس میں سے کچھ
پھول چن لو۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں موت نہ آجائے اور اس گلزار کی خوشبو سے
تمہارا دماغ خالی رہے۔ سوکیا رہے ہو اٹھو بیدار ہو کچھ کام کرلو۔ کہیں
ایسا نہ ہو کہ میں بھی بیکار رہو جاں جہاں تک ہوسکے اس جہاں فانی سے کچھ
حاصل کرلو جو عاقبت میں توشہ کا کام دے اور قیامت میں مراحم ربانی کا
باعث ہو۔

مردوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ پانچ وقت جماعت سے نماز ادا کریں
جمعہ کا غسل بلا عذر شرعی ناغہ نہ کریں اور مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے
اوابین کی چھ رکعتیں پڑھ لیا کریں جن میں سے ہر ایک میں تین تین بار
قل ھو اللہ پڑھیں پھر دو رکعت نفل حفظ ایمان کے لیے پڑھیں اس طرح
پر کہ ہر رکعت میں سات بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین پڑھکر
سلام پھیریں پھر سجدہ میں سر رکھکر تین بار یہ دعا مانگیں یا حی یا قیوم ثبتنی

علی الایمان - جب عشار کی نماز پڑھ چکیں تو دو رکعتیں اور پڑھیں - ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس دس بار سورۂ اخلاص پڑھیں - جب سلام پھیریں تو ستر بار یا وھاب (ھ پر زور دیکر پڑھیں) ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھا کریں اگر اس قدر بھی کوئی نہ کر سکے تو پھر صوفیوں کے مسلک میں قدم ہی نہ رکھے عقلمند آدمی کا یار یا تو اس کی بغل میں ہوتا ہے یا دریار پہ اس کا سر ہوتا ہے - اگر یہ نہیں ہے تو وہ بیگانہ ہے۔

عورتوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ بلا عذر کے نماز ناغہ نہ کریں اور جو کچھ مردوں کو کرنے کے لئے کہا ہے یہ بھی کریں مگر ہزل و ہذیان کے کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور یا تو یا وھاب کا معمول رکھیں یا استغفر اللہ کا جس کے شوہر ہو اُسے شوہر کی رضامندی حاصل کرنا ضرور ہے لونڈیوں باندیوں کو کام خراب کرنے یا چوری وغیرہ کرنے پر کوئی رنج و ایذا نہ دی جائے یاد رکھو کہ جو کوئی ہمارے کہنے پہ عمل نہ کریگا وہ ہمارا نہیں -

فائدہ (۲۹)

محبت الٰہی و قدر وقت و اشتغال یہ اوراد بیان میں[1]

عمر کی چند سانسیں جو باقی رہ گئی ہیں انھیں غنیمت سمجھو اور غیر حق سے جو آنی و فانی ہے دل کو ہٹا لو اور لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دو ۔

دانی کہ یار چہ گفتہ است امروز ۔۔۔ کہ ہر کہ جز یار ست از و دیدہ بدوز

---

[1] ماخوذ از مکتوبات (۵۵-۵۶-۵۷-۵۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا سید نصیر الدین و مولانا علم الدین و سید علاء الدین ۔

لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو بیدار ہوں گے۔ ہمیں تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے اور اس کی طرف سے منھ پھیرنے اور غیر متعلق چیزوں میں وقت ضائع کرنے سے بچائے۔

یہ تو بتاؤ کہ کبھی تم پر الہیت کی چوٹ بھی پڑی ہے۔ کبھی تمہارے دل پر آفتاب احدیت کے جمال کا بھی سایہ پڑا ہے یا نہیں۔ اگر یہ دولت نصیب ہوئی ہے تو بڑی نیک بختی سمجھو اور ہمیں بھی اشارتاً کچھ لکھو تاکہ اس کی حقیقت معلوم ہو سکے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ آرام سے سوؤ۔ کھاؤ پیو اور بے غم رہو لیکن اگر تمہارے مطلوب میں شہود ہی داخل نہیں اور تمہیں کوئی درد طلب بھی نہیں تو افسوس ہے اور اگر درد طلب ہے تو آہ سحر گاہی کہاں گئی۔ ٹھنڈی سانسیں کہاں ہیں اور آنسو بھری آنکھ کہاں اور دل کی بیقراری کہاں ہے۔ دلبر سے یا تو وصل نصیب ہو جائے یا اس کے دروازے پر سر دھرا رہے۔ لیکن اگر بندہ ہوائے نفس میں گرفتار رہے تو افسوس صد ہزار افسوس ؎

چہ بکونین می شوی معتزر ہر دو عالم بدہ و مبادلہ کن

کیا یہ سودا اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بارے اگر صاف پانی پینے کو نہیں ملتا تو تلچھٹ ہی لے کر پیاس بجھا لو۔ بہر حال وقت کی بہت قدر کرو ؎

نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

جو کوئی صرف کھانے پینے اور سونے کا ہو رہا وہ مقصود سے محروم رہا۔ ایک آدمی کسی عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ ایک مرتبہ اس عورت نے کہلا بھیجا کہ فلاں وقت فلاں روز تمہاری طرف سے گذروں گی راہ میں میرا انتظار کرنا۔ غریب عاشق رات بھر نہ سویا لیکن کمبختی دیکھو ٹھیک

جس وقت محبوبہ اُدھر سے گذری اس جوان کو نیند آگئی - وا ویلا وامصیبتا

دردا کہ آہ گرم زبیماریم بہ سوخت　　تنہا نہ آہ گرم کہ دمہائے سرد ہم

اس شب کی صبح کو حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا کہ حضور عشق و محبت کی علامت کیا ہے - فرمایا کہ جب دریائے محبت جوش میں آئے اس وقت پوچھنا - غرض کہ محبت کی گفتگو شروع ہوئی اور شیخ علیہ الرحمۃ کو جوش آیا تو سائل نے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ عاشق کو معشوق کے بغیر خواب و خور حرام ہو جائے - جتنی مقدار خواب و خور میں گذاریگا اسی قدر محروم رہے گا - کل رات کا اس جوان کا واقعہ ہی دیکھو کہ اس نے تمام شب انتظار میں گذاری مگر جب محبوبہ کی سواری گذری تو اس وقت ذرا دیر کے لئے آنکھ جھپک گئی اور معشوقہ نکل گئی - اس کی محرومی دیکھو - جوان نے جو یہ سنا تو بے قرار ہو کر اٹھا پھر گرا اور جان نکل گئی - تمہاری غفلت کی تو یہ حالت ہے اور اس پر بڑی امیدیں باندھتے ہو - پانی پر معما نویسی سے کہیں کام چلتا ہے اس راہ میں نوجوان دے دینا چاہیئے ؎

اندریں راہ اگرچہ آں نہ کنی　　دست و پائے بزن زیاں نکنی

یا کہ جاں جائے دہ زیاں نہ کنی

الغرض یہ دنیا بے ثبات ہے اسے کوئی بقا نہیں - اگر ہو سکتا ہے تو کچھ نقد بنا کر گرہ میں باندھ لو تاکہ اس زاد راہ کے مدد سے بارگاہِ معلی تک پہنچ سکو -

مختصر یہ کہ دونوں جہاں کی سعادت ان دو چیزوں میں ہے یہ نقد وقت ہیں انھیں حاصل کرو یعنی (۱) پاکی نفس اور (۲) توجہ دل بحضرت حق

جسے یہ نعمتیں نصیب ہوئیں اسے اس بارگاہ معلیٰ تک پہنچنے کے لئے زاد راہ مل گیا۔ پس تمہیں لازم ہے کہ (الف) ایسے کام کرو جن سے اللہ اور رسول خوش ہوں (ب) ہمیشہ بندگان خدا کے ساتھ نیک معاملہ رکھو اور نیکی کرتے رہو (ج) ان پر احسان واکرام کرنا اپنا پیشہ بنالو اور (د) جو وظایف واوراد کہ ہم نے بتلائے ہیں انھیں کرتے رہو اور (ھ) خبردار بیماری ہو یا صحت۔ سفر ہو یا حضر اپنے کام میں کمی نہ کرنا۔ گو ان مکتوب میں مخاطب تم ہو مگر جو کوئی بھی مطالعہ کرے اور سمجھے ہمارا خطاب اسی سے ہے۔ والسلام۔

فائدہ (۳۰)[1]

اتباع سنت نبوی و پیروی پیرو طلب درد کے بیان میں

اگر انسان نے بشری خواہشات اور حظوظ سے تجاوز نہیں کیا اور حیوانی غذا کی حد سے باہر نہیں نکلا تو اس میں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں۔ صورت شکل کے امتیاز سے کوئی حقیقی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جو حظوظ تمہارے لئے ہیں اور جو نفس امارہ حکم کر رہا ہے ان کے سامنے سر تسلیم مت خم کرو ورنہ حال اور مآل دونوں میں محروم ہی محروم رہو گے اور سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جب حال میں گدھے اور بیلوں کی خصلت سے تمہارا کام مطابق ہوا تو پھر مآل

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر (۵۹۔ ۶۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب شیخ منور و شیخ سعد الدین نبیرگان حضرت فرید الدین گنجشکر ۱۲

میں ایسے ہی انجام کے سوا اور کیا نصیب ہوگا لیکن اللہ جل شانہٗ کی فضل
وعنایت سے اگر صفات سبوحی وقدوسی کے جانب، تم مائل ہوئے تو اسی
نوع کی صفائی اور نزاہت نصیب ہوگی۔
ہر شخص کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ جتنا زیادہ کہ میں
خود اپنے تئیں جانتا ہوں دوسرا مجھے نہیں جان سکتا۔ ذرا ہم سوچیں تو سہی
کہ کیا جمع پونجی ہمارے پاس ہے۔ سودائے خام کی کونسی دیگ ہم پکا
رہے ہیں۔ کہیں وہم وخیال سے تو ہم عشق بازی نہیں کر رہے ہیں۔
بیت اللہ ہمارا مقر وا وی ہے لیکن کہیں ہم نے گھوڑے پر تو مسجد
نہیں بنائی۔ کہیں کھاری زمین میں تو ہم نے بیج نہیں ڈالے۔ یہ سب چنے
اور نفس سے محاسبہ کرنے کے باتیں ہیں۔ توقع ہے کہ نفس کو پاک تر اور
دل کو جو متوجہ بخدا ہوا ہے اپنے آپ سے نزدیک تر رکھوگے۔ خدا کرے
تمہیں وہ قربت نصیب ہو کہ فریاد انا من اھوی ومن اھوی انا (یعنے معشوق
وعاشق دونوں بس ایک ہی ہیں) تمہاری زبان سے نکلنے لگے۔
مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کس خیال میں ہو اپنے متعلق کس گمان،
وخوش فہمی میں مبتلا ہو اور کس شئے پر قرار ملا ہے تمہیں اس کی کوئی
فکر ہی نہیں کہ کہیں یہ خوش فہمیاں مکر تو نہ ہوں۔
صاحب بصیرت۔ روشن دل اور دیدہ ور ہی لوگ جانتے ہیں کہ
قل انما انا بشر مثلکم (میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں) میں
کون سی حقیقت پنہاں ہے۔ امتیاز کی صورتیں اور ہوتی ہیں اور
اشتراک کے کچھ اور۔ شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور ہی تھے اور دوسرے صوفیہ
کچھ اور۔ ایک صورت ہے کہ ظاہر میں نظر آتی ہے اور وہی باطن میں

کچھ اور ہوتا ہے۔ تمام انسانی شکلیں ایک ہی سے دکھائی دیتی ہیں
مگر آدمی آدمی ایک سا نہیں ہوتا۔ باطنی شکلیں بہت مختلف ہوتی ہیں۔ بہرحال
یہ یاد رکھئے کہ پیر کا دل مرید کے دل کا آئینہ ہوتا ہے اور مرید کا دل پیر
کے دل کا آئینہ۔ پیر اپنے دل میں مرید کو دیکھتا ہے۔ چنانچہ ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ (جن لوگوں نے تم سے بیعت
کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی) بھی اسی بھید کا ایک شوشہ ہے
توجہ باطنی کے لئے اس ظاہری صورت کا سامنے موجود رہنا ضروری
نہیں ہے۔ تم ہی دیکھو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ
کئے ہوئے کتنی صدیاں گذر گئیں۔ با ایں ہمہ کیا کیا کام ہو گئے اور وجود
کے اس بار کو کس منزل تک پہنچا کر اتار گیا۔ آستانہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم سا آستانہ کم نبیوں کو نصیب ہوا ہوگا۔ یعنی آپ کی
اتباع کے فضل و شرف نے کہاں سے کہاں تک امت کو پہنچا دیا۔ پھر
مہمان کریم کی خاطر اس کے طفیلیوں کو بھی درجۂ اختصاص بخشا گیا ہے
طفیلی ایسے نہیں تھے جو کھانے پینے میں نسبت اشتراک رکھتے ہیں بلکہ
وہ جو اس کے بتائے ہوئے شرع شریف کا اتباع کرتے اور جس مہمان
کریم کے ساتھ ہیں اس کے قدم بقدم چلتے اور اس قدم مقدس کی اتباع
سے اپنا نصیب حاصل کرتے اور حظ اٹھاتے ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء
(صلعم) کے ان پیروؤں کو بھی اسی طرح قیاس کرنا چاہیئے اب خود تم
محاسبہ کرو کہ گلستان فریدی سے تم نے کون سے پھول چنے ہیں اور اس
بوستان سے کیا نعمت حاصل کی ہے۔ اہل چشت کے اس باغ سے
جس کسی نے پھل کھائے اتباع کرتے سے ہی کھائے۔ ہم نے بس

یہ اک گُر بتا دیا لیکن نہیں جانتے کہ کون خوش نصیب اس سے فائدہ حاصل
کرتا اور ان بزرگوں کی اقتدا سے پھل اور پھول چنتا ہے۔

اے برادر اس عمر کو عزیز سمجھو۔ خوار مت سمجھو اور جو کچھ کر سکتے ہو
اس میں کر گذرو۔ جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا اس نے خدا کو بھی نہیں
پہچانا اور ہلاکت کے غار میں گرا۔ یہ معرفت کا گُر ان بزرگوں سے سیکھو اس
بارے میں سب کے تعلیم ایک اور سب یک کلمہ اور یک زبان ہیں۔

ہماری تمہاری کیا حقیقت۔ واللہ اگر وجدان یار نہیں تو طلب کرنے
میں کیا نقصان ہے۔ کیوں نہیں طلب میں عمر گذار دیتے۔ اگر معرکہ میں
مردوں کی طرح جولانگری میسّر نہیں تو مردوں کی صورت بنا کر نعرہ مارنے
میں کیا حرج ہے۔ اگر حقیقت وصال نہیں نصیب تو اس کی تمنا ہی میں
عمر بسر کرنا کیا بُرا ہے۔ اگر اچھی طرح سمجھو تو معلوم ہوگا کہ درماں وجود
مقصود سے خوش تر درد طلب ہے جو اس میں مزا ہے وہ کسی میں نہیں ہمارے
سرور ہمارے پیشوا و مقتدا حضرت فریدالدین مسعود نور اللہ مرقدہ
و قدس اللہ روحہ جس سے خوش ہوتے یہ دعا دیتے کہ خدائے عزو
جل اپنا درد تجھے عطا کرے والسلام

فائدہ[1] (۳۰۱)

محبت الٰہی و اتباع نبوی (صلعم) کے بیان میں

ذوق آمیز کلمات تحریر میں نہیں آ سکتے مگر کچھ لکھتا ہوں۔ اللہ جل شانہ

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۶۱) خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب بعض مریدان چندیری
چشتہ وایرج۔

تقدس و تعالیٰ نئی نئی عجیب شکلیں خلق فرما سکتا ہے کل یوم هو فی شان چنانچہ یحبہم و یحبونہ (وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ بھی اسے چاہتے ہیں) اسی کے فرمودہ ذوق آمیز کلمات ہیں اور جدھر اشارہ کر رہے ہیں وہ میرے نزدیک ایسے معانی ہیں جو متعین ہیں گو ایک مولوی مرد فقیہ ان کلمات مبارک کی طرح طرح کی تاویلیں کرتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان دو لفظوں سے اس فیض سبوحی و قدوسی کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ انا حاسب (میں حساب لینے والا ہوں) دیکھتا ہوں کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اور مجھ سے جو محبت کرے گا میں بھی اس سے محبت کروں گا۔ محبت کا مقدمہ آشنائی و شناسائی ہے پہلے معرفت ہوتی ہے پھر محبت آتی ہے۔ معرفت بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب جمیلوں کا جمیل اور کل جمالوں کا جمال اور تمام حسن و خوبی کا مخزن ہے۔ اسی خزانہ جمال سے انوار اور حسن کے شعاعیں لمعہ افگن ہوتی ہیں کہ ع الأذن تعشق قبل العین احیانا۔ یعنی کبھی آنکھ سے قبل کان مبتلائے عشق ہوتے ہیں

؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

پھر جب اس طرح ایک گونہ شناسائی ہو گئی تو قدم آگے بڑھتا ہے اور توجہ قائم رکھنے اور یاد کرنے سے عالم محبت سے بھی کچھ حصہ نصیب ہونے لگتا ہے اور اس ہمہ جمال اور ہمہ کمال کے لئے ایک ٹیس سی دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اہل محبت کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے اس کے دل میں بھی محبت کا بیج بو دیا جاتا ہے پھر یہ بیج اللہ جل شانہ کی قدرت بالغہ اور حکمت عالیہ کی آیتوں اور

نشانیوں پر لگا۔ قائم رکھنے سے نشو و نما حاصل کرتا اور درخت بننا شروع ہوتا ہے۔ اُس کی شان دیکھ کر ادہر خیال جاتا ہے کہ جس ذات میں یہ سب کچھ پیدا کرنے کی قدرت و حکمت ہے اس میں کیا کیا کمال اور کیا کیا جمال ہوں گے۔ اس طرح خیال دوسری طرف منتقل ہوتا ہے اور اس معرفت سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے لیکن ہمیں جو مطلوب ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اس جہاں کی نیکیوں اور بدیوں کسی کی پروا نہ کرے نہ کسی سے خوف کھائے اور نہ ہیبت بلکہ انہیں دیکھ کر اس کی طلب میں اور اضافہ ہو اور اس کی روش میں مزید ترقی ہوتی جائے۔ ممکن ہے کہ ایک ایسی حالت اس پر گذرے کہ کبھی وہ اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتا ہو کہ اے سفلی۔ ظلماتی اور اے فانی و زمانی تجھے اس حضرت عزت و جلال سے کیا نسبت۔ بے ادب شوخ و بے شرم ایسی بڑھ بڑھ کر خیالی پلاؤ پکا رہا ہے۔ استغفر اللہ اس سے باز آ اور سو بار توبہ کر۔ کہاں مٹی کا ڈھیر اور کہاں رب العالمین۔ کہاں تو اک کیچڑ کا لوندا اور کہاں وہ سب عالموں کا پالنہار اور اس کی باتیں۔ اور پھر ہر طرح پر عقل و ہوش درست کرنے کی کوشش کرتا ہو کہ اس خطرہ سے باز رہے مگر اے رب تیری ہی قسم بیچارہ مسکین جو کہ پہلے طلب و عشق و محبت میں اس طرح مبتلا تھا گو اس کا دوسرا حال اب یہ نظر آ رہا ہے کہ نماز تلاوت و کسب و کار میں مشغول ہے اور بظاہر طلب سے غافل اور خود بیں ہو گیا ہے یہ سب کچھ ہے مگر باوجود اس کے جب لگا تب اس کی نظر دل پر پڑتی ہے تو پتہ لگتا ہے کہ اندر سے پی کہاں کی آواز آ رہی ہے اور باوجود ان سب ظاہری مشاغل کے طلب ہو کر رہا ہے تو یا۔

ہی کو کر رہا ہے اور جستجو اگر ہے تو بس اُسی کی ہے ؎

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ — ایں بُت پرست کہنہ مسلماں نمی شود

فقیہ طعنے مارتے ہیں اور واعظ و محدث نصیحت کرتے ہیں۔ مفسر اپنی جگہ دوسرا ہی سودا پکاتے ہیں۔ یہ سب اس کی جان کے دشمن اور اس مسکین و بیچارہ کے پیچھے پڑے ہیں مگر با ایں ہمہ یہ شیفتہ آشفتہ زلف و خال یار کا گرفتار پوری امید و جسارت کے ساتھ فریاد کر رہا ہے ؎

جز یاد دوست ہر چہ بری عمر ضائع است — جز سر عشق ہر چہ بجوی بطالت است

علمی کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

کہتا ہے کہ اگر یہ سب درد دوستی باقی رہے تو دوزخ کی بھی پروا نہیں۔ رقص کرتا ہوا جاؤں گا اور اگر بہشت میں لے جائیں گے تو بغیر دوست کے وہاں نہ جاؤں گا۔ ع گر بے تو بود جنت بر کنگرہ ننشینم۔ ثوبان کی حکایت کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں کیسی محبت تھی مشہور ہے۔ اب اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ تم کس کام میں ہو۔ کیا کھاری زمین پر کاشت کر رہے ہو یا آب جاری پر نقش بنا رہے ہو۔ یاد رکھو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ شاہد بازی اور پارسائی دونوں میل نہیں کھا سکتیں

اے دوست اے برادر۔ اے یار اگر عشق نہ ہوتا تو سبزہ نہ اُگتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کوئی جانور اپنے بچہ کو نہ پالتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو آسمان کبھی گردش نہ کرتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کسی کو بھی اللہ جل شانہ جہاں میں پیدا نہ کرتا کیا تم نے فاحببت ان اعرف کی حدیث قدسی نہیں پڑھی اگر نہیں اپنے دل میں اپنی ذات کی طرف سے کچھ گمان ہے تو یہ صرف ہوس ہے

اور تمنا اس کے ساتھ ضم ہوگئی ہے ؎ علم و عمل و زہد و تمنا و ہوس ؛
یہ جملہ رہ است خواجہ منزل پنداشت = اس نوے سال کے بڈھے سے پوچھو
کہ کیا حال ہے ۔ ہر شب ہر روز کوئی نہ کوئی زحمت و تکلیف ساتھ لگی رہتی ہے
اور تمام رات قیام میں اور دن صیام میں گذر جاتا ہے ۔ میں نے جو اس کا ایک نشان
بتایا تھا تم کیسے اس نشان کے پتے سے اس کا پتہ لگا سکتے ہو کیا اس کی وقت
"لی مع اللہ" میں کوئی خطرہ گذر کر سکتا ہے ۔ لا واللہ ہرگز نہیں ۔ نیکی کے دروازے
وا ہیں فیض جاری ہے جو کوئی کام کریگا نیک مرد اور نیکوکار ہوگا ۔ طالبان
حق کا کام راہ سلوک اختیار کرنا ہے جب تک اس راستہ پر نہ چلیں گے وصول
میسّر نہ ہوگا ۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ
فاتبعونی یحببکم اللہ** پس جس کسی کو محبوب بننے کا شوق ہے چاہیے
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے گویا کہ آپ (صلعم)
یہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ جس راہ سے میں نے سلوک طے کیا اور منزل پر پہنچا ہوں
جو کوئی اسی راہ پر چلیگا میرے مقر و مستقر پر میرا ہمزانو اور ہمقدم ہوگا تم کہوگے
کہ رسول اللہ صلعم کے برابر کون ہو سکتا ہے ۔ یہ صحیح ہے لیکن حضور جس مئے محبتِ
الٰہی کے دریا پی گئے تھے اسی کا ایک قطرہ تمہارے حلق میں بھی ٹپکایا جائیگا ۔ پھر
تابع و متبوع سابق و مسبوق کا فرق سب جانتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے لیکن
سب ایک ہی ڈگر کے چلنے والے ہوتے ہیں ۔ یہ شرف کیا کم ہے ۔ اپنے وقت کو
ورد و اوراد سے منور رکھو عقل نہیں کہتی کہ اس میں دنیا و آخرت کا کوئی بھی
نقصان ہے ؎

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی ۔
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

فائدہ (۳۲)

تزکیہ ومخالفت نفس وتوجہ تام کے بیان میں

معلوم ہو کہ طلب حق میں کوئی کسب مانع نہیں ہے جس کام میں چاہو رہو۔ اگر یہ دو چیزیں تمہارے پاس ہیں یعنی پاکی نفس اور توجہ تام تو سب کچھ ہے توجہ تام سے مراد ہے یاد خدا میں دل کو لگائے رکھنا ہمیشہ اس کی یاد میں رہو اور اسی طرف دلکو متوجہ رکھو اور تمام کاموں میں پیر کی پیروی مقدم سمجھو اور اس توفیق کے لئے بھی پیر سے مدد مانگتے رہو۔ کسی کام میں سستی نہ کرنا۔ کسی واقعہ سے دلکو متعلق کر لینا مقصود سے پیچھے رہ جانا ہے ہمارا مطلوب اتنا بلند مرتبہ ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا جب تک کہ بندہ خدا عزوجل کے ساتھ ایک نہ ہو جائے۔ یعنی سوائے خدا کے نہ کچھ دیکھے اور نہ جانے اور نہ پہچانے اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کوئی چیز ہوا جو عورت کہ مردوں کے سے کام کرے وہ گو عورت کی صورت ہے مگر دراصل مرد ہے اور جو مرد عورتوں کے سے کام کرے یعنی ہوا پرست ہو تو وہ گو مرد کی صورت ہے مگر دراصل عورت ہے توقع ہے کہ آں برادر ہمیشہ عبادت الٰہی میں وقت صرف کرتے رہیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں گے اور ان کے حق ادا کرتے رہیں گے جیسا کہ حق ہے۔ اس جہاں سے سوائے نیک عمل لے جانے کے اور کسی صورت سے کام نہیں بنے گا۔

ماخوذ از مکتوبات نمبر (۶۲۔۶۳۔۶۴۔۶۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی برہان الدین ومولانا سلیمان ومیر چندہ۔ مکتوب (۶۲) کا مضمون فائدہ (۳۱) میں آگیا ہے۔ ۱۲

فائدہ (۳۳) [1]

نبوت اور ولایت کے بیان میں

مقام ولایت سے مراد ہے قرب حق و معرفت خدائے عزوجل واطلاع بر حقائق یہ اطلاع ایسی ہونی چاہیئے کہ جو غایتوں کے غایت اور منتہیٰ تک پہنچتی ہو انبیاء علیہم السلام کو بارگاہ خداوندی سے پہلے ہی مرتبہ ملا ہے یعنی اولیاء میں سے جن پر عنایت بے غایت ہوئی اور مقصود ہوا کہ ان سے دعوت خلق کا کام لیا جائے تو انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا اور یہ کام ان سے لیا۔ اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ مقام ولایت کی انتہا مقام نبوت کی ابتداء ہے پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اول ولایت کے درجہ پر پوری طرح باقصی الغایت سرفراز نہ ہوا ہو۔ پہلے ولایت ملی ہے اس کے بعد نبوت کی دولت نصیب میں آئی ہے بعض اس امت کے صوفی جن میں ولولہ محبت و شوق از حد غالب ہے بعض اولیائے امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض انبیائے سابقین پر دو وجہوں میں پڑ کر فضیلت دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ اصل ولایت یہ ہے کہ قرب خداوندی اور معرفت الٰہی حاصل ہو اور حقائق پر پوری پوری اطلاع ہو اور نبوت وہ کام ہے جو خلق خدا سے متعلق ہے جس کے لئے خدا نے اپنے بندوں کے پاس اس نبی کو بھیجا ہے اس وجہ سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ ولی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ولایت ایک ایسا رکن ہے کہ نبوت کی بنا، اسی پر قائم ہے۔ اس سے عوام کو یہ خیال ہوا کہ ان بزرگوں نے ولی کو نبی پر ترجیح و تفضیل دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ طالبان علم علی العموم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس نے

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۶۶) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب حضرت مسعود بیگ قدس سرہ۔ مطبوعہ نسخے میں وہ مکتوب بھی طبع ہوا ہے جو حضرت مسعود بیگؒ نے اس رقعہ کے جواب میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یا خلاصہ فوائد ہذا سے متعلق نہ تھا اس لئے نظر انداز کیا گیا ۱۲

جناب باری تعالیٰ کے ننیانوے نام تحقیق کے ساتھ پڑھ لے وہ یہ دیکھتا ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ضمناً تو ثابت ہوتی ہیں۔ مگر اصلاً نہیں۔ مثلاً آل نبی پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا اور درود بھیجنا محض ضمناً ہے اور بالاصل ثابت نہیں ہے۔ نبی پر درود و سلام بھیجتے وقت آل کو بھی ضمناً جب درمیان میں لے آئیں تو مضائقہ نہیں۔ نیز صوفیان متالہہ یعنی جن پر ولولہ و دیوانگی عشق غالب ہے، کہتے ہیں کہ امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعضوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروی میں وہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ انبیائے سابق کو نصیب تھی چنانچہ یہی حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں داخل ہونے کی خواہش کی تھی یہ غلبہ عشق کا کلمہ ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ میں نبوت پر ولایت کو فضیلت دیتا ہوں تو اس کے سامنے میرا یہ قول پیش کر دیا جائے۔

نوٹ :- اس مکتوب میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز نے پہلے اہل تصوف کا عقیدہ صحیحہ بیان فرمایا اس کے بعد صوفیان متالہہ کے بعض خیالات بیان کئے اور ان کی طرف سے معذرت فرمائی کہ ان کا قول اصل و حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ ضمنی اور والہانہ ہے یعنی اتباع رسول میں ایک والہانہ ضمنی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو حقیقتاً اصل شئے ہوتی ہے اور نہ کوئی مذہبی عقیدہ بلکہ ایک کیفیت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس ولولہ شوق و محبت میں بعض شطحیات ان کی زبان سے نکل جاتے ہیں جو کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتے۔



تمت

عہ یعنی صفات اک ضمنی شے ہے لا عین و لا غیر مسلمہ مسئلہ ہے اور ذات ایک اصلی حقیقی شے ہے۔ جب اصلی و ضمنی دونوں اشیا باہم وابستہ ہیں تو دونوں الگ الگ نہیں کر سکتے دیا۔ شے یذکر ضمناً و لا یذکر اصلاً اسی ...

۱۲

به اہتمام و انتظام معتمد کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

حافظ محمد حامد صدیقی چشتی قادری
لکچرار عثمانیہ کالج گلبرگہ شریف
معتمد اعزازی مدارس و کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

شائع گردید

ملنے کا پتہ
معتمد اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت: (۱۲/)